RARE BOOK
NOT TO BE ISSUED

ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ

الحمدللہ کہ یہ رسالہ ہدایت کا مقالہ رفع شبہات بعض عوام مین جو لونڈی غلام مین کلام کرتے تحریر یافتہ

ردالشقاق فی جواز الاسترقاق

باہتمام راجی غفران محمد عبدالرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور و تربیت فخر ... محمد مصطفی خان

مطبع نظامی واقع کانپور مین چھپا

STATE LIBRARY

Checked
1987

CHECKED 1995

۲

داخلہ نمبر	9911
فن نمبر	الف ٢٥
کتاب نمبر	٦٧٩<

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی فَضَائِلِہٖ وَنَوَالِہٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ اَرْسَلَہٗ لِیَهْتَدِیْ بِاَقْوَالِہٖ وَنَقْتَدِیْ بِاَفْعَالِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہِ الَّذِیْنَ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِہٖ وَاقْتَبَسُوْا مِنْ نُوْرِ جَمَالِہٖ بعد حمد و صلوۃ کے کہتا ہون کہ ایک رسالہ درباب حرمت استرقاق نظر پڑا اوسکے دیکھنے سے دریافت ہوا کہ بعض ناواقفان علوم عقلیہ و نقلیہ نے توہمات ڈبلیو ڈبون اور گرنیول شارب اور مسٹر بروہم وغیرہم اور قوانین مجریۂ حکام وقت کو دیکھکر بحکم النّاس علی دین الملوک یہ چاہا کہ استرقاق کو جو دین محمدی مین منصوص اور متفق علیہ اور بالاجماع ثابت ہی باتباع تقلید توہم پرستان اور امراے وقت کے اوسکے جواز مین کلام کرین چنانچہ ایک رسالہ موسوم بہ تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام اس باب مین تالیف کرکے اپنی صدف طبیعت سے جھوٹے موتی نکال کر اپنے پیرو نکو عطیے کیے اور اونھون نے افتخاراً اپنا درۃ التاج بنایا اور باوجود ادعاے اسلام کے اوسمین ایسے مضامین لکھے ہین کہ جنسے صراحۃً اور اشارۃً الزام شرک اور فسق کا اکابر دین اور علماے اعلام اور انبیاے عظام پر عائد ہوتا ہی اور انبیاے اولو العزم سے لیکر عوام اہل اسلام تک کوئی مطعونی سے نہین بچ سکتا چونکہ اب یہ زمانہ وہ ہی کہ خورشید علم پردہ مین آگیا اور اندھیرا جہل کا عالم مین چھا گیا ہی مخبر صادق کی جو خبر ہی پیش نظر ہی ان اللہ لا یقبض العلم انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم

بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالمًا اتخذ الناس رؤسًا جهالًا فسئلوا فافتوا بغیر علم فضلوا واضلوا بتحقیق اللہ قبض نہ کریگا علم کو چھین لینے کی طرح پر کہ چھین لیوے اوس کو بندون کے دلون مین سے لیکن قبض کر لیگا علم کو بسبب قبض کر لینے علما کے یہان تک کہ جب باقی نچھوڑیگا کسی عالم کو تو ٹھہراوینگے آدمی بزرگ جاہلون کو تو سوال کیے جاوینگے وہی پس فتوی دینگے بغیر علم کے پھر خود گمراہ ہونگے اور اون لوگونکو گمراہ کرینگے لہذا بہت خوف اس کا پیدا ہوا کہ کچھ بعید نہین کہ اکثر نیم خام خرخرفات بیہودہ پر محض ازراہ تقلید کے ایمان لاکر گمراہ ہو جاوین لہذا اس خاکسار ذرہ بمقدار نے اونکے شبہات واہیہ کی رد مین یہ رسالہ مختصر لکھا اور نام اسکا **ردالشقاق فی جواز الاسترقاق** رکھا

واللہ الموفق الی الهدایة ومنه البدایة والیه النهایة

* مقدمه *

جاننا چاہیے کہ انسان ایک نوع ہے جنس حیوان سے روح انسانی کہ جسکو نفس ناطقہ اور جوہر ملکی اور مدرک کلیات کہتے ہین اسنے اوسکو سائر انواع حیوانیہ سے جدا کر دیا ہے اور خصائص بہیمیہ جسقدر سائر حیوانات مین ہین بسبب اشتراک جنس کے اسمین بھی موجود ہین جسقدر احترام اسکو حاصل ہے وہ بسبب کمال روح انسانی ہی کے حاصل ہے آزادی جو اسکی صفت ہے وہ بھی صرف بسبب روح انسانی ہی کے ہے غور کرو کہ اگر آزادی منجملہ صفات جنسیہ کے ہوتی تو سب حیوانات کا یہی حال ہوتا لیکن باتفاق موافق ومخالف لازم باطل ہے فالملزوم مثلہ پس ظاہر ہوا کہ آزادی منجملہ خصائص نفس ملکی کے ہے نہ نفس بہیمی اور اوسکے متعلقات کے اور جاننا چاہیے کہ اوس جوہر ملکی کو خدا تعالے نے حاکم نفس بہیمیہ کا بنایا ہے نفس بہیمی اور حواس عشرہ کو جو متعلق نفس بہیمی کے ہین بوساطت نفس بہیمی کے تابع اوسکا کیا ہے پس صفت آزادی جو انسان کو حاصل ہے یہ تبعیت واطاعت نفس ملکی کیوجہ سے ہے کہ جسقدر زیادہ تبعیت واطاعت نفس ملکی کی ہوگی اسیقدر زیادتی آزادی مین ہوتی رہیگی یہانتک کہ نہایت اطاعت سے خود یہ جسم خاکی اگر صفات ملکی سے کماحقہ متصف ہو جاوے تو ممکن ہے وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا ط وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللهُ إِلَيْهِ

دَنَا فَتَدَلّٰى فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى مَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ

حتیٰ احببتہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی
یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا لیکن جب نفس بہیمی نے بغاوت اختیار کرکے نفس ملکی کو مغلوب کرلیا اور دبا لیا
ہوگیا تو جسقدر احترام اور اعتصام کہ بسبب اطاعت نفس ملکی اوسکو حاصل تھا یا ممکن الحصول ومتوقع
الحصول تھا سب سے محروم رہگیا اور دیگر ابنای جنس کے ساتھ ملحق ہوگیا بلکہ اونسے بھی بدتر ہوگیا
کیونکہ جو استعداد کہ انمین تھی اونمین فی الاصل تھی ہی نہین پس وہ تو معذور ہین مگر اسنے خود اوس استعداد کو
زائل کردیا اسیواسطے کلام حکمت التیام مین ایسے بغاۃ کے حق مین وارد ہوا ان ہم الا کالانعام
بل ہم اضل سبیلا اور اسی سبب سے اونکو بکلمہ شر الدواب تعبیر کیا گیا ان شر الدواب عند اللہ
الذین کفروا فہم لا یؤمنون اور جب دیگر انواع جنس یعنی حیوانات کے ساتھ ملحق ہوگیا
تو وصف آزادی جو خصائص نفس ملکی سے ہے مانند اور صفات کمال کے اوس سے زائل ہوگیا اور مثل دیگر
حیوانات کے بموجب کلام حکمت التیام والذین کفروا یتمتعون ویأکلون کما تأکل الانعام
تمتع محسوسات اور خور ونوش کا مندہ ہوکر قابل تملک رہگیا اور جسطرح پرند اور حیوانات بسبب اخذ
اور قید کے مملوک پکڑنیوالے اور قید کرنیوالے کے ہوجاتے ہین اسیطرح یہ قید اور اخذ اور استیلا اوسکے
مملوک ہوجانیکا بھی سبب کامل ہوگیا غرض کہ بسبب بغاوت اور غلبہ نفس بہیمی اور مغلوب ہوجانے
جوہر ملکی کے جو جو صفات کہ جوہر ملکی کے جسم حیوانی مین موثر ہوکر موجب حرمت وعصمت تھین وہ سب
کنارہ کر گئین اور بعد اونکے زوال اور کنارہ کرنے کے یہ صورت نوعیہ بھی تمامتر مثل دیگر انواع
جنس کے قابل تملک کے ہوگئی اور بسبب زوال عصمت حریت کے استرقاق اونکا عقلاً ونقلاً مذموم نہ ہوا
اور یہی رای ہے انبیای عظام کی بموجب وحی خالق انواع موجودات کے قل ما یعبأ بکم ربی لولا
دعاؤکم اور یہی رای ہے حکما اور علماے اہل اسلام کی اور یہی رای ہے اکابر فلاسفہ اشراقیین ومشائین کی اور چند
پہلے یہی رای تھی مجتہد عصر کی بھی کہ سکان ہند کو کمتر مینڈک اور کیڑے مکوڑے سے تصور فرماکر
بہت آب وتاب سے علیگڈھ کی سوسیٹی کے اخبار مین چھپوایا تھا مگر اتنا فرق تھا کہ اونھون نے بنا بر دانائی
کے علوم محسوسات دنیوی کے ایسا تجویز فرمایا تھا ہم بربنای جہل وغفلت کے علوم الٰہیہ ومعارف توحید کے

ایسا تجویز کرتے ہیں مصرع
عنکبوت ار طبع عنقا داشتی
آن فرشتہ ہست و نداند جز سجود
این سوم ہست آدمی زاد و بشر
نیم دیگر مائل علوے بود
عقل گر غالب شود پس شد فزون
از بہائم این بشر زان کابتر ست
یک گروہ مستغرق مطلق شدہ
رستہ از خشم و ہوا و قال و قیل
قسم دیگر با خران ملحق شدند
تنگ بود آن خانہ و آن وصف رفت
زاغ گردد چون بے زاغان رود
این سخن حق ست صوفی گفتہ است
مکر و تلبیسی کہ او تاند تنید
دُرہا از قعر دریا یافتن
کہ تعلق با ہمین دنیاستش
کہ عماد بود گاو و اشتر ست
علم راہ حق و علم منزلش
ترک او کن لا احب الآفلین
بار حیوان را چو استعداد نیست
ہر غذائی کو خورد مغز خر ست

لیکہ ہر کس بقدر ہمت اوست
از لعابے خیمہ کے افراشتی
یک گروہ دیگر از دانش تہی
از فرشتہ نیمی و نیمیش ز خر
تا کدامی غالب آید در نبرد
از ملائک این بشر در آزمون
این بشر ہم ز امتحان قسمت شدند
ہمچو عیسیٰ با ملک ملحق شدہ
از ریاضت رستہ وز جہد و جہاد
خشم محض و شہوت مطلق شدند
مردہ گردد شخص کو بی جان شود
جسم گردد جان چو او بیجان شود
او ز حیوانات جان افزون کند
آن ز حیوان دگر ناید پدید
خردہ کاریہای علم ہندسہ
رہ بہفتم آسمان بر نیستش
بہر استبقای حیوان چند روز
صاحب دل داند آن را با دلش
ز انکہ استعداد تبدیل و نبرد
عذر را اندر رہی روشنی ست
گر بلا در خورد آن افیون شود

نظم

یک گروہ را جملہ علم و عقل و جود
ہمچو حیوان از علف در فربہی
نیم خر خود مائل سفلے بود
زین دو گانہ تا کدامی برد نرد
شہوت ار غالب شود پس کمتر ست
آدمی شکل اند و سہ امت شدند
نقش آدم لیک معنی جبرئیل
گوئیا از آدمی خود او نزاد
وصف جبریلی در ایشان بود رفت
خر شود چون جان او بی آن شود
زانکہ جانی کان ندارد ہست پست
در جہان باریک کاریہا کند
جامہای زرکشی را بافتن
یا نجوم و طب و علم فلسفہ
اینہمہ علم بنای آخر ست
خواندہ علمش احمقان بفیروز
لاجرم اسفل بود از سافلین
بودش از پستی و آن افزون کرد
زر چو استعداد شد کان ہنر ست
سکتہ مستقلیش افزون شود

جب یہ امور ممہد ہو چکے تو اب ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ مجتہد دہر کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اس بات کو جانچتے ہین کہ اونھون نے جسقدر دلائل عقلیہ لکھے ہین آیا کچھہ بھی مطابقت قواعد عقلیہ اور استدلالات معقولہ سے رکھتے ہین یا سب لغو اور مہمل اور سر بسر پا از قسم توہمات و تقلیدات ہین واللّٰہ الموفق الی الحق والصواب **قال** خدا نے انسان کو ایک ہستی بنایا ہے کہ جسکی فطرت مین آزادی رکھی ہے **اقول** ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ آزادی ذاتیات انسان سے نہین اور نہ خصائص جنسی سے ہے بلکہ خصائص جوہر ملکی سے ہے کہ اوسکے ذریعہ سے بحالت تبعیت کے جسم حیوانی پر موثر ہوتی ہے اور بسبب بغاوت کے زائل ہو جاتی ہے **قال** اوسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا **اقول** عقل سے کیا مراد ہے اگر مدرک کلیات مراد ہے جسکو ہمنے نفس ملکی تعبیر کیا ہے تو مغلوب ہو جانا عقل کا اور غالب ہو جانا نفس بہیمیہ کا ہر آئنہ مستلزم اسکا ہے کہ یہ صورت نوعیہ بھی مورد احکام بہائم ہو دے بلکہ اونسے زیادہ اوسپر تشدد کیا جاوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ذی شعور ہونا کسیطرح خاص انسان تک نہین جسقدر حیوان ہین سب ذی شعور ہین اور مشاعر عشرہ سب مین موجود ہین حالانکہ سب قابل تکلیف نہین **قال** اوسکو تمام قوتین ظاہری اور باطنی عطا کیے ہین **اقول** یہ بھی کچھہ خصائص انسانی سے نہین کل حیوانات کو حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہین **قال** اونکے استعمال کی اونکو قدرت بخشی ہے **اقول** کل حیوانات کا یہی حال ہے کچھہ خصوصیت انسان کی نہین **قال** ہر کام کے شروع کرنیکی سمجھہ اور اوسکے انجام کی سوجھ اوسکو دی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز اور انجام خود سوچ لے **اقول** اگر یہ قضیہ کلیہ فرض کیا جاوے جیسا کہ لفظ ہر دلالت کرتا ہے تو غلط محض ہے کیونکہ بعض امور کے آغاز کی سمجھہ اور اوسکے انجام کا سوجھ کچھہ بھی انسان کو نہین دیا گیا چنانچہ یہ امر بدیہی ہے اور اگر قضیہ مذکورہ کو جزئیہ سمجھا جاویگا تو ہر ایک حیوان پر صادق آتا ہے کچھہ مخصوص ساتھہ انسان کے نہین ہے بعض امور کا آغاز و انجام ہر ایک حیوان خود سمجھتا سوچتا ہے بلکہ بعض امور حسیہ کے ادراک مین بعض حیوان انسان پر فائق ہین **قال** اوسکو ایسی فطرت پر بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزون کے مہیا کرنیکا خواہشمند ہے **اقول** یہ بھی بدیہی البطلان ہے نہ انسان نفس کل اشیای موجودہ کیطرف محتاج ہے نہ اونکے مہیا کرنیکی احتیاج رکھتا ہے اور نہ تقصد

تسلیم ناقص الخلقة ہونا لازم آتا ہی کہ ایسا ناقص الخلقة ہی کہ محتاج ہی بطرف تمام اشیای موجودہ یا ممکنہ کی برخلاف سائر حیوانات کہ وہ اکثر اشیای موجودہ یا ممکنہ سے مستغنی ہین اور اگر الفاظ سے قطع نظر کرکے یہ سمجھا جاوی کہ مدعا یہ ہی کہ انسان ایسی فطرت پر بنایا گیا ہی کہ جو چیزین کہ اوسکے واسطے ضروری ہین اونکو خود مہیا کرسکتا ہی تو یہ بات کچھ خصائص نوع انسانی سے نہین ہر حیوان کا ایسا ہی حال ہے

قال خود خدا نے فرمایا لَيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ انسان کے لیے بجز اسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہی کچھ نہین ہی **اقول** مخفی نہین کہ آیت متلوہ مین قصر الموصوف علی الصفة ہی کہ جس سے کچھ مدعا مستدل کا حاصل نہین ہوتا ہمکو اس مقام مین تشریح معانی آیت کی ضرورت نہین **قال** پس یہ تمام حالتین اس بات پر دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک ہی **اقول** جن مقدمات پر کہ مولف نے یہ نتیجہ ترتیب دیا وہ سب مقدمات باطل ہین اونمین سے ایک مقدمہ بھی منتج اس نتیجہ کا نہین نہ بطریق قیاس اقترانی نہ بطریق قیاس استثنائی پس بجز توہمات اور تخیلات کے کہ اصلا مثبت کسی مدعا کے نہین ہوسکتے مقدمات و نتیجہ کو اور کسی امر پر ہم محمول نہین کرسکتے اور اگر یہ امور مذکورہ منتج نتیجہ مسلمہ مولف کے ہون تو سب حیوانات کا ایسا ہی حال ہو کہ پتلا ہونا اونکے جنس کی ذاتیات سے نہین ہی اور عوارض مذکورہ از قسم عرض عام کے ہین جیسا کہ مذکور ہوا ہم بھی کہتے ہین کہ حریت امر فطری ہی کیونکہ پیدایش انسان کی فطرت اسلام پر ہی ہی مگر جب اسلام زائل ہو گیا تو اوسکے زوال مین کیا استبعاد ہی اور فساد اس قول مصنف کا کہ وہ خود اپنا آپ مالک ہے ظاہر ہی ہماری ملت مین کوئی حر خود اپنا بھی مملوک نہین اوسکو اختیار نہین کہ وہ اپنے تئین کسیکے ہاتھ بیع و ہبہ کرکے کسی دوسرے کا مملوک کردے

قال غلامی ان تمام چیزون کی بابت یون کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہی اور اسلیے خدا کی مرضی کے مطابق نہین ہوسکتی **اقول** یہ کلام بھی غایت رکاکت بلکہ غلط بات ہی جن لوگون پر ابتداءً رق طاری ہوا اصلا صانع کی مرضی کے برخلاف نہین بلکہ عین مرضی خالق یہی ہی اور نتیجہ مولف کا صرف ایسے مقدمات پر مبنی ہی کہ محض از قسم توہمات اور تخیلات ہین اور چونکہ غلامی ابتداءً سزا ہی اوس جرم کے کہ بالاتفاق منافی فطرت اور مرضی خالق کے خلاف ہی چنانچہ وارد ہوا ہی لَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ

پس اوس جرم غیر فطری کو بھی خلاف مرضی اور اوسکی سزا کو بھی خلاف مرضی ٹھہرانا خالی تعارض کلامی سے نہین **قال** حقیقت مین غلامی سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کی جو اصلی منبع تمام نیکیون کا ہی برعکس مخالف نہین **اقول** سراسر غلط تقریر ہی وہ امر قبیح کہ جس سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کے برخلاف نہین اوس سے اغماض فرمانا اور اوسکے قائم مقام اوسکی سزا کو جو عین حکمت ہی ٹھہرانا دیدہ و دانستہ حق بات کو چھپانا ہی ع نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند **قال** غلامی بے انتہا بدیون کی جڑ اور تمام بداخلاقیون کی مان اور کلیۃ اخلاق حمیدہ کی دشمن ہی **اقول** یہ تقریر سراسر بدیہیات اولیات کے خلاف ہی کیا یہ تثلیث و تعشیر اور بت پرستی اور استعمال ام الخبائث یعنی او پر غلامی کے ہی کیا یہ زناکاری اور فحش قبیح غلامون مین ہی محصور ہی کیا یہ سب قبائح مذکورہ جناب سامی کے نزدیک محاسن فطرتی ہین انصاف فرمائیے کہ جب ایسے ایسے امور مناقض فطرت کسی فرد بشر یا قوم مین راسخ ہوجاتے ہین تو وہ انسان نہین بلکہ بدتر از سا حیوان ہین اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا اور جب وہ انسان صورت بہائم سیرت حکم مین انعام کے ہین تو استرقاق اونکا ہر آئینہ مطابق اقتضای حکمت کاملہ کے ہی **قال** کیا پاک پروردگار ایسی ناپاک چیز کو انسان کے حق مین جائز کرتا **اقول** کیا پاک پروردگار اون ناپاک اخلاق کی جو موجب تغیر فطرت کے ہین اونکو سزا نہ دیتا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ **قال** کیا خدا تعالی ان تمام صفات کو جو اوسنے انسان مین پیدا کیے ہین غلامی کی حالت مین برباد کرنا پسند فرماتا **اقول** غور فرمائیے کہ اگر اون صفات کو اون بہائم سیر تونے خود برباد نکیا ہوتا تو ہرگز وہ لوگ مورد استرقاق نہوتے مگر جبکہ انھونے خود اون صفات کو قبل از ورود استرقاق کھو دیا تو کیا مقتضای عقل سلیم یہی ہی کہ تدارک اوسکا کچھہ نکیا جاے **قال** یہ تمام قوی جو خدا نے انسان مین اسلیے پیدا کیے ہین کہ خدا کے لیے کام مین اوین دوسرونکے تصرف مین جانے پر راضی ہوتا **اقول** یہ تو فرمائیے کہ آپکے خادمان آزاد کے قوای لطیف کونسے دست خدا کے لیے کام مین آتے ہین اور غلامون کے قوای لطیف کے خدا کے لیے کام مین آنیکا کون مانع ہی اور جب وہ بدخصال برخلاف اصل فطرت کے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کے عابد بنے اور یہانتک اوس خصلت بد پر

اصرار کرنے لگے کہ باوجود پند و وعظ کے روبراہ نہووے بلکہ بمقابلہ و مقاتلہ پیش آوے تو کیا
اوس بغاوت کی پاداش سے اونکو محفوظ رکھنا اور اونکے اخلاق رذیلہ کی اصلاح مین کوشش نکرنا آپکے
نزدیک عین اقتضای حکمت و مصلحت ہی اَیَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ یُّتْرَکَ سُدًی حاشا وکلا اِنَّ اللّٰہَ
عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ ذٰلِکَ جَزَیْنَاھُمْ بِبَغْیِہِمْ اور خوب سمجھ لیجیے کہ یہ استرقاق جو ہماری شریعت کے
مطابق ہی اون بدخصالون کے حق مین نہایت مفید اور مثمر ثمرات حسنہ اور موجب تہذیب ہی نہ یہ کہ جیسا
آپ ازراہ غلبۂ توہمات و تخیلات فاسدہ کے سمجھے ہوے ہین یاد کیجیے کلام حکمت التیام صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو عجب اللّٰہ من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل رواہ البخاری وہ قوم جو آپکے
اعتقاد مین ازبس مہذب ٹھہری ہوئی ہی اونھین کے آرا کو باب بغاوت مین ملاحظہ فرمایئے حجر دوام
اور انتزاع ملکیت اموال منقولہ اور غیر منقولہ سے اور عدم تملک مکاسب بصراحت تمام تجویز فرماتے ہین
حجب میراث ہی نہین بلکہ ضبطی میراث جو حجب سے بھی بدتر ہی واجب ٹھہراتے ہین بلفظ یا لفاظ غل ام تو
البتہ روا نہین رکھتے مگر استعمال احکام غلام مین زیادہ تر قواعد شریعت غرا سے تشدد اور مبالغہ کرتے
ہین دیکھیے باب ششم پینل کوڈ اور دیگر احکام متعلق اوسکے **قال** جبکہ خدا خود الہام کر چکا ہی کلکم
عبید اللّٰہ وکل نساءکم اماء اللّٰہ کہ تمام مرد میرے غلام ہین اور تمام عورتین میری لونڈیان ہین
تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کر کر خوش ہوتا لا واللّٰہ یا اللّٰہ انت وحدک لا شریک لک انتہی **اقول**
آپکی اس تقریر کے جواب مین تو صرف اسیقدر کافی ہی کہ جب خداتعالےٰ اپنے رسول مقبول کی بان سے
درباب غلامون اور کنیزکون کے ہمکو یہ امر فرماتا ہی کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیے کہ کہے کہ غلام میرا
اور چھوکری میری پس وہ کونسا شخص ہی کہ خداے متعال کے حکم کے برخلاف اپنی طرف سے ایک حکم
جاری کرنیکا ارادہ ازراہ تعلی کے کرے اور کیا احکم الحاکمین اس امر کو پسند فرماویگا کہ اپنے بندون پر کسی اپنے
بندہ کو اپنے زیادہ حاکم بالاتر بناوے کلا واللّٰہ لہ الامر ولہ الحکم وھو احکم الحاکمین لا راد لحکمہ
ولا مانع لقضاۂ **اقول** مخفی نرہے کہ مصنف عالی قدر نے جن کلمات سے یہان استدلال کیا ہی یہ کلمات ایک جز ہین
حدیث مسلم رح کی مصنف نے پوری حدیث نہ لکھی ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلعم

لا يقولن احدكم عبدي وامتي كلكم عبيد الله وكل نساءكم اماء الله ولكن ليقل غلامي وجاريتي الحديث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ کہے کوئی تم میں سے یہ الفاظ بندہ میرا بندی میری تم سب خدا کے بندے ہو اور سب عورات تمہاری خدا کی بندیان ہین لیکن یہ کہو کہ غلام میرا اور چھوکری میری الخ اور چونکہ لفظ عبد اور امۃ کا مفہوم متضمن ہی معنی غایت تذلل کو اور وہ مخصوص ہی صرف واسطے خداوند تعالی کے لہذا ان الفاظ کے استعمال سے نہی فرمائی گئی اور جن معانی مین کہ اونکو استعمال مین لایا جاتا تھا اون معانی کے استعمال کے واسطے جو اور الفاظ تھے اونکی اجازت دی گئی پس اس جازت صریح کے برخلاف اگر کوئی مجتہد بھی فتوی دے تو یہ اجتہاد مقابلۃ النص ہی کہ بموجب مسلمہ مسلّمۂ اصول مردود ہی اور عامل وسکا کس طرح معذور سمجھا جاویگا تنبیہ اس تقریر پر مجتہد عالی قدر کے غور کرنا چاہیے کہ اس سے صاف نسبت اشراک باللہ کی مجوزین استرقاق کی نسبت ظاہر ہی حالانکہ خود باعتراف مجتہد سب انبیاء کرام مجوز اسکے رہے ہین خود مجتہد کا یہ دعوی ہی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا سنہ ۸ھ باتباع رسم جاہلیت مجوز استرقاق رہے پس ظاہر ہوا کہ عقیدہ مجتہد کا یہ ہی کہ نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو سال اور چند ماہ اواخر عمر مین توہم اشراک باللہ سے محفوظ رہے باقی تمام عمر اونکی اشراک باللہ مین ہی گذری واہ کیا خوب حمایت اسلام کی فرمائی دوستی بجبر و خود دشمنی ست قال آزادی جو ہر ایک انسان کا قدرتی حق ہی غلامی ٹھیک ٹھیک اوسکو برباد کرنے والی ہی انتہی اقول ہم نہین سمجھے کہ قدرتی حق سے کیا مراد ہی اور یہ حق کسپر ہی اور یہ حق کیسا ہی آیا کسی جرم سے زائل بھی ہو سکتا ہی یا نہین اور انسان اس حق کا استحقاق کس سبب سے رکھتا ہی اور یہ استرقاق خاصۂ نوعی ہی یا جنسی ہی ان سب امور کی تفصیل کیجیے مہمل باتون سے کچھ فائدہ نہین حاصل ہوتا قال قدرتی حقوق کا برباد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہی انتہی اقول یہ مقولہ برہانی ہی اور ملت اسلام مین مسلم ہی اور اس کلیہ پر بہت مسائل متفرع ہین چنانچہ یہ مسئلہ اوسی بنا پر مبنی ہی کہ غلامی بنی ہی اوپر برباد کر دینے حق اللہ یعنی اوپر اختیار کفر و شرک کے کہ اکبر الکبائر اور ظلم عظیم ہی لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم عظیم اور جب وے مرتکب اس ظلم عظیم کے ہوے تو خود اونھونے اپنی حرمت آپ برباد کر دی

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ **قال** پس انسان ایسی خطاؤن کا خطاوار ہوسکتا ہی انتہی **اقول** یہ بات مسلم ہی اور ہم بھی کہتے ہین کہ اس ظلم کے ارتکاب کے سبب ہی لوگ سزای غلامی کے سزاوار ہوئے **قال** مگر خدا ایسے قصور کا تقصیروار نہین ہوسکتا انتہی **اقول** اسمین کچھ شک نہین اونکے غلام ہوجانیکا خدا تعالی پر کچھ الزام عائد نہین ہوسکتا انھون نے اپنے حق کو اپنے ہاتھون برباد کردیا خدا نے اونپر کچھ ظلم نہین کیا تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ حیرت یہ ہی کہ مصنف نے غلامی کو کسطرح مستلزم قصورواری منعم حقیقی سمجھا ہی ظاہراً اونکو یہ معلوم نہین کہ حریت از قسم حقوق اللہ ہی یا حقوق العباد ہی یا من وجہ حق اللہ ہی اور من وجہ حق العباد ہی اور یہی غلط فہمی یا تردد باعث اسکا ہی کہ بربنای وجوہ فاسدہ دیوار ناپایدار قائم فرمائی ہی واضح ہو کہ استخراج نتائج شرعیہ کیواسطے علماء امت محمدیہ نے بہت کوشش و اجتہاد کے ساتھ ازروی دلائل عقلیہ و نقلیہ قواعد محکمہ قائم کرکے مجموعہ قواعد کا نام فن اصول رکھا ہی اور وہ فن مشتمل ہی اوپر قواعد فن میزان و مباحث کے یہانتک جسقدر تقریر مصنف نے کی ہی سراسر برخلاف اوس فن کے ہی دیکھو نتائج مستخرجہ مصنف ازروی قواعد میزان کے کسطرح اونکے مقدمات سے لازم نہین آتے مقاصد اونکے ازروی دلالات صحیحہ کے جسکی تفصیل فن اصول مین ہی مدلول کسی لفظ کے نہین صاف ظاہر ہی کہ بسبب ناواقفی کے فن میزان و اصول سے محض تقلیداً وجوہ فاسدہ اور توہمات کے پھندے مین پھنس گئے ہین **قال** یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام اور آسایش سے رکھے جاوین اور رحم و محبت سے پرورش کیے جاوین تو کوئی برائی نہین غلطی اور سراسر دھوکا ہی غلامی فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہی اور اونکو بدسلوکی سے رکھنا دوسرا گناہ ہی پس کوئی غیر قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین انتہی **اقول** ملت اسلام مین حقوق ممالیک بہت حسن و خوبی سے منضبط ہین اور اونکے مراعات کی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کیطرف سے تاکید شدید ہی یہ حکم ہی کہ جو کچھ تم خود کھاؤ پہنو وہی اونکو کھلاؤ پہناؤ اور جو کام اونپر گران ہو اوسکی تکلیف اونکو نہ دو محنت کے کامون مین اونکے ساتھ خود شریک ہوکر وہ کام کرو تنہا اونھین سے ایسا کام نہ لو اونپر کسیطرح کی تہمت نہ لگاؤ اونکو مارنا نہ چاہیے اگر کوئی اپنے غلام کو مارے تو کفارہ اوسکا یہ ہی کہ اوسکو آزاد کردے ورنہ مالک کو صدمہ دوزخ کا پہونچیگا اگر کسیکے پاس

کئی مملوک ایسے ہون کہ باہم قرابت رکھتے ہون تو اونکو ایک دوسرے سے جدا نہ کرے اگر ستر مرتبہ ایک دن مین
خطا کرے تو برابر درگذر کرے اور یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہین ترمذی اور ابن ماجہ نے
روایت کی ہی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ
بہشت مین نہ جاویگا وہ شخص جو بد خلقی کریگا اپنے ممالیک سے ابو داؤد نے رافع سے روایت کی ہی
ان النبی صلعم قال حسن الملکۃ یمن وسوء الخلق شوم فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے
ممالیک سے خوش خلقی کرتا ہی وہ مبارک ہی اور جو بد خلقی کرتا ہی وہ بدبخت ہی مجتہد از راہ کمال سوء ادب فرماتے
ہین کہ یہ سب غلطی اور دھوکا ہی العیاذ باللہ تعالی حاصل اونکی تقریر کا یہ ہی کہ غلام بنانا قبیح لذاتہ اور بالذات
گناہ ہی پس یہ رعایات جنکی پیغمبر صلعم نے تاکید شدید کی موجب زوال اوس قبح ذاتی کے نہین ہوسکتین
پیغمبر فرماتے ہین کہ حسن الملکۃ یمن مجتہد دہر برخلاف اوسکے کہتے ہین کہ غلامی خود قدرتی گناہ ہی مین
کہتا ہون کہ یہ سراسر غلطی مصنف کی ہی اور باعث اس غلطی کا تقلید گمراہان اور ناواقفی علم اصول
سے ہی اور خود نہی یہ سمجھا کہ جو چیز کہ لذاتہ قبیح اور گناہ ہی کسی شریعت برحق مین کبھی جائز نہین ہوسکتی مثلاً
کفر کہ کبھی کسی شریعت مین جائز نہین ہوا حالانکہ خود مصنف صفحہ ۱۰۱ پر توریت کے سفر لویان باب ۲۵
درس ۴۴ لغایت ۴۶ کے مطابق حکم خدا کا بعبارت فارسی نقل فرماتے ہین اوسکا ترجمہ اردو مین
کتاب بیبل مطبوعہ ۱۸۶۹ء مطبع مرزاپور سے لکھتا ہون تمہارے غلام اور تمہاری لونڈیان جنھین تم رکھہ لو
چاہیے کہ ان قومون کی ہون جو تمہارے آس پاس رہتی ہین تم انھین سے غلام لونڈیان مول لینا اور
اون اجنبیون کے لڑکون مین سے بھی جو تم مین بود و باش کرتے ہین اور اونکے گھرانون مین سے جو تمہاری زمین
مین پیدا ہوئے ہین مول لیجیو وہ تمہاری ملکیت ہونگے اور تم انھین میراث کے طور پر رکھہ لو کہ تمہارے بعد
تمہارے لڑکون کی میراثی ملکیت ہووین وے ابد تک تمہارے بردے ہین لیکن تم اپنے بھائیون سے جو
بنی اسرائیل ہین ایک دوسرے پر سختی کرکے خدمت نہ لے انتہی اور تبیین الکلام مین خود مصنف بہت اصرار سے
مدعی عدم تحریف ہین اور بہت ہی شد و مد سے دعوی کرتے ہین کہ وہ مضامین جو خداتعالی کیطرف سے جناب
موسی عم پر نازل ہوئے ہین بلا تحریف و تبدیل کتب بیبل مین موجود ہین پس واضح ہوا کہ مطابق اعتقاد

مصنف کے حکم غلامی کل جو تراجم توریت مین حسب تصریح مذکورۂ بالا کے مذکور ہین من جانب اللہ ہین اور جب

وہ خدا کی طرف سے ہین تو اوسکو قبیح لذاتہ ٹھہرانا سراسر ممنوع ہو اِنَّ اللّٰہَ لَا یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ اِنَّمَا حَرَّمَ

رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ ط یَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَ

الْبَغْیِ صفحہ ۸۲ جلد دوم تہذیب الاخلاق نمبر ۸ مطبوعہ ۵ جمادی الاولی ۱۲۸۸ ہجری مین خود مصنف

لکھتے ہین کہ جیسے اس قانون قدرت کے مخالف کا کچھ تدارک کیا سو بھی عم نے اوسکو جائز رکھا عیسی عم

نے اوسکی نسبت ایک حرف بھی نہین کہا انتہی مین کہتا ہون کہ توریت سے واضح ہو کہ ابراہیم عم نے بھی

اوسکو جائز رکھا ہو دیکھو قصہ سارہ وہاجرہ پس یہ سمجھنا چاہیے کہ ابراہیم سے لیکر عیسی عم تک سب انبیا علیہم

الصلوۃ والسلام نے اوسکو جائز رکھا پس تین حال سے خالی نہین کہ جناب ابراہیم عم سے لیکر عیسی عم تک

جسقدر انبیای کرام گذرے اونکو قانون قدرت کا جسقدر بھی علم تھا جسقدر کہ جناب سید احمد خان صاحب کو ہے یا عمداً مرتکب ایسے

گناہ ہوے کہ جو حسب معاصی بہ نجتیونکی ہو اور فی نفسہ سخت ناپاک اور قبیح لذاتہ ہو اور اوسکے قلع قمع کیواسطے انبیا مبعوث ہوے تھے یا یہ کہ جناب

سید احمد خان صاحب سراپا غلط کار ہین شق اول و ثانی تو ہرگز لائق تسلیم کے نہین کیونکہ اگر اوسکو تسلیم

کیا جاے تو قطع نظر اور قباحتون کے زوال عصمت اور جہل انبیا عم کے یہ گناہ خود خدا تعالے صاحب قانون قدرت پر عاید ہوتا

کہ انبیا عم کو جو جاے انکہ مخالف قانون قدرت و قبیح لذاتہ کے ارتکاب سے ممانعت فرماوے برخلاف اوسکے اپنی

کتاب واجب الاتباع مین اوسکا امر فرماتا ہو اگر قانون قدرتی پر عمل کرین تو بسبب مخالفت امر تشریعی کے مستوجب

التعزیر ہین اور اگر کتاب واجب الاتباع پر عمل کرین تو بسبب مخالفت قانون قدرتی کے اقبح

القبائح اور کبیرہ کے مرتکب ٹھہرتے ہین یہ کیسا قانون قدرت ہو کہ صاحب قانون کے فرمان واجب الاذعان کے خلاف

ہو اور جب دونون شقین پہلی باطل ہین تو ہرا ینہ شق ثالث ہی متعین ہو گی اس شق کے اختیار پر یہ نتیجہ لازم

یہی ٹھہرتا ہو کہ جناب سید احمد خان صاحب مغلوب توہمات و غلط کار ہین فقیر پرست خواہی خواہ چشم جہان

چو کور بہتر ندا افتاب سیاہ ۔ تنبیہ مدار سب توہمات مصنف کا اسپر ہو کہ ازالہ امر فطری کا عموماً گناہ عظیم

حالانکہ یہ سراسر وہم اور غلطی ہو البتہ حق اور بیوجہ ایسا امر جائز نہین اور بہ سزاے جرم شرعیہ جائز بلکہ واجب

ہو دیکھیے جوارح جسمانی اور حیات انسانی امور فطریہ سے ہین اور ازالہ اونکا بلاوجہ جائز نہین مگر جو سزاے اعمال

حدود و قصاص کے واجب ہین اور اسیطرح پر غلامی کو جو قبیح لذاتہ ٹھہرایا ہے وہ بھی خطاے فاش اور کھلی ہوئی غلطی ہے کہ قائل اوسکا کسیطرح بسبب مخالفت دلائل شرعیہ کے معذور نہین ہوسکتا **قال** غلامی تمام اخلاق انسانی کو خراب کرنیوالی ہے انتہی **اقول** ظاہرا مصنف کے نزدیک وہ اخلاق کہ جن پر بطور سزا کے غلامی متفرع ہوئی اور وہ اخلاق مقارن حریت تھے از قسم اخلاق پسندیدہ تھے اگر مصنف ذرا بھی غور کرتے تو ہرگز ایسا نفرماتے بالبدیہہ واضح ہے کہ غلامی مصلح اخلاق ردیہ ہے نہ مخرب اخلاق صالحہ **قال** غلامون کی حالت اور اونکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کرکر حیوانی حالت مین آجاتے ہین انتہی **اقول** ظاہرا وہ حالت جسپر غلامی متفرع ہوئی ہے مصنف کے نزدیک حالت ترقی ہے اور یہ قول مصنف کا بالبدیہہ غلط ہے اور خلاف مشاہدہ ہے از روے اخبار صحیحہ کے ثابت ہے کہ عقل و عادات و اخلاق غلامان مملوکہ مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ کے خادمان آزاد بلکہ خود مصنف صاحب سے بھی بدرجہا اچھے تھے اور مصنف صاحب فرماتے ہین کہ یہ آیت اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا کسکی مذمت مین نازل ہوئی ہے آیا غلامون کی مذمت مین یا مالکون کی قرآن مجید مین خدا تعالیٰ جنکو حیوان خصال فرماتا ہے وہ ہی لوگ مملوک تھے پس جاننا چاہیے کہ حیوان خصالی غلامی کو لازم نہین بلکہ بسا اوقات غلامی باعث اسکی ہے کہ آدمی کو حیوان خصالی سے نکال کر داخل صفات کمالیہ انسانی کردے عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل مگر سخت مشکل یہ ہے کہ مصنف ابھی تک یہ بھی نہین جانتے کہ کمالات انسانیہ کیا ہین اور خصالات حیوانیہ کیا ہین تہذیب اخلاق کیا ہے تخریب اخلاق کسکو کہتے ہین عقل کیا چیز ہے اور توہم کیا ہے ع حسنہاے واژگون دارند قوم ؛ **قال** اور جو لوگ غلام بناتے ہین وہ جبرا اور ناانصافی سے انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے تنزل کی حالت مین ڈالتے ہین **اقول** شرف انسانی کو تو خود اونھون نے پہلے ہی زائل کر دیا اور اپنے اوپر خود ظلم کرکے مرتبہ انسانی سے پہلے ہی تنزل مین آ گئے اسی سبب سے تو اونپر یہ سزا تجویز ہوئی وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ **قال** غلامی کی حالتین انسان کے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہے معطل و بیکار ہو جاتے ہین اور اونکی حالت ہر طرح اونکی ترقی کی جنکی ترقی کرنا قدرت بنانیوالے قادر مطلق کی مرضی ہے مانع ہوتی ہے **اقول**

صاف غلط ہی کونسی قوت جاتی رہتی ہی حواس ظاہری و باطنی مین کچھ فرق نہین آتا جوارح جسمانی
جاتے نہین رہتے صانع قدرت نے جس کام کیواسطے آدمی کو پیدا کیا ہی کوئی چیز اوسکی مانع نہین ہوتی ہان
مال و متاع دنیوی زائد از حاجت اصلیہ اپنے واسطے جمع نہین کرسکتا اور اسراف کی قدرت نہین رکھتا
سو یہ دونون امر منافی قانون قدرت نہین اگر غور کیجاوے تو حالت اونکی بہ نسبت محبوسان حبس دوام کے
جو بموجب باب ششم پینل کوڈ کے محبوس ہوتے ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر ہوتی ہی **قال** محنت اور مشقت
اوٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہی کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین انتہی **اقول**
اگر وہ بھلائی اور ترقی مراد ہی جسکے واسطے انسان پیدا ہوا ہی تو سب تقریر مصنف کی غلط محض ہی اوسکی
نسبت جسقدر ریاضت و عبادت مین اونکی محنت و مشقت ہوگی ہر آئینہ اونھین کی ترقی اور بھلائی کی
باعث ہوگی نہ کسی دوسرے کی اور اگر ترقی اور بھلائی دنیوی جو تمام تر مطمح نظر مصنف اور مقصود بالذات
اونکی ہی مراد ہی تو یہ قول مصنف کا کہ محنت و مشقت الی قولہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے انتہی قطعاً ممنوع ہی اگر مصنف اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہون تو پیش کرین ہمیات
سے کچھ کام نہین چلتا مدعا کے اثبات پہ لانا برہان کا ضرور ہی **قال** محبت اور الفت جو انسان کی
زندگی کی جان ہی اور جسپر دین و دنیا دونون کی بھلائی منحصر ہی غلامی کی حالت مین بالکل مردہ ہوجاتی
ہی انتہی **اقول** کلیۃً غلط ہی ناآشنائی اور غیر مانوسی خاصۂ غلامی کا نہین مقتضائی طبیعت بعض ناہلون کا ہی
چنانچہ بہت آزاد اس طبیعت کے موجود ہین علاوہ برآن کمال انسانی تو محبت خالق اور مانوسی دار آخرت
مین ہی اور اسیمین دین و دنیا کی بھلائی منحصر ہی اور یہی انسان کی زندگی کی جان ہی جب یہی نہ تیرے
مردہ ہوگئی تو بعد غلامی کے اگر دوسری محبت و الفت مردہ بھی ہوجاوے تو ہوجانے دو * آب چو از سر
گذشت چہ یک نیزہ چہ یک دست * جن عقلا کی تہذیب اور رائے صائب کے آپ معتقد ہین اونکے قواعد پر بھی
نظر فرمائیے کہ محبسان قید فرنگ بھی اپنی بھلائی کے لیے کچھ محنت نہین کرسکتے **قال** جو لطف اور انس
محبت ازدواج سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی غلامون کو حاصل نہین ہوتا انتہی **اقول** یہ بھی محض غلط ہی

NOT TO BE ISSUED

قال اونکا ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھہ زیادہ رتبہ نہین رکھتا **اقول** یہ بھی
غلط اور تابید باطل ہی **قال** اولاد کی محبت اور اونکی پرورش کا جوش جتنا جانورون مین ہی
غلامون مین اتنا بھی نہین ہوتا **اقول** یہ بھی غلط ہی پرورش اولاد اور جوش محبت خصائص جبع انسانی ہے
اور وہ غلامی اور آزادی پر منحصر نہین پس یہ قول بھی مصنف کا محض غلط اور خلاف مشاہدہ ہی **قال**
غلامون مین وولولہ ہمدردی کا کسی سے یہان تک کہ اپنی اولاد سے بھی مطلق نہین ہوتا انتہی **اقول** سراسر
مغالطہ اور غلط ہی اکثر مواقع پر غلامون نے ہمدردی مین اپنے آقاؤن کے ایسے کار نمایان کیے ہین کہ آزادون سے
نہین ہو سکتے مشہور خبر ہی اور چند پرچہای اخبار مین بھی طبع ہوئی ہی کہ بعض بلاد مین ہر سال صدہا بچہ
نوزائیدہ سڑکون پر پائے جاتے ہین اون جزائر مین جو یہ صفت ہمدردی کی اور محبت اولاد کی ہی گیا
وہ بھی غلام ہی ہین **قال** بیوفا ہونا اونکی ایک مشہور صفت ہو جاتی ہی **اقول** تعجب ہی کہ
دعوی ترک تقلید کا اور تقلید یہان تک کہ افواہ عوام کی تقلید کی بنا پر استدلال ہے یہ کہنا کہ بیوفائی ایک
مشہور صفت غلامی کی ہو جاتی ہی محض غلط بلکہ بے معنی ہی اور اگر مصنف اصل مین غور کرتے تو سمجھہ لیتے کہ حدوث
استرقاق ابتداءً سزا بیوفائی ہی کی ہی کہ جب عہد فطری کو توڑ کر غایت درجہ کی بیوفائی اختیار کی تو
مستوجب سزاے استرقاق کے ہوگئے **قال** مالکیت ایک قدرتی خوشی ہی وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی
اقول مالکیت کسکی خوشی ہی اور کسکی صفت ہی کچھہ سوچ سمجھہ کر فرماؤ اور کب بالکل معدوم ہوتی ہی
یہ کلیہ بھی آپکا اور یہ اصول اہل اسلام کے سراسر غلط اور نا واقفی ہی مسائل اصول سے فلا یبطل الرق
مالکیۃ النکاح والحیوۃ واللہ نہایت تعجب ہی کہ جناب مصنف اس قانون قدرت کو غلامان
نے بھی کہہ دیا
آپ مین تو بہت کام مین لا رہے ہین مگر محبوسان قید فرنگ کی نسبت ایک اعتراض بھی اس
قانون قدرت کی بنا پر زبان پر نہین لاتے **قال** چونکہ غلام بجز روٹی کھانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی
حقوق دنیا مین اپنے لیے نہین رکھتے اسلیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کو دوسرے پر
پیدا کیے ہین ناواقف رہتے ہین **اقول** کیا خوب قضیہ شرطیہ ہی کہ مقدم کو تالی کیطرح لازم نہین
پس اوسکو لزومیہ تو کسیطور پر نہین کہہ سکتا اگر اتفاقیہ کہون تو وہ کلیہ بھی صحیح نہین البتہ جزئیہ اتفاقیہ

کہا جاوے تو بیجا ہی اور سلم الثبوت ہی مگر کچھ مفید مصنف نہین ہی اسوقت اس سے زیادہ کچھ نہین لکھتا لیکن
اسپر اگر کوئی مدعی اسلام اصرار کریگا تو بہت سے غلام ایسے نشان دونگا انکی عقد و اخلاق مین کسی مسلمان کو
شک نہین **قال** اور ایسے اونکی کچھ قدر نہین **اقول** یہ بھی غلط ہی جنمین جوہر علم و عقل ہی اونکی بہت ہی
قدر ہی دیکھو بلال حبشی اور زید بن حارثہ کسقدر خدا ے عز و جل اور پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اونکے اصحاب
کرام کے نزدیک عزیز اور صاحب قدر اور ابو جہل وغیرہ کفار با وجود نہ مملوک ہونے کے کتنے
بیقدر اور ذلیل تھے **قال** اور گناہ اور دوسرون کی حق تلفی اور طرح طرح کے جرایم دینی اور دنیوی
کے مجمع بن جاتے ہین اور اپنے نفس کو کسیطرح ضبط مین نہین رکھ سکتے **اقول** ارتکاب جرائم
دینی و دنیوی اور اتلاف حقوق اور پیروی نفس امارہ کی بابت جو مصنف کو بھی حکم قرار دیتے ہین وے
خود ہی از روے انصاف کے فرماوین کہ یہ اخلاق ذمیمہ کن لوگون مین بہت ہین اور آیا وے لوگ
غلام ہین یا غیر مملوک اور جرایم دینی مین مصنف کے نزدیک آیا وہ جرم بھی داخل ہی کہ جسکو قرآن مجید مین
بلفظ ظلم عظیم اور احادیث نبوی مین بلفظ اکبر الکبائر تعبیر کیا گیا ہی اور اسیطرح اصرار ارتکاب زنا اور بہیز
کرنا محرمات شرعیہ سے آیا یہ بھی کچھ تھوڑی بہت جرائم دینیہ مین داخل ہین یا نہین اور اگر ہین تو خود
مصنف صاحب فرماوین کہ یہ امور زیادہ تر غلامون مین پاے جاتے ہین یا غیر مملوکون مین آنکھ کھولکر
بنظر صحیح دیکھین کہ جرائم دنیویہ کہ متعلق حقوق عباد سے ہین اور عقلا و نقلا مستوجب اجرا ے احد و دو تعزیر
و قصاص ہین ان بلاد مین اس زمانہ مین کس کثرت سے شایع ہین آیا مرتکب اونکے مملوک ہین یا غیر مملوک
آگے اسکے آخر صفحہ ۱۶ تک مصنف نے تکرار مضامین فرمایا ہی اور جھوٹے اقوال کو از راہ غلط فہمی یا مغالطہ
سچا ٹھہرایا ہی بالبدیہہ اور یہ حکم بدیہیات اولیات غلط محض ہی اور اسقدر صریح البطلان ہی کہ اونکے
ابطال مین ہمکو ایک حرف بھی لکھنا ضرور نہین **قال** صفحہ ۱۷ آہ اس بیرحم سنگدل پہ بچون کو
اونکی ماؤن کی آغوش سے جدا کرتا ہی انتہی **اقول** آہین نہ بھریے قانون قوم مہذب کو یاد فرماکر
صبر کریے دیکھیے کہ محبوسان دوام کے آغوش سے نادان بچے جدا کرکے اونکو جزائر دریاے
شور کو بھیجا جاتا ہی چالیس دن بعد وضع حمل سے بچے کو آغوش مادر سے جدا کرکے مادر کو پھانسی

ہو بیجاتی ہے مگر اس معاملۂ خاص مین دامن اسلام اس بیرحمی کی گرد سے پاک ہے ہماری ملت مین
یہ امر سخت ممنوع ہے اور ہرگز جائز نہیں اور مصنف آپ ہی جھڑتے ہین ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایسے لوگون پر لعنت کرتے ہین عن ابی موسیٰ رض قال لعن رسول اللہ صلعم من فرق بین الوالد
وولده وبين الاخ وبين اخته رواه ابن ماجة والدارقطني لعنت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوسپر جو تفریق کرے درمیان باپ اور اوسکے بیٹے کے اور بھائی اور بہن کے عن عبد اللہ بن مسعود
قال كان النبي صلعم اذا اتي بالسبي اعطى اهل البيت جميعا كراهية ان يفرق بينهم رواه
ابن ماجة تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ اونکے پاس قیدی پکڑے ہوئے آتے تھے تو ایک
گھر والونکو یکجا دیدیا کرتے تھے بسبب ناپسند کرنے اس بات کے کہ تفریق کرین اونکے درمیان مین
عن ابي بكر الصديق قال قال رسول الله صلعم لا يدخل الجنة سيئ الملكة قالوا يا رسول الله
اليس اخبرتنا ان هذه الامة اكثر الامم مملوكين ويتامى قال نعم فاكرموهم كرامة
اولادكم واطعموهم مما تاكلون قالوا فما تنفعنا من الدنيا قال فرس ترتبطه تقاتل عليه
في سبيل الله ومملوك يكفيك فاذا صلى فهو اخوك رواه ابن ماجة فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کہ داخل نہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکون کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہے کہا لوگون نے ای رسول اللہ کیا
آپنے یہ خبر ہمکو نہ دی تھی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے کہا ہان پس چاہیے کہ اکرام کرو
اونکا مانند اکرام اپنی اولاد کے اور کھلاؤ اونکو اوس چیز مین سے کہ تم کھاتے ہو کہا لوگون نے کہ کیا
چیز ہے دنیا کی جو ہمکو نفع دیتی ہے فرمایا کہ گھوڑا جسکو باندھے تو جہاد کرتا ہوا اوسپر خدا کی راہ مین اور غلام کہ
کفایت کرے تجکو پس جسوقت کہ نماز پڑھے وہ تو وہ تیرا بھائی ہے عن ابی ایوب قال سمعت رسول اللہ
صلعم يقول من فرق بين والدة وولدها فرق الله بينه وبين احبته يوم القيمة رواه
الترمذي والدارمي جسنے تفریق کی درمیان والدہ اور اولاد کی تفریق کریگا اللہ اوسمین اور اوسکے
پیارون مین قیامت کے دن عن علی رض قال وهب لي رسول الله صلعم غلامين اخوين فبعت
احدهما فقال لي رسول الله صلعم يا علي ما فعل غلامك فاخبرته فقال رده رده رواه الترمذي

رواہ ابن ماجة کہا علی رضی نے بخشے مجھکو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو غلام بھائی بھائی پس بیچا مین نے
اونمین سے ایک کو پس کہا مجھسے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہوگیا غلام تیرا پس مین نے اوسکے حال سے
خبر دی پس فرمایا کہ پھیر لے پھیر لے اوسکو **قال** دشمنون یا کافرون کے ساتھہ لڑائی کی قیدی عورتون
اور بچون اور مردون کا غلام بنانا اون بدیون مین سے کسی بدی کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا اوس
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا **اقول** مجتہد دہر کے نزدیک حقوق اللہ بہت ہی ہلکے ہین
اور خصوصاً کفر تو ایسا خفیف جرم ہے کہ جس سے کوئی حق کافر کا زائل نہین ہوسکتا مگر یہ عقیدہ غلط ہے
اور بلا دلیل ہے اہل اسلام کے نزدیک بموجب حکم خدا تعالی اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ کے اس سے زیادہ
کوئی جرم نہین اور اوسکے سبب سے عصمتین اونکی زائل ہوجاتی ہین جیسا اوپر بیان کیا گیا ہے فان
الکفار لما استنکفوا عن عبادة اللہ تعالی والحقوا انفسهم بالبهائم فی عدم النظر والتامل فی
آیات التوحید جازاهم اللہ تعالی بجعلهم عبید عبیده متملکین مبتذلین بمنزلة البهائم ولهذا
اثبت الرق علی المسلم اور یہ جو فرماتے ہین کہ غلام بنانا اون بدیون کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا
قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہین کرسکتا یہ بھی غلط فہمی ہے یا مغالطہ ہے یہ بیان جنکی تصریح اوپر مصنف
نے کی ہے حال اونکا اوپر گذر گیا اور دعوی امتناع زوال آزادی کا محض بیدلیل ہے بلکہ بوجوہ مرقومہ
سابق کے باطل ہے آزادی عین یا جز ذات انسان نہین ہے کہ انسان سے جدا نہوسکے دیکھو بسبب جنون کے
حق قدرتی یعنی عقل بالبدیہہ جاتا رہتا ہے پس آزادی مین کیا چیز عقل سے زیادہ ہے کہ جسکے سبب آزادی کا
زوال ممتنع ہے اور داخل تحت قدرت کے بھی نہین ہے اور ہم اوپر وجوہ زوال عصمت حریت کو مکرر بیان
کرچکے ہین اور اب تک مصنف کی تقریر سے یہ امر بھی صاف ظاہر نہین ہوتا کہ آزادی من قبیل حقوق اللہ ہے
یا من قبیل حقوق العباد بدیہی ہے کہ قسم اول سے تو نہین پس متعین ہوئی قسم ثانی اور چونکہ توحید اور ایمان کہ
جسکو کفار نے ضائع کرکے ہتک حرمات اللہ مین نہایت سرگرم ہوے حقوق اللہ مین سے ہے پس مصنف
کس منہ سے یہ دعوی کرتے ہین کہ کافر ہونا حق آزادی کو زائل نہین کرسکتا کیا اونکے نزدیک حقوق
العباد علی اللہ حقوق اللہ علی العباد سے زیادہ تر مستحکم اور قوی ہین عدم مراعات حقوق اللہ تو ایسا خفیف

جرم ہی کہ اوسکی سزا مین آزادی کی تو حقیقت ہی کیا ہی اکثر مجرم طبائع انسانیہ سے بھی خارج کر دیے گئے ہین یا جیسے
آیات وجعل منہم القردة والخنازیر وقلنا لہم کونوا قردة خاسئین ۔ قال فرنگ کے لوگ تو ایسے
قصوروار ہون مگر عورتون کا کیا قصور ہی اقول ظاہر اکفر و شرک جو خداتعالی اور کافۂ انبیا علیہم الصلوۃ
والسلام کے نزدیک ظلم عظیم اور اکبر الکبائر ہی مصنف کے نزدیک کچھ جرم نہین یا اگر ہی تو بہت ہی حقیر ہی
وہ یہ نہین سمجھتے کہ اصل جرم تو کفر و شرک ہی ہی اور لڑنا اور مقابلہ اور مقاتلہ کرنا ساتھ نصیحت کرنے
والون اور خیرخواہونکے جرم بالاے جرم ہی اور یہی وجہ ہی کہ عورتونکی نسبت بباعث مقابلہ اور
مقاتلہ یا احتمال مقابلہ و مقاتلہ کے علاوہ سزاے رق کے سزاے قتل بھی جائز کی گئی ہی قال شاید
اونکا یہ قصور ہو کہ وہ کافر ہین مگر معصوم بچون کا کیا قصور ہی اقول شاید کیا معنی مصنف کو
باوجود دعوی اجتہاد ہنوز یہی بالیقین علم نہین کہ شرع محمدیہ مین رق کی بنا کیا ہی رہی اطفال
سو حال اونکا یہ ہی کہ اونمین جو عاقل ہوا اور قبل از گرفتار ہونیکے مسلمان ہوگیا ہو تو وہ رقیق نہین
ہوسکتا لان الصبی فی اول حاله عدیم العقل وفی الاخر ناقص العقل فلا یمنع صحة القول
والفعل حتی یصح اسلامه اور اطفال مین جو بہت صغیر اور غیر عاقل ہین تو وہ جمیع احکام شرعیہ
مین تابع کبار ہین اور ظاہر حال اونکا مشابہ حال ماں باپ اور اہل دار حرب کے ہی لیکن اگر کوئی اوسکے ماں باپ مین سے
مسلمان ہوگا تو ہر آئنہ وہ بھی اوسکی تبعیت مین مسلمان سمجھے جاوینگے ومن اسلم منہم فی دار الحرب
احرز باسلامه نفسه لان الاسلام ینافی ابتداء الاسترقاق واولاده الصغار لانہم
مسلمون باسلامه تبعا یا اگر کوئی بچہ بغیر حفاظت ماں باپ کافرونکے بطور لقیط کے پایا جاویگا تو وہ بھی
رقیق نہوگا علاوہ بران استرقاق تذلیل و تحقیر ہی اون لوگونکی جنہون نے حد سے زیادہ تحقیر اور اہانت
حقوق اللہ کی کی ہی اور حکمت کاملہ مقتضی اوسکی ہوئی کہ اوسکی سزا ایسی تجویز کیجاوے کہ موجب کمال
ذلت ہو پس اگر تحقیر و تذلیل اونکی بھی بدرجۂ غایت بذریعہ استرقاق اونکی اور اونکے اولاد صغار کی
کیجاوے تو کچھ ظلم اور خلاف عقل نہین ہی قال جو امور کہ لونڈیون اور قیدی عورتون اور بیگناہ
اہل صلح کے متعلق جائز سمجھے جاتے ہین کیا وہ حقیقت مین نیک سمجھے جاتے ہین اقول کیا یہ مغالطہ کی

تقریر ملت اسلام پر کسیطرح کا الزام عاید کر سکتی ہے کیا یہ بات بے اصل اور غلط بحث کسی قسم کا الزام
اہل ایمان پر دھر سکتی ہے قیدی عورتون اور بیگناہ اہل عصمت کا ایمان کیا تذکرہ ہے یہان تو صرف
بحث لونڈیون کی ہے جنھون نے بسبب ہتک حرمت حق اللہ کہ بہت بڑا گناہ ہے اپنے حقوق کی عصمت
اپنے ہاتھون زائل کردی اور مستوجب تغیر اور تذلیل کی ہوئین اب رہی یہ بات کہ مباشرت ساختہ
مملوکات کے قبیح ہے یا نہین مصنف دعوی کرتے ہین کہ امر قبیح ہے مگر کوئی دلیل اسپر نہین لا سکتے علاوہ
بران یہ دعوی صریح باطل ہے کیونکہ قبح مباشرت صرف اوس محل مین ہے جو ملک متعہ سے خالی ہو اور چونکہ
ملک متعہ منکوحات مین بسبب عقد نکاح کے اور مملوکات مین بسبب ملک رقبہ کے ثابت ہے پس
ادعای قبح سراسر بے اصل و باطل محض ہے اگر ملک رقبہ مین قابل قبح کے ہونگے تو بالضرورة ملک نکاح
مین بھی قبح کا قائل ہونا پڑیگا کیونکہ موجب رفع قبح دونون مین مشترک ہے مصنف کی تقریر سے یہ بھی
ظاہر ہوا کہ گو بظاہر صفحہ ٢٣ پر انھون نے بجائے پیغمبرون کے صرف ایک پیغمبر یعنے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
اوس گناہ حقیقی اور قبح ذاتی سے معصوم ٹھہرایا ہے مگر در پردہ اوسجگہ اونپر بھی تہمت ارتکاب امر قبیح
ذاتی کے لگانے بغیر نہ باز آسکے کہ خود صفحہ ١٥ پر لکھتے ہین کہ ماریہ قبطیہ بطور کنیز کی ملک خدمت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین اور اون سے ابراہیم پیدا ہوئے پس بالبداہہ دعوی مصنف مستلزم اسکا ہے
کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مرتکب ایک امر قبیح ذاتی اور جرم قانون قدرتی کے ہوئے اور یہ بھی
ظاہر ہوا کہ مدح مرقومہ صفحہ ١٢ محض زبانی تھی کہ حال اوسکا تھوڑی ہی دیر کے بعد کھل گیا مصرع
بوی ہر ہیزم پدید آید ز دود **قال** کیا وہ باتین حرکات بہایم سے کچھ زیادہ رتبہ رکھتی ہین انتہی
اقول کیا مصنف کے نزدیک یہ امر مشتبہ ہے کہ ہر ایک صاحب عقل و ایمان خوب جانتا ہے کہ مصنف کی یہ سب
بیدلیل اور بے اصل باتین محض دکھاوے کی مگر بہتان کی ہین **قال** کیا وہ کسی مذہب کے سچے ہونے اور خدا کے
دین کے ہونے پر دلیل ہو سکتی ہے **اقول** جاہلانہ تقریر ہے احکام فرعیہ کو راستی مذہب پر کون دلیل
لاتا ہے مگر ہان جب راستی مذہب کی اور دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکی تو جواز استرقاق نا راستی مذہب
ملت پر اصلا دلیل نہین ہو سکتا **قال** وہ دنیا کی آنکھ مین اس مذہب و اہل مذہب کی نیکی بھلائی کو

حاشا وکلا بلکہ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ بات نہین مانی جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کیطرف سے اوترا ہو
اوسمین ایسے امور جائز ہون **اقول** دنیا مین جو صاحبان عقل و ایمان ہین مثل انبیا عم اور اونکے
اتباع اور دیگر حکما جو نامی ہین اونکے نزدیک تو استرقاق جو بموجب قواعد شرعیہ کے ہی کسیطرح عقلا
قبیح نہین دیکھو حضرت ابراہیم عم بلکہ شروع دنیا سے حضرت عیسی عم تک بقول مجتہد وہبی یہ امر جائز
ٹھیرایا گیا اور اوپر بناے جواز استرقاق کے جو از روے نص صریح تراجم توریت مقدس ہر توریہ سفر احبار
باب ۲۵ ورس ۴۴ لغایت ۴۶ ہے جسکو خود مصنف نے صفحہ ۱۱۸ پر نقل کیا ہے اور جنہے بھی اوپر لکھا ہے ثابت ہے
کسی نبی نے تکذیب توریت کی نہین کی خود مصنف تبیین الکلام مین تراجم کے مضامین کو ایک ایک سچا
اور سچا مانتے ہے اور جواز استرقاق کی سبب ابتک وہ خود بھی توریت کی تکذیب نہین کی اور بصراحت تمام
تراجم کو سالم از شائبہ تحریف و تبدیل سچا قرار دیتے رہے اب جو یہ فرماتے ہین کہ ایک لمحہ کے لیے بھی
الخ صاف تناقض کلامی ہے کیسا لمحہ ہے کہ روز تالیف تبیین الکلام سے تالیف رسالہ ہذا کے بیشتر تک
تمام نہو چکا تھا کیسا لمحہ ہے کہ ابراہیم عم بلکہ شروع دنیا سے اب تک ختم نہو چکا کیا انبیاے بنی اسرائیل
توریت مقدس کو جھوٹا جانتے تھے کیا وے اس ورس کے برابر تکذیب کرتے رہے ہین ہمیشہ
بطور فرض محال کے یہ بات فرض کی کہ مصنف کے زعم فاسد مین جواز استرقاق از روے قرآن کے
منسوخ ہو گیا لیکن تا روز نزول قرآن تو کئی ہزار برس توریت مقدس کے نزول کو گذر چکے تھے اور
سب دنیا کے اہل ایمان اور اہل عقل نے یہان تک کہ فلاسفہ یونانی نے بھی اس حکم جواز استرقاق مین
کچھہ اعتراض اور عذر نکیا اور اس بنا پر کسی نے اس مدت مدید تک ملت موسی عم کی نسبت یہ نہین کہا
کہ یہ ملت جھوٹی ہے اور خدا کیطرف سے نہین جیسا کہ مصنف فرماتے ہین پس ظاہر ہوا کہ یہ تقریر مصنف
کی سراسر مغالطہ اور بیدلیل محض صرف تقلید بعض بیدینون جاہلونکی ہے اور خود مصنف کے
تصریحات کے برخلاف ہے ہان اگر لفظ دنیا اور اہل دنیا کو اون معانی پر محمول کیا جاے جو مصرعہا
مرقومہ ذیل مین مراد ہین تو یہ قول مصنف کا ہمکو بالراس والعین قبول ہے اور ہم خود اول مدعی
اوسکے ہین ع چیست دنیا از خدا غافل بدن ع اہل دنیا کافران مطلق اند ع ہست دنیا جاہل و جاہلان

واقع مین ایسے ایسے آدمی اس قسم کے توہمات کو یقینیات ٹھہرا کر خدا کی کتابون اور اوسکے پیغمبرون سے
انکار کرنے لگتے ہین فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا **قال** نہایت افسوس ہی کہ ان
باتونکو سوچا سمجھا بجاے انتہی **اقول** ہمکو بھی نہایت افسوس ہی کہ ان امور کو بنظر غور نہ دیکھا جاوے
اور بتقلید ملحدین کے توہمات و تخیلات کو از قسم یقینیات ٹھہرا لیا جاوے یہان تک مصنف نے اپنے زعم مین
وہمیات کو عقلیات تصور فرما کر اونکی بنا پر گفتگو کی ہی گویا کہ بحث عقلی کی ہی آگے اسکے نقلیات مین
بحث کرتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال** یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور
عیسی مسیح نے کچھہ نہین کہا انتہی **اقول** یہود کو بجز اسکے کہ غلامی کو جائز سمجھتے اور کچھہ چارہ ہی نتھا
موسی علیہ السلام نے جب اونکو فرمان ایزدی سنایا پس اگر وہ اوسکو جائز نسمجھتے تو اور کیا کرتے اور جناب
عیسی علیہ السلام نے جو نسبت اوسکے ایک حرف بھی انکار کا نفرمایا تو وہ بھی بے اختیار محض تھے حکم
خداوند متعال کا جو کچھہ توریت مین تھا اوسکے برخلاف بدون حکم خداوند تعالی کے کسطرح حرف انکا
زبان پر لاسکتے تھے مصنف کے الزام کا جواب اونکے پاس صاف موجود ہی سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي
أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ **قال** مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جو کچھہ اوسکی نسبت کہا اوسکو کسی نے نہین سمجھا انتہی **اقول** بڑا تعجب ہی صحابہ کرام کو باوجود واقفیت
کامل کے لغات عرب اور ذہن ثاقب اور صفائی ظاہری و باطنی اور مصاحبت صاحب وحی کا اور دیگر
کمالات علمیہ کے مطلب و مدعا کلام خدا اور رسول کو اسقدر بھی نہ سمجھہ سکے کہ جسقدر ایک ایسے شخص نے
سمجھا جو لغات عرب سے بھی محض ناواقف ہی طرق استنباط مسائل شرعیہ سے بھی نابلد محض ہی اور ایک عمر
مگر تھوڑی دیر کے بعد خوب صاف معلوم ہو جاویگا کہ جو کچھہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکو
کسنے سمجھا اور کسنے نہین سمجھا **قال** خدا تعالی نے قرآن مجید مین انسان پر بعض قدرتی احسان بیان کئے ہین
یون فرمایا أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا
أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ کیا ہمنے اوسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ
اور کیا نہین بتادیے ہمنے اوسکو دو گھاٹیون کے رستے پھر وہ نہین جھپٹا گھاٹی کو تو جانتا ہی

کہ وہ کیا گھاٹی ہی وہ غلام کا آزاد کرنا ہی انتہی **اقول** ظاہر ہوتا ہی کہ مصنف کو معانی لغات عربیہ پر
اطلاع نہین آیۂ کریمہ مین جو کلمہ نجدین ہی تثنیہ نجد آیا اوسکا ترجمہ کرتے ہین دو گھاٹیونکے رستے حالانکہ یہ ترجمہ
سراسر غلط ہی کجا گھاٹی کجا نجد لغت عرب مین مادہ ن ج د منتشر ہی اور بمعنی علو اور ظہور کے کہ صاف
برخلاف مفہوم گھاٹی کے ہی کہ پستی اور خفا اوسکو لازم ہی قال الجوهري النجد ما ارتفع من الارض
والجمع نجاد ونجود وانجد ومنه قولهم فلان طلاع انجد اذا كان ساميا لمعالي الامور وقال
الشاعر وقد يقصر القل الفتى دون همه وقد كان لولا القل طلاع انجد النجد الطريق المرتفع قال امرء القيس
آخر منهم جازع نجد كبكب ويقال انجد فلان الدعوة رفع الصوت فيها پس ترجمہ نجدین کا وہ نہین ہی
جو مصنف نے از راہ ناواقفیت کے لغات عرب سے لکھا ہی بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ دکھائی ہمنے اوسکو دونون راہین بلند
یعنی دونون راہ نکو اور بد جدا جدا صاف ظاہر ہین ایک دوسرے سے مشتبہ نہین ہی ایسے ہی کلمہ اقتحم جو آیت
مین وارد ہی اوسکا ترجمہ پھلانگ جانا لکھا حالانکہ نہ باعتبار مادہ کے ترجمہ اقتحام کا پھلانگنا صحیح ہی
نہ باعتبار اشتقاق کے پھلانگ جانا صحیح ہی اقتحام کے معنی ہین داخل ہونا بہ دشواری
يقال اقتحمت الفرس النهر فانقحم واقتحم النهر ايضا دخله ومنه قوله تعالى
فلا اقتحم العقبة یعنی نہ گھسا گھاٹی مین مراد یہ ہی کہ عامل ایسے عمل کا نہوا کہ جو نفس پر دشوار ہو محل غور ہی
کہ کہان اقتحام اور کہان پھلانگنا **شعر** صلاح کار کجا و من خراب کجا ۔ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا
یہان تک مختصر بیان تھا غلطی لغت کا اب بیان غلطی اشتقاق کا سنیے کہ اقتحم صیغہ ماضی ہی اور بسبب
دخول حرف نفی کے منفی ہی بطور فرض محال فرض کیا جاوے کہ معنی اقتحام پھلانگنا ہی ہین پھر بھی لا اقتحم کا
ترجمہ یہ چاہیے تھا کہ نہ پھلانگا اوسنے یا کہ سکتے تھے نہین پھلانگ گیا یہان تمنی یا ترجی یا شرط وجزا نہین کہ
جسکے سبب ہم ماضی کے معنی مین تصرف کرکے بجای پھلانگا پھلانگ جانا بولتے اور ترجمہ فک رقبہ کا
غلام آزاد کرنا بھی غلط ہی صحیح ترجمہ اسکا ہی چھوڑانا گردن کا اور وہ عام ہی غلام کی آزاد کرنے سے
ایسے محبوس کے چھڑانے پر بھی اطلاق اوسکا ہوتا ہی جو بسبب دین یا اور حق عبد کے محبوس ہو اگرچہ یہ بحث
الفاظ ہی کہ ہکو اسطرف توجہ بہت کم ہوتی ہی مگر اس مقام پر مختصر بحث الفاظ ضروری تھی تاکہ ظاہر ہو جاوے

کہ مجتہد ہو ہنوز لغت عربی سے کہ علم اوسکا رکن اجتہاد ہی محض نا واقف ہین اور باوجود اس نا واقفی کے
دعوی اجتہاد کا اور مخالفت اجماع کا فرماتے ہین **قال** پیغمبر صاحب نے کھلم کھلا فرمایا کہ ما خلق اللہ
شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اللہ صاحب نے زمین کے پردہ پہ کوئی چیز غلام آزاد
کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی **اقول** ہمکو اسمین کچھہ گفتگو نہین کہ آزاد کرنا بردہ کا عمل خیر
اور موجب ثواب ہی لیکن ہم اس حدیث مین جو مصنف نے نقل کی کلام کرتے ہین کیا مجتہد ہو یہ کہا
نقل کی اسکی سند لکھنی چاہیے تھی اسباب ہین وہ مدعی اجتہاد ہین اور برخلاف اجماع امت مہدیہ کے اپنی
طبیعت سے مضمون غلط گھڑ کر پیش کیا ہی پس ہم اونکو ایسا مطلق العنان نچھوڑینگے کہ بلا اسناد قوی کے
ضعیف و موضوع اخبار سے ہی استدلال کرسکین بلکہ ہر دعوی پہ دلیل اور ہر دلیل کی سند قوی طلب کرینگے
قال لڑائی کے قیدیون کی نسبت خدا نے صاف فرمادیا اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً لڑائی کے بعد احسان
کرکے یا فدیہ لیکر چھوڑدو انتہی **اقول** اس آیت کا ایک حرف بھی مصنف نہین سمجھے اور جہانتک اس آیت سے
استدلال کیا تمامتر مبنی بر نا واقفی لغات عرب کی ہی بحث اسکی آگے آویگی **قال** طایف کی لڑائی
مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرادی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین
انتہی **اقول** کیا آفت ہی کہ جب استدلال کرتے ہین تو اصلا خیال خبر صحیح و غیر صحیح کا نہین فرماتے مصنف
فرماوین کہ یہ مضمون کس کتاب سے نقل کیا اور وہ کتاب اونکے نزدیک معتبرات سے ہی یا نہین اور جس کتاب سے اونھون نے
یہ مضمون نقل کیا ہی اگر ہم اوسے سند لاوین تو تسلیم کرینگے یا نہین اگر نہ کرینگے تو اپنے حق مین کیون اوسکو
مستند ٹھہراتے ہین علاوہ بران اس سے کچھہ مدعا اونکا نہین ثابت ہوتا کیونکہ جو کنیز و غلام کفار کے اگر
مسلمان ہوکر دار اسلام مین آجاوین بلاشبہ آزاد ہوجاوینگے اور ملک کفار سے نکل جاوینگے پس دلیل مصنف
مثبت مدعاے مصنف نہین اور اوسکو اپنے مفید مدعا سمجھنا صریحۃً خوش فہمی مصنف کی ہی **قال** یا نہیہ
مسلمانون کی یہ بدبختی تھی کہ اونکے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین آیہ خیال نکیا انتہی **اقول**
جس امت مہدیہ کے حق مین خدا تعالے فرماتا ہی كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ
اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ جنکے حق مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین

انتم تتمون سبعین امة انتم خیرها واکرمها علی اللہ تعالیٰ اور جنکے اکابر اور علما کے حال سے
خدا اپنی کتب مقدسہ مین خبر دیتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ
تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ٻ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڗ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي
سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً
وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۔ اوس امت مکرمہ اور مسعود کی نسبت لفظ بدبختی کا زبان پر لانا اور اوسکے سب علما و اکابر کو
پیرو رسوم جاہلیت کا کہنا مخالفت خدا اور پیغمبر خدا ہے پکر محکم باندھنا ہے **قال** اگر ہم صرف خدا اور خدا کے
رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کے تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے بلکہ جہانتک
ممکن ہے اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے **اقول** اکرمتنا ملاوطا بالحیان اللسان سوای آنکہ
میزبان ازدل کہ عاشق ست ۞ طوطی الک از زبان تو با دل موافق ست ۔ مگر چونکہ میرے معین
بلحاظ علم و فضل و تفقہ و تورع جناب کی ہے وہ بھی عرض کرتا ہون کہ جناب سامی کو بجز تقلید کے کچھ چارہ
نہین فَسْــَٔـلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ۞ کین رہ کہ تو میروی
بترکستان ست ۞ ہم بھی آپکے تحقیق کی خوبی کا امتحان لیتے ہین آپکی ہر ایک دعوی کو جانچین گے
اور آپکی تحقیق کا ہر جگہ اعلان کرین گے وباللہ التوفیق اور اسوقت اثنا اور بھی کہتے ہین کہ آپ
اکثر مقامات مین بیشک ایسے لوگونکی تقلید کرین گے کہ ائمہ مجتہدین مین بھی داخل نہین اور اسوقت
ہم آپکو جھک کر سلام کرین گے مگر ہم انشاء اللہ تعالیٰ واسطے اتمام حجت کے قرآن و حدیث ہی سے
سند لاوینگے **قال** باب اول اس باب مین کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب مین غلامی کا
عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی غلام بناتے تھے انتہی **اقول** یہان ایک بات لکھنا ضرور ہے
کہ ہم اوپر از روے قواعد عقلیہ اور نقلیہ کے ثابت کر چکے ہین کہ کفر و شرک سے عصمت حریت
زائل ہو جاتی ہے اور رہ جاتی ہین وہ کمال کہ جسکے باعث وہ قابل تملک نہین ہے باقی نہین رہتا انسان
بہایم مطلق کی طرح انسان بھی قابل تملک ہو جاتا ہے پھر جسطرح بہایم مغلوب ہو کر حماوی غالب کے ہو جاتے ہین

اسیطرحپر یہ آدمی صورت بہایم سیرت بروقت استیلا کے مملوک ہوجاتا ہی پس کفر و شرک علت زوال حرمت حریت ہی اور مغلوب اور مستولی ہوجانا سبب مالکیت ہی اور یہی اصل عقلی ہی کہ جسپر شارع نے بناء رقیت قایم کی ہی اون اصول سے کہین تجاوز نہین کیا گیا نہ ابتداءی اسلام مین نہ اب جب یہ امر ظاہر ہوا تو اب ہم اقوال مجتہد دہر پر توجہ کرتے ہین **قال** زمانہ جاہلیت مین کسکس صورت سے انسان لونڈی غلام بنا ے جاتے تھے چنانچہ اوسکی یہ تفصیل ہی اول وہ لوگ جو اپنے تئین آپ بیچڈالتے تھے **اقول** یہ بات ثابت نہین شاید ایسا ہوتا ہو مجتہد دہر کو کہین سے یہ بات ثابت ہوئی ہوگی پھر بھی ہم یہ کہتے ہین کہ قول غیر ثابت کو ہم کسیطرح تسلیم نکرینگے اور عہد اسلام مین تو ایسے رقیت کا ہم قطعی انکار کرتے ہین اگر مجتہد صاحب کے پاس کچھہ وجہ ثبوت اسکی ہو تو پیش کرین **قال** دوم وہ صغیر السن لڑکے لڑکیان جو اونکے ماباپ سے خریدلی جاتی تھین **اقول** ایسے استرقاق کو پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا ملکیہ مجبر د اطلاع پانے کے حکم اونکے آزاد کرنیکا نافذ فرمایا چنانچہ ابوداود نے جو حدیث اس باب مین نقل کی اوس سے ہمارے بیان کا ثبوت ظاہر ہی

عن سلامة بنت معقل امرأة من خارجة قيس عيلان قالت قدم بي عمي في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب ثم هلك فقالت امرأته الآن والله تباعين في دينه فاتيت رسول الله صلعم فقلت يا رسول الله اني امرأة من خارجة قيس عيلان قدم بي عمي المدينة في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب فقالت امرأته الآن والله تباعين في دينه فقال رسول الله صلعم من ولي الحباب قيل اخوه ابو اليسر بن عمرو فبعث اليه فقال اعتقوها فاذا سمعتم برقيق قدم علي فأتوني أعوضكم منها قالت فاعتقوني وقدم على رسول الله صلعم رقيق فعوضهم مني غلاما

سلامہ بنت معقل سے جو ایک عورت تھی قبیلہ خارجہ قیس غیلان سے روایت ہی کہ کہا اوس نے کہ میرے چچا مجکو زمانہ جاہلیت مین لایا اور بیچ ڈالا اوسنے مجکو حباب بن عمرو بھائی ابوالیسر بن عمرو کے ہاتھہ پس جنے مین اوس سے عبدالرحمن بن حباب کو پھر حباب مرگیا پس کہا حباب کی عورت نے کہ

اب تو خدا کی قسم ہی کہ بیچی جاویگی حباب کے قرضہ مین پس آئی مین پیغمبر خدا کے پاس پس کہا مینے ای رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین ایک عورت ہون قبیلہ خارجہ قیس عیلان مین سے میرا چچا زمانہ جاہلیت مین
مجکو لایا پس بیچا اوسنے مجکو حباب بن عمرو بھائی ابو الیسر کے ہاتھ پس جنا مینے اوس سے عبد الرحمن بن
حباب کو پھر مرگیا حباب تو کہا حباب کی عورت نے کہ اب تو خدا کی قسم ہی کہ بیچی جاویگی حباب کے دین مین
پس فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون ہی حباب کا ولی یہ کہا گیا کہ اوسکا ولی بھائی اوسکا
ابو الیسر بن عمرو ہی پھر بلا بھیجا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس فرمایا کہ آزاد کردو اس
عورت کو پھر جسوقت کہ تم سنو یہ بات کہ کوئی رقیق میرے پاس آیا تو آئیو تم مین تمکو اسکے عوض مین اوسکو
دیدونگا کہا سلامہ نے پھر آزاد کردیا اونھون نے مجکو اور آیا ایک رقیق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
پاس تو میرے بدلے مین انکو دیدیا ایک غلام یہان سے یہ امر خوب عیان ہوا کہ جو استرقاق بطور
ناجائز زمان جاہلیت مین ہوا تھا اوسکو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا
بلکہ بمجرد دریافت ہونے اوس حال کے حکم اوسکے آزادی کا نافذ فرمایا **قال** سوم وہ صغیر السن لڑکے
یا لڑکیان جنکو کسی ملک سے بھگا کر یا چرا کر لے آتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹھی بات ہی عرب مین اگرچہ شرک و
کفر کا عیب بہت بڑا تھا مگر اکثر افعال رذیلہ مثل سرقہ اور دغا بازی وغیرہ کو بلحاظ اپنی شرافت اور
علو ہمت کے بہت برا اور سخت معیوب سمجھتے تھے اور اسلام نے کبھی ایسا استرقاق جائز نہین رکھا **قال**
چہارم وہ جنکو زبردستی ڈاکہ زنی یا رہزنی کے طور پر پکڑ لاتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹ اور ایسا
استرقاق بھی کبھی اسلام مین جائز نہین ہوا **قال** پنجم دشمن کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ مین
بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہوجاتا تھا **اقول** اسکا حکم اور حکم اساری حرب کا واحد ہی
کیونکہ اسمین بھی سبب قیت اور سبب ملکیت پائے گئے پس اس قسم کا استرقاق اسلام مین بھی بسبب
تطابق ضابطہ مذکورہ کے جائز ہی **قال** ششم وہ مرد و عورت بچے جو لڑائی مین قید ہوتے تھے
ایسی عورتون کے ساتھ مشرکین عرب بمجرد اونکے گرفتار کرنیکے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے
اقول چونکہ یہ استرقاق مطابق ضابطہ عقلیہ و نقلیہ کے تھا لہذا اسلام نے بھی اسکو جائز رکھا اور شاید

کہ یہ بات زمانۂ جاہلیت مین مروج ہو کہ بجبر و گرفتار کرنے کے مباشرت جائز رکھتے ہون گو کہ مجتہد صاحب نے اوسپر کوئی دلیل پیش نہین کی مگر اسلام نے قبل از استبرا مباشرت جائز نہین رکھی چنانچہ یہ بات روایات مفصلۂ ذیل سے جو سنن ابی داؤد مین ہین ثابت ہی عن ابی سعید الخدری ورفعه انه قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضة ابو سعید خدری سے روایت ہی اور پہونچا دیا اونھون نے اوس روایت کو (یعنی پیغمبر صلعم تک پہونچا دیا) کہ تحقیق پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا سبایای اوطاس کے حق مین کہ نہ مباشرت کیجاوے حاملہ جب تک کہ وضع حمل نکرلے اور نہ غیر حاملہ جبتک ایک حیض سے فارغ ہولے عن حنش الصنعانی عن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام فینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین قال لا یحل لامرئ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یسقی ماءه زرع غیره یعنی اتیان الحبالی ولا یحل لامرئ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امرأة من السبی حتی یستبرئها ولا یحل لامرئ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یبیع مغنما حتی یقسم رویفع بن ثابت انصاری سے حنش صنعانی روایت کرتے ہین کہ کھڑے ہوے ہم مین رویفع بن ثابت خطبہ پڑھتے تھے کہا اونھون نے کہ آگاہ رہو کہ مین نہین کہتا ہون تمسے مگر جو مینے سنا ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وہ بروز حنین کہا اونھون نے کہ نہین حلال ہی واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پہ ایمان رکھتا ہی یہ بات کہ دیوے اپنا پانی غیر کی کھیتی کو مراد ہے لیتے تھے مباشرت حاملہ عورتون کی اور نہین حلال ہی واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو کہ مباشرت کرے کسی عورت کے ساتھ سبایا مین سے جبتک استبرا نکرلے اور نہین حلال ہی واسطے کسی آدمی کے جو یقین رکھتا ہو خدا اور قیامت کے دن کا کہ بیچے وہ کوئی چیز غنیمت کی جبتک کہ وہ تقسیم نہو جاوے اس بیان سے ثابت ہوا کہ بہ اسلام سے پنجگانہ طرق استرقاق متعینہ مجتہد دھر کی خواہ وہ عرب مین جاری ہون یا نہون کوئی طریقہ بجز طریقہ استیلا کی جائز نہین رہا اور باقی طرق اگرچہ اکثر اونمین سے عرب مین جاری ہی نہین تھے مگر بالفرض اگر جاری بھی ہون تب بھی اسلام مین کبھی اونکا جواز نہین ہوا بلکہ اگر کبھی اونمین سے کسی طریقہ پر پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اطلاع ہوئی تو فوراً اوسکا انسداد عمل مین آیا۔ قال فرزدق شاعر زمانہ جاہلیت کا اسطرح پر فخر بیان کرتا ہی۔

اقول تاریخ دانی بھی جناب والا کی خوب متحقق ہوئی گویا کہ مصداق مصرعہ مشہور آپ ہی ہین ع چہ خوش گفت
سعدی در زلیخا ۔ جناب فرزدق وہی جسکا نام ہمام ہی یہ وہی کہ جسنے مدح مین ابراہیم بن ہشام بن اسمعیل
مخزومی ماموں ہشام بن عبد الملک بن مروان کے لکھا ہی وما مثله فی الناس الا مملکا ابو امه حی
ابوہ یقاربہ ۔ یہ وہی ہیں جو مناقب مین امام ہمام علی بن حسین علیہما السلام کے لکھتا ہی ۔ ہذا الذی یعرف
البطحاء وطأته ۔ والبیت یعرفه والحل والحرم ۔ سنہ ۱۱۰ ہجری مین اوسکا انتقال ہوا ہی آپ اوسکو کس طرح
شاعر زمانہ جاہلیت ٹھہراتے ہین اسکی تو پیدایش بھی زمانہ جاہلیت مین نہین ہوئی ذلك مبلغكم
من العلم دیکھو تاریخ ابن خلکان او عسکری اور ابن قتیبہ کے حالات شعرا مین **قال** اسلام کے
شروع ہوتے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمین موقوف نہین ہوگئی تھین بلکہ زمانہ اسلام مین بھی زمانہ
جاہلیت کی بہت سی رسمون پر جبتک کہ کوئی حکم نہین آیا عمل درآمد رہا **اقول** جو رسمین کہ قبیح
اور فحش اور منکر خلاف فطرت اور آئین قدرت کی تھین بدو اسلام ہی سے موقوف ہوگئین اور ہرگز
اسلام مین ایک دن کو بھی جائز نہین ہوئین بعض امور البتہ ایسے تھے کہ گو کہ خلاف آئین قدرۃ اور فطرتی
گناہ اور قبیح لذاتہ او فحش و منکر تھے مگر شارع کو آیندہ کسی زمانہ مین چھوڑا دینا منظور تھا اوس میعاد معلوم
تک جاری رہے اور پھر چھوڑا دیے گیے اور جب حکم تحریم پہونچا تو ایسا صاف اور واضح بیان ہوا کہ
کسیطرح اوسمین کسی کو شک و شبہ نرہا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو اپنے اصحاب کو خوب سمجھا دیا
اور اصحاب نے اوسکو خوب سمجھکر اوسپر خود عمل کیا اور اورونکو سمجھا کر پوری پوری تعمیل کرائی یہانتک کہ اس
بنا پر جن جن امور کا نہی ہونا آیندہ کے لیے متصور تھا اونسے بھی ممانعت شدید کی گئی **قال**
مثلا متعہ کی رسم **اقول** یہ مسئلہ علماے اسلامیہ مین یعنی باہم علماے اثنا عشریہ اور اہل سنت مین مختلف فیہ ہے
اور مخصوص برسم جاہلیت نہین ہے اسلیے اسکو اس مقام پر لانا سراسر بیمحل ہی **قال** شراب خواری **اقول** شراب
پینا مخصوص مبنی بر رسم جاہلیت نتھا بلکہ بعض شرایع سابقہ مین بھی کچھ ممانعت اوسکی نتھی اور جب وہ ممنوع ہوا
تو اوسکی ممانعت کا دیکھو کیسا صاف حکم آیا ہی انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل
الشیطان فاجتنبوه اور دیکھو اوسکی تعمیل کس شدت و اہتمام سے کرائی گئی کہ اوسکے پینے والے

حکم اجرای حد کا نافذ ہوا جستقدر شراب بوقت نزول آیت تحریم کے موجود تھا اوسکی نسبت تاکید حکم ہوا
کہ ہرگز ہرگز کسی کام مین نہ لائی جاوے نہ بیچی جاوے و ملکہ پھینک دیجاوے عن ابی سعید الخدری قال کان عندنا
خمر لیتیم فلما نزلت المائدۃ سالت رسول اللہ صلعم عنہ وقلت انہ لیتیم فقال اھریقوہ رواہ الترمذی
تھے ہمارے پاس شراب ایک یتیم کی سو جب سورہ مائدہ اوتری تو پوچھا مینے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے
اور مینے کہا کہ وہ شراب ایک یتیم کی ہے فرمایا کہ پھینک دو اوسکو عن انس ان النبی صلعم سئل عن الخمر یتخذ
خلا فقال لا رواہ مسلم سوال کیا گیا پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے شراب کا کہ اوسکا سرکہ بنا لیا جاوے
فرمایا کہ نہین عن وائل الحضرمی ان طارق بن سوید سال النبی صلعم عن الخمر فنھاہ فقال انما
اصنعھا للدواء فقال انہ لیس بدواء ولکنہ داء رواہ مسلم طارق بن سوید نے شراب بنانیکا سوال کیا
پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پس منع فرمایا اوسے پھر کہا اوسنے کہ مین دوا کے لیے بناتا ہون فرمایا کہ وہ
دوا نہین بلکہ دکھ ہے عن ابن عباس نھاھم عن اربع عن الحنتم والدباء والنقیر والمزفت متفق علیہ
منع فرمائی لوگون کو چار برتنون سے حنتم اور دبا اور نقیر اور مزفت سے (وجہ اسکی یہ ہے کہ انمین بیشتر شراب
رکھی جاتی تھی اور مخصوص شراب کے لیے تھے) عن انس عن ابی طلحۃ انہ قال یا نبی اللہ انی اشتریت خمرا
لایتام فی حجری قال اھرق الخمر و کسر الدنان رواہ الترمذی ابو طلحہ نے کہا کہ ای پیغمبر خدا مینے خریدی
تھی شراب یتیمون کے لیے فرمایا کہ پھینک دے شراب کو اور توڑ ڈال مٹکون کو عن جابر بن عبد اللہ انہ سمع
رسول اللہ صلعم یقول عام الفتح وھو بمکۃ ان اللہ ورسولہ حرم بیع الخمر رواہ البخاری فی
کتاب المغازی فی صحیحہ جابر بن عبد اللہ نے سنا پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بروز فتح مکہ فرماتے تھے
کہ خدا اور خدا کے رسول نے حرام کیا بیچنا شراب کا یہان تک کہ غیر ملت والے جو شراب پیتے تھے اونکے
برتنون کے استعمال کو بھی بغیر ضرورت شدید ممانعت فرمائی اور بصورت ضرورت شدید کے بغیر
دھوے اور پاک کیے اونکا استعمال جائز نرکھا عن ابی ثعلبۃ الخشنی قال قال النبی صلعم اما
ما ذکرت انکم بارض اھل الکتاب فلا تاکلوا فی آنیتھم الا ان تجدوا بدا فان لم تجدوا بدا
فاغسلوا و کلوا رواہ البخاری فی کتاب الصید والذبائح یہ جو تونے پوچھا کہ تم زمین اہل کتاب مین ہو تو انکا

اونکے برتنون مین مگر یہ کہ کچھ چارہ نپاو پس اگر کچھ چارہ نپاؤ تو دھو ڈالو اونکو اور اونمین کھاو

قال احرام کی حالت مین گھرونکے دروازون سے گھرون مین نہ آنا **اقول** اگرچہ یہ امر قبیح لذاتہ نہین مگر پھر بھی اصلاً ثابت نہین کہ اہل اسلام مین رواج اسکا ہوا ہو پھر دیکھو کیسی تاکید ہے اور کیسی تصریح سے اوسکی ممانعت فرمائی لَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا اول تو جس فعل کو وہ اچھا سمجھتے تھے اوسکی بسنت فرمایا کہ یہ فعل بھلائی کی قسم سے نہین بعد ازان حکم فرمایا کہ گھرون مین دروازون سے آو یعنی اوس فعل کو کہ اچھا نہین ہم ترک کرکے یہ را اختیار کرو

قال برہنہ ہوکر طواف خانہ کعبہ کرنا **اقول** اسکو بھی کبھی خدا اور خدا کے رسول نے جائز نہین رکھا مشرکین مین یہ رسم تھی مگر کسی مسلمان نے نہ قبل از ہجرت نہ بعد از ہجرت ایسا کیا اور کیس تاکید اور کس علانیہ سے اسکی ممانعت فرمائی گیی عن ابي هريرة قال بعثني ابو بكر في الحجة التي امره النبي صلعم عليها قبل حجة الوداع يوم النحر في رهط امره ان يؤذن في الناس الا لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان متفق عليه ابو ہریرہ کہتے ہین کہ بھیجا مجکو ابو بکر رض نے بروز نحر اوس حج مین کہ جسمین اونکو امیر کرکے بھیجا تھا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ساتھ ایک گروہ کے کہ آگاہ کرے سب آدمیون کو کہ اس سن کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا

عن ابي هريرة قال بعثني ابو بكر في تلك الحجة في مؤذنين بعثهم يوم النحر يؤذنون بمنى ان لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان قال حميد بن عبد الرحمن ثم اردف رسول الله صلعم بعلي بن ابي طالب فامره ان يؤذن ببراءة قال ابو هريرة فاذن معنا علي يوم النحر في اهل منى ببراءة وان لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان رواه البخاري في كتاب التفسير ابو ہریرہ رض سے ہے کہ اوس سال مجکو ہمراہ کیی آگاہ اور اطلاع کرنیوالونکے ابو بکر رض نے بروز نحر بھیجا کہ آگاہ کردین لوگون کو منا مین کہ اس سال کے بعد حج کو نہ آوے کوئی مشرک اور نہ طواف کری بیت کا کوئی ننگا کہا حمید نے پھر پیچھے اونکے بھیجا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو کہ آگاہ کردین آیات سورۂ براۃ سے کہا ابو ہریرہ نے پس اطلاع دیدی علے رض نے نحر کے دن منی کے

لوگون کو سورہ براۃ کے مضمون کی اور اسکی کہ نہ حج کرے اس سال کے بعد کوئی مشرک اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا غور کیجیے کہ کسقدر تاکید و تشدد اور اعلان کے ساتھہ یہ حکم جاری فرمایا گیا **قال** دو بہنون سے ایک ساتھہ شادی کرنا **اقول** یہ امر صرف نبی بر رسم جاہلیت نتھا بلکہ بعض شرایع ضعیفہ مین بھی جائز تھا اور جب ہماری شریعت مین حرام کیا گیا تو دیکھو کیسی صراحت سے حکم ممانعت نافذ ہوا وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اور پھر جہان کہین ایسی صورت جمع بین الاختین کی دیکھی گئی تو اوسیوقت حکم جدا کر دینے ایک کا صادر ہوا عن الضحاک بن فیروز الدیلمی عن ابیه قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتهما شئت رواه الترمذی وابو داود وابن ماجة فیروز دیلمی کہتے ہین کہ مین نے کہا یا رسول اللہ مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو عورتین بہنین ہین فرمایا کہ ایک کو اون مین سے اختیار کرے دیکھیے کیسا حکم صریح نافذ ہوا اور ابتداءً و بقاءً ہرگز اوسکو روا نرکھا گیا **قال** باپ کی جورو کو اپنی جورو بنا لینا **اقول** دیکھو کیسی صاف ممانعت وارد ہو وَلَا تَنْکِحُوْا مَا نَکَحَ اٰبَآؤُکُمْ اور پھر تاکید شدید دیکھیے عن البراء بن عازب قال مر بی خالی ابو بردة بن دینار ومعه لواء فقلت این تذهب قال بعثنی النبی صلعم الی رجل تزوج امرأة ابیه آتیه براسه رواه الترمذی وابو داود براء بن عازب کہتے ہین کہ گذرے میری طرف کو ماموں میرے اور اونکے پاس ایک نشان تھا مین نے کہا کہ کہان جاتے ہو کہا کہ مجکو بھیجا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی پر کہ اوسنے اپنے باپ کی جورو کو نکاح مین کر لیا تاکہ لاؤن مین اوسکا سر علاوہ بران یہ دستور کبھی اشراف عرب مین جاہلیت مین بھی نتھا چنانچہ بیان اسکا آگے آویگا **قال** متبنی کی جورو کو بعد طلاق کے بھی محرمات مین سے جاننا **اقول** اب مین

کیسی صراحت سے حکم نافذ ہے اول مَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَکُمْ اَبْنَآءَکُمْ دوسرا فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا

وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا **قال** یہ تمام رسمین جاہلیت کی ایسی تھین کہ زمانہ اسلام مین بھی جبتک امتناع نہین آیا اوسپر عمل ہوتا تھا **اقول** یہ بھی غلط ہے کسی صحابی نے برہنہ ہوکر طواف نہین کیا کسی نے باپ کی زوجہ سے نکاح نہین کیا ہان ایک شخص نے جسکا تذکرہ روایت براء بن عازب مین ہے ایسا کیا تھا کہ اوسکے تدارک کا حکم اوسیوقت جاری ہوا

اور یہ تحقیق نہیں کہ آیا وہ کون شخص تھا آیا وہ کوئی مسلمانون میں سے تھا یا کوئی منافق تھا یا کوئی دیہات کا رہنے والا تھا **قال** اسیطرح غلامی کی رسم پر بھی جب تک آیت حریت نازل نہین ہوئی کچھ تھوڑا سا عمل درآمد ہوا **اقول** یہ سب ناواقفی مصنف کی ہی جواز غلامی کا منجملہ رسوم جاہلیت کے نہین تھا خود مصنف معترف ہین کہ موسیٰ علیہ السلام نے اوسکو جائز رکھا عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکی نسبت کچھ نہین کہا اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ بلکہ شروع دنیا سے اب تک غلامی کا جواز بلا اختلاف چلا آیا ہے اور جب انبیا علیہم السلام اوسکو جائز رکھتے چلے آئے ہین اور کتب سماویہ سے اوسکا جواز ثابت ہی تو اوسکو منجملہ رسوم جاہلیت کے سمجھنا غلطی ہی اور یہ جو کہتے ہین کہ غلامی کی رسم پر کچھ تھوڑا سا عملدرامد ہوا صاف مغالطہ ہی تھوڑا سا عملدرامد کیا معنی جس شدت سے عملدرامد غلامی پر تھا ایسا کسی چیز پر عملدرامد نتھا اور کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار نے اوسکے عدم جواز کا حکم نہین دیا قرآن مجید مین اوسکی ممانعت مین کوئی آیت نازل نہین ہوئی اور جس آیت کا نام مصنف نے آیت حریت رکھا ہی کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے اوسکو بلفظ آیت حریت تعبیر نہین کیا نہ بعد اوسکے نزول کے غلام وکنیزک آزاد کردیے گیے بلکہ جو حال کہ قبل از نزول آیت مذکورہ کے تھا بدستور عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھی وہی رہا اور قرون ثلثہ مین جو خیر القرون بموجب فرمان خیر البشر ہین کسی نے امتناع غلامی کا اوس آیت سے نہین سمجھا مجتہدین امت اور ائمہ اطہار اہل بیت نے کبھی ایسا گمان نہین کیا باوجودیکہ فہم لغات عربیہ اور استنباط احکامات شرعیہ مین تمام تر دستگاہ رکھتے تھے اور امتثال احکام قرآن اور سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حد سے زیادہ سرگرم اور صاحب تقویٰ وورع تھے پس بمجرد کہدینے ایک ایسے شخص کے کہ نہ زبان عرب سے واقف ہو نہ طرق استنباط احکام شرعیہ سے آگاہ ہو نہ صاحب تقویٰ وورع اور نہ پابند سنت ہو اوسکو بالفاظ آیت حریت تعبیر کرنا بلاے الحاد مین مبتلا ہونا ہی غور کرنا چاہیے کہ ہرگاہ بموجب اعتقاد مصنف کے غلامی قبیح لذاتہ ہی اور اشراک باللہ اور فطرتی گناہ اور مخالف قانون قدرت کے ہی پس ایسے گناہ عظیم کے چھوڑ دینے مین اتنی تاکید اور تہدید اور تصریح بھی نہو جسقدر کہ برہنہ طواف کرنے اور دیوارین

گوده گهرمین جانے کی باب مین ہوئین اور ایسے گناه فخیم کے ترک کرانے مین ایسا حکم مجمل صادر ہوکہ خود
باعتراف مصنف مرقومہ صفحہ ۱۱۷ کے اوسکو آجتک باوجود انقضاء قریب تیره سو برس کے کسینے نسمجھا اور
ایسا گناه فطرتی مخالف آئین قدرت قبیح لذاتہ سنہ ۱۳ ہجری سے صرف حدوثاً ممنوع ہوا اور بقاءً علی حالہ جائز
رکھا جاوے ایسی اکبر الکبائر کی اسقدر بھی تغلیظ تحریم نہو جیسے کہ شراب خواری اور نکاح محرمات کے ہوسے کہ
حدوثاً اور بقاءً ہر طرح چھوڑا دیے گیے اور حدوثاً اونکے ارتکاب پر حدود کے جاری ہونیکا حکم ہوا
اور بقاءً شراب پھینکوا دی گئی ظروف اوسکے توڑوا دیے گیے جمع بین الاختین جہان دیکھا تفریق کرا دی
گئی یہ عجب گناه فطرتی مخالف آئین قدرتی ہو کہ بقاءً تو اوسکو حسب اعتراف مصنف بھی جائز رکھا گیا
اور حدوثاً نہ اوسپر کوئی حد مقرر ہوئی اور نہ تعزیر کا حکم دیا گیا نہ اوسکی ممانعت مین ایسا صاف وصریح حکم دیا گیا
کہ اوسکو قرون ثلثہ اور اوسکے مابعد نے سمجھا ہو بلکہ حکم بھی ایسا مجمل دیا کہ بقول مصنف اوسکو نہ کسی صحابی نے
سمجھا نہ ائمہ اہلبیت نے نہ کسی عالم و مجتہد نے یہانتک کہ وہ گناه برابر تمام امت محمدیہ مین سب قرون
مین شایع اور ذایع رہا پس سمجھنا چاہیے کہ یہ سب مغالطات مصنف کے ہین اگر واقع مین یہ امر گناه فطرتی
ہوتا اور شارع کو ازل سے ناپسند ہوتا تو توریت مین اوسکے جواز کا کیون حکم بھیجتا عہد ابراہیم عم سے
تا عہد محمد عم از روی حکم تشریعی کے اوسپر عملدرآمد کسطرح رہتا اگر شارع کو اوسکی ممانعت مقصود ہوتی
تو جسطرح اور ممنوعات کے تحریم کے احکام صاف وصریح عام فہم بھیجے اسکا بھی ایسا ہی حکم صریح بھیجتا
جسطرح اور ممنوعات کے چھڑانے مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے
کوشش و تاکید و تشدد فرمایا اسمین بھی اون سب سے زیادہ فرماتے کیونکہ یہ گناه حسب اعتقاد مصنف سب سے
بڑھکر ہی ہرگاه کہ ایسا نہوا پس صاف ظاہر ہوا کہ یہ سب خیالات باطلہ مصنف کے محض تقلید بعض توہم
پرستونکے ہین اب ہم مجتہد دہر کی اس تقریر پر ایک الزام اونپر وارد کرتے ہین یعنی ہرگاه کہ مجتہد کے
نزدیک چھون طریق مذکوره پر غلامی عرب مین شایع تھی اور اوایل اسلام سے سنہ ہجری تک وه
چھون طریق اسلام مین بھی رائج رہی اور جس آیت کو مجتہد بلفظ آیت حریت تعبیر کرتے ہین ظاہر ہی
کہ استفاده اوسکا تفسیر مجتہد پر اسیقدر ہی کہ جو لوگ لڑائی مین بعد اثخان کے پکڑے جاوین اونکا

استرقاق ممنوع ہی پس اس آیت کو بموجب تفسیر مجتہد کے بھی صرف تعلق خاص قسم ششم سے ہی اور باقی پانچ قسمون سے کہ بقول مجتہد وہ پانچون بھی سنہ ہجری تک اسلام مین جاری تھین بموجب تفسیر مجتہد کے بھی تعلق نہین پس اون پانچ قسمون کی غلامی کس نص کی رو سے ناجائز اور ممنوع ہوئی جو چیز کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بلا انکار جائز و رایج تھے خواہ کسیطرح جبر ہوا وسکی تحریم کیواسطے بلاشبہہ و شک کوئی نص شرعی ہر آئنہ درکار ہی مجتہد اوس نص شرعی کا نشان دین ورنہ سب اجتہاد و کد و جہد اونکی محض بیکار ہوئی جاتی ہی **قال** مگر اوسکے بعد ہرگز نہین ہوا **اقول** یہ بھی محض غلط ہی اور بیان اسکا بحث معنی آیت مین مفصل عنقریب آویگا **قال** اسمین کچھہ شک نہین کہ قبل نزول آیت حریت کے جو غلام موجود تھے اونکو اسلام نے دفعۃً آزاد نہین کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم جاہلیت اونمین تھے بلکہ آیندہ کے غلامی کو معدوم کیا اور موجود غلامونکے لیے بہت سی تدبیرین اونکے رفتہ رفتہ آزاد ہوجانیکی ٹہرائی تہی **اقول** مگر اسکا جواب کیا ہی کہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جائز رکھا مارئیہ قبطیہ تا زمان حیات پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی حرم رہین تقسیم سبایا مین بھی برابر بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جاری رہا اور نزول آیۂ کریمہ سے بیشتر تو خود باعتراف مصنف بھی کہ عنقریب ذکر اوسکا آویگا معدوم کردینے غلامی آیندہ کا حکم نہین دیا بیع و شرا غلامون کی بدستور جاری ہی اگر اسیکا نام معدوم کرنا ہی اور اسیکو تدابیر اعدام مصنف کے نزدیک سمجھتے ہین تو مصنف کے فہم کی خوبی ہی **قال** جو لوگ اصول انتظام مدن سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ کسی ملک کی اور خصوصًا عرب کی سی ملک کی جسمین لونڈیان اور غلامون کے تعلقات اونکے آقاؤن سے ایک عجیب ہی قسم کی اور نہایت پیچ درپیچ تھے تمام لونڈیان اور غلامون کا دفعتًا آزاد کردینا کیسا مشکل اور کسقدر مختلف قسم کی خرابیون اور فتنون بلکہ انواع اقسام کے گناہون کا مورث ہوتا اسلیے دفعۃً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تھا **اقول** سراپا دھوکا اور اغلوطات مزخرفات کی تقریر ہی ایک جملہ بھی سچ نہین واقفان اصول انتظام مدن اور اہل تاریخ خوب جانتے ہین کہ تعلقات اہل عرب کے غلامون کیساتھہ اور بلاد کے آقاؤنکی نسبت کچھہ زاید نتھی چنانچہ یہ امر خود تقریر مصنف مرقومہ صفحہ ۱۱۸ سے جو بحوالہ توریت لکھی ہی صاف ظاہر ہی تعلقات عرب والی

وجواری سے کچھ زیادہ تعلق مذہبی اور تعلق ازدواج اور تعلق معاملات ربا وغیرہ سے نتھے کہ ہر ایک شخص
کفار سے اوپر ترک نہ کرنے مذہب جاہلیت کے ایسا سرگرم اور آمادۂ جنگ و فساد تھا کہ قتل و اسیری و بربادی
مال و متاع اور جلای وطنی تو قبول کرتا تھا مگر چھوڑ دینا مذہب کا کسی طرح پر گوارا نکرتا تھا دیکھیے اوسکو ترک ہی
کرا دیا گیا توڑنا صورتون ابراہیم اور اسمٰعیل عم کا جو خانۂ کعبہ مین رکھی تھین اور دیگر تماثیل کا عرب پر کیا غلامی
کی نسبت کم گران گزرا تھا کہ اونکو دفعتًا چکنا چور کر دیا گیا شراب خواری کو یہان تک دوست رکھتے تھے کہ اتنا
اوسکے برابر اور کوئی چیز مرغوب نہوگی چنانچہ طرفہ بن عمرو البکری شاعر زمانہ جاہلیت کہتا ہے **شعر**

فلولا ثلث هن من لذة الفتى ◆ وجدك لم احفل متى قام عودی ◆ فمنهن سبقی العاذلات بشربة
کمیت متى ما تعل بالماء ترید ◆ اوسکو دفعتًا بند کر دیا گیا سود لینے کا رواج کیا کچھ کم تھا اوسکو بیک لخت
قلع قمع کر دیا گیا تعلق ازدواج کا کیا بنسبت تعلق غلامی کے کچھ کم ہے کہ بعد نزول آیۂ تحدید چار کی جس کسیکے
نکاح مین چار سے زیادہ عورتین تھین تفریق کرا دی گئی عن ابن عمر ان غیلان بن سلمة الثقفی اسلم
وله عشرة نسوة فی الجاهلية فاسلمن معه فقال النبی صلعم امسك اربعا وفارق سائرهن
رواه احمد والترمذی وابن ماجة غیلان بن سلمہ اسلام لاے اور اونکی دس جوروین تھین جاہلیت مین
وہ بھی سب اسلام لائین اوسکے ساتھ پس فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رہنے دے چار کو اور اورونکو
چھوڑ دے جہان کہین دو بہنین ایک شخص کی نکاح مین تھین ایک کو چھوڑوا دیا گیا جب ایسے امور دشوار چھوڑوا
دئیے گئے اور ایسے ایسے تعلقات محکم قطع کرا دئیے گیے تو مقابلہ اونکی علاقۂ غلامی کے کیا حقیقت تھی کہ باوجود
مخالفتہ آئین قدرت و قبح ذاتی کے باقی رکھنا اوسکا شارع کو گوارا ہوتا اور واقفان علم تاریخ پر مخفی نہین
کہ اوس زمانے مین بہت کم ایسے آدمی تھے کہ جنکے ملک مین غلام اور کنیزین نہ ہووین اور اوس جماعت قلیل کی
مرضی کے موافق اگر کوئی حکم عام نہوتا تو اوس سے کسی طرح کا مظنہ کسی خرابی اور دقت اور پیدا ہونی کسی قسم کے
گناہ کا ہرگز نتھا دیکھو اس سے زیادہ زیادہ امور جو عمومًا عرب کے خواہشون کے موافق تھے بے دھڑک ترک کرا دیے گیے
اونسی کیا خرابی اور دقت اور کونسا گناہ ظہور مین آیا جو اوس امر حقیر کے چھوڑ دینے سے ظہور مین آتا علاوہ اسکے
اپنی ذات مقدس اور بعض اصحاب کبار کی نسبت جو نہایت ہی مطیع تھے کیا گناہ کا مظنہ تھا کہ ماریہ قبطیہ کو آزاد کیا

اور ایسے ایسے اصحاب مطیع کو آزادی غلامان موجودہ کا حکم نہ فرمایا بھلا اگر عوام کی نسبت کسی نافرمانی کا
خیال تھا تو اپنی ذات اور اصحاب کبار کی نسبت تو کسی قسم کا مظنہ نافرمانی کا اصلا نہ تھا علاوہ بران ایسے کئی
وقایع ہم آیندہ ثابت کرینگے کہ مالکان رقاب نے اپنی مملوکون کو آزاد کیا مگر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
آزاد کرنا اونکا جائز رکھا اور پھر اونکو رقیق بنا دیا مجتہد صاحب فرماوین کہ ایسی حالت مین کس گناہ اور فساد کا
مظنہ تھا کہ آزادی رقیقون کی جائز رکھی گیی اور بدستور سابق اونکو رقیق ہی رہنے دیا اور واقفان
اصول انتظام مدینہ پر مخفی نہین کہ اصول انتظامیہ مدنیہ کا ایک کلیہ ہے کہ اگر دو امر متضاد واجب الدفع ایسے
درپیش ہون کہ ایک اونمین سے خفیف اور دوسرا بہت بھاری ہو اور ایک کی دفع سے دوسرے کا ظہور لازم آوے
تو ہر آئینہ بلا تامل توجہ تام بطرف دفع امر گران کے بلا لحاظ ظہور امر خفیف کی کیجاویگی اور چونکہ غلامی حسب تقریر
مصنف کے قدرتی گناہ ہے اور کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین اور جڑ تمام بدیون اور بداخلاقیون
اور موجب تخریب اخلاق مالکون اور مورث فسادات گوناگون کی ہے پس اگر درواقع شارع کو قلع و قمع
اوسکا منظور تھا تو ایسے بڑے فساد عظیم اور گناہ فخیم کے مقابلہ مین خیال خفیف گناہون کا کہ ہر آئینہ مطابق
تقریر مصنف کی ہیچ در ہیچ اوس سے زیادہ نہین ہو سکتی کیون کیا گیا کیا اصول انتظام مدینہ پر شارع جل و علی کو
مصنف کے برابر بھی آگہی نہ تھی مگر اصل یہ ہے کہ مانند اور علوم کے علم سیاست مدینہ پر بھی جناب مجتہد کو اطلاع نہین

قال بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبر ونیز جو غلامی کے معدوم ہونے مین
کوششین کین وہ بھی اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکے کہ آیندہ کی غلامی کو بند کیا اور موجودہ غلامون کی رفتہ رفتہ
آزاد ہونیکی تدبیر کی **اقول** جناب آپ تو صفحہ ۴۸ تہذیب الاخلاق مطبوعہ جمادی الاول ۱۲۸۸ ہجری
کے سطر پنجم مین بہت فرحت و اہتزاز کے ساتھ رطب اللسان ہین اور افتخاراً اسگرم بیان ہین کہ
دار الحکومت قوم انگریز کو یہ فخر ہے کہ جو کوئی وہان قدم رکھتا ہے اوسیوقت سے آزاد ہے گو وہ کسیکا غلام ہو
کیون نہو جب اوس سرزمین کو یہ فخر ہے تو بمجرد وصول یا حدوث اوس فخر کے آزاد ہو جانا غلامان
موجودہ سرزمین مذکور کا دفعتاً لازم آیا پھر یہان آپ کس طرح فرماتے ہین کہ اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکے
یہ تناقض بیانی آپکے صاف دلیل اسکی ہے کہ آپ بلا تحقیق حسب اقتضای مقام بلا لحاظ اظہار امر واقعی کے

جیسا دل مین آتا ہی رقم فرماتے ہین گویا کعب بن زہیر ایہی کے شان مین لکھتا ہی **شعر**

فما تکون علی حال تدوم بها * کما تلون فی اثوابها الغول * اور جن مدبران کا آپنے یہان تذکرہ کیا ہی اونکی سب تدبیرین مانند تدابیر دیگر امور کے سراسر خودغرضی اور معلل بالغرض ہین دیکھیے کہ جب ضرورت کھدوانے کانونکے واقع ہوئی اور ہر فرد لایق اس کام کے بہم نہ پہونچ سکے تو کس دھوم دھام سے غلامون کی خرید و فروخت جاری کی حالانکہ قبل اس ضرورت کے ممانعت کی گئی تھی پھر بعد رفع ضرورت کے دفعتًا انسداد اوسکا کیا گیا اور چونکہ جواز حدوث غلامی کا اونکے کسی قانون کی رو سے پایا نہین جاتا پس ممانعت بیع و شرا اور لینے کار و خدمت کے بالجبر اور روکنے بالجبر کے صاف و صریح آزاد کر دینا غلامان موجودہ کا ہی اگر شارع بھی یہ منظور ہوتا کہ غلامان موجودہ آزاد کرا دیے جاوین تو کیا چیز مانع تھی کہ اسی طرح پر احکام جاری نہ جاتے مخفی نہ رہی کہ گو کہ لفظ غلامی سے مصنف کے ممدوح مدبر بہت متنافر ہوتے ہین مگر فی المعنی کچھہ پرہیز نہین کرتے حالات قیدیون کے عمومًا علی الخصوص مقیدان دایمی کے بجز خرید و فروخت کے اور کس چیز مین حالات غلامان شرعیہ سے بہتر ہین جسقدر قبایح ظلمیہ مخالف قانون قدرت کے مصنف نے اوبہ رقم فرمائے ہین سب اونمین بدرجۂ اتم پائے جاتے ہین پس گو کہ وے مدبر بظاہر کچھہ ہی کہین مگر فی المعنی تجویز احکام غلامی مین اونکو بھی کچھہ عذر نہین اور عملدرامد اونکا برابر اوسپر ہی **قال** البتہ اونکی تدبیرونمین اور بانی اسلام کی تدبیرونمین اتنا فرق تھا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے علاقہ رکھتی تھین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تھین **اقول** یہ عبارت سراسر مہمل ہی ظاہرا مراد یہ ہی کہ مدبران مصنف نے حکم عدم جواز بیع و شرا اور آزادگی غلامون کا جاری کرکے اوسکی عدم امتثال پر سزاے جسمانی تجویز کی او شارع نے وہ حکم جاری کرکے عدم امتثال کی سزا صرف روحانی ہی تجویز کی کچھہ تعزیر اوسپر قایم نہ کی اگر یہ مراد ہی تو سراسر غلطی ہی شارع نے کوئی حکم عدم جواز احداث غلامی اور آزاد کرنے غلامان موجودہ کا جاری ہی نہین کیا اور احداث او ابقاے غلامی پر نہ کوئی حکم تعزیر جسمانی کا نہ عقوبت روحانی کا صادر فرمایا **قال** اونسے غلامون کی مالکون کو وحی کی رو سے سمجھایا کہ غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اللہ کے نزدیک نہین ہی

اقول اول تو یہ روایت اون کتب مین جنکو مصنف نے صفحہ ۱۷۱ پر منجملہ معتبرات کے شمار کیا ہی ہرگز نہین
بلکہ درجہ سوم کی کسی کتاب مین ہی کہ جسکی نسبت مصنف باتباع شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین
کہ انمین موضوع حدیثین بھی شامل مین ثانیاً اس مضمون سے بھی ممانعت احداث غلامی کے اور ابطال بقاے
غلامی لازم نہین آتا البتہ فضیلت اعتاق کی مانند اور بعض نوافل کے ثابت ہوتی ہی سو ہر ایک صاحب
عقل خوب سمجھتا ہی کہ ثبوت فضل کسی عمل نفل کا مستلزم ثبوت وجوب اوس عمل کا نہین بہت نوافل کی
نسبت ایسی فضیلت ثابت ہی مگر اس فضیلت سے وہ نوافل درجہ وجوب کو نہین پہونچے **قال** اونے
بعض گناہون کے کفارہ مین بردہ آزاد کرنیکا حکم دیا **اقول** اس سے تو ثبوت غلامی واضح ہی اگر واقع مین
غلامی بے اصل اور باطل ہوتی تو آزاد کرنا اور آزاد ہونا بردہ کا کفارہ مین کس طرح پر متصور ہو سکتا تھا
محل اعتاق تو رقیت ہی ہی اگر رقیت ہی متحقق نہوتی تو کیا آپ کے نزدیک احکام حکیم و دانا بے مطلق بے محل بھی نافذ
ہوتے ہین غور تو کیجیے کہ چونکہ وجود شراب کا ابقاءً او حدوثاً ناپسند تھا اور ایسے ہی نکاح محرمات منکوحۂ
جاہلیت اور زیادہ بر چہار منکوحہ کا حدوثاً و بقاءً ابطال کیا گیا لہذا پھینک دینا خم شراب اور تفریق عورات
مذکورہ کی کسی کفارہ مین تجویز نہین کی گئی اگر واقع مین عند الشرع رقیت بھی فی الاصل باطل ہوتی
تو ہمارے کفارات مین اعتاق تجویز نہ کیا جاتا **قال** صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کر دینی
چاہین تو اقرار نامہ لیکر اونکو چھوڑ دو **اقول** کیا خوب ترجمہ کیا مصنف نے آیۂ کریمہ کا وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ
الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا یعنی جو لوگ تمہارے مملوک مین
چاہین مکاتب ہونا تو مکاتب کرو اونکو اگر جانو اونمین بہتری مکاتب اوس غلام اور کنیز کو کہتے ہین
کہ مالک کی اور اوسکے درمیان مین یہ امر قرار پا جاوے کہ اس قدر روپیہ ادا کر دے تو آزاد ہو جاوے سو جب تک
وہ اوس قدر روپیہ تمام و کامل دیگا تو آزاد ہو جاویگا اگر کچھ بھی بدل کتابت مین سے رہ جاویگا تو وہ
آزاد نہوگا عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده عن النبي صلعم قال المكاتب عبد ما بقي عليه
من مكاتبته درهم رواه ابو داؤد فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتب غلام ہی جب تک
کہ اوس پر ایک درم بھی باقی رہجاوے وعن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده ان رسول الله صلعم

قال من کاتب عبده علی مائة اوقیة فاداها الا عشرة اواق او قال عشرة دنانیر ثم عجز فهو رقیق
رواه الترمذی وابوداود وابن ماجه جسنے سو اوقیہ پر اپنے غلام کو مکاتب کیا پھر ادا کر دیے اوسنے
مگر باقی رہگیے دس اوقیہ یا دس دینار اور پھر وہ عاجز ہو گیا تو وہ غلام ہی ہی فقط مصنف نے ترجمہ مین آیت کی
جزا کا ترجمہ کیا اور شرط کا ترجمہ یک لخت چھوڑ دیا پھر کاتبوہم کا ترجمہ یہ کیا کہ اقرار نامہ لیکر چھوڑ دو حالانکہ
چھوڑ دینا یعنی آزاد کر دینا موقوف ہی اوپر ادائے تمام و کمال بدل کتابت کی اور چھوڑ دینے کا ذکر بھی آیت
مین نہین **قال** ایسے غلامون کو جنکے مالکونے قیمت لیکر آزاد کرنیکا وعدہ کیا ہی خیرات دینے اور چندہ دینے
پر رغبت دلائی ہی **اقول** چندہ کا ذکر تو کسی آیت یا حدیث مین نہین ہی مگر ہان واسطے فک رقاب کے خیرات
دینے کی رغبت ثابت ہی **قال** بعض حالتین ایسی مقرر کین کہ اوسمین لونڈیان از خود بلا آزاد کیے آزاد ہو جاوین
اقول وہ حالت ام الولد کی ہی یا ملکیت ذی رحم محرم کی ہی **قال** ایسے معاہدہ یا اقرار کہ جسمین ذرا سا بھی
اشتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو بمنزلہ معاہدہ واقرار کامل آزادی کی قرار دیا **اقول** اس صورت کی
شرح مع سند کے مصنف پر واجب تھی اب ہم یہ کہتے ہین کہ یہ سب حالتین مقتضی ثبوت رقیت کی شرعا ہین
نہ بطلان اصل رقیت کی اسمین کچھہ کلام نہین کہ آزاد کرنا غلامون کا ثمر اجر عظیم ہی اہل اسلام مین سے کوئی اسکا
انکار نہین کرتا مگر مترتب ہونا اجر کا اوپر آزادی کے دلیل بطلان رقیت کی کسیطرح پر نہین ہو سکتا بلکہ عین
دلیل ثبوت رقیت کی ہی کیونکہ محل عتق رق ہی اگر رق نہ ثابت ہو تو عتق بےمحل ہی اور اوسپر کچھہ اجر مترتب نہین
ہو سکتا اور یہی نہین جو دعوے ثابت ہو کہ مقصود شارع یہ نہین ہی کہ اعتاق عموما ہر شخص پر واجب ہے یا یہ کہ رق صرف
مبنی بر رسم جاہلیت ہی اور شرعا باطل ہی بعض جگہہ ایسا ہوا ہی کہ مالک نے غلامون کو آزاد یا مدبر کر دیا مگر
شارع نے اوس آزادی اور تدبیر کو جائز نہ رکھا اور اوس اعتاق و تدبیر کو ناپسند کرکے بدستور غلامون کو
رقیق ہی رکھا عن عمران بن حصین ان رجلا اعتق ستة مملوکین له عند موته لم یکن له مال
غیرهم فدعا بهم رسول الله صلعم فجزاهم اثلاثا ثم اقرع بینهم فاعتق اثنین وارق اربعة
وقال له قولا شدیدا رواه مسلم ایک آدمی نے چھہ مملوک اپنے آزاد کیے اپنے مرنیکے وقت کے قریب
اور اوسکے پاس اور کچھہ مال نہ تھا پس اون مملوکون کے تین حصے کیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پھر اونمین قرعہ ڈالکر دو کو تو آزاد کر دیا اور چار کو بدستور رقیق رکھا اور اوس آدمی کو سخت کہا وعن جابر ان رجلاً من الانصار دبّر مملوکا ولم یکن له مال غیره فبلغ النبي صلعم فقال من یشتریه مني فاشتراه نعیم ابن النحام بثمانمایة درهم متفق علیه ایک آدمی نے انصار مین سے مدبر کیا اپنے ایک مملوک کو اور اوسکے پاس اور کچھ مال نتھا سوے اوس مملوک کے یہ خبر پونہچی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون شخص خرید کرتا ہی اس غلام کو مجھسے پس خریدا ابو نعیم نے اوسکو بعوض آٹھہ سو درہم کے مدبر کہتے ہین اوس غلام یا کنیز کو جسکو مولی نے کہا ہو کہ میرے مرنیکے بعد تو آزاد ہی پس ثابت ہوا کہ مال غلامون کا بھی مانند حال دیگر اموال کے ہی کہ بعض صورتون مین انفاق اوسکا مرغوب و نافذ ہی اور بعض صورتون مین ناپسند و غیر نافذ اگر عموماً ملک رقاب شرعاً باطل ہوتی تو بلا شبہہ جسطرح پر ملک ذی رحم محرم کی نسبت حکم ہی کہ من ملك ذا رحم محرم فهو حر رواه الترمذي وابو داؤد وابن ماجة جو شخص مالک ہوا ذی رحم محرم کا تو وہ مملوک حر ہی ذی رحم محرم اوس رشتہ دار کو کہتے ہین کہ جس سے ایسا رشتہ ہو کہ باہمدیگر نکاح روا نہو یا امهات الاولاد کی نسبت حکم نافذ ہوا اذا ولدت امة الرجل منه فهي معتقة عن دبر منه او بعده رواه الدارمي جبکہ جنی چھوکری کسی آدمی کی اوس سے تو وہ چھوکری آزاد ہی بعد مر جانے اوسکے اسیطرح پر عموماً حکم تحریر غلامون اور لونڈیون کا نافذ فرمایا جاتا علاوہ برآن وعید شرعی غلامون بھاگے ہوے پر جو حکم شرعی سے نہوتی اذا ابق العبد لم تقبل له صلوة وفي رواية ایما عبد ابق فقد برئت منه الذمة وفي رواية ایما عبد ابق من موالیه فقد کفر حتی یرجع الیهم رواه مسلم اگر غلامی یا کنیز ومخالف آئین قدرت ہوتی تو کیا وجہ تھی کہ مالک تو غلامون کو آزاد کرتے جاوین اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آزادی کو غیر نافذ ٹھہراوین بہانہ عذر انتظام مدنی پیش کردہ مجتہد بھی کسی طرح پر مانع تھا علی ہذا القیاس عبد ابق تو اپنے تئین بلا کسی سبب کے آئین قدرت پر عمل کرے اور صاحب آئین قدرت اس فعل پر اوسکو جدود رجہ کا ناپاک ٹھہراوے قال مجتہد غلامون کی ترقی حالت کے لیے نہایت سنجیدہ احکام صادر فرمائے اقول شارع کے احکام کی سنجیدگی مین کیا کلام ہی موجودہ اور مستقبلہ غلامون کے حق مین ایک ہی نمط پر احکام سنجیدہ

اور پسندیدہ صادر فرمائے ہین اوسمین کچھہ تخصیص موجودہ کی نہین ہی **قال** غلامون کے مالکون کو
مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا **اقول** چنانچہ ہم اوپر اوسکو مفصل بحوالہ اسند مرفوع لکھہ چکے
ہین **قال** یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام کہکر نہ پکارے جاوین **اقول** سراسر افترا ہی بلکہ یہ حکم ایسکے
یہ فرمایا کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیے کہ کہے غلام میرا اور لونڈی میری چنانچہ بحث اسکی اوپر گذر چکی
قال اونکو مثل اپنے کہلایا پہنایا جاوے اونکو اونکے رشتہ دارون سے جدا نہ کیا جاوے یہ احکام ایسے سنجیدہ رحم کے
بھرے ہوئے تھے جن سے غلامون کی حالت کو بہت ترقی ہوگئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے
بھائی بندی کی حالت پر پہونچگئی تھی **اقول** علاوہ ان احکام کے چند حکم اور بھی ہمنے بیان کیے ہین
یہ سب احکام واقع مین ایسے سنجیدہ وپسندیدہ ہین کہ اگر مراعات اونکے کی جاوے اور پوری پوری
تعمیل ہووے تو جس قدر قباحات حالت غلامی کے مصنف نے اوپر لکھے ہین سب مرتفع ہوجاتے ہین
اور ہماری شریعت مین غلامی سے رتبۂ اخوۃ اسلامی مین کچھہ تنزل نہین ہوتا عن ابی ذر قال قال
رسول اللہ صلعم اخوانکم جعلہم اللہ تحت ایدیکم فمن جعل اللہ اخاہ تحت یدیہ فلیطعمہ
مما یاکل ولیلبسہ مما یلبس ولا یکلفہ من العمل ما یغلبہ فان کلفہ ما یغلبہ فلیعنہ علیہ متفق علیہ تمہارے بھائی
ہین کہ خدانے اونکو تمہارے ہاتھون کے نیچے کر دیا ہی پس جس شخص کو خدانے اوسکے بھائی کے ہاتھون کے
نیچے کیا تو چاہیے کہ کھلاوے اوسکو جس چیز مین سے کہ آپ کھاتا ہی اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنتا ہی
اور نہ تکلیف دے اوسکو ایسے کام کی جو اوسپر دشوار ہووے اور ایسی تکلیف دے تو خود اوسکے اوس کام مین اعانت
کرے وعن ابی بکر الصدیق رض قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا
یا رسول اللہ الیس اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموہم
ککرامۃ اولادکم واطعموہم مما تاکلون قالوا فما تنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ
تقاتل علیہ فی سبیل اللہ ومملوک یکفیک فاذا صلی فہو اخوک رواہ ابن ماجۃ نہین داخل
ہوگا بہشت مین جو اپنے مملوکون سے بری طرح رہتا ہی کہا لوگون نے ای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
تمنے تو ہمکو یہ خبر دی ہی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے فرمایا ہان پس اونکو ایسا کرام کیا

رکھو جیسے اپنی اولاد کو کھلاؤ اونکو جو کچھہ آپ کھاتے ہو کہا لوگون نے کیا چیز دنیا کی ہمکو نفع بخشتی ہی فرمایا
کہ گھوڑا جسکو باندھی تو کہ جہاد کرتا ہو اوسپر اور غلام کہ تیری کفایت کرے پس جب وہ نماز پڑھتا ہو
تو تیرا بھائی ہی فقط ان احادیث سے واضح ہی کہ بموجب احکام شریعت اسلام کے غلامی کی حالت مین
کوئی خرابی جو موجب خسارت اخلاق اور تکلیف غلامون کی ہو نہین ہی اور اخوۃ اسلامی جن جن
امور کی مراعات کے مقتضی ہی مراعات اونکی اونکے ساتھہ بھی لازم ہی اور برادرانہ معاملہ اونسے بھی
برتنا لازم ہی تعلیم و تربیت مین اونکی ایسی ہی کوشش چاہیے جیسے کہ اولاد کی تربیت و تعلیم مین
کوشش کیجاتی ہی پس بلحاظ ان امور کے مین سمجھتا ہون کہ معاملات اہل اسلام کے اپنے غلامون کے
ساتھہ جیسے کہ شریعت اسلام مین واجب العمل ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر و پسندیدہ ہین بہ نسبت معاملات
قوم تہذیب یافتہ ممدوح مصنف کے جو ساتھہ خدمتگارون اور ملازمون بلکہ ساتھہ صدر الصدورون
اور تحصیلدارون اور ڈپٹی کلکٹرون کے وقوع مین آتے ہین اور ہر شخص اوس سے خوب واقف ہی غالب ہی
کہ مصنف بھی اوس سے انکار نکرینگے **قال** مگر قرآن مجید مین جو متعدد جگہہ لونڈیون اور غلامون کا
ذکر آیا ہی اور بعض جگہہ اونکی نسبت کچھہ احکام بھی بیان ہوئے ہین اوسنے لوگ متعجب ہونگے کہ
اگر غلامی معدوم ہو گئی تھی تو وہ احکام قرآن مجید مین کیون آ سکے تھے **اقول** ہمین کچھہ شک
نہین اور کوئی شخص انکار اسکا نہین کر سکتا کہ زمان پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین اکثر غزوات و
سرایا مین جو کفار گرفتار ہوے اور لونڈی اور غلام بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
کہ بحکم خدا کے بنائے گیے اور قرآن مین لونڈی غلامون کے بعض احکام موجود ہین پس اگر
استرقاق قبیح لذاتہ اور مخالف قانون قدرت ہوتا تو ممکن نتھا کہ ایسے ایسے احکام کہ ثبوت جواز
استرقاق پر مبنی ہین قرآن مین صادر ہوتے اور اگر انسداد غلامی کا شارع کو منظور ہوتا تو زمانہ
جاہلیت کے غلام اور لونڈیون کی آزادی کا حکم بلاشک و شبہہ نافذ فرماتا اور زمانہ علم و نزول وحی
مین ہرگز کسیکو غلام اور لونڈی نہ بناتا اور بالفرض اگر غلامان زمانہ جاہلیت کی نسبت کچھہ حکم
نہ دیتا تو زمان علم و نزول وحی مین تو ہرگز احداث اس امر قبیح مخالف قانون قدرت کا روا نہ رکھتا

حالانکہ خود شارع نے زمان نزول وحی وعلم مین اسیران کفار کو لونڈی غلام بنایا اور اس امر کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بصاف حکم خدا تعالیٰ کا بتایا چنانچہ واقعہ سنہ ۵ ہجری مین نسبت بنی قریظہ کے صحیح مسلم مین روایت ہی قال (یعنی سعد بن معاذ رض) تقتل مقاتلتهم وتسبی ذریتهم قال فقال النبی صلعم قضیت بحکم اللہ سعد بن معاذ رض نے حکم کیا کہ قتل کیے جاوین لڑنے والے اونکے اور لونڈی غلام بنائے جاوین ذریت اونکی فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ فیصلہ کیا تو نے ساتھ حکم خدا کے اور واقعہ شوال سنہ ۸ ہجری عن ابی سعید الخدری رض ان رسول اللہ صلعم یوم حنین بعث جیشا الی اوطاس فلقی عدوا فقاتلوهم فظهروا علیهم واصابوا لهم سبایا فکان ناسا من اصحاب رسول اللہ صلعم تحرجوا من غشیانهن من اجل ازواجهن من المشرکین فانزل اللہ فی ذلک والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فهن لهم حلال اذا انقضت عدتهن لیکن پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز حنین کے اوطاس پر پس لڑائی ہوئی دشمنون سے اور غالب ہوے مسلمان اور بنایا لونڈی سبایا کو تو کچھ آدمی اصحاب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین حرج مین پڑے اونکی مباشرت سے بسبب شوہردار ہونے اونکے کے مشرکین مین سے پس اوتاری خدا نے یہ آیت کہ حرام ہین تمپر شوہردار عورتین مگر جنکے مالک ہوے ہین ہاتھ تمھارے یعنی کہ وہ تمکو حلال ہین جب عدت اونکی گذر جاے فقط اسی طرح پر اور چند غزوات سرایا مین بھی مصنف نے اسکے جواب مین بڑی غلطی کی اور دھوکا کھایا ہے کہ فرماتے ہین **قال** اس خبر نے بڑے بڑے عالمون کو دھوکا دیا ہے اور غلطی مین ڈالا ہے اگر یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہ تمام احکام اونھین موجودہ لونڈیون اور غلامون کی نسبت ہین جو بموجب رسم جاہلیت اور قبل نزول آیہ حریت کے غلام ہو چکے تھے اور جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا انتہی **اقول** یہ سراسر غلطی ہی جو چیز ایک بحکم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بحکم خدا تعالیٰ واقع ہوئی اوسکو رسم جاہلیت کہنا تامتر جہالت ہی واقعہ بنی قریظہ مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ یعنی فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم خدا کے پس حکم شرعی خداوند تعالیٰ کو رسم جاہلیت کہنا کیا امر قبیح ہے تحسبونه هینا وهو عند اللہ عظیم اور جسکی نسبت پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جعلهم اللہ تحت ایدیکم الحدیث کہ خدا نے تمھاری ملکیت مین انکو

کیا ہی اوسکی نسبت یہ کہنا کہ بموجب رسم جاہلیت کے یہ بات تھی صاف غلطی ہی کہ خدا کی ٹھہرائی ہوئی بات کو
رسم جاہلیت ٹھہراتے ہین یہ حدیث اوپر تمام لکھی گئی ہی اور واقعہ اوطاس وہوازن بعد فتح مکہ کے ہی
اور خود مصنف کہتے ہین کہ آیت فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً جسکو اونھون نے غلطی سے بنام آیت حریت
موسوم کیا ہی زمانہ فتح مکہ مین نازل ہوئی پس ہرگاہ یہ ثابت ہوا کہ استرقاق واقعہ اوطاس وہوازن
بعد نزول آیہ کریمہ کے ہی تو یہ کہنا مصنف کا کہ قبل از نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے الخ
سراسر غلطی ہی علاوہ بران اعتراض تو مصنف پر یہ ہی کہ اگر غلام ولونڈی بنانا قبیح لذاتہ اور گناہ قانون
قدرت اور تمام بدیون کی جڑ ہی تو قطع نظر از ابقاے غلامی عہد جاہلیت کے زمانہ علم نزول وحی مین یہ طریقہ
کیون مسلوک رہا اور کس طرح پر بقول مصنف رمضان ۸ سنہ ہجری تک یعنی اواخر عہد نزول وحی تک اسپر
عمل درآمد رہا ایک چھوکری کو جو بعث یمن مین تھوڑے روز دن پیشتر حجۃ الوداع یعنی آخر سنہ ۹ ہجری
مین پکڑی گئی حضرت علی ع نے باطلاع پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سریہ بنایا چنانچہ ذکر اوسکا عنقریب آویگا
کیا جس طور پر کہ حضرت ابراہیم ع م اور موسی ع م وعیسی ع م اور دیگر انبیاے بنی اسرائیل ع م اس بدرسم قبیح لذاتہ مخالف
آئین قدرت کے حقیقت قبح سے بقول مصنف مطلع نہوکر اوسکو جائز رکھتے رہی ایسی ہی نعوذ باللہ مصنف محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھی اوسکے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت سے ناواقف رہی اگر فی الواقع شارع کو قلع قمع غلامی کا
منظور تھا تو اوسکو کیون رواج دیا اور کیون اوسکے باب مین ایسے احکام کہ مبنی اوپر ثبوت وجواز
رق کے ہین نافذ کیے مقتضاے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت تو یہ تھا کہ غلامان زمانہ جاہلیت
بھی آزاد کیے جاتے اور اگر اونکو دفعۃً آزاد نکیا تھا تو آیندہ کو تو موجب حکم تشریعی کے کسیکو لونڈی
غلام نہ بنایا جاتا عجیب ماجرا ہی کہ منادی تو یہ فرمائی جاوے کہ ذھب امر الجاھلیۃ اوٹھ گیا امر جاہلیت کا
اور بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْاِيمَانِ کس قدر برا ہی اسم فسق بعد ایمان کے اور با اینہمہ وہ رسم جاہلیت
اور فسوق جو بقول مصنف جڑ تمام بدیون اور فطرتی گناہ اور مخالف آئین قدرت ہو قائم رکھا جاوے
اسکا کچھہ جواب مصنف نہین دیتے اور اور طرف کو چپل دیتے ہین پھر یہ جو لکھتے ہین کہ غلامان موجودہ الخ
آیا مراد اوسے وہ غلام ہین جو زمانہ جاہلیت کے غلام تھے یا وہ غلام ہین جنکو اسلام نے بحکم تشریعی

غلام بنایا تھا یا دونون مراد ہین موصوف کرنا اونکا بصفات ذیل کہ جو بموجب رسم جاہلیت قبل نزول آیۂ حریت کے غلام ہو چکے تھے جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا قرینہ اسکا ہی کہ مراد قسم اول ہین اگر قسم اول ہی تو محض تحکم اور بیدلیل ہے اور اگر قسم دوم و سوم ہی تو لازم تھا کہ جسطرح یہ کہا تھا کہ جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا یہ بھی کہتے کہ جنکو خود اسلام نے غلام بنایا تھا **قال** چنانچہ اون تمام آیتون مین جنمین لونڈی غلام کا ذکر ہی ایک بھی ایسا لفظ نہین جو آیندہ کے غلامی پر جسکو ہم بہ لفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہو **اقول** چونکہ رقیت مستقبلہ ایک لفظ مبتدعہ مصنف ہی لہذا اونکو لازم تھا کہ اس لفظ کی تعریف کرتے کہ اس سے کیا مراد ہی آیا ثبوت رقیت زمانۂ مستقبلہ مراد ہی یا حدوث رقیت زمانۂ مستقبلہ مین مراد ہی اور زمانۂ مستقبلہ کس زمانہ کے اعتبار سے ہی آیا شروع اسلام سے جو زمانہ مستقبل ہی وہ مراد ہی یا زمانۂ ہجرت سے جو مستقبل ہی یا رمضان ۸ھ ہجری یعنی فتح مکہ سے جو مستقبل ہی وہ مراد ہی یا وہ زمانہ جو نزول ہر ایک آیہ سے جسمین کوئی حکم بہ نسبت رقیقون کے ہی مستقبل ہی مراد ہی اسکی تصریح ہر آئینہ واجب تھی چونکہ مصنف نے اوسکو مجمل لکھا ہی پس ہم ہر شق پر ہر جگہہ گفتگو کرینگے واللہ الموفق الی الصواب **قال** اس مقام پر ہم اپنے اس بیان کے اثبات کے لیے قرآن مجید کے تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہی جو غلامی پر دلالت کرتا ہی اور تمام دنیا پر اپنے اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو **اقول** آپکی تصدیق کا ظہور تو حیز امتناع مین ہی بجز اون دنیا داروں کے جنھون نے دین کو دنیا کے حصول کے لیے برباد کیا ہی کوئی عاقل دیندار آپ کی تصدیق نہین کر سکتا مگر ہم بعون اللہ آپکی غلطی کی تمام عالم مین تشہیر کرتے ہین **قال** لفظ ماملکت یہ لفظ پندرہ آیتون مین آیا ہی اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہی جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا **اقول** یہ مصنف کی ناواقفی ہی لغات عرب سے اگر صیغہ ماضی شرط و جزا خبر مین بعض حروف شرط کے واقع ہوگا تو بلا شبہہ معنی استقبال کے دیگا قال اللہ تعالیٰ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰہِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْہِمَا فِیْمَا افْتَدَتْ بِہٖ اگر خوف کرو تم کہ نہ قائم کرینگے حدود خدا کو تو نہین ہی گناہ اوسمین جو فدیہ دے

وہ عورت اوسکا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
پھر جب پہونچ جاوین وہ عورتین اپنی مدت کو تو نہین ہی گناہ تمپر اوس باب مین جو وہ کرین اپنے حق مین
بواجبی فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ پھر اگر نکل جاوین
تو تمپر کچھ گناہ نہین اوسمین جو اپنے حق مین وہ کرین بواجبی قال الشاعر شعر اذا مت فانعيني بما
انا اهله وشقي على الجيب يا ابنة معبد سوا اسکے بعض مواقع اور بھی ایسے ہین کہ تفصیل اونکی اسجگہ
ضرور نہین **قال** قطع نظر اسکے اون آیتون کے معانی بھی کسیطرح پر رغبت مستقبلہ پر اشارہ نہین
کرتے **اقول** ہر ایک آیت کی تفسیر کے ضمن مین اس امر کی بحث مفصل ہو چکی اب ان اونمین تعالی **قال**
آیت اول سورہ نسا فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ خدا تعالی
فرماتا ہی کہ اگر متعدد جوروین کرنے مین اس بات کا تمکو ڈر ہو کہ برابر نہ رکھسکوگے تو ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھہ ہو چکے ہین نکاح کرو **اقول** آپنے کوئی دقیقہ تحریف معنی کلام الہی مین
نچھوڑا خوب اپنی تصدیق دینا پر ظاہر کی بمقارن دعوی کے دلیل تکذیب دعوی کی بھی خود ہی بیان
فرمادی اب سنیے تفصیل اپنے تحریف کی خفتم صیغہ ماضی ہی خلاف محاورہ خوفنا سے آپنے یا یہی عیب لغوی
نظر سے لفظی ترجمہ لکھا یا آپکو لغت عرب کا علم نہین اسکے معنی یہان بسبب حرف ان شرطیہ کے یہ ہین کہ اگر خوف
کرو تم اسکا کہ برابری نہ کروگے تو ایک ہی عورت یا وہ جسکے مالک ہو وین ہاتھہ تمھارے پس خفتم بمعنی
مستقبل ہی اور ایسی ہی ملکت بھی بمعنی مستقبل ہی علماء لغت کا بالاتفاق یہ مقولہ ہی کہ لکونهما ای
ان واذا التعليق امر لغيره في الاستقبال كان كل من جملتي كل فعلية استقبالية
معنی کلمہ فواحدة بالرفع والنصب دونون طرح پر پڑھا گیا ہی قرأت نصب پر معنی یہ ہین کہ اختیار
کرو ایک ہی کو یا جسکے مالک ہو وین ہاتھہ تمھارے مصنف نے جو اسطور پر ترجمہ لکھا ہی کہ ایک ہی عورت سے
یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھہ ہو چکے ہین نکاح کرو بچند وجہ غلط ہی اول تو ترجمہ ملکت کا اس
جگہہ اسطور پر کہ جسکے مالک تمھارے ہاتھہ ہو چکے ہین صریح غلط ہی اگر ملکت کا اسطور پر ترجمہ کرتے
ہین تو خفتم کا بھی اسی طور پر ترجمہ کرین اور اس طور پر لکھین کہ اگر ڈر چکے ہو تم حالانکہ یہ محض مہمل

اور لغو ہی ثانیاً لینا افعال مذکورہ کا بمعنی ماضی بعید یا قریب کے خلاف لغت عرب کے ہی درمیان ملکت اور درمیان ما افتدت اور ما فعلن جسکا بیان اوپر گذرا کچھ فرق نہین ہی جس طور پر بموجب قاعدہ زبان عرب کے ما افتدت اور ما فعلن کے معنی ماضی کے مراد نہین ہو سکتے اسی طور پر ما ملکت بھی بمعنی ماضی کا فائدہ نہین دے سکتا ثالثاً قطع نظر اس آیت کے کہ جسمین یہان بحث ہی کہ اسمین حرف شرط مانع ارادہ ماضی کا ہی عموماً جملہ آیات مین کہ جنکا ذکر بعد اسکے آویگا ارادہ ماضی کا نسبت زمانہ نزول آیات مذکورہ کے قطعاً باطل ہی کیونکہ وہ سب آیات ایک زمانہ مین نازل نہین ہوئین مثلاً آیہ سورہ معارج مکیہ ہی وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ یعنی جو لوگ کہ اپنی شرمگاہون کی حفاظت کرنیوالے ہین مگر اوپر اپنی ازواج کے یا جنکے مالک ہووین ہات اونکے تو وہی ملامت کردہ شدہ نہین پس جنھون نے قصد کیا سوا اوسکے تو وہی تعدی کرنیوالے ہین اسمین قصر ہی جواز عدم محافظت کا اوپر ازواج اور ما ملکت ایمان کے یعنی جو لوگ سوا ازواج اور ما ملکت ایمان کے محافظت فروج کی نہین کرتے وہ گنہگار ہین پس اگر ما ملکت ایمانہم کے یہ معنی سمجھے جاوین کہ جنکے مالک ہو چکے ہین ہاتھ اونکے اس آیت کے نزول سے پیشتر تو وہ جواز عدم محافظت جسکا ذکر آیت مین ہی مقصور رہیگا اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو قبل از ہجرت پیغمبر صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کے اور قبل از نزول سورہ معارج کے مملوک ہو چکے ہین اور بعد نزول اس آیت کے جو مملوک ہونگے اونکا سریہ بنانا جائز نہوگا بلکہ جو ایسا کریگا وہ بموجب حکم آیت گنہگار و داخل ہوگا پھر وہی آیت جب دوسری مرتبہ سورہ مومنون مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اور اسمین بھی کلمہ ما ملکت ایمانہم ہی پس حسب تفسیر مجتہد دہر کے لازم آیا کہ اس دوسری آیت کی نزول سے پیشتر جو مملوکات مملوک ہو چکے ہین اونکا سریہ بنانا جائز ہی اور جواز عدم محافظت مذکورہ مقصور ہی ازواج اور اون مملوکات پر جو اس دوسری آیہ کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہین پس اول تو خود انھین دونون آیتون مین تعارض ہوگیا کہ آیت اولی مین جواز عدم محافظت مذکورہ

مقصود ہی ازواج اور اون مملوکات پر جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین اور دوسری آیہ مین مقصود ہی اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی ہون خواہ اوسکے بعد پھر بعد ازان سورہ نسار کی آیت مین جو تسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمہ ما ملکت ایمانکم واسطے جواز تسری کے اس آیت مین بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو مملوکات کہ اس آیت کے نازل ہونے سے پیشتر مملوک ہو چکے ہین خواہ پہلی دونون آیتون کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی ہون خواہ اونکے بعد وہی حلال ہون پس تقصیر جو پہلی دونون آیتون مین منصوص تھا باقی نرہا اور یہ آیت اون دونون آیتون کی معارض ہوگئی یا اسی طرح جس جس آیت مین کہ واسطے جواز تسری کے کلمہ ما ملکت ایمان واقع ہی ایک دوسری کے معارض ہوتی چلی جاویگی اور چونکہ آیت اولی مین تسری مقصور تھی اوپر اونھین مملوکات کے جو پہلی آیت کے نزول کے وقت مملوک ہو چکی تھین تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تیسری آیت کے نزول تک اور تیسری آیہ کے بعد چوتھی کے نزول تک ہکذا الی غیر ذلک جسقدر کنیزین مملوک ہوئین اور بطور سریہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مومنین کے تصرف مین آئین وہ سب ناجائز ہون اور سریہ بنانے والے اونکے گنہگار ہون کیونکہ مابین نزول ہر دو آیتون کے جو زمانہ ہی وہ زمانہ ممانعت تسری اون مملوکات کا ہی جو آیت اولی کے نزول کے بعد مملوک ہوئے ہون پس بسبب ظہور ان قبائح کے ارادہ زمانہ ماضی کا بہ نسبت زمانہ نزول آیات بالبدیہہ باطل ہی اور کلمہ ما ملکت ایمان سے ماضی بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے اصلا مقصود نہین بلکہ صیغہ ماضی جو ان آیات اور انکے امثال مین واقع ہی اوس سے متحقق ہونا صفت ملکیت وغیرہ کا زمانہ ماضی مین بہ نسبت تحقق مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہی جیسا کہ امثال ان آیات مین ہی مثلا لا تنکحوا ما نکح اباؤکم کے معنی یہ ہین کہ نہ متحقق ہووے نکاح تمھارا اون عورتون سے جو اوس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے نکاح سے پیشتر تمھارے آبا کے نکاح مین آئی ہون نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے آبا کے نکاح مین آچکی ہون کیونکہ ان معنی کے اعتبار سے نکاح مین لانا اون عورات کا جو بعد نزول آیت

مذکورہ آباء کے نکاح مین آئی ہوئی ہون جائز ٹھہریگا اور یہ بات بالاتفاق باطل ہے اسی طرح یہ
معنی ما ملکت ایمانکم آیات متنازعہ مین بھی متعین ہونگی کہ جو مملوکات کہ قبل از مباشرت تمہاری
مملوک ہوئی ہین انکے ساتھ مباشرت جائز ہے یعنی جو مجتہد صاحب نے دل سے گڑھے ہین کہ
نزول آیات سے پہلے مملوک ہو چکی ہین اور بحث اسکی مفصل معنی آیت [illegible] مین مختصر
آویگی انشاء اللہ تعالیٰ اگر مجتہد صاحب یہ فرماوین کہ مراد ہماری یہ ہے کہ جسقدر کنیزین نزول آیت
منّ و فداء سے پیشتر مالک ہو چکی ہین ان آیات سے وہ مقصود ہین تو یہ بات لغو اور اصلاً قابل
التفات نہین کیونکہ یہ سب آیات بزعم مجتہد صاحب کے قبل از آیت منّ و فداء کے نازل ہو چکی ہین
پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اوس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک نازل نہین
ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران چونکہ آیت منّ و فداء زمانہ مستقبل مین
آیات مذکورہ سے نازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلا قید و بالعموم زمانہ مستقبل
بھی شامل ہوگا پس تفسیر ما ملکت ایمانکم جو مجتہد صاحب نے اسطور پر کی ہے کہ مالک ہو چکے ہین
ہاتھ تمہارے بالبداہہ غلط ہو جاویگی وہو المطلوب اور اس صورت مین اگر آیت منّ و فداء
موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم باطل مین ہے تو تعارض درمیان
اون آیات اور آیت منّ و فداء کے لازم آویگا اور لامحالہ اون آیات کو منسوخ ٹھہرایا جاویگا
پس بالضرورۃ نظر اس امر پر ضرور ہوگی کہ آیا آیت منّ و فداء ناسخ اون آیات کے ہو سکتی ہے یا نہین سو قطع
اور امور کے جنکا بیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے آگے آویگا ہم یہ کہتے ہین کہ آیت
منّ و فداء ناسخ اون آیات کی نہین ہو سکتی اسلیے کہ آیت منّ و فداء درباب وجوب
منّ و فداء کے مجمل ہے کیونکہ کلمہ امّا اصلاً اوپر وجوب منّ و فداء کے دلالت نہین کرتا ہے بلکہ ہو سکتا ہے
کہ مادہ منع جمع مین مستعمل ہوا ہو اور ہو سکتا ہے کہ منّ و فداء کا حکم جواز ہو پس جبکہ وہ آیت
نسبت عدم جواز استرقاق کے مجمل ٹھہرے تو اون آیات کی جو ظاہر الدلالۃ اوپر جواز
استرقاق کے ہین کسطرح پر ناسخ نہین ہو سکتی اور بیان زمانہ نزول آیات کا اور بیان

اس اجمال کا عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالی پھر ترجمہ فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کا
جو اس طور پر لکھتے ہین کہ ایک عورت سے یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھ ہوچکے ہین نکاح کرو
یعنی فعل فانکحوا مقدر کرکے واحدۃ او ما ملکت ایمانکم کو اوسکا مفعول ٹھہراتے ہین سراسر غلط ہے
کیونکہ نکاح مولی کا اپنی کنیز سے شرعًا ثابت نہین اور کافہ فقہا نے اوسکے عدم جواز کا فتوی دیا ہے
علاوہ بران مقصود آیت تو یہ ہے کہ اگر خوف اس امر کا ہووے کہ عدل نکر سکوگے تو ایک ہی عورت سے
نکاح کرو تا کہ خوف عدم عدل نہ ہے کہ ایک منکوحہ مین عدل اور عدم عدل کا کچھ احتمال ہی نہین
یا مملوکات کو سریہ کرلو کہ اونمین عدل واجب نہین مصنف کے ترجمہ سے یہ امر لازم آیا کہ درصورت
خوف عدم عدل یا ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا ایک کنیز سے نکاح کرلو اگر واقع مین مراد شارع
کی یہی ہوتی کہ جیسا مستفاد ترجمہ مصنف ہے تو اسی قدر کافی تھا کہ ایک ہی عورت سے نکاح
کرلو کلمہ واحدۃ تو ایسی حالتین دونون کو متناول تھا پھر ما ملکت ایمانکم کی کیا حاجت تھی
اور یہ اطناب مخل سراسر خلاف بلاغت قرآن ہے اور اگر مقصود ترجمہ مصنف یہ ہے کہ کئی مملوکات
غیر اشخاص سے نکاح کرو تو بھی صحیح نہین ہوسکتا اسلیے کہ اگر کئی ایسی مملوکات نکاح مین جمع ہوگئین تو
اونکے درمیان مین بھی عدل فرض ہوگا اور جس خوف کے بنا پر یہ حکم نافذ ہوا وہی خوف
پیش آویگا غرض کہ کسی طرح پر ترجمہ مصنف کا صحیح نہین اور ایسی تاویل باطل ہے کہ موجب تنزل
معانی عالیہ ہے ع بر ہوا تاویل قرآن میکنی * پست و کژ شد از تو معنی سنی قال آیت دوم
اسی سورت مین سید صاحب نے دوسری جگہہ فرمایا وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ کِتٰبَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ
مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ تیرہ رشتہ دار عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام
کی گئین ہین مگر وہ جو تمھارے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین خدا نے یہ حکم تمپر لکھدیا اور اونکے
سوا جتنی ہین وہ تمھارے لیے حلال کی گئین ہین اس طرح پر کہ تم اپنے مال کے بدلے یعنے
مہر کے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو آہ اقول اس آیت کا ترجمہ بھی اسم

غلط لکھا ہی اور تمامتر خلاف لغت عرب کے ہی چنانچہ شرح اوسکی عنقریب کیجاویگی مگر پیشتر شرح مطلب کے لکھنا ایک امر کا ضروری ہی یعنی یہ ترجمہ مصنف نے صرف تقلید ایک قول ضعیف فخر تو تہ تفسیر امام فخر الدین رازی کے لکھا ہی اور سوائے تقلید کے کوئی دلیل انکے پاس نہین یا تو باین شور اشوری کہ کسی مجتہد او اجماع صحابہ و خیر القرون و ائمہ اہل بیت کی بھی تقلید نہ کرینگے یا باین بے تمکی کہ ایک قول ضعیف کی تقلید سے راہ راست کو چھوڑ دیا اور مصداق مثل مشہور ہربت من المطر ووقفت تحت المیزاب ورع شاعر فانما ھو غیر قید فانقادا اپنے تئین بنا دیا ہمارے اور اونکے گفتگو متعلد نہین ہم ائمہ مجتہدین کے مذہب کو بدلائل شرعیہ نقلیہ اور عقلیہ کے ثابت کرتے ہین مصنف کہین تو اپنے تئین مجتہد ٹھہراتے ہین اور کہین ایسی جان چرلتے ہین کہ مقلد مقلدان بنجاتے ہین ؎ تماتکون علی حال تدوم بہا کما تلون فی اثوابھا غول سوہم انکے سب منقولات کو خاص اونہین کے مقولات سمجھینگے خواہ وہ اونہون نے اپنی طبیعت سے پیدا کیے ہون یا تقلیداً لکھے ہون اور استدلال جو بر بنائے تقلید فخر رازی یا اور کسیکے ہوگی ہرگز اوسکو منظور نکرینگے بلکہ اوسکی طرف ذرا بھی توجہ نکرینگے آمدم بر سر مطلب مصنف نے جو معنی محصنات آزاد عورتین لکھی ہین لغت عرب مین محصنات کے معنی آزاد ہرگز نہین اور ایسے ہی جو ایک معنی احصان کے اسلام لکھے ہین یہ بھی غلط ہین ان معنی مین بھی یہ لفظ اصلا نہین اور اگرچہ اور بھی کئی معنی اوسکے ہین مگر محصنات بمعنی آزاد اور احصان بمعنی اسلام کہین نہین آیا پس مناسب اس مقام کے صرف وہی معنی ہین یا عفائف من قولھم احصنت المراۃ اذا عفت ولحصنہا زوجہا فھی محصنۃ ومحصنۃ قال الشاعر وثدیا مثل حق العاج رخصا حصانا من اکف اللامسینا یا متزوجات وذوات الازواج من قولھم احصن الرجل اذا تزوج فھو محصن بفتح الصاد قال الشاعر ؎ احصنوا امہم من عبیدھم ؛ تلک افعال الکرام الرکعۃ

اب جبکہ تم جواب ترجمہ محصنات کا بلفظ آزاد سراپا برخلاف لغت او سراسر غلط ہی اور استدلال مصنف کا اس آیت سے والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ محض فاسد ہی آیت متلوہ مین بھی کلمہ المحصنات بمعنی عفائف ہی اگر ایسا نہو تا تو قذف غیر عفائف بھی

حد قذف واجب ہوتی حالانکہ قذف غیر عفائف پر بلا خلاف باجماع امت حد واجب نہین شلاً
ہندہ اور زید دونون فاسق غیر عفیف ہین اور کسی شخص نے اون دونون کی نسبت یہ کلمہ کہا کہ ان
دونون نے باہم زنا کیا ہی اور چار گواہ اپنے قول کے اثبات پر پیش نکر سکا تو بالاجماع اوسپر حد واجب نہین ہی
اگر یہ کہیے کہ جب محصنات کے معنی یہان عفائف کے ہین تو اعتبار حریت کا کیون کیا گیا تو جواب اوسکا یہ ہی
کہ مجرد لفظ محصنات سے حریت کا اعتبار نہین کیا بلکہ لام عہد جو کلمہ محصنات پر داخل ہی وہ دلالت
کرتا ہی اوپر عفائف معہودہ یعنی حرائر کے کہ جنکی قذف کے واقعہ مین آیت نازل ہوئی ہی اور صورت
مین صحیح جمعیہ یہ ہی کہ جو لوگ تہمت زنا کی اون عفائف معہودہ یعنی عفائف حرائر کو لگاتے ہین اور نظیر
اسکی أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ یعنی وقوف کرو اوس جگہہ جہان وہ لوگ یعنی قریش
وقوف کرتے ہین وقولہ تعالی وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ اور وہ مطلقات
معہودہ یعنی حرائر مدخولہ انتظار کرین اپنا تین قروء تک دیکھو کلمہ الناس اور المطلقات سے قریش اور عورات
مطلقات حرائر مدخولہ مراد ہین لیکن جسکو کچھہ عربیت مین دخل ہوگا وہ ہرگز یہ نہین کہہ سکتا کہ ناس
کے معنی قریش اور مطلقات کے معنی عورات مدخولہ ہین اسیطرح پر یہان بھی کلمہ محصنات کے معنی
حرائر ٹھہرانے صریح غلطی اور نادانی ہی اگر کہیے کہ یہ اوس صورت مین ہی کہ اوس لام کو لام عہد کا
ٹھہرایا جاوے اگر لام جنس ٹھہرایا جاوے تو پھر کوئی لفظ نہین ہی کہ حرائر پر دلالت کرے پس اس صورت
مین اسی کلمہ محصنات کو معنی حرائر سمجھنا چاہیے۔ تو جواب اسکا یہ ہی کہ نزول قرآن زبان عربی مین ہی پس
جائز نہین کہ کسی کلمہ کی معنی اپنی طبیعت سے ایسے گڑھے جاوین کہ لغت عرب مین اوسکے وہ
معنی نہوین اس صورت مین کونسی ضرورت داعی ہی کہ لام عہد کو چھوڑ کر لام جنس اختیار کیا جاوے
اور بالفرض اگر لام جنس بھی ٹھہرایا جاوے تب بھی ہم یہ کہینگے کہ المحصنات سے مراد یہ ہی کہ جو اپنی جنس مین
کمال کے ساتھہ متصف ہون اور وہ نہین ہین مگر حرائر نظیر اسکی آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ
کہ کلمہ الناس سے کاملین فی الانسانیت مراد ہین جار اللہ زمخشری رح کہ بڑے عالم لغت عربی اور منجملہ
نحاۃ عالیقدر کے ہین لکھتے ہین کہ اسم جنس جیسا کہ مطلقاً جنس مین مستعمل ہوتا ہی اسیطرح پر

معانی مخصوصہ کا ملہ مین بھی مستعمل ہوتا ہی کہتے ہین کہ زید نہین ہی انسان وقال الشاعر ؎ اذ الناس ناس والزمان بمان هم القوم کل القوم یا ام خالد قال امرء القیس تسلت عمایات الرجال عن الصبیٰ ولیس فوادي عن هواك بمنسل غرضکہ لام داخلہ محصنات کو خواہ عہد کا لام سمجھو خواہ جنس کا ہر طرح وہ لام مفید معنی حرائر ہی مجرد کلمہ محصنات بمعنی حرائر نہ یہان ہی نہ کہین اور اسیطرح بیان ہی آیت فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنات اور آیہ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات کا اگر یہ کہین کہ جسطور پر اون آیات مین لام داخلہ محصنات کو لام عہد یا لام جنس کامل سمجھا گیا ہی ممکن ہی کہ لام والمحصنات کو بھی لام عہد یا لام جنس کامل سمجھا جاوے اور اوسی طریق سے حرائر مراد لی جاوین تو جواب یہ ہی کہ اون آیات مین قرائن تو یہ اوس طریق کے موجود ہین چنانچہ آیت اولی مین دو قرینہ تو بیرا اوسکے موجود ہین ایک واقعہ نزول آیت دوسری حد پوری کہ شرعًا بالاتفاق بلا خلاف قاذف غلام وکنیز کے اوپر نہین ہی دوسری آیت مین خود نظم آیت سے ظاہر ہی کہ وہ محصنات جو مسند الیہ احصن اور اتین اور مرجع ضمیر مجرور علیهن کی ہین غیر اون محصنات کے ہین جو مجرور علی ہی اور ایسی ہی آیت ثالثہ خود نص صریح ہی کہ فتیاتکم المومنات داخل المحصنات نہین پس متعین ہوئی یہ بات کہ اون لامون کو لام عہد یا لام جنس کامل قرار دیا جاوے اور اس آیت ماتحن فیہا مین کوئی قرینہ ایسا نہین بلکہ بہت ایسے قرائن ہین اور دلائل ہین کہ لام عہد اور لام جنس کامل کے مانع ہین چنانچہ بیان اوسکا آگے آویگا اور اس آیت مین باعتبار لغت ہی کے منجملہ بہت سے احتمالات کے صرف ایک ہی احتمال پر ترجمہ المحصنات کا بلفظ آزادی ممکن ہے اور باقی جمیع احتمالات پر غلط ہوتا ہی یعنی اگر محصنات کے معنی مزوجات کے لیے جاوین اور لام کو کیسا ہی یعنی خواہ عہد کا یا جنس کامل کا یا استغراق کا فرض کیا جاوے تو اون تینون صورتون مین ترجمہ مصنف کا غلط محض ہی اور اگر محصنات کو معنی عفائف لیا جاوے تو در صورت استغراق وہ ترجمہ غلط ہی اور اگر معنی عہد یا جنس کامل لیا جاوے تو العیاذ وے لغت کے

صحت ممکن ہی مگر کوئی دلیل و قرینہ اوسکے اختیار کرنے کا نہین بلکہ قرائن بطلان اوسکے ہینگا
موجود ہین پس ہمکو کیا ضرور ہی کہ ایک گڑھے ہوئے معنی مصنف کے کہ قرائن لفظی و معنوی اوسکے
خلاف ہین تسلیم کرین اور معنی چہارم جو مصنف نے اسلمن لکھے ہین وہ بھی غلط ہین اور یہ جو
لکھتے ہین کہ علماے حنفیہ اور دیگر علما کو جو اس جگہہ احصن کے معنی اسلمن لینے پڑے ہین اسکا
یہ سبب ہی کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا مسئلہ رجم محصنات کا جڑ پیڑ سے ہل گر گر جاتا ہی
یہ بھی ایک بادہوائی بات ہی علماے حنفیہ نے احصن کو بمعنی اسلمن نہین لیا اور شجرہ طیبہ اجتہاد امام
ہمام ابو حنیفہ رح کا ایسا نہین ہی کہ اہل ہوا کی ہوابندی سے اوسکا ایک پتہ بھی جنبش کر سکے
اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ مصنف کو اگر کچھہ شک ہی تو جس مسئلہ کی نسبت یہان اجمالا
کچھہ زیادہ گوئی کی ہی اوسپر بھی خوب دل کھول کر جو کچھہ اعتراض کرنا ہی کر چکین ہم انکو علماے
حنفیہ کی طرف سے جواب دینگے اب ہم اون دلائل و قرائن کا بیان کرتے ہین کہ جنسے ثابت
ہوتا ہی کہ ترجمہ آزاد جو مصنف نے لکھا ہی بالکل غلط ہی کیونکہ المحصنات مستثنی منہ ہی اور ما ملکت
ایمانکم مستثنی ہی پس یہ معنی ہوئے کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر مملوکات اور یہ معنی دو وجہ سے
فاسد ہین ایک یہ کہ مستثنی جنس مستثنی منہ سے نہین ہی حالانکہ اصل استثنا مین اتصال ہی
اور کوئی وجہ حسن انقطاع کی کہ جسکے سبب مستثنی منقطع لایا گیا پائی نہین جاتی دوم یہ کہ لازم آیا
کہ کوئی حرہ حلال نہو کیونکہ جب سب حرائر حرام ہو گئین تو باورا اونکے مملوکات ہی رہگئین
واللازم باطل فالملزوم مثلہ اسکے جواب مین مصنف ازراہ مغالطہ کے بناوٹ کرتے ہین اور
لکھتے ہین کہ الا ما ملکت ایمانکم جو اس آیت مین آیا ہی اوس سے لونڈیون ہی کے معنی لینے
ضروری نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہو جاتی ہی اوسپر بھی ما ملکت ایمانکم کا اطلاق
ہوتا ہی اور جو عدد ازواج کی خدا نے ہمارے لیے جائز کر دیے ہین اونپر بھی ملکیت کا اطلاق
ہوتا ہی **اقول** شاید کہ کسی اور زبان مین ایسا ہوتا ہو عربی مین تو ہرگز نہین ہوتا جسکو
کچھہ بھی دخل زبان عربی مین ہی وہ خوب جانتا ہی کہ ملک یمین کا اطلاق ہرگز منکوحہ ازواج پر نہین آتا

فخر رازی

ہوتا ہی نہ مرائر سنکوحات پر اگر کہین کلام عرب مین ایسا آیا ہو تو نشان دیجیے اور بڑے تعجب کی بات ہی کہ اسکی سند مین آپ قول فخر رازی کو پیش کرین فخر رازی عرب عرباء بلکہ مخضرمین مین بھی نہین ایمۂ نحات و لغت مین بھی انکو کوئی نہین جانتا پس اونکے قول سے اوپر اثبات معنی لغت کے دلیل لانا سراسر بیجا اور محض بے سود ہی مگر کیا کرین کہ الغریق یتشبث بکل حشیش یہان تک تو بیان تھا مخالفت لغت کا اب آگے اسکی شرح فساد معنی اور لزوم ضعف تالیف کی کی جاتی ہی آپ فرماتے ہین کہ اس آیت مین جہان الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین پہلے یہ کہ اوس سے مراد وہ تعداد ہی جو اللہ تعالی نے ہماری ملک کردی ہی یعنی چار آزاد عورتون تک تو اب آیت کے معنی یہ ہوئے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئین مگر اوتنی کہ جتنی خدا نے تمہاری ملک کردی ہین یعنی چار اقول اس آیت مین تو صرف اسی ایک جگہ کلمۂ الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی آپ کیونکر یہ فرماتے ہین کہ جہان الا ما ملکت آیا ہی کہ جس سے تعداد و تنویع کلمۂ ما ملکت ایمانکم کا اس آیت مین پایا جاتا ہی خدا کو یا فقیہ بنا اپنی طرف سے اس آیت مین اور کہین یہ کلمہ بڑھا دیجیو اور اگر مراد یہ ہی کہ جہان قرآن مین لفظ ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے یہ معنی ہین تو صرف مغالطہ و دروغ ہی کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے کہین بھی ملک نکاح مراد نہین بلکہ ملک یمین یعنی رقیت ہی مراد ہی پھر چونکہ لفظ ما الفاظ عموم سے ہی کہ حاوی جمیع متناولات اپنی کو قال تعالی لِلّٰہِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ قال طرفة عمر بن عبد اللہ کندی شعر فان کنت لا تستطیع دفع منیتی فدعني ابادرها بما ملکت یدي قال زهیر بن ابي سلمی شعر فلا تکتمن اللہ ما في صدورکم لیخفی ومهما یکتم اللہ یعلم و قال لبید بن ربیعة العامري شعر فاقنع بما قسم الملیک فانما قسم الخلائق بیننا علامها و قال ابو الطیب شعر والهجر اقتل لي مما اراقبه انا الغریق فما خوفي من البلل پس اس صورت مین مطابق ترجمہ مصنف کے معنی آیت کے یہ ہی کہ حرام کی گئین تمپر سب آزاد

عورتین مگر کل وہ آزاد عورتین کہ جنکے تم مالک ہو چکے ہو یعنی جو نکاح مین تمھارے آچکی ہین
واہ جناب مجتہد صاحب خوب آیت کے معنی آپنے اجتہاد کی رو سے بیان فرمائے کہ جس سے کئی امر خلاف
شرع لازم آئے اول یہ کہ مثلاً کسی شخص کے نکاح مین زیادہ چار عورتون سے آگئین تھین وہ بموجب حکم
نص صریح کے مطابق آپکے اجتہاد کے حلال ہین خلافاً لرسول اللہ صلعم کہ وہ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایسی حالتین فرماتے ہین امسک اربعاً وفارق سایرھن ثانیاً مثلاً کسی شخص کے
نکاح مین ایک ہی آزاد عورت تھی تو بموجب آپکے اجتہاد کے اور تین حرائر تک اوسپر حرام ہوگئین
خلافاً للہ تعالی کہ وہ تعالی فرماتا ہے فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَ
رُبَاعَ ثالثاً اگر کسی شخص کی عورت بعد نزول آیت متلوہ کے مرگئی یا اوس وقت تک اوسنے
نکاح ہی نہین کیا تھا تو لازم آیا کہ وہ کسی حرہ سے نکاح ہی نکر سکے کیونکہ حرائر آپکے اجتہاد فاسد کے
بموجب قاطبۃً حرام ہین بجز اون حرائر کے کہ وقت نزول آیت تک منکوحہ ہوچکی تھین اور وجود
ایسے حرائر کا مابعد کے نکاحون مین قیامت تک ممتنع ہے پس بہ سبب نہ پائے جانے ایسے حرائر کے سب
نکاح مابعد کے محرمات کے ساتھ وجود مین آئے اور آپنے جو کلمہ ما کا یہ ترجمہ کیا کہ (اتنی) یہ تو
صاف غلط ہے بیان یہ کلمہ ما موصول بمعنی اللاتی یا التی کے ہے تو آپ ہی کے اجتہاد کے موافق
ترجمہ کلمات آیت کا یہ ہوا کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر وہ عورتین کہ خدا نے تمھاری ملک
کردی ہین کلمہ ما کسیطرح پر عدد پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران مستثنی منہ ذوات محصنات ہین
نہ تعداد محصنات پس استثنا اعداد کا ذوات سے ہر آینہ خلاف ظاہر ہے پھر آپکی تقریر و تاویل سے یہ امر لازم آتا ہے
کہ تعداد مملوک یعنی منکوح ہون کیونکہ جب آپنے ما موصولہ کو بمعنی تعداد ٹھہرایا تو جو ضمیر محذوف منصوب
صلہ کے جملہ مین بھی اوسیکی طرف عاید ہوئے اور وہی مفعول ملکت کا قرار پایا پس وہی مملوک ہوا
حالانکہ یہ امر بالبداہت باطل ہے کیونکہ تعداد مملوک ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی ذوات معدودات
تو مملوک ہوسکتی ہین مگر تعداد مملوک نہین ہوسکتی اور اس مقام پر آپنے ترجمہ ملکت ایمانکم کا
بھی برخلاف اور مقامات کے اور نیز بھی برخلاف الفاظ کے فرمایا آپ اوسکا ترجمہ یہان اس طور پر لکھتے ہین

کہ خدا نے تمھاری ملک کر دی ہین حالانکہ یہان ملک ملکا ہی نہ ملکت تملیکا اور فاعل فعل ملکت کا ایمانکم ہی نہ خدا پس مجرد کو معنی مزید فیہ کے ٹھہرانا آپ ہی سے مجتہدون کا کام ہی بعد تحریف معنی ملک و دیگر تحریفات کے بلحاظ کلمات آیت کے ترجمہ اس طور ہونا چاہیے کہ مگر اتنی کہ جتنی کے مالک ہوئے ہین ہات تمھارے یعنی اتنی کہ جتنی نکاح مین آئین ہین تمھارے یا آچکی ہین نکاح مین تمھارے اور ان دونون صورتون مین وہی قباحت جو ہمنے اوپر لکھی ہی عائد ہوتی ہی اور اگر ملکت کو بمعنی استقبال کے لیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ حرام ہوئین تمپر آزاد عورتین مگر اوسقدر کہ جسقدر تمھارے نکاح مین آوین تو اس صورت مین اوس مقدار کی تفسیر جو بلفظ چار کے ہی غلط ہی لفظ ما کو آپنے بمعنی تعداد کے لیا ہی چونکہ تعداد مخصوص چار ہی کے ساتھ نہین ہے پس لفظ ما بھی مخصوص چار کے ساتھ نہین ہوسکتا بلکہ ایک سے لیکر ہزار اور اوس سے زائد تک کو شامل ہی اگر آپ یہ کہین کہ مراد یہ ہی کہ اوس قدر جس قدر حلال کی ہین خدا نے واسطے تمھارے اور وہ زیادہ چار سے نہین ہی تو ہم کہینگے کہ یہ دوسری مخالفت لغت کی ہوئی یعنی ایک تو پہلے ہو چکی تھی کہ ملک یمین کو بمعنی نکاح لیا دوسری یہ ہوئی کہ ملک کو معنی حلال کرنیکے ٹھہرایا تیسری یہ ہوئی کہ لازم کو بمعنی متعدی ٹھہرایا کچھ حصر بھی ہی کہان تک قیود پر قیود لگاتے اور مخالفت لغت کی کرتے چلے جاوگے آپکی ان توجیہات اور تاویلات واہیہ سے کلام معجز نظام کہ جسکے معارضہ سے عرب عربا عاجز ہین ضعف تالیف مین نہایت درجہ کے حد ابتذال کو پہونچا شعر

بر ہوا تاویل قرآن میکنی ؛ پست و کژ شد از تو معنی سنی ؛ کردہ تاویل لفظ بکر را ؛ خویش را تاویل کن نے ذکر را ؛

ایسی ہی خود مختاری پسند ہی تو اتباع کتاب اللہ سے دست کش ہوکر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدی بنایئے اسلام کو بدنام نفرمایئے شعر

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ؛ ببری رونق مسلمانی ؛

علاوہ بران ہم یہ کہتے ہین کہ دلیل تحدید چار اس آیت سے پہلی ہی یا پچھلی اگر بعد کو ہی تو تفسیر آپکی بہ لفظ یعنی چار صریح غلط ہی اور اگر وہ دلیل پیشتر کی ہی تو لازم آیا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہو گئی کیونکہ لفظ ما عام ہی اور حکم عام کا یہ ہی

کہ موجب حکم ہی اپنے جمیع متناولات مین بالقطع اور جب خاص سے متاخر ہو تو ناسخ خاص کا
ہو سکتا ہی چنانچہ اسی بنا پر آپنے رسالہ حل مختصر مین آیت طَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
حِلٌّ لَّكُمْ کو ناسخ آیت حرمت محصنہ کا ٹھہرایا ہی پس اس حالت مین بھی تفسیر آپکی بلفظ یعنی
چار غلط محض ہی اسلیے کہ معنی منسوخ تفسیر ناسخ کے نہین ہو سکتی پس ان وجوہ سے بخوبی ثابت
ہو گیا کہ کلمہ الا سے تعداد اور ملک یمین سے نکاح مراد لینا محض تحریف اور صورت ابتذال کلام
معجز نظام ہی یہان تک بیان تھا وجہ اول کا اب بیان دوسری وجہ کا شروع کیا جاتا ہی
مصنف فرماتے ہین کہ دوسری یہ کہ آزاد عورتین تم پر حرام ہین مگر وہ جنمین اللہ تعالی نے تمہاری ملکیت
مقرر کر دی ہی اور یہ ملکیت جب ہوتی ہی کہ جب ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہون اور تمام
شرطین جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین پوری ہوئین **اقول** اس توجیہ مین بھی
اکثر امور مین مثل توجیہ اول کے قباحات ظاہر ہین اور علاوہ بران یہ تفسیر آیت کی نہین
درحقیقت تا اپنی طرف سے ایک کلام فاسد گڑھ کر اوسکو کلام الہی ٹھہرا دینا ہی قطع نظر اون قباحات
کے چونکہ لفظی ترجمہ آیت کا آپکے اجتہاد کے موافق اس شق پر یہ ہوا کہ حرام کی گئین تم پر آزاد
عورتین مگر جنکا نکاح تمہارے ساتھ مطابق شریعت محمدی کے باجتماع جمیع شرائط شرعیہ
ہوا ہو یا ہو چکا ہو پس مثلاً اگر کسی کافر کا نکاح کافرہ سے ہوا ہو اور بعد از نکاح کے دونون مسلمان
ہو گیے تو لازم آیا کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو جاوے اور تفریق اونکی درمیان مین کر دیجاوے
کیونکہ ظاہر ہی کہ نکاح کفار کا مطابق شرع محمدیہ باجتماع شرائط شرعیہ نہین ہوتا و اللازم
باطل شرعاً فالملزوم مثلہ پھر آپ ہی صفحہ ۱۲ مین معترف ہین کہ اس جگہ یعنی اس آیت مین
خدا تعالی نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان
فرمایا ہی لفظی اس سے ظاہر ہی کہ شرائط او حضور ولی و شہود کا کچھ تذکرہ آیت مین نہین
اور نہ اوسکے واسطے سیاق آیت کا ہی پس تفسیر آیت کی اس طور پر جو آپنے کی کہ جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سیاق آیت واسطے شرائط نکاح کے بھی ہی ہرآئینہ یہ تفسیر آپکی خلاف ہی

آپکے اعتراف کے بعد اسکے مصنف نے عبارت فخر رازی ہو اس طور پر نقل کی فهذا الاول في
تفسير قوله الا ما ملكت ايمانكم وهو المختار ويدل عليه قوله تعالى والذين هم لفروجهم
حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم جعل الله ملك اليمين عبارة عن ثبوت
الملك فيهما فوجب ان يكون ههنا مفسرا بذلك لان تفسير كلام الله بكلام الله اقرب
الطرق الى الصدق والصواب انتهى اور اسکی بنا پر لکھتے ہین کہ پس یہی (یعنی وجہ دوسری)
ٹھیک تفسیر ہو خدا کے کلام الا ما ملكت ايمانكم کی اور اسی کو عالمون نے اختیار کیا ہو اور اسکی صحت پر قرآن مجید کی
دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہو سورہ مومنون مین خدا تعالی نے فرمایا ہو کہ جو مسلمان اپنی عضو
شہوت کی نگہبانی کرتے ہین بجز اپنی جوروون کے یا انکی جنکے مالک انکے ہاتھہ ہو چکے ہین اس آیت
مین اسد صاحب نے ہاتھہ کی ملک سے مسلمانون کی ملکیت کا اونپر ثابت ہونا مراد لیا ہو پس واجب ہو
کہ اوس آیت مین بھی یہی مراد لیجاوے اسلیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری
آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہو **اقول** عجیب ماجرا ہو کہ فخر رازی
کچھہ اور کہتا ہو آپ کچھہ اور ہی فرما رہے ہین **شعر** اری عندلیب نالان نہ ہنسا مجھے کہ انشا *
اوپچ اور لے رہا ہو تو کچھہ اور گا رہی ہو * وہ کہتا ہو کہ ہذا الاول یعنی پہلی صورت آپ اوسکو وجہ
ثانی پر محمول فرماتے ہین اور اگرچہ اس جگہہ عبارت تفسیر کبیر کی حد سے زیادہ مہمل اور بے ربط ہو کہ
کوئی معنی اوسکے صحیح بن نہین سکتے مگر اس قدر ظاہر ہو کہ مراد اوسکی یہ ہو کہ جو معنی ما ملكت ايمانهم
کی آیہ والذين هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم مین ہین
وہی یہان بھی مراد لینی چاہئین ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہین اور مجتہد صاحب نے بھی اسکو انہی معنی
پس اب کچھہ جھگڑا باقی نہین رہا صرف یہ بات دیکھنی چاہیے کہ آیۂ مذکورہ مین ما ملكت ايمانهم مراد
ازواج منکوحہ ہوسکتی ہین یا نہین ہم کہتے ہین کہ نہین ہوسکتین کیونکہ ما ملكت ايمانهم بذریعہ حرف
تردید یعنی او کے قسیم ازواج واقع ہو اور احد القسیمین عین قسیم آخر کا نہین ہوسکتا آیت کے یہ معنی ہین
اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہون کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پر یا اونپر جنکے مالک ہوے ہین

ہاتھ اونکے پس ظاہر ہی کہ ازواج اور ما ملکت ایمانہم دونون ایک نہین ہوسکتے اور جب اس آیت مین تا
ما ملکت ایمانہم کا غیر ازواج کے ظاہر ہوا تو باتفاق فخر رازی اور ہمارے اور مجتہد دھر کے لازم آیا
کہ اور آیات مین بھی ما ملکت ایمانہم سے ازواج مراد نہ لیجاوین اور یہی ہی مدعا ہمارا اور اس سے ظاہر ہوا
بطلان سب تاویلات فاسدہ مجتہد دھر کا والحمد للہ رب العالمین اب ہم کہتے ہین کہ یہ جس قدر مجتہد
دھر نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہی مختار امام رازی نہین بلکہ یہ سب اقوال ضعیفہ ہین جو امام نے
تفسیر مین نقل کیے ہین اور جو مختار امام ہی اور اونھون نے اپنی تفسیر مین اوسکے نسبت لکھا ہے
کہ یہ معنی مراد لینے واجب ہین مجتہد دھر نے اوسکو یک قلم چھوڑ دیا ہم اوسکو نقل کرتے ہین
قال الامام رح فقولہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یعنی ذوات الازواج
والدلیل علی ان المراد ذلک انہ تعالیٰ عطف المحصنات علی المحرمات فلا بد من ان یکون
الاحصان سببا للحرمۃ ومعلوم ان الحریۃ والعفاف والاسلام لا تاثیر لہ فی ذلک
فوجب ان یکون المراد منہ المزوجۃ لان کون المرءۃ ذات زوج لہ تاثیر فی کونہا
محرمۃ علی الغیر انتہی قول خدا تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ
مین مراد المحصنات سے شوہردار عورتین ہین اور دلیل اسپر کہ یہی مراد ہین یہ ہی کہ خدا تعالیٰ نے
محصنات کا عطف محرمات پر کیا پس ضرور ہی کہ احصان سبب ہووے حرمت کا اور یہ بات معلوم ہی
کہ حریت اور عفیفہ ہونے اور اسلام کو کچھ تاثیر حرمت مین نہین ہی پس واجب ہوا کہ محصنات سے شوہردار
عورتین ہی مراد لیجاوین اسلیے کہ ہونا عورت کا شوہردار اسکو تاثیر ہی غیر شوہر پر حرام ہونے
مین دیکھو قول مختار امام کا تفسیر محصنات مین ہی جسکو وے لکھتے ہین کہ یہی معنی مراد لینے واجب
ہین اور یہ دلیل قوی اس معنی کے ارادہ کو ثابت کرتے ہین اور جب محصنات کے یہ معنی قرار پائے
تو پھر بالبدیہۃ واجب ہوا کہ ما ملکت ایمانکم کے معنی مملوکات ہین یعنی کنیزین ہی ٹھہرائی جاوین
جب یہ معلوم ہو چکا کہ مصنف نے جو المحصنات کو بمعنی آزاد اور ما ملکت کو بمعنی منکوحات لیا ہی سراسر
خلاف لغت اور موجب رد ارت کلام معجز نظام اور موجب قباحات عظیمہ کا ہی تو اب ہم دیکھتے ہین

کہ مصنف جو اوپر ارادہ معنی شوہردار کے طعن فرماتے ہین یہ طعن اونکا بیجا ہی یا بیجا ہی لہذا اونکے اقوال پر قولاً قولاً گفتگو کرتے ہین **قال** اس آیت مین جو لفظ محصنات کا ہی اسکے معنی اکثر مفسرون نے شوہروالی عورتین لیے ہین اور ما ملکت ایمانکم کی لفظ سے یہ مراد لی ہی کہ وہ جو لڑائی مین قید ہوآئی ہون اور اونکے کافر شوہر دار الکفر مین ہون انتہی **اقول** ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ اس مقام مین از روی لغت عرب کے محصنات کے صرف دو ہی معنی ہوسکتے ہین تیسرے کوئی معنی نہین یا شوہردار یا عفائف اور چونکہ خود مصنف بھی اس جگہہ عفائف مراد نہین لیتے تو بس ابجز شوہردار کے اور کوئی معنی باقی نرہے اور بالضرورۃ لازم آیا کہ اس جگہہ معنی محصنات صرف زنان شوہردار ہی متعین ہون اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ ملک یمین نکاح کے معنی مین کہین نہین آیا بلکہ بدلیل آیۂ کریمہ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ ازدواج اور ملک یمین باہم قسیم اور مباین ہین پس جو معنی ملکت ایمانہم کے کافۂ مفسرین نے لکھے ہین ہر اینہ مطابق لغت عرب کے ہین یہ معنی ایسے نہین کہ جیسے مصنف نے دل سے گڑھے ہین اور اعتبار ہونے شوہرون کا دار الکفر مین جو کیا گیا ہی وہ بلحاظ و استناد واقعہ نزول آیہ اور حدیث مشہور کے ہی جسکو مسلم نے اور دیگر اصحاب سنن نے طرق متعددہ سے روایت کیا ہی اور بھی بدلیل اور احادیث کے کہ جنمین نہی اختلاط مائین کی اور جمع ایک عورت کے فرش دو مردون کی ہی چنانچہ ہم یہان احادیث واقعۂ نزول آیت کے لکھتے ہین

انّ رسول اللہ صلعم یوم حنین بعث جیشا الی اوطاس فلقی عدوا فقاتلوھم فظھروا علیھم فاصابوا لھم سبایا فکان الناس من اصحاب رسول اللہ صلعم تحرجوا من غشیانھن من اجل ازواجھن من المشرکین فانزل اللہ عز وجل فی ذلک والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم ای فھن حلال لھم اذا انقضت عدتھن وعن ابی سعید الخدری ورفعہ انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضۃ رواہ ابو داود وعن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام

فینا خطیبا فقال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین
قال لا یحل لامرأ آمن باللہ والیوم الآخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالی
ولا یحل لامرأ یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یقع علی امرأۃ من السبی حتی یستبرءھا
الحدیث رواہ ابوداود والترمذی بمعناہ پس ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر تمامتر مطابق لغت عرب اور
مطابق وحی صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کے ہے اور کسی دلیل عقلی کے بھی خلاف نہین
قال اس گھڑی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ لڑائی مین جو عورتین شوہر والی پائی
شوہر والی پکڑی جاوین وہ لونڈیان ہین اور اونسے بہائم کے مانند مباشرت کرنی درست ہے
اقول خلاصہ اس تقریر غیر معقول مجتہد کا صرف دو امر ہین ایک یہ کہ یہ تقریر کاذبہ مفسرین
کی گھڑی ہوئی ہے دوسرے یہ کہ یہ مباشرت مثل بہائم کے ہے سو امر اول تو مبنی اوپر کمال غلطی
کے ہے کیونکہ اس تفسیر مین کوئی ایسی بات نہین کہ خلاف لغت عرب ہو محصنات کے معنی
لغت مین مزوجات ہین ملکت یمین کے معنی بھی مطابق لغت ہین استثنا بھی متصل ہے منقطع
نہین کہ جسکو خلاف اصل کہہ سکین لفظ ما کو محمول اوپر اعداد اور شرائط کے نہین کیا گیا
پھر کونسی چیز اس تفسیر مین ایسی ہے کہ جسکی بنا پر کوئی کہہ سکے کہ یہ تفسیر گھڑی ہوئی ہے امر دوم کا
جواب یہ ہے کہ یہ مباشرت مانند بہائم کے البتہ اوسوقت ہو سکتی تھی کہ انقطاع کلی درمیان ان شوہر
کافر اور زنان سبیہ کے نہ ہوتا یا اختلاط مائین لازم آتا حالانکہ تفسیر مذکور اون دونون امور سے
کسی امر کے مستلزم نہین اگر اس مباشرت کو مصنف تقلید بعض توہم پرستون کے مثل بہائم ٹھہراتے
ہین تو مباشرت مطلقات اور شوہر مردہ عورتون کو بھی ایسا ہی سمجھین **قال** مگر جس شخص کو
خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا کے کلام کو اوس ادب سے جسکا وہ مستحق ہے دیکھیگا تو یقین
کریگا کہ اس آیت کی یہ مراد نہین **اقول** تفسیر کاذبہ مفسرین کو مبنی بر تقلید سمجھنا جہل ہے وہ تفسیر ایسی
نہین کہ مصنف کے تفسیر فاسد کے مانند بخلاف لغت مبنی بر تقلید اند موجب گمراہی ہو وہ تفسیر
ایسی نہین کہ کلام معجز نظام کو اوسنے ضعیف التالیف کرکے مرتبہ عالیۂ اعجاز سے ساقط کرکے

منافی سدارت اور ابتذال مین مانند تفسیر مصنف کے ڈال دیا ہو وہ تفسیر ایسی نہین کہ مثل تفسیر مصنف از راہ بے ادبی کے اوسمین قیود بالائی قیود بڑھا کر اور اصل نظم مین اصلاح اپنی طرف سے دیکر نوبت تحریف کی پہنچادی گئی ہو باینہمہ نسبت اوس تفسیر کے ایسے ایسے کلمات زبان پر لانا اور اپنی تفسیر کو جو تمامتر خلاف لغت اور بنا دیث کی تقریر ہو اور مستلزم قباحات چند در چند ہی اوس سے بہتر سمجھنا اسرار گمراہی اور تمامتر جہل ہی **قال** نہ اوسمین اڈالی کی قیدیون کا کچھہ ذکر ہی نہ ان لفظون کی یہ معنی ہین **اقول** ہرگاہ کہ واقع نزول آیت مذکورہ آنا قیدیان جہاد کا اور تحرج مومنین کا ہی مجامعت سے ان سے جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور معانی الفاظ بجز ان معانی کے جو تفسیر کیے گئے ہین اور کچھہ نہین جیسا کہ مفصلا گذرا تو جہل مصنف کا ہی جو ایسا فرماتے ہین **شعر**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم * چشمۂ آفتاب را چہ گناہ * فہم سخن گر نکند مستمع * قوت طبع از متکلم مجوی * **ابیات** اذا عیر الطائی بالبخل مادر * وعیر قسا بالفهاهة باقل * وطاولت الارض السماء سفاهة * وفاخرت الشهب الحصی والجنادل * وقال السها للشمس انت خفیة * وقال الدجی للصبح لونك حائل * فیا موت زر ان الحیوة ذمیمة * ویا نفس جدی ان دهرك هازل

قال پس جو لوگ کہ والمحصنات من النساء سے قیدیون اور غیر قیدین مراد لیتے ہین انکے پاس اوسکی کیا سند ہی **اقول** سند لغت موجود سند احادیث صحیحہ موجود چنانچہ بیان اونکا اوپر گذر چکا حیرانی ہی کہ آپ او کس قسم کی سند چاہتے ہین آپکی وہ مثل ہی کہ قاضی نے تو بہت ہرایا پہ مین ہی نہ ہاری **قال** اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی مسئلۂ عظیمہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز اپنی قیاس سے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی **اقول** معنی لفظ اوس مفہوم کو کہتے ہین کہ واضع لغت نے اوس لفظ کو واسطے اوس مفہوم کے بنایا ہو پس جو مفہوم ایسا ہی کہ واضع نے وہ لفظ اوسکے واسطے نہ بنایا ہو اوس مفہوم کو معنی لفظ ہرگز نہین کہہ سکتے جس طرح پر کوئی شخص مفہوم آزادی کو معنی محصنات قرار دیوے یا مفہوم نکاح کو معنی ملک یمین ٹھہرادیوے تو یہ قول

اسکا کسی طرح پر الحق تسلیم کے نہین ہر کیونکہ نہ واضع نے اون الفاظ کو واسطے ان معانی کے
وضع کیا ہی نہ کسی اصطلاح خاص یا عرف عام مین نقل کیا گیا ہی جب یہ بات معلوم ہوگی تو ہم
کہتے ہین کہ لفظ محصنات کے دو ہی معنی ہین ایک زنان شوہردار دوسرے عفائف اور یہ بھی ظاہر
ہی کہ الفاظ متعدد المعانی جہان کہین بولے جاتے ہین تو ہر ایک موقع پر ایک ہی معنی منجملہ معانی
متعددہ کے مراد لیے جاتے ہین سب معانی معًا ایک محل پر مراد نہین ہو سکتے اور اس جگہہ منجملہ اون دو
معنون کے ایک معنی لیفیے عفائف تو باتفاق مصنف اور مفسران عالیقدر کے مراد نہین تو بالضرورة
لازم آیا کہ زنان شوہردار ہی مراد لیی جاوین اور یہ جو فرماتے ہین کہ ایک مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنیکو
انکو یہ اونکا گمان غلط ہی مفسرین رحمہم اللہ تعالی کا یہ کام نتھا کہ اپنے دل سے کوئی مسئلہ شرعی ٹہرا کر
اوسکی تائید کے واسطے قران مین تاویل کرین اونھون نے تو جو معانی کلمات قران کے از روے
لغت عرب کے تھے اور احادیث نبوی اونکے مؤید تھین بیان کیے بعد ازان جو کوئی مسئلہ شرعیہ
اوس پر متفرع ہوا تو اوسمین اونکا کچھہ اختیار نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ بجز اپنے قیاس کے انکو یہ بھی حق نہ
اونکی تفسیر مین قیاس کہان ہی مگر مصنف نے جو تفسیر کی ہی البتہ وہ سراسر مبنی بر قیاس فاسد ہی
چنانچہ قول اونکا دلیل صریح قیاس کی موجود ہی کہ اوسجگہہ محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین تو
اس جگہہ بھی وہی مراد ہین اب ہم بفرض اس امر کے کہ محصنات کے ایک معنی حرائر بھی ہین
مصنف پر اعادہ اونکی تقریر کا کرتے ہین کہ جو لوگ والمحصنات من النساء سے آزاد عورتین مراد
لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہی اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلہ
عظیمہ (یعنی ابطال رقیت و تسری کی) اخذ کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز
اپنے قیاس کے ایک بات کہدینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی اب فرمائیے جناب آپ اسکا
کیا جواب دے سکتے ہین ہمنے تو آپکو جواب معقول دیدیا اور دلیل عقلی اور نقلی دونون بیان
کردین اب آپ دلیل عقلی یا نقلی پیش کیجیے **قال** علاوہ اسکے اگر ما ملکت ایمانکم سے لونڈیان
ہی مراد لیجاوین تو بھی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوگئی ہین مگر وہ آزاد عورتین

جو پہلے آزاد تھیں مگر اب تمہاری لونڈیاں ہو چکی ہیں انتہی **اقول** مراد لیا جاتا کیا معنی ملکت
ایمانکم سے تو اس جگہہ بجز لونڈیوں کے اور کچھہ مراد لی ہی نہیں جا سکتے دیکھیے کہ آیت وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ
حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ میں بسبب توسط حرف تردید کے
کلمہ ما ملکت ایمانہم سے ازواج منکوحہ مراد نہیں ہو سکتیں بلکہ لونڈیاں ہی مراد ہیں پس بقول
مستند غیاث کے واجب ہوا کہ اس آیت میں بھی وہی مراد لیجاویں اسلیے کہ تفسیر قرآن کی ایک آیت کے
دوسری آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہے علاوہ برآن آپنے یہ الفاظ
(کہ پہلے آزاد تھیں مگر اب تمہاری لونڈیاں ہو چکی ہیں) کس عبارت کا ترجمہ فرمایا غایت الامر یہہ
کہ اب ترجمہ اس طور فرماویں کہ پھر آزاد عورتیں حرام ہوئی ہیں مگر جو تمہاری مملوک ہو چکی ہیں گو سمجھہ لو
کہ یہ معنی بسبب انقطاع استثنا کے بلا وجہ کیسے ردی ہیں خیر اس بحث کو چھوڑ دیجیے اور سنیے کہ
عمود آپکی تقریر کا یہ لفظ ہے کہ (ہو چکی ہیں) ہمنے مانا بھی سہی مگر پھر بھی یہ معنی ہوئے کہ نزول آیت ہذا
سے پیشتر ہو چکے ہیں اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ آیت بعد واقع اوطاس کے اور بعد مملوک ہو جانے
سبایا اوطاس کے نازل ہوئی ہے جو سنہ ۸ ہجری کے اواخر شوال میں واقع ہوا تھا پس سبایا اوطاس
بھی مصداق لونڈیاں ہو چکنے کی ہوئیں یعنی اوس وقت سے بھی لونڈیاں ہو چکی تھیں اور
چونکہ ہم یہہ بھی اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ سبایا اوطاس میں زنان شوہر دار بھی تھیں پس مصنف کو
تفسیر معترض پر کیا اعتراض باقی رہگیا اور چونکہ حسب زعم مصنف آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ
وَإِمَّا فِدَاءً بعد فتح مکہ یعنی ۱۷ یا ۱۹ یا ۲۰ رمضان سنہ ۸ ہجری میں نازل ہوئی ہے اور یہ واقعہ بعد اوسکے اواخر شوال سنہ ۸ ہجری
میں ہوا اور بموجب فرمان صاحب شرع صلعم کے سبایا لونڈیاں و غلام بنائی گئیں تو خود ثابت ہو گیا کہ آیت إِمَّا مَنًّا
بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً میں کوئی ایسی بات نہیں کہ ناسخ آیت آیندہ کے ہو سکے اور عنقریب آویگی تفصیل اوسکی انشاء اللہ تعالی **قال** اگر
انسان کچھہ زمانہ تقلید میں خدای تعالے ملا لے اور اوسکے دل کو اوس سچائی اور نور حقیقی سے جو مذہب اسلام میں ہے روشن کرے
تو اس آیت کا مطلب سمجھنے میں کچھہ دقت نہیں **اقول** ہم اس فقرہ کو بعد اصلاح اور زیادت بعض الفاظ کے خود لکھتے ہیں کہ اگر انسان کو
گمراہ لوگوں کی تقلید میں خدا نے ڈالے اور اوس راستی اور نور قدیم سے جو مذہب اسلام میں ہے روشن کرے تو پانی کی جانب جلد

خوش آمد ہو جا تو بھی حکام اور امرا سے عہد رہائی دیوے تو اس آیت کا مطلب سمجھنے میں کچھ وقت نہین **قال** اس جگہ
خدا تعالیٰ نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین انکا بیان فرمایا **اقول** صحیح ہی والحق حق ان یتبع
واقع مین اس آیت مین بیان ہی ذوات محرمات کا نہ شرائط نکاح اور تعداد عورات کا افسوس ہی پھر افسوس ہی اوس
شخص کے حال پر جسارت کمال ہی بلکہ یہ کلمات بھی زبان سے کہتا جاوے اور از راہ تقلید کے بہت اصرار سے بعض کلمات آیت کو محصول الیہ شرائط
صحت نکاح کے کرے ایسے اجتہاد ناقص سے تو تقلید ہی کسی کامل کی ہزاران ہزار درجہ بہتر ہی **شعر**

سایۂ یزدان بود بندہ خدا	مردۂ این عالم و زندہ خدا	دامن او گیر زوتر بیگمان
رستہ ہے از آفت آخر زمان	خاک شو مردان حق را زیر پا	خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

قال مگر قبل از نزول آیت کے اسکا کچھ لحاظ تھا خدا تعالیٰ نے جو کچھ کہ قبل اس آیت کے ہو چکا تھا
اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتین تمہاری ملک ہو چکی ہین یعنی اوس زمانہ کی رسم کے
بموجب تصرف مین آ چکی ہین وہ حرام نہین پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا نہین نکل سکتا
اقول اسکے کیا معنی کہ لحاظ نہ تھا صاف فرمائیے کہ مشروع تھا یا نہ تھا جو لوگ برابر شریعت انبیاء کے
عرصہ مین عہد ابراہیم علیہ السلام سے مشروع معمول بہ چلا آیا اوسکی نسبت ایسا مہمل کلمہ کہنا کہ لحاظ نہ
تھا صریح دھوکا ہی بڑے تعجب کی بات ہی کہ جو امر کہ خلاف آئین قدرت اور جڑ سب بدیون کی ہو
اوسکا انبیا کو بھی کچھ لحاظ نہ تھا کیا ایسے ایسے بڑے بڑے پیغمبر جو قانون قدرت اور نیکی و بدی کے
جاننے والے اور اعلم الناس بلکہ اعلم المخلوقات والکائنات تھے ایسے غافل تھے کہ محض
از راہ بے احتیاطی اور بے لحاظی کے خود بھی مرتکب اوس امر کے تھے جو خلاف آئین قدرت
اور جڑ سب بدیون کا تھا اور اورونکو بھی اوسکی اجازت فرماتے تھے اور خدا کا فرمان اس طور پر
سناتے تھے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ
عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝
اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ
ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ فلاح پائی اون مومنون نے جو اپنی نماز مین خشوع کرنیوالے ہین
اور وہ جو لغو باتون سے بچنے والے ہین اور وہ جو زکوٰۃ دینے والے ہین اور وہ جو اپنی شرمگاہون
کی نگاہ رکھنے والے ہین مگر اپنی ازواج پہ یا اونپر جسکے مالک ہوئے ہاتھ اونکے پس بیشک وہ
ملامت کردہ شدہ نہین ہین پس جس شخص نے قصد کیا سوائے اسکے وہی زیادتی کرنے والے ہین
اور فلاح پائی اون لوگون نے جو اپنی امانات و عہد کی رعایت رکھنے والے ہین اور جو لوگ
اپنی نمازون کی حفاظت کرنے والے ہین یہی لوگ وہ وارث ہین کہ وارث ہونگے فردوس کے
وہ لوگ ہمیشہ اوسمین رہنے والے ہین دیکھیے کہ کس تاکید سے خدا تعالےٰ نسبت مرتکبان اوس
بے لحاظی کے فرماتا ہے فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ اور اگر آپکو کچھ بھی مداخلت علم معانی و بیان
مین ہوتی تو آپ سمجھتے کہ تعریف مسند الیہ کی موصولیت کے ساتھ آیت اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْوَارِثُوْنَ مین اور پھر تاکید بضمیر منفصل یعنی ہُم کی کہ باب اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سے ہے
اور پھر توصیف ساتھ اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ اور پھر تاکید اوسکے ساتھ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ کی بسبب ترک فصل کے باب لاریب فیہ سے ایسی نہین ہے کہ کوئی شخص جو قرآن پر
ایمان رکھتا ہو نسبت اوسکے یہ کہہ سکے کہ اسکا کچھ لحاظ نتھا تھوڑی ہی غور اسی آیت کے مضمون فرمایئے
کہ لغو امور سے بچنے کی تو عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ مین صاف نص فرمائی اور لغو امور کو مانع فلاح ٹھہرایا
بڑا تعجب ہے کہ ایسی بے لحاظی کو جس سے ارتکاب جرم آئین قدرت لازم آتا ہے باعث مدح مصداق
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ کا قرار دیا اور اونھین بے لحاظون اور مرتکبان جرم آئین قدرت
اور جرم فطری اصول تمام جرائم کو وارث فردوس برین ٹھہرایا یہ کیسی بے لحاظی اور کیسا
جرم آئین قدرت و فطری ہے کہ وبال اسکا لغو امور کی برابر بھی نہین غرضکہ تسری اور استمتاع
دو حال سے خالی نہین یا مشروع تھا یا نامشروع اگر نامشروع تھا تو معمول بہ انبیا عظام اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم کا بحضور جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح پر رہا اور اگر مشروع تھا

تونا شروع کب ہو گیا اگر کہیے کہ رمضان سنہ ہجری مین حرام ہو گیا تو آپکا یہ قول غلط ہی کیونکہ یہ آیت جسمین بیان کلام ہی شوال سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اوسکے موجب پیغمبر صلعم نے اجازت تسری کے بعد ابتدا کی دی چنانچہ بحث اسکی مفصل عنقریب آویگی پھر جو آپنے آیت کریمہ کے ترجمہ مین بطور اصلاح قرآن کے بطرز محرفان توریت انجیل ایک یعنی لکھکر اوسکے بعد یہ لا یعنی فقرہ لکھا ہی (کہ اوس زمانے کی رسم بموجب تصرف مین آچکی ہین) فرمائیے کہ یہ فقرہ لا یعنی طبع زاد ہی یا کسی آیت کا ترجمہ ہی یا کسی حدیث کا یہ فقرہ آپکا تحریف معنوی ہی اور قرآن مجید اوس سے محفوظ ہی جناب آپ تو بہت اصرار اور شد و مد سے اپنے تئین اون آداب انون مین سمجھتے ہین کہ جو کلام الٰہی کو بہت ادب کیساتھہ دیکھتے ہین پھر یہ کیسی بے ادبی ہی کہ کلام مقدس مین قید پر قید فقرات پر فقرات دل سے گھڑ کر بڑھاتے جاتے ہین شعر جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی ٭ بہر خرقہ تو اینہمہ داغ شراب چیست ٭ اور یہ جو آپ کہتے ہین کہ اس سے کوئی حکم نفیت مستقبلہ کا اخذ ہم آپسے دریافت کرتے ہین کہ نفیت مستقبل آپ کس زمانے کے اعتبار سے چاہتے ہین جب آیت ہذا تک نفیت جائز تھی تو یہ بات آپکے ذمہ ہی کہ اس زمانے کے بعد حکم ممانعت کا ثابت ورنہ اس طرح پر تو بہت گنجایش انکار بہت سے مشروعات کی نکل آویگی پھر جب خود آپ معترف ہین کہ جو کچھہ کہ قبل اس آیت کے ہو چکا تھا اوسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا پس جواز اوسکا تا روز نزول آیت بموجب حکم خدا کے تو خود آپ ہی کے اعتراف سے ثابت ہو گیا اب اس امر مین آپ ہی کے اقوال پر کلام رہا کہ یہ آیت من جملہ خدا کے پہلے نازل ہوئی ہی یا بعد اوسکے اور جو چیز کہ بحکم خدا جائز ہوئی آیا اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا روا ہی بفلا سو ہم ثابت کر چکے ہین کہ یہ آیت شوال سنہ ہجری مین یعنی بعد از نزول آیت من خدا کے نازل ہوئی ہی اور ہم یہ بھی مبرہن کر چکے ہین کہ جو چیز بحکم شارع جائز ٹھہرائی گئی اوسکو مبنی بر رسم جاہلیت کہنا سراسر خطا اور بہت ہی بیجا ہی قال اسکی نظیر اسی سورۃ مین اور اسی جگہہ موجود ہی کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو جورو بنانے مین کچھہ قباحت نہین سمجھتے تھے جب وسکی نہی آئی تو فرما دیا کہ اس سے پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہی مت نکاح کرو اون عورتون سے جنسے تمہارے باپون نے نکاح کیا مگر جو کچھہ

کہ پہلے ہوچکا یعنی وہ اس امتناع مین داخل نہین وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ
اقول حال استنباط مجتہد عصر کا مسائل شرعیہ کو نظم کتاب و سنت سے تو بہت ہی وضاحت کے ساتھ
دریافت ہوچکا مگر ہمکو انتظار اسکا تھا کہ کسی موقع پر اونکے قیاس کا بھی امتحان کیا جاوے چنانچہ اب وہ
موقع آگیا مخفی نرہے کہ یہان بحث اسکی نہین کہ حرمتہ بعد الاباحتہ یا اباحتہ بعد الحرمتہ شرعًا جائز ہی
یا نہین اسکے عدم جواز کا کوئی شخص اہل اسلام مین سے قائل نہین ہی اور اسکا بھی کوئی شخص قائل نہین کہ
جب تک وہ شی حرام نہین ہوئی تھی اوسکا ارتکاب موجب گناہ تھا یہان بحث اسکی ہی کہ جو عمل
ایسا ہو کہ اوسکو انبیاء علیہم السلام نے جائز رکھا اور اوسکا انکار نکیا اور آپ بھی اوسکو عمل مین
لاتے رہے اور کتب سماویہ مین تصریح اوسکی اجازت دی گئی اور اوسکے احکام بیان فرمائے گئے آیا وہ از قسم
مباحات شرعیہ ہی یا نہین اور اطلاق رسم جاہلیت کا اوسپر جائز ہی یا نہین دوسرے یہ کہ جو
فعل کہ آئین قدرت کے خلاف اور لذاتہ قبیح ہی اور تمام برائیون کی جڑ ہی آیا ممکن ہی کہ انبیاء عظام
عامدًا اوسکے مرتکب ہوئے ہون تیسرے یہ کہ تمتع شی محرمہ لذاتہ سے بعد حرمت کے شرع مین ثابت ہی
یا نہین چوتھے یہ کہ جو چیز کہ شریعت انبیاء سابقین مین مباح تھی اور اسلام مین بھی مباح ہی اور صحابہ کرام حضور
پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اور خود پیغمبر بھی اوسکے مباشر رہے اور کتاب اللہ مین بھی اوسکی اجازت
صراحتًہ دی گئی تو آیا بدون قیام دلیل شرعی کے جو ناسخ اوسکی ہو یہ کہہ سکتے ہین کہ آیندہ وہ اباحت
باقی نرہی صورت مقیس علیہ مجتہد عصر کے یہی کہ بیشتر عرب منکوحہ پدر کو اپنے نکاح مین لاتے تھے چنانچہ
شارع نے فرمایا مت نکاح کرو اون عورتون سے جن سے تمھارے باپون نے نکاح کیا ہی مگر جو کچھ کہ پہلے
ہوچکا یعنی وہ امتناع مین داخل نہین انتہی **اقول** وہ چار صورتین جو بحث طلب ہین اونمین سے
کوئی ایک صورت بھی ایسی نہین کہ اوسکو صورت مقیس علیہ پر قیاس کرسکین او مقیس علیہ کو نظیر مقیس کا
قرار دے سکین نسبت وجہ اول کے یہ وجہ ہی کہ نکاح باپ کی زوجات کا کسی ملت مین جائز نہین ہوا
اور کسی نبی نے اوسکو جائز نہین رکھا توریت مین کتاب احبار باب ۹ اورس ۹ مین
صاف ممانعت اوسکی موجود ہی معاذ اللہ کہ خود کوئی پیغمبر اوسکا مرتکب ہوا ہو یا حضور

کسی پیغمبر کے بلا انکار ظہور مین آیا ہو خود قرآن شریف سے ثابت ہی کہ یہ نکاح ہمیشہ ہی سے فحش
اور موجب غضب الٰہی ہی اِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا وَّسَآءَ سَبِيلًا یعنی کہ نکاح کرنا ساتھ باپ کی
جوروون کے تھا فحش اور غضب اور بری راہ شرفاء عرب بھی اس سے بہت پرہیز کرتے تھے اور
اسی سبب سے جو کوئی اراذل مین سے ایسا کرتا تھا تو اوس نکاح کو نکاح المقت یعنی نکاح مبغوض
اور اوس نکاح کرنے والے کو اور اوسکی اولاد کو مقتی کہتے تھے پس یہ قول مجتہد کا کہ
عرب ایسے نکاح مین قباحت نہین سمجھتے تھے تمامتر مبنی اوپر جہل مرکب کے ہی دوسری
صورت متنازعہ کو بھی کچھہ تعلق مقیس علیہ سے نہین کیونکہ ایسے نکاح کا کبھی کوئی نبی خود مرتکب ہوا
نہ کسیکو اجازت دی تیسری صورت کا حال یہ ہی کہ قبل از تحریم قرآن بھی ایسے نکاح سے کبھی تمتع
جائز نہین ہوا چہ جائیکہ بعد از تحریم تمتع جائز ہو چنانچہ ہمنے اوپر ایک حدیث نقل کی ہی جسکا
یہ مضمون ہی کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر فرمایا پس
قیاس مجتہد کا ہر آئینہ قیاس مع الفارق ہی صورت چہارم کسی طرح پر مطابق صورت مقیس علیہ
کے نہین پس قیاس مجتہد عصر کہ بلا لحاظ شرائط و ارکان قیاس کے ہی محض ہیچ و پوچ ہی بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہی
کہ ہنوز وہی شرائط ارکان قیاس سے بھی واقف نہین اور باینہمہ ناواقفی کے اپنے تئین مجتہد بتاتے
ہین اب رہا کلام اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ مین اگر اسکو استثناء متصل تصور کیا جاوے اور کلمہ ما کو
جو ما نکح پر داخل ہی عام کہ متناول ہو منکوحات سالفہ اور باقیہ اور مستقبلہ کو لیا جاوے اور نیز
سالفہ کو مستثنے کیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ نہ نکاح کرو اون عورات کو جنسے تمہارے آبا نے
نکاح کیا مگر منجملہ اونکے اونکو جو مر گئے ہین تو یہ کلام از قبیل مبالغہ باب لاعیب فیہم غیر ان سیوفہم
بہن فلول من قراع الکتائب اور حتی ابیض القار اور حتی یلج الجمل فی سم الخیاط سے ہوگا
یعنی کوئی صورت اجازت ایسے نکاح کی نہین مگر ایک صورت نکاح کی ساتھہ گذشتگان کے
اور چونکہ یہ محال اور ممتنع ہی پس کسی طرح کوئی صورت جواز کی باقی نہ رہی اکثر مفسرین نے اسی طرح یہ
آیت کی تفسیر کی ہی اور مختار علامہ زمخشری کا یہی تفسیر ہی چنانچہ وہ تفسیر کشاف مین لکھتے ہین

فَاِنْ قُلْتَ كَيْفَ اسْتَثْنٰى مَا قَدْ سَلَفَ مِنْ مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ قُلْتُ كَمَا اسْتَثْنٰى غَيْرَ اَنَّ سُيُوفَهُمْ
مِنْ قَوْلِهِ وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ يعني ان امكنكم ان تَنْكِحُوا مَا قَدْ سَلَفَ فَانْكِحُوهُ فَلَا يَحِلُّ لَكُمْ
غيره وذلك غير ممكن والغرض المبالغة في تحريمه وسد الطريق الى اباحته كما تعلق بالمحال
في التابيد في نحو قولهم حتى يبيض القار وحتى يلج الجمل في سم الخياط اور اگر اسکو استثناء
منقطع اور الا کو بمعنی لکن لیا جاوے تو جملہ ما قد سلف جو مبتدا ہے خبر اسکے محذوف ہوگی یعنی اوسپر کچھ مواخذہ
ارتکاب جسے جرم گذشتہ کا نکیا جاوے جیسا کہ اور بعض کبائر میں واقع ہوا ہے قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا اِنْ
يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ اور اصلا یہ مقصود نہیں ہے کہ وہ نکاح باقی رکھا جاویگا چنانچہ
تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہے وقيل الاستثناء منقطع ومعناه لكن ما قد سلف فانه
لا مواخذة عليه لانه مقرر اِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا علة للنهي اي ان نكاحهن
كان فاحشة عند الله ما رخص فيه لامة من الامم ممقوتا عند ذوي المروات
ولذلك سمي ولد الرجل من زوجة ابيه المقتي یعنی لکھا گیا ہے کہ استثنا منقطع ہے اور معنی
یہ ہیں کہ لیکن جو کچھ گذر گیا اوسپر مواخذہ نہیں یہ بات نہیں کہ وہ نکاح قائم رکھا گیا کہ بیشک ایسا
نکاح بیحیائی اور فحش اور موجب غضب ہے یہ علۃ نہی کی ہے کسی امت کو خدا نے رخصت ایسے نکاح
کی نہیں دی اور مبغوض ہے یہ نکاح ارباب مروت کے نزدیک اور اسی واسطے ایسے نکاح کی اولاد کو
مقتی کہا جاتا تھا ظاہرا فی ضمیر مصنف یہ ہے کہ نکاح کیا جو زوجہ پدر کے ساتھ قبل از نزول
آیہ محرمہ ہوا تھا تو جس طرح پر اوسکو باقی رکھا گیا اوسی طرح پر رقیت جو پہلے ہو چکی تھی وہ بھی
قائم رکھی گئی مگر یہ غلطی فاش ہے ایسا نکاح صدقا اور نقلا ہرگز ہرگز جائز نہیں بلکہ ایسا نکاح کسی
امت میں جائز نہیں ہوا یہاں تک کہ کفار عرب بھی اسکو مبغوض جانتے تھے اگر مصنف ابقاء
نکاح مذکور کے مدعی ہیں تو اوسکو ثابت کریں اور اونھوں نے جو خبر محذوف کی تقدیر یہ کی ہے کہ وہ اس
امتناع میں داخل نہیں اور ظاہر اسسے اونکا ارادہ اثبات باقی رکھنے نکاح مذکور کا ہے تو یہ تقدیر
اونکی محض بیدلیل صرف مضمون طبع زاد اور بناوٹ ہے غور کیجیے کہ جس نکاح کی نسبت ایسے کلمات

فرماے جاوین کہ انّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً وَّمَقْتًا وَّسَاۗءَ سَبِیْلًا وہ کیونکر باقی رکھا جا سکتا ہی
اگر کان کو از باب کَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا لیا جاوے تو فحش اور مقت بحکم نص جمیع ازمنہ مین ثابت ہے
اور اگر بمعنی ماضی لیا جاوے تو ثبوت قبح کا زمانہ ماضی مین لفظ کان سے ظاہر ہی اور جو چیز کہ ایسی
قبیح زمانہ ماضی مین ٹھہر چکی ہو تو وہ ہماری شریعت مین کسی طرح پر باقی رکھنے کے قابل نہین اور
چونکہ کلمہ ساء منجملہ افعال ذم کے ہی اور در اصل فعیل ماضی تھا کہ معنی ماضی سے نقل کر کے بمعنی حال واسطے انشاء ذم کے
لایا گیا ہی تو مذموم ہونا اس قسم کے نکاح کا جمیع ازمنہ ماضی و حال و مستقبل مین خود آیت ہی سے ثابت
ہو گیا اور جو چیز کہ فی نفسہ ایسی مذموم ہو اور مذموم ہونا اوسکا ایسا ظاہر ہو کہ کفار عرب بھی اوسکو
مذموم اور ممقوت سمجھتے ہون تو اوسکی بقا کا شرع مین کسی طور پر حکم نہین ہو سکتا یہان تک جو آیہ
وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مین کلام تھا ختم ہو چکا اور مجتہد عصر کا حال
درباب استنباط معانی اور فہم قرآن و حدیث اور واقفیت لغت عرب اور صحت و فساد قیاس
کے جیسا کچھ ہی خوب ہی کھل گیا اب بطور خاتمہ کے ایک مختصر بات لکھتا ہون کہ خود مجتہد عصر کے
اقرار سے ثابت ہو چکا کہ زمانہ نزول آیت تک استرقاق اور تسری ممنوع نہ تھی اور یہ نص قرآنی
اوسکے جواز پر ناطق تھی پس اگر وہ اپنے دعوی تحریم مین سچے ہین تو ایسی نص قرآنی
جس سے حرمت استرقاق و تسری کی ثابت ہو اور اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو نشان
دین ورنہ یہ سب باتوں اونکے جدال جاہلانہ اور دعوے معاندانہ سمجھی جاوے گی اب ہم تفصیل وجوہ
بیان آیات مذکورہ کے مطابق قاعدہ مصرحہ اصول فقہ کے لکھتے ہین اور آیندہ ہر ایک آیت
کے ذیل مین شرح اوسکی کرتے جاوینگے انشاء اللہ تعالی جاننا چاہیے کہ نظم باعتبار دلالت کے
اوپر معنی کے چار قسم پر ہی ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم ظاہر اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے صیغہ سے مراد
اوسکی سامع کو ظاہر ہو جاوے بلا احتیاج طلب و تامل کے اور نص وہ ہی کہ ظاہر پر بلحاظ سوق
کلام متکلم کی اوضاحت زیادہ ہو جاوے اور مفسر وہ ہی جو نص پر بھی کچھ وضاحت زیادہ رکھتی ہو
اس طرز پر کہ احتمال تاویل و تخصیص باقی نہ رہے اور محکم وہ ہی کہ علاوہ ایسی وضاحت کے احتمال نسخ بھی زائل

تخصیص و نسخ بھی باقی نہ رہی جب یہ دریافت ہوا تو تحقیق ہوا کہ آیت اولیٰ یعنی اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوا بَيْنَ النِّسَاءِ فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ از قسم ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین یعنی رقیت میں اور نص ہی نکاح مملوکات میں اور آیت ثانیہ یعنی وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ظاہر ہی ثبوت ملک یمین میں اور مفسر ہی جواز وطی مملوکات میں اسلیے کہ احتمال تاویل و تخصیص نسبت بیان احادیث مذکورۂ بالا کے منقطع ہو گیا **قال** آیت سوم اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء میں فرمایا ہی وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ اور جو کوئی تم میں سے بخوبی مقدور نرکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتوں سے نکاح کرے تو جو عورتیں تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہو چکی ہیں اون میں سے جو مسلمان چھوکریاں ہیں اون سے نکاح کرے **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور رقیت میں نص ہی نکاح مملوکات میں اور اس آیت میں بھی کلمۂ ما ملکت ایمانکم ہی جو آیت ثانیہ میں تھا اس آیہ میں کلمۂ مَنْ موصول مبتدا ہی کہ صلہ اوسکا جملہ فعلیہ یعنی لم یستطع الخ ہی پس بموجب ضابطۂ مصرحۂ علم نحو کے مبتدا مذکور متضمن ہی معنی شرط کو اسی سبب سے اوسکی خبر میں حرف فا کا لانا جائز ہوا اور ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جب افعال ماضی لفظًا یا معنًا حیز شرط و جزا میں واقع ہونگے تو معنی استقبال کے مفید ہونگے دیکھو لم یستطع بسبب دخل لم جازمہ کے معنی ماضی ہی اور باوجود ماضی ہونے کے مفید معنی استقبال ہی چنانچہ خود مجتہد دہر بھی اوسکا ترجمہ بلفظ ماضی نہیں فرماتے پھر میں حیران ہوں کہ ملکت کو کیوں بلفظ ماضی کے ترجمہ کرتے ہیں اور کیا وجہ ہی کہ جس طرح پر ملکت کے معنی ملکیت ہو چکے ہیں گھڑتے ہیں اسی طرح پر لم یستطع کے معنی مقدور نرکھ چکا ہی کیوں نہیں گھڑتے پھر اوس سچائی اور ٹھیک ناہٹ سے جسکو تفسیر آیہ متقدمہ میں بہت اصرار سے اختیار فرمایا تھا یہاں کیوں برگشتہ ہو گئے اور کلمۂ ما ملکت سے برخلاف اوس سچائی کے چھوکریاں مراد لینے لگے اور ہر گاہ کہ اس آیت میں خود مجتہد دہر نے وہی معنی مراد لیے ہیں جو مفسرین نے آیہ متقدمہ میں لکھے ہیں تو غالب ہی کہ آیہ متقدمہ میں جو کچھ بہ نسبت مفسرین عالی قدر کے طعن و تشنیع کی ہی اوس سے دل میں شرما کر توبہ کرینگے **قال** آیت چہارم یا عبد اللہ

وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ
اَيْمَانُكُمْ اللہ کی عبادت کرو اور اوسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو
اور قرابت مندوں اور یتیموں اور غریبوں اور قرابت مند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے
ساتھ اور اونکے ساتھ جو تمہارے ہاتھوں کے مالک ہو چکے ہیں انتہی **اقول** ہم اس ترجمہ کی صحت اور
عدم صحت کی کچھ بحث نہیں کرتے اور اور تراجم کی صحت اور عدم صحت میں بھی کچھ گفتگو ضرور نہیں مگر
اوس قدر ہیں کہ مسئلہ ما نحن فیہ سے متعلق ہی غرض کہ یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملک یمین و رقیت
میں نص ہی احسان کرنے میں رقیقوں کے ساتھ **قال** آیت ششم وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ الی قولہ تعالی
عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ **اقول** یہ بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت یمین میں **قال** آیت ہفتم
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُوْمِيْنَ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہی ثبوت رقیت میں اور جواز مباشرت مملوکات میں اور اس امر
میں کہ مملوکات بیچ غیر ازواج ہیں اور نص ہی اس باب میں کہ جو لوگ مباشرت کرتے ہیں اپنی کنیزوں
سے وہ ملامت سے بری ہیں **قال** آیت ہشتم اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ الخ **اقول**
یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور رقیت میں **قال** آیت نہم وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتٰبَ مِمَّا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا الخ **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت میں ظاہر ہی
اور درباب مکاتب کرنیکے نص ہی **قال** آیت دہم يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ
الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ الخ **اقول** یہ آیت ظاہر ہی مملوکین مالک ہیں میں اور نص ہی استیذان
میں **قال** آیت یازدہم هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ
اقول ظاہر ہی ثبوت ملکیت میں **قال** آیت دوازدہم سورۂ احزاب يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ
اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ
اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ اے نبی ہمنے حلال کیں تیرے لیے جورویں جنکا تو مہر دے چکا ہو اور تیرے

ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہی **اقول** یہ آیت ملک یمین اور حل سابق
مملوکات مین منحصر ہی بسبب تحقق فعل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کسی طرح کی تاویل کی گنجایش باقی نہ رہی
قال اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج کے کوئی احکام
خاص نہین تھے بلکہ جس طرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح پر ازدواج ہوا تھا **اقول**
مخفی نرہی کہ ایام جاہلیت مین جو جو کام عرب کرتے تھے سب ممنوع اور نامشروع نتھے بلکہ بعض
امور طریق انبیاء عم کے اور فی نفسہ مستحسن تھے مثلاً نفس حج وعمرہ وسقایت حاج وعمارت
مسجد حرام اور مروت اور شجاعت اور اکرام واطعام مہمانان اور خیرات اور امثال انکے اور بعض
امور محض رسم جاہلیت تھے بعد جاری ہونے دین متین کے جناب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے رسوم جاہلیت کو یکلخت متروک کرادیا اور جو امور کہ مبنی بر اتباع انبیاء عم کے
تھے اونکو جاری رکھا اور ایسا کبھی نہین ہوا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتکب
کسی ایسے امر کے ہوے ہون جو محض مبنی بر رسم جاہلیت تھا اور نہ کسی ایسے امر کے کرنے کا
کسیکو حکم دیا اور جسقدر افعال اور اقوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق
بہ عبادات وجواز وعدم جواز معاملات شرعیہ کے تھے سب بموجب وحی کے تھے اور کمتر
ایسا ہوا کہ از روی اجتہاد کے بھی کوئی حکم صادر فرمایا اگر کبھی اجتہاد مین کچھہ خطا ہوئی تو اوسی
وقت یا بہت جلد از روی وحی کے آگاہ کردیا گیا پس وے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا پر
قائم رہنے سے ہرآینہ معصوم تھے اور یہی حال ہی سب انبیاء عم کا پس جو فعل کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خالی اس سے نہین کہ یا مباح شرعی ہی یا مستحب شرعی ہی یا واجب
یا فرض ہی اور ہرگز ہرگز نہین ہوسکتا کہ کوئی فعل حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبنی بر رسم
جاہلیت کے ہو کیونکر ہوسکتا ہی اسلیے کہ اونکی نسبت تو خدا تعالی فرماتا ہی اِنَّکَ لَعَلٰی
خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ اور فرماتا ہی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ۝ اور
فرماتا ہو لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰی

الیک من ربک یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا الی غیر ذلک من الآیات ظاہر ہی کہ سراج منیر کہ بالذات روشن اور جملہ تاریکیون کا روشن کرنے والا ہو ظلمت جاہلیت کا کہ سراسر ضد اور نقیض اوسکی ہی کس طرح پر قائل ہو سکتا ہی پس محال ہی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی رسم جاہلیت کے عامل ہون یا اوسکی کسیکو اجازت دین جب یہ امر متحقق ہوا تو یہ قول مصنف کا کہ جس طرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ازدواج ہوا تھا سراسر بیجا بلکہ الحاد ہی عرب مین نکاح کے کئے دستور تھے منجملہ اونکے جو دستور نکاح انبیا عم کا تھا اور نور ایمان اور وحی اور عقل کامل سے استحسان اوسکا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متحقق ہوا اوسیطرح پر اونھون نے اپنے نکاح کیے اور اورونکو اوسی طریق کی ہدایت فرمائی اور جو جو نکاح کہ صرف بموجب رسم عرب کے تھے اونکا قلع قمع کردیا بخاری مین عائشہ سے روایت ہی کہ ان النکاح فی الجاھلیة کان اربع انحاء فنکاح منھا نکاح الناس الیوم یخطب الرجل الی الرجل ولیتہ او ابنتہ فیصدقھا ثم ینکحھا ونکاح آخر کان الرجل یقول لامرتہ اذا طھرت من طمثھا ارسلی الی فلان فاستبضعی منہ ویعتزلھا زوجھا ولا یمسھا ابدا حتی تبین حملھا من ذلک الرجل الذی یستبضع منہ فاذا تبین حملھا اصابھا زوجھا اذا احب فانما یفعل ذلک رغبةً فی نجابة الولد فکان ھذا النکاح نکاح الاستبضاع ونکاح آخر یجتمع الرھط ما دون العشرة فیدخلون علی المرءة کلھم یصیبھا فاذا حملت ومرت علیھا لیالی بعد ان تضع حملھا ارسلت الیھم فلم یستطع رجل منھم ان یمتنع حتی یجتمعوا عندھا تقول لھم قد عرفتم الذی کان من امرکم وقد ولدت فھو ابنک یا فلان تسمی من احبت باسمہ فیلحق بہ ولدھا لا یستطیع ان یمتنع بہ الرجل والنکاح الرابع یجتمع الناس الکثیر فیدخلون علی المرءة لا تمتنع ممن جاءھا وھن البغایا ینصبن علی ابوابھن رایات تکون علما

فمن ارادهنّ دخل عليهنّ فاذا حملت احديهنّ ووضعت حملها جمعوا لها ودعوا لهم القافة ثم الحقوا ولدها بالذي يرون فالتاط به ودعي ابنه لا يمتنع من ذلك فلما بعث محمد صلعم بالحق هدم نكاح الجاهلية كله الا نكاح الناس اليوم

نکاح زمانہ جاہلیت مین چار قسم کا تھا ایک ان مین سے یہ تھا جو آب دمیون کا ہے پیغام کرتا تھا ایک آدمی دوسری سے اوسکی ولیہ یا بیٹی کا پس مہر ادا کرتا تھا اوسکا پھر نکاح مین لاتا تھا اوسکو اور ایک اور قسم کا نکاح تھا کہ جب عورت حیض سے طاہر ہوتی تھی تو اوسکا شوہر کہتا تھا اوسے کہ فلانے شخص کو بلا بھیج پھر اوس سے مباشرت کر اور کنارہ کرتا تھا اوس سے خاوند اوسکا اور نہ مباشرت کرتا تھا اوس سے ہرگز جب تک کہ ظاہر ہوجاتا تھا حمل اوسکا اوس آدمی سے اور ایسا کرتا تھا واسطے رغبت کے نجابت ولد مین اور تھا یہ نکاح نکاح استبضاع اور ایک اور نکاح تھا کہ جمع ہوتے تھے آدمی دس سے کم اور ایک عورت پر داخل ہوتے تھے اور سب اپنے مطلب کو پہونچتے تھے اوس سے پس جب وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کیا اور بعد وضع حمل کے کچھ راتین گذرین تو اوس نے اون سبکو بلا بھیجا پس کوئی اونمین سے باز نہین رہ سکتا تھا تا آنکہ جب سب اوس عورت کے پاس جمع ہوجاتے تھے تو کہتی تھی وہ کہ تحقیق جانا تمنے اپنا کام اور تحقیق جنی ہون مین پس یہ مولود بیٹا تیرا ہے اے فلان شخص نام لے دیتی تھی وہ جسکو پسند کرتی تھی پس لاحق ہوجاتا تھا اوسی شخص سے بچہ اوسکا نہین طاقت رکھتا تھا وہ آدمی کہ اوس بچے کے لاحق کرنے سے باز رہے اور نکاح چوتھا یہ تھا کہ جمع ہوتے تھے بہت آدمی اور داخل ہوتے تھے عورت پر نہین بچتی تھی وہ اوس سے جو اوسکے پاس آتا تھا اور ایسی عورتین زانیہ ہوتی تھین قائم کرتی تھین اپنے دروازون پر جھنڈے کہ وہ اونکی علامت اور نشان ہوتے تھے پس جسنے قصد کیا وہ اونپر داخل ہوا جب حاملہ ہوئی اونمین سے کوئی اور وضع حمل کیا تو سب جمع ہوے اوسکے اور بلایا قیافہ والون کو پھر لاحق کردیا قیافہ والون نے اوسکے بچے کو جس سے اونکو نظر پڑا پس مل گیا وہ اوسکے ساتھ اور کہلایا گیا اوسکا بیٹا وہ باز نہین

رہ سکتا تھا اوسکے ملانے سے پھر جب مبعوث ہوئے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق کے ساتھ
توڑ ھا دیا اونھون نے سب نکاحوں جاہلیت کو مگر اس نکاح کو جو اب رائج ہی آدمیون مین پس
یہ بات خوب ظاہر ہوگئی کہ جسقدر نکاح کہ محض مبنی بر رسم عرب تھے نہ کبھی اسلام مین مروج
رہے نہ کبھی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر عمل کیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ جناب رسول خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازواج کے احکام خاص تھی الخ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ نظر مجتہد عصر کی
اس آیت مین ان کلمات پر نہین پڑی وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ الی قولہ
تعالی خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اور یہان کچھ بحث ازدواج کی ضرور نتھی بے محل مصنف نے
یہان یہ تذکرہ کیا یہان کلمہ ما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک مین کلام ہی کہ اوس سے ثبوت رقیت
ظاہر اور حلت مملوکات منصوص ہی قال مگر اس آیت مین لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ
وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ازواج
آیندہ سے منع فرمایا کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان جوروون کے بدلے اور
جورو ین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو اقول اس آیت کا بیان عنقریب اویگا
قال قبل از نزول اس آیت کے مقوقس مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ
دوسری شیرین بطور تحفہ بھیجی تھین اونمین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت کے تصرف
مین تھین اقول اسپر کیا دلیل ہی کہ اس آیت کے نزول سے پہلے ماریہ قبطیہ کو مقوقس نے
بطور ہدیہ کے بھیجا تھا بے سند بات تو ہم آپکی کبھی بھی نہ سنینگے پھر یہ قول آپکا کہ بموجب رسم عرب کے
انتہا نازیبا بات اور بلحاظ انکے تقریر ہیچ در ہیچ ہ آپ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن دیتے ہین
کہ وے بھی اتباع رسم جاہلیت کا کرتے تھے اگر الحاد نہین تو بجای اون الفاظ نا ملایم اور غلط کو
سچے الفاظ زبان پر کیون نہین آئے کہ بموجب طریقہ ابنیا اور فرمان خدا کے حضرت کے تصرف
مین تھے فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمَاهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ع بوی ہر سرزمین پیدا بود
قال اس طرح پر تحفہ آنے کو عربی زبان مین فی کہتے ہین اقول کوئی سند ہو آپکے پاس کہ تحفہ

اور یہ کلمہ تام فی ہو دیکھو صحاح جوہری وہ لکھتا ہو کہ الفیء الخراج والغنیمۃ یعنی فی کے معنی ہین خراج اور غنیمت قاموس الفی الغنیمۃ والخراج فئت الغنیمۃ واستفاءت وافاءها اللّٰہ علی یعنی فی کے معنی ہین غنیمت اور خراج کہتے ہین فئت الغنیمۃ واستفأت وأفاءها اللّٰہ علی صراح فی خراج وغنیمت افاءۃ غنیمت دادن یقال افاء اللّٰہ علی المسلمین مال الکفار ومنہ قولہ تعالی وما افاء اللّٰہ علی رسولہ من اھل القری واستفأت ھذا المال ای اخذتہ فیأ کیا جناب مجتہد دھر صاحب مَا أَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی کے معنے یہ سمجھے ہین کہ تحفہ بھیجا اللہ نے اپنے رسول پر اہل القری سے کیا جناب کے نزدیک وہ مال فی جو بنی النضیر کے اموال سے آیا تھا اونھون نے بطور تحفہ کے بھیجا تھا کیا آپکے نزدیک اوپر لشکرکشی نہین ہوئی تھی ثبات عکس ہی آپ ایسے مجتہد کے حال پر مشہور مسئلہ اصول کا ہو کہ المجتھد یخطی ویصیب یعنی مجتہد خطا بھی کر جاتا اور صواب کو بھی پہونچتا ہی آپ عجیب مجتہد ہین کہ یصیب سے تو بے نصیب ہین محض مصداق یخطی ہونیکے واسطے اپنے تئین مجتہد ٹھہرایا ہی آپکے اجتہاد سے تو مقلدون کی تقلید ہی ہزاران ہزار درجہ بہتر ہی ع نہ بہ خشک تو خندد گناہگاری ما ✤ وامرکم الی اللّٰہ پھر یاد رکھیے اس بات کو کہ مقوقس بادشاہ مصر نصرانی تھا اور بحکم توریت مقدس رقیت ممنوع نہین بلکہ جواز اوسکا منصوص ہی اوسکا بھیجنا اور حضرت صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لینا اور اونکو سریہ بنانا بموجب رسم عرب کے نتھا بلکہ مطابق وحی اور طریقۂ ابراہیم ع م اور طریقۂ دیگر انبیاے سابقین علیہم السلام تھا آپکا یہ طعن کسی طرح پیغمبر صلے اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم پر عائد نہین ہوسکتا **قال** اس آیت مین خدا تعالی نے فرمایا کہ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ تو اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا **اقول** چونکہ وہ تصرف متفرع ملکیت پر ہی تو جب اوس تصرف کو خدا تعالی نے جائز رکھا تو بحکم بدیہہ ثابت ہوا کہ خدا تعالی نے ملکیت اور رقیت کو درست رکھا اور جب خدا تعالی نے اوسکو جائز رکھا تو پھر کسکی مجال ہی کہ اوسکو ناجائز کر دے اور چونکہ مجتہد عصر یہان خود مقر ہین کہ خدا نے بھی تسری جائز رکھی

تو وہ تسری باتباع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تشریعی کے منجملہ شرعیات کے ہو گئی
نہ داخل رسمیات **قال** اوسکے بعد مطلق ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح
رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا **اقول** مگر رقیت کو پھر بھی جائز رکھا دیکھو جس آیت مین
ازدواج آیندہ کی ممانعت ہی اوسی مین حلال ہونے کنیزکون کا حکم منصوص ہی لَا يَحِلُّ لَكَ
النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا
مَلَكَتْ يَمِينُكَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اونکے بدلے اور کرے
اگرچہ پسند آیا ہو تجکو اونکا حسن مگر حلال ہین وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہو ہاتھ تیرا پس
اس آیت سے اگرچہ ممانعت نکاح جدید ثابت ہوئی مگر استدامت حلال ہونے کنیزکون
اور استدامت ملکیت و رقیت مین زمان آیندہ مین بھی مثل زمانہ گذشتہ کے کچھ فرق
نہین آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہین پس ثبوت استدامت رقیت مین تا روز قیامت
کسی طرح کا شک و شبہ نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا
یہ بھی غلط ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل آویگی **قال** بعضے لوگ افاء کے معنی غنیمت یعنی لڑائی
کی لوٹ کے کہتے ہین اور اسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین
ہاتھ آوین وہ لونڈیان ہوجاتی ہین **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ فی لغت عرب
مین معنی غنیمت ہی اور غنیمت عام ہی کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھ آوے یا بعد فوج کشی کے
کفار اہل اسلام کے رعب سے بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑ کر بھاگ جاوین اور مسلمانونکے
ہات آوے صحیح بخاری مین علی رض سے روایت ہی قال كانت لي شارف من نصيبي من
المغنم يوم بدر وكان النبي صلعم اعطاني مما افاء الله عليه من الخمس يومئذ
دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کا کلام افصح فصحاء عرب اور اعلم الناس مین موجود ہی
دوسری حدیث بخاری مین انس رض سے منقول ہی ان اناسا من الانصار قالوا لرسول الله
صلعم حين افاء الله على رسول الله صلعم من اموال هوازن الحديث دیکھو

یہان لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوازن کے جو بعد جنگ وقتال شدید کے ہاتھ آئے تھے وارد ہو
اموال بنی نضیر کی بہ نسبت جنپر فوج کشی ہوئی تھی اور رعب اہل اسلام سے وے اپنے مقام کو
چھوڑکر بھاگ گئے تھے خدا تعالی نے فرمایا مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ مسلم مین ابن عمر رض سے
روایت ہو اَنَّ يَهُوْدَ بَنِي النضير وقريظة حاربوا رسول الله صلعم فاجلى رسول الله
صلعم بني النضير واقر قريظة ومن عليهم حتى حاربت قريظة بعد ذلك فقتل رجالهم
وقسم نساءهم واولادهم واموالهم بين المسلمين الا بعضهم لحقوا رسول الله صلعم
فامنهم فاسلموا الحديث یہان جو لفظ حاربوا واقع ہوا اوس سے مراد یہ ہو کہ قبل اسکے کہ اونپر لشکر
اسلام کا عزم ہوا اونھون نے غزوہ خندق مین معاونت کفار مکہ کی کی تھی اور اونکا سردار کعب بن
اشرف ایک جماعت ہمراہ لیکر ابوسفیان سردار کفار مکہ کا حلیف ہوا تھا اور مسلم مین عمر بن الخطاب
سے روایت ہو کہ كانت اموال بني النضير مما افاء الله على رسوله صلعم مما لم يوجف
عليه المسلمون بخيل ولا ركاب الحديث اور چونکہ لفظ ما جو آیہ مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ
مین واقع ہو عام ہو پس آیہ بدون دلیل تخصیص کے سبایا اور دیگر چیزون کو متناول ہے اور جب
اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ
السَّبِيْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی مملوک اصناف مصرحہ آیہ متلوہ کے ہو پس یہ قول علما کا جسپر مصنف
اعتراض کرتے ہین ہر آینہ بموجب حکم نص قرآن اور احادیث نبوی اور مطابق لغت عرب کے ہو
اور کوئی جرح اور اعتراض اوسپر وارد نہین ہو سکتا **قال** مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہو
اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہو کہ وہ احسان کرکر یا فدیہ لیکر چھوڑ
دیے جاوین **اقول** یہ وجہ دو وجہ سے باطل ہو اول یہ کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً
سے کسی طرح یہ لازم نہین آتا کہ من وفدیہ علی سبیل منع الخلو عموما واجب ہو چنانچہ بحث اسکی عنقریب
آئیگی ان شاء الله تعالی دوسرے یہ کہ آیہ مذکورہ اگر مفید حصر مزعوم مجتہد ہو اور قبل از واقعہ بنی النضیر

اور بنی قریظہ اور خیبر کے نازل ہوئی ہی تو ہر آینہ آیت سورہ براۃ فاقتلوا المشرکین حیث
وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد سے اور قول
فعل صاحب وحی علیہم الصلوۃ والسلام سے جو بہ نسبت سبایائی قریظہ وخیبر کے ظہور میں آیا
منسوخ ہو گئی اور اگر بعد ان واقعات کے نازل ہوئی ہی تو واقعات مذکورہ کی نسبت جو
قول علما کا ہو کسیطرح پر محل اعتراض نہین کیونکہ ہر گاہ آیت مذکورہ تا وقوع واقعات مذکورہ
نازل ہی نہین ہوئی تھی تا اوسکی بنا پر یہ بات بہ نسبت واقعات مذکورہ کیکہتے کہ لڑائی کے
قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہی صریح خطا ہی صرف یہ امر باقی رہا کہ آیت مذکورہ ناسخ آیات
سورہ مبارکہ اور اقوال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو سکتی ہی یا نہین
سو اسکی بحث عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالے **قال** دوسرے اسلیے کہ افاء کے معنی لڑائی کے
لوٹ کی نہین ہین بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھہ دین وہ فی ہی **اقول** یہ قول مصنف کا
سراسر غلط ہی اور خلاف لغت اور خلاف قرآن ہی ما افاء اللہ علی رسولہ کے یہ معنی کسیطرح نہین
ہو سکتے کہ جو کافرون نے دیا خدا کے رسول کو افاء کے معنی از روے لغت کے ہم ثابت کر چکے
ہین کہ غنیمت دینے کے ہین پس وہ کون ہی کہ افاء اللہ کے معنی یہ کہے غنیمت دی کفار نے بلکہ
صاف وصریح یہ معنی ہین کہ خدا نے غنیمت دی صحیح بخاری مین روایت ہی عن عمر قال کانت
اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ تھا مال بنی نضیر کا اوس قسم کا کہ فی کیا تھا اللہ
نے اپنے رسول پر فرمائیے جناب مجتہد صاحب کیا بنی النضیر نے اپنا مال خود حضرت صلعم کو
دیا تھا **قال** چنانچہ بحار الانوار مین لکھا ہی کہ الفئی ما حصل للمسلمین من اموال
الکفار من غیر حرب ولا جھاد واصلہ الرجوع فی وہ چیز ہی جو کافرون کے مال مین
سے بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانون کے ہاتھہ آئے **اقول** سند آپکی آپکے مدعا کو
باعلان تمام باطل کرتی ہی آپ نے فی کے معنی گڑہے تھے کہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھہ دین وہ فی
ہی اور سند سے یہ ظاہر ہی کہ جو کچھہ اموال کفار سے بغیر جنگ وجہاد کے ہات آوے وہ فی ہی

آپ ہی انصاف کیجیے کہ کجا کفار دین اور کجا مالات آوے دونون مین بہت فرق ہی کہ معنی ثانی
متناول ہین غنائم کو نہ معنی اول سے مجتہد کو در لزوم و تعدیہ فرق نکرد اجتماد شش با
تعدی لازم آمد بیگمان اور یہ جو بحار الانوار مین ہی کہ من غیر حرب و جہاد او سکے معنی وہی
ہین جو ہمنے اوپر لکھے ہین یہان مجتہد عصر نے یہ الفاظ بحار الانوار کے (واصلہ الرجوع)
نقل کیے مگر ترجمہ اوسکا چھوڑ گئے کہ یہ الفاظ تقریر آیندہ مجتہد کو جڑ پیڑ سے ہلا کر خاک کے برابر کیے
دیتے ہین **قال** البتہ کبھی کبھی مجازاً غنیمت کے مال پر بھی فی کا اطلاق ہو جاتا ہی مگر جبکہ اصلی
معنی بالکل صحیح اور درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی معنی کے اختیار کرنیکے کوئی وجہ
نہین ہی انتہی **اقول** اس تقریر سے مجتہد عصر کے بہت صاف ظاہر ہوا کہ جناب مجتہد صاحب ابتک بھی
بحث حقیقت و مجاز کے کوچہ سے محض ناواقف ہین سو ہم اونکو آگاہ کرتے ہین کہ لفظ فی
کلام عرب مین بمعنی رجوع اور خراج و غنیمت اور سایۂ آفتاب اور اور چند معنی کے آیا ہی کلام سے
صاحب مجمع بحار اور بعض اور علما کے معلوم ہوتا ہی کہ اونکے نزدیک یہ لفظ از قسم الفاظ مشترکہ
نہین بلکہ حقیقۃً بمعنی رجوع ہی اور دیگر معانی مین منقول ہی اور یہی مطلب ہی اس کلمہ صاحب بحار الانوار کا
کہ اصلہ الرجوع یعنی اصل مین یہ کلمہ موضوع ہی واسطے مفہوم رجوع کے اور دیگر معانی مین منقول ہی
مگر مجتہد صاحب اوسکو بسبب ناواقفی علوم عربیہ کے کچھ بھی نہین سمجھے اور اگر سمجھے تو خدا جانے کیا غلط
سمجھے اور جب خود عبارت مستندۂ مجتہد صاحب سے ظاہر ہی کہ اصلی معنی فی کے رجوع ہین
تو یہ فرمانا اونکا (کہ جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی
معنی اختیار کرنیکی کوئی وجہ نہین ہی) قابل تماشا ہی ظاہر ہی کہ اصلی معنی یعنی مفہوم رجوع اسجگہ
کسیطرح درست نہین ہو سکتا اور اگر کسی ہیر پھیر سے اوسکو ٹھہراوینگے بھی مجتہد صاحب محمول
کرینگے تو اس سے بہتر طریق پر بمراعات مناسبت حقیقت و مجاز کے ہم اوسکو غنیمت پر محمول
کر سکتے ہین اور اگر معنی اصلی سوا رجوع کے اور کچھ سمجھ رہے ہین تو یہ اونکی نافہمی ہی **قال**
علاوہ اسکے تمام آیت مین اون موجودہ عورتون کی نسبت احکام ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے

پاس موجود تھین اور ملکت اور افاء دونون ماضی کے صیغہ ہین پھر اون سے رقیت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہوسکتا ہی **اقول** ہم کب کہتے ہین کہ یہان صیغۂ ماضی نہین ہی اور ہم کب کہتے ہین کہ جو کنیزین کہ آیندہ اونکی ملکیت متوقع ہو اونسے حال مین مباشرت درست ہی ہم بھی یہی سمجھتے ہین کہ وہان مباشرت سے جو زمانۂ ماضی متقارن ہی اوسمین تحقیق ملکیت کا ضرور ہی اور دلیل ہماری بہت صاف ہی کہ آیۂ سورۂ معارج وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاۤءَ ذٰلِكَ فَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝ یہ آیت مکہ مین قبل از ہجرت نازل ہوئی اسلیے کہ سورۂ معارج کل مکیہ ہی اس آیت مین تصریح ہی اسکی کہ اباحت رفع حفظ فروج مقصور ہی اوپر ازواج اور مملوکات کے کہ سوا انکے جو کوئی محافظت نکریگا تو وہ بحکم اولئک ہم العادون اور بحکم قصر کلمۂ الّا گنہگار ہوگا پس اگر معنی ملکت ایمانہم کے یہ ہووین کہ جنکے مالک ہوچکے ہین روز نزول آیت تک تو جس قدر تسری اہل اسلام مین بعد اوسکے مدینے مین عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین باطلاع واجازت پیغمبر صلعم کے واقع ہوئی اور جو تسری کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی جسکے مصنف بھی معترف ہین بحکم قصر الّا اور اولئک ہم العادون کے ناجائز ہووے اور الزام ارتکاب زنا کا اکثر اصحاب کرام بلکہ خود پیغمبر علیہ الصلاۃ والسلام پر عائد ہووے واہ جناب مجتہد صاحب کیا خوب تائید اسلام کی کی کہ ایک مسئلۂ فرعیہ کے ضمن مین اصول اسلام کے ہی ڈھا دینے کی تدبیر فرمائی اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ **نظم**

عاقل ار د معرفت را در میان
بهتر از مهری که از جاهل رسد
همچو خادم دان مراعات خسان

جاهل ار د معرفت را بر زبان
دوستی با مردم دانا نکوست
بی کسی بهتر ز عشوهٔ ناکسان

گفت پیغمبر عداوت از خرد
دشمن دانا به از نادان دوست

الغرض بجز اون معانی کے جنکو ہمنے اوپر بیان کیا یعنی بجز اس امر کے کہ تحقق ملکیت کا زمانۂ ماضی متقارن زمانۂ مباشرت مین ہونا چاہیے اور کوئی معنی ملکت ایمانہم اور ما ملکت یمینک کی ہو ہی نہین سکتی نہ یہ کہ جیسا

مجتہد صاحب نے بالکل نہ سمجھا ہی اور نظائر اسکے کلام عرب خصوصاً کلام اللہ مین درباب احکام اوامر
و نواہی بہت ہین لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نکاح کرو اون سے جنسے نکاح
کر چکے ہین باپ تمہارے اگر یہ معنی ہون تو بعد نزول اس آیت کے جنسے آبا نے نکاح کیا بیٹون کو
اون سے نکاح کرنا بحکم نص حرام نہو بلکہ یہی معنی ہین کہ تمہارے نکاح سے پیشتر کے زمانہ مین جنسے
تمہارے آبا نے نکاح کیا ہو وَلَا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ الی قولہ تعالی اَوْ مَا
مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗ الایہ دیکھو یہان بھی صیغہ ماضی ہی کا ہی اور اسکے یہ معنی نہین ہین کہ مالک ہو چکے
تم بعد نزول اس آیت تک اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الآیہ اسکے یہ معنی
نہین ہین کہ مومنین وہی ہین جو ایمان لا چکے ہین اللہ اور اوسکے رسول پر بعد نزول اس آیت تک لَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ
اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نہین حرام جانتے ہین اوسکو جسکو حرام کر چکا ہی اللہ و رسول آیت تک حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ اسکے یہ معنی
نہین ہین کہ حکم ٹھہراوینگے تجکو اوس معاملہ مین کہ جسکا جھگڑا ہو چکا ہی درمیان انکے روز نزول آیت تک حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ
الدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوْذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيْحَةُ وَمَآ اَكَلَ السَّبُعُ
اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ الآیہ دیکھیے یہان کئے صیغہ ماضی کے ہین اور حکم زمانہ ماضی ہی پر مقصور نہین ہی بلکہ
حال و استقبال کو بھی شامل ہی كُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا الآیہ غنمتم کچھ زمانہ ماضی ہی کے ساتھ
مخصوص نہین وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ انفاق مرزوق ماضی ہی پر مقصور نہین اَنْفِقُوْا
مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ کا بھی یہی حال ہی علی ہذا القیاس بہت آیات بلکہ جملہ آیات احکام مین اس طرز پر
صیغہ ماضی کا واقع ہوا ہی ہمارے دعوے کی دلیل ہین اور آپکے گھڑے ہوے معنی کی تکذیب کرتے
ہین اور کلام معجز نظام اور بلغا و فصحا کے کلام مین بھی دستور ہی کہ جب حکم کسی وصف پر ہوتا ہی
اور وہ وصف متیقن الوقوع جمیع ازمنہ مین ہوتا ہی تو بنظر اوسکو بصیغہ ماضی تعبیر کیا جاتا ہی اور آپ بھی
معترف ہین کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے نہایت ٹھیک ٹھیک سچائی
اور درستی پر چلنے کا ہی اس بات کو یہان کیون نہین ملحوظ رکھتے پس یہ قول آپکا اس آیت سے
رقیت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہی بالبدیہہ باطل ہی اور جس طرح پر لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ

اور مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهُ اور اوراتیو ایچ آیندہ کے اوپر استدلال ہوسکتا ہے ایسا ہی اس آیت سے
بھی استدلال ہوسکتا ہے اب صرف یہ بات رہی کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً سے یہ آیات منسوخ
ہوگئے ہین یا نہین سو اسکی بحث عنقریب آویگی ان شاء اللہ تعالی **قال** آیت بیستم اللہ تعالے
سورہ احزاب مین فرماتا ہے کہ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُهُمْ ہمکو معلوم ہے جو کچھ مقرر کردیا ہمنے مسلمانون پر اونکی جورؤن کے باب مین اور اونکے باب
مین جنکے مالک اونکے ہاتھ ہوچکے ہین **اقول** یہ آیت نص ہے مقرر کردینے حق ازواج اور حق
مملوکات مین اور ظاہر ہے اس امر مین کہ ازواج غیر ماملکت ایمانہم کے ہین کیونکہ معطوف مغایر
غیر معطوف علیہ ہونا چاہیے اور ثبوت ملک یمین مین کیونکہ اگر ملک یمین معدوم ہوتے یا ممنوع
ہوتے تو اونکے حقوق شرعیہ بھی معدوم اور ممنوع ہوتے نہ یہ کہ خدا کی طرف سے حقوق اونکے
مسلمانون پر فرض کیے جاتے **قال** آیت چہاردہم خداتعالی نے فرمایا لَا يَحِلُّ لَكَ
النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا
مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ نہین حلال ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورؤن کے بدلے
اور جورؤین کرے اگرچہ اونکا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو مگر وہ جنکے مالک تیرے ہاتھ ہوچکے ہین
اقول یہ آیت حل ماملکت یمینک مین نص ہے اور ظاہر ہے ملکیت یمین مین **قال**
یہ آیت اور اسکے پہلے آیت جسمین تحدید ازواج ہے دونون کا مطلب واحد ہے **اقول** کیسی غلطی
فاحش ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجتہد عصر ایک حرف بھی قرآن کا نہین سمجھتے اور زبان عربی
سے کچھ بھی واقف نہین پہلی آیت یہ ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ
اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ
عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّاتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ خَالَاتِكَ اللَّاتِي هَاجَرْنَ
مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ
يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ یعنی ہمنے حلال کین تیرے لیے

بی بیاں تیری جنکے دیدیے ہین تونے مہر اور حلال کین ہمنے وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہی ہات تیرا اون
سے کہ خدانے بطور فی کے تجکو دین ہین اور حلال کین چچا کی بیٹیان اور پھپھیون کی بیٹیان اور بیٹیان
ماموں اور خالاؤنکی بیٹیان جنھون نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور حلال کی ہمنے وہ عورت جو مسلمان
ہو اگر بخشے اپنی تئین پیغمبر کو اگر ارادہ کرے پیغمبر اوسکو نکاح کرنے کا خاص کر واسطے تیرے سوائے اور
مسلمانون کے دیکھو اسمین جو بیبیان کہ نکاح مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود تھین وہ حلال تھین اور
اونکے سوا مملوکات بھی حلال تھین مملوکات مین قید نہین ہی کہ اوسوقت حضرت کی سریہ تھین
جس طرح پر ازواج مین قید تھی اور اونکے سوا چچا کی بیٹیان اور پھوپھی کی بیٹیان اور خالہ کی بیٹیان
اور ماموں کی بیٹیان جنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہو وہ بھی حلال تھین
اور اونکے سوا وہ عورت بھی حلال تھی جو بلا مہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنا
چاہی اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اوسکے ساتھ نکاح منظور ہو فقط اور اوس آیت مین
بجز عورات تسعہ موجودہ کے اور عورات حلال نہین اور تبدیل بھی حلال نہین یعنی ان مین سے
ایک کو طلاق دیکر بجائے اوسکے دوسری نکاح مین لاوین اور اس طرح پر نصاب تسعہ مین کچھ زیادتی
ہووے تو یہ بھی درست نہین کلمہ النساء عام ہی کلمہ بعد ظرف ہی مقطوع الاضافہ اسی سبب سے مبنی
علی الضم اور مضاف الیہ حسب قاعدہ اعراب کے محذوف ہی دلالت کرتی ہی اوسپر ضمیر مجرور متصل
جن کی کہ مرجع اسکا بجز نساء تسعہ موجودہ کے عام نساء یعنی منکوحات تسعہ موجودہ اور غیر منکوحات
ہو ہی نہین سکتا کیونکہ تبدیل غیر منکوحات کے با غیر منکوحات بے معنی محض ہی اور ہر چند کہ تبدیل
مستلزم نکاح عورت غیر موجودہ کا سوائے تسعہ موجودہ کے ہی کہ کلمہ لا یحل اوسکو بھی شامل ہی اور وہ
بظاہر جملہ ولا ان تبدل بہن من ازواج کا بسبب کافی ہونے لا یحل لک النساء کے کچھ فائدہ نہین معلوم
ہوتا لیکن اونے تامل سے واضح ہی کہ جملہ مذکورہ بیکار نہین اسلیے کہ جب تقدیر مضاف الیہ (التسع) ہی
تو معنی جملہ اولی کے یہ ہین کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد ان نو کے پس اس جملہ سے ظاہر ہوا کہ
نصاب ازواج جس طرح پر ہمارے حق مین چار ہین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے نو ہین

مگر بلحاظ عدد کے یہ احتمال قوی باقی رہا کہ جس طرح پر تمکو تبدیل ازواج اس قید کے سات کہ عورت
موجودہ چار سے زیادہ نہو جاوین جائز ہی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی تبدیل ازواج اس قید کے
ساتھہ کہ نو سے زیادہ نہو جاوین جائز ہو اس احتمال کے قطع کرنیکے واسطے جملۂ ولا ان تبدل
بہن من ازواج لایا گیا پس ظاہر ہوا کہ جملۂ مذکورہ حشو وزائد نہین بلکہ مفید معنی جدید ہی کہ جملۂ
اولی سے حاصل نتھے اور چونکہ بجز تقدیر تسع اور سب تقدیرون پر جملۂ ثانیہ حشو وزائد ہوا جاتا ہی اور
کلام معجز نظام اس قسم کے حشو واطناب سے محفوظ ہی بلکہ علمائے معانی وبیان کے نزدیک یہ مسئلہ مسلمہ ہی
کہ اَلتَّاسِیْسُ اَوْلٰی مِنَ التَّاکِیْدِ یعنی افادہ معنی جدید کا بہتر ہی تاکید سے اور جب کوئی لفظ
محتمل تاکید اور تاسیس یعنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہی تو وہ سکو وہی محمول اوپر تاسیس ہی کے کرتے ہین پس
بلحاظ بلاغت قرآن یہ بات واجب ہوئی کہ بجز لفظ التسع کے مضاف الیہ ظرف کا اور کچھہ مقدر نکیا جاوے
غرضکہ جب دونون قرینہ قوی اسپر دلالت کرتے ہین کہ مضاف الیہ ظرف کا کلمہ (التسع) ہی اور ما ملکت
استثنا ہی نسا سے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ نہین حلال تجکو عورتین بعد ان
نو کے اور نہ یہ کہ بدلے تو ان نو سے اور ازواج کو اگرچہ پسند آیا ہو تجکو انکا حسن مگر حلال ہین
وہ جنکا مالک ہوا ہی ہاتھہ تیرا پس نسا تسعۂ موجودہ تو بسبب قید من بعد کے حکم لا یحل سے محفوظ
رہین اور حکم عدم تبدیل مخصوص ہوا ازواج تسعۂ موجودہ کے ساتھہ اور کنیزین بسبب استثنا کے
حکم لا یحل سے اور بسبب خصوصیت ازواج کے حکم ولا ان تبدل سے باہر رہین جب یہ امور متحقق ہو
تو اب ہم کہتے ہین کہ آیت اولے یعنی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ الایہ مین نسا موجودہ
اور مملوکات یمین اور سوا اونکے اور عورات بھی جنکا بیان آیۂ مذکورہ مین ہی سب حلال تھین اور
آیۂ ثانیہ مین بجز نسا موجودہ کے اور مملوکات یمین کے باقی سب حرام ہوگئین آیت اولے مین وہ باقی
تحت اَحْلَلْنَا لَکَ داخل تھین اس آیت مین تحت لا یحل لک مین داخل ہوئین کمال تعجب ہی
کہ مجتہد عصر نفی واثبات یعنی احللنا اور لا یحل کو مضمون واحد تصور فرماتے ہین حالانکہ مضامین
دونون آیتون مین تو بہ نسبت چند صنف کے ایجاب وسلب کا فرق ہی قال اس آیت کے

ابد امین مطلقاً عورتون کے حلال ہونے سے منع فرمایا تھا **اقول** بیشک کلمہ النسا عام ہی اسلیے کہ جمع معرّف باللام ہی مگر استنا اوربھی آپ کو لکھنا لازم تھا کہ قید من بعد سے منکوحات موجودہ حکم منع مین نہین **قال** مگر الا ما ملکت کہنے سے وہ عورتین مستثنے ہوگئین جنکا بیان پہلی آیت مین ہوا اسلیئے کہ ما ملکت یمینک اوس ملکیت کو بھی شامل ہی جو بسبب نکاح مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ کے حاصل ہوئی ہو **اقول** اول تو یہ بات غلط محض ہی کہ ملک یمین ملک نکاح کو بھی شامل ہی بلکہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ دونون باہم متباین ہین ثانیاً آیت سابقہ مین نکاح ساتھ بنات اعمام اور بنات خالات اور اخوال اور دیگر چند صنف کے جائز تھا وہ ما ملکت کہنے سے کسطرح پر مستثنی ہوگئین اوپر تو کلمہ ما ملکت کسی طرح پر صادق نہین آتا کہ وے مملوکہ تھین نہ فی الحال نکاح مین پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھین پھر وہ کس طرح پر مستثنے ہوگئین **قال** پس آیت کے معنی یہ ہوے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ **اقول** لا ردّ اللّٰه عليك ضالتك كيف تلوي لسانك بكلمات تزيدها على كتاب الله لتحسب الناس من الكتاب وما هي من الكتاب وتقول على الله ما لم ينزل به سلطانا وتبدل من تلقاء نفسك ما لم يستطع الرسول صلعم ان يبدله كما قال تعالى قُلْ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَاۗءِ نَفْسِيْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ **قال** معنی یہ ہے کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورووں کے بدلے اور جورو ین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو مگر تیری وہ جوروین جنکا مہر تو دے چکا ہی اور جو تیرے ہاتھ ملک ہو چکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہی **اقول** مجتہد عصر نے مضاف الیہ کی تقدیر ضمیر غائب کی جسکا ترجمہ ہی لفظ (اسکی) یعنی بعده یا بعدہا مگر پھر بھی مبہم ہی ہمارا معلوم نہوا کہ مرجع ضمیر کا کیا ہی آیا نساء تسع ہین یا اور کچھ اگر اور کچھ ہی تو اوس تقدیر کی دلیل کیا ہی اور

الزام حشو اور بیکار ہونے جملۂ ثانیہ کا جسکی بحث صفحہ اوپر لکھی ہے کیا جواب ہے اور ضمیر غائب جن کا
مرجع لفظاً یا تقدیراً کہان غائب ہو گیا اور جن کی ضمیر متصل کا مرجع جو مجتہد صاحب جورو ہین ٹھہراتے ہین
چونکہ تذکرہ جوروون کا اوپر نہ لفظاً ہے نہ تقدیراً یہ اضمار کس طرح صحیح ہوا پھر یہ کلمات کہ
(تیری وہ جورو ہین جنکا مہر تو دے چکا ہے) آپنے کہان سے بڑھائے آپ کو کچھ بھی خدا کا خوف آیا
جو آپنے ارادہ اصلاح کلام پاک کا کیا یہان تو کوئی موقع تقدیر کا بھی نہین ہے جو ہم یہ سمجھین کہ
اوس مقدر کو آپ لفظون مین لائے ہین يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ
يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ پھر یہ جو آپنے
لکھا کہ اور جو تیرے ہاتھون کی الخ یہ اور کس لفظ کے معنی ہین آیت مین تو یہان حرف واو
نہین یہ بھی آپنے دل سے گھڑا پھر عربی مین لفظ او جسکے معنی یا ہین گھٹاتے ہو اردو مین لفظ
او اور جو ترجمہ حرف واو کا ہے نہ او کا لکھتے ہو اور یہ تمہید مین ازواج کو داخل ماملکت یمینک قرار
دیتے ہو تفریع عربی مین ماملکت یمینک کو قسیم ازواج ٹھہراتے ہو تفریع اردو مین بھی اوسکو
ازواج پر معطوف کرتے ہو کہ جس سے تغایر ان دونون کے درمیان مین ظاہر ہوتا ہے عجیب
کشمکش مین پڑے ہوئے ہو چاند کو خاک اوڑا کر چھپانا چاہتے ہو يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا
نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ یہ الفاظ ذکر جنکا تو مہر دے چکا ہے اور جنکو
اللہ نے تجھے دیا ہے آیت مین کہان ہین اس آیت کے کلمات اوس آیت مین اور اوس آیت کے
کلمات اس آیت مین ملا کر مانند اہل کتاب کے قرآن کی تحریف کے مجتہد نئے ہو یاد فرمائیے وعید
قرآنی كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا
يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُم بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ
وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِندِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ
الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ بیشک اونمین ایک فریق ہے کہ کتاب خدا کے ساتھ اپنی زبان کو پیچ
دیتے ہین تاکہ تم سمجھو اونکے پیچ کو کتاب سے حالانکہ وہ نہین ہے کتاب خدا سے اور کہتے ہین کہ وہ خدا کی

طرف سے ہی حالانکہ نہین ہی وہ خدا کی طرف سے اور بولتے ہین خدا پر جھوٹ حالانکہ خود بھی جانتے ہین پھر آپنے بہ تشدید معنی نفی کے یہ گھڑے تھے کہ تحفہ آنے کو عرب کی زبان مین نفی کہتے ہین اور ستمگاری کو انکار کے معنی مین کیون بھول گئے بلا لحاظ مفہوم تحفہ بھیجنے کے مطلقاً نفی خدا پر اکتفا کرنا آپکی مراد کے خلاف ہی **قال** آیت پانزدہم وَلَا نِسَآءِھِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُھُنَّ [illegible] اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ عورتون کو اپنی عورتون کے اور جنکے مالک انکے ہاتھ ہوچکے ہین سامنے آنا گناہ نہین **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت نہین ہین اس آیت اور آیۂ ہشتم اور نہم مین ہم یہ استفسار کرتے ہین کہ مثلاً کسی بادشاہ مانند مقوقس نے بطور تحفہ کوئی چھوکری یا غلام کسی امیر مومنین کو دیا یا بموجب اوس رسم عرب کے کہ جنکے مطابق پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار بقول آپکے غلام و کنیزون کے مالک ہوچکے تھے اس عرصہ مین کوئی شخص مالک ہوا تو اوسکے باب مین آپ کیا فتوی دیتے ہین اگر آپ یہ فتوی دینگے کہ وہ مالک اوسکا نہین اور وہ تحفہ او غلام و کنیز مملوک نہین اور اور احکام مملوکون کے جو قرآن مین ہین وہ بھی اونپر جاری نہونگے تو ہم کہینگے کہ جو طریقہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے برابر جاری تھا اوسکا بند کرنا آپکے اختیار مین نہین جب کہ خدا فرماتا ہی کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تو آپکا اجتہاد جو برخلاف اوسکے ہی ہرگز مقبول نہین ہوسکتا بلکہ بسبب مخالفت کتاب اللہ تعالی و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسا مجتہد ہرگز معذور نہین ہی اگر آپ یہ کہین کہ ہمارا اجتہاد خلاف کتاب اللہ کے نہین اسلیے کہ آیات مذکورہ مین الفاظ ماضی کے واقع ہین اس سبب سے وہ احکام شرعیہ جو متفرع ملکیت پر ہین مخصوص ساتھ ملکیت زمانۂ ماضی کے ہین تو ہم کہینگے کہ یہ جواب آپکا بچند وجہ غلط ہی اول یہ ہی کہ تفریع احکام کا ملکیت ماضیہ پر مستلزم خصوصیت کا ساتھ ملکیت زمان ماضیہ کی نہین اگر کوئی دلیل خصوصیت کی ہو تو بیان کرو ثانیاً ہمنے مانا کہ تفریع احکام کا مخصوص ساتھ ملکیت زمانۂ ماضی کے ہی مگر نفس ملکیت

یمین کی خصوصیت کی کیا دلیل ہی ثانیاً اگر زمانۂ ماضی آپکے نزدیک کونسا زمانہ ہی آیا وہ زمانہ
جو پیشتر نزول آیات مذکورہ سے ہی یا وہ زمانہ جو پیشتر تفریع احکام سے ہی مثلاً آیۂ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ
حَافِظُوْنَ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ مین جو لفظ ملکت بصیغۂ
ماضی واقع ہوا ہے کونسا زمانۂ ماضی مراد ہی آیا وہ زمانہ جو پیشتر نزول آیت سے ہی مراد ہی یا وہ زمانۂ
ماضی مراد ہی جو پیشتر از عدم حفظ فروج ہی یعنی تحقق ملکیت یمین کا قبل از نزول آیہ شرط ہی یا تحقق
ملکیت یمین کا قبل از مباشرت شرط ہی شق اول باطل محض ہی کیونکہ آیۂ مذکورہ مکیہ ہی اور ظاہر ہی
کہ مضمون قرآن کا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہین سمجھ سکتا پس ہرگاہ خود پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصوص مین بعد از ہجرت سبایا بنی نضیر اور خیبر اور اوطاس وغیرہ مین
حدوث ملکیت کا متحقق ہوا اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ قبطیہ کو بعد تملک بذریعۂ
قبول ہدیۂ مقوقس سنہ ہجری مین سریہ بنایا تو ظاہر ہوا کہ شق اول ہرگز ہرگز مراد نہین
بلکہ شق ثانی ہی متحقق اور متعین ہے اور اگرچہ آیۂ مذکورہ فی نفسہ دونون شقون کو محتمل تھی مگر بسبب
لحوق بیان فعل خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور فعل اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے بحضور و اجازت پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شق ثانی مین منحصر ہو گئی کہ کسی
تاویل و تخصیص کی اسمین گنجائش نہی اور کچھ خصوصیت ساتھ زمانۂ ماضی کے باقی نہی
اور سب توجیہات آپکی محض بے اصل و باطل ہو گئین اگر آپ یہ کہین کہ مراد ہماری زمانہ ماضی
سے وہ زمانہ ہی جو قبل از نزول آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کے ہی تو ہم کہینگے کہ آپکا قول
یہ ہی کہ آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً سنہ ۲ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور ان آیات مین سے
اکثر آیات قبل از سنہ ۲ ہجری بلکہ بعض آیات قبل از ہجرت مکہ معظمہ مین نازل ہوئی ہین پس
وہ آیات نظماً و کلماً کسی طرح پر سنہ ۲ ہجری پر بھی دلالت نہین کرتین چہ جائیکہ اوسکی
قبلیت یا بعدیت پر دلالت کرین اگر آپ یہ کہین کہ آیات مذکورہ آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا
فِدَاءً سے منسوخ ہو گئی ہین تو ہم کہینگے کہ یہ قول آپ کا باطل ہی بچند وجہ اول تو یہ کہ ادعا ے

ناسخ ہونے آیۂ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً کا محض بے دلیل صرف تحکم اور قول زبانی بلکہ باطل محض ہے چنانچہ
بحث اسکی عنقریب آویگی انشاء اللہ تعالے دوسرے یہ کہ بفرض محال اگر آیۂ مذکورہ کو ناسخ سمجھا جاوے
تو صرف اس امر کی ناسخ ہو سکتی ہے کہ مقاتلین مثخنین کو رقیق کیا جاوے یا اونکو قتل کیا جاوے اور ہمارا
استفتا اوس سے متعلق نہیں بلکہ استفتا نسبت اون مملوکون کے ہے جو بطور ہدیہ کے مملوک ہون یا
جنکی غلامی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول آپکے موجب رسم عرب کے جائز رکھی تھی یہ جواز جو بموجب
حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اسکا حرام کرنے والا کون ہے آیا کوئی قول پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا ہے یا کوئی آیت قرآن کی ہے یا کوئی پیغمبر بعد نبی جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
آپکے زعم میں پیدا ہوا یا آپ ایسے رئیس المجتہدین اپنے زعم مین ہین کہ جسکو نسخ احکام رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نسخ احکام قرآن کا منصب حاصل ہے یاد کیجیے امر عجیب کو مَا کَانَ
لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ
اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ تحقیق مذکورہ بالا سے بخوبی ثابت
ہو گیا کہ کلمہ ما ملکت ایمانکم یا ملکت ایمانہم یا ملکت یمینک جہان قرآن مین آیا ہے مفسر ہے درباب
حدوث وثبوت ملکیت کے زمانہ ماضی و استقبال مین اور اوسمین کسی تاویل و تخصیص کی گنجایش
نہین ہے ان محتمل نسخ ہے اور ناسخ اوسکا کوئی پایا نہین گیا پس بعد انقطاع وحی کے وہ آیات محکم
ہو گئین درباب تناول زمان ماضی و استقبال کے پس قول مصنف کا کہ آیات مذکورہ مین کوئی
لفظ نہین کہ رقیت مستقبلہ پر دلالت کرے محض بیجا اور سراسر مخالف آیات محکمات کے ہے
اور ہرگز ہرگز لائق نفاذ و جواز کے نہین اور معتقد اوسکا ہرگز معذور نہین واللہ الموفق الی
الصواب والیہ المرجع والمآب یہان تک بحث تھی کلمہ ما ملکت مین آگے اس سے جناب مجتہد عصر
نے ایک قاعدہ کلیہ اپنے دل سے گھڑ کر پیش کیا ہے اگرچہ ایسی واہیات بناوٹ بے اصل پر ہمکو توجہ
ضرور نہ تھی مگر ہمکو منظور ہے کہ فساد اجتہاد مجتہد عصر کا اور انکے مقلدون کو عیانًا دکھلا دین تاکہ وے
دھوکے مین نرہین اور خوب سمجھ لین کہ تمہید قواعد شرعیہ ہر کسیکا کام نہین قطعه

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند ॥ نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند
نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست ॥ کلاہ داری و آئین سروری داند

یہ کام اونھین علمائے کرام وارث انبیاءِ عظام کا ہی جنھون نے حب جاہ اور ہوائے نفسانی کو خاک مین ملا کر محض حسبۃً للہ سعی بلیغ فرمائی ہی اور عبادت و ریاضت و اتباع سنت مین مشغول رہی ہین اور اونکی سعی خدا تعالی کے نزدیک مشکور ہو کر علم تشریعی جو میراث انبیا ہی اونکو عنایت ہوا ہی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ❖ رباعی ❖

سر رشتۂ عشق بوالہوس را ندہند ॥ سوز دل پروانہ مگس را ندہند
عمرے باید کہ یار آید بکنار ॥ این دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

مثنوی

ارجمی بر پای ہر قلاش نیست ॥ از کردہ ہمہ کار ہر اوباش نیست
پیل باید تا بخسپد او ستان ॥ خواب بیند خطۂ ہندوستان
خر نہ بیند ہیچ ہندستان بخواب ॥ خر ز ہندستان نکردست اغتراب

قال یہ بات صحیح ہی کہ قرآن مجید مین بہت سے افعال صیغۂ ماضی سے بیان ہوئے ہین حالانکہ جو احکام اونکے نسبت ہین وہ زمانہ مستقبلہ کو بھی شامل ہین مگر افعال انسانی دو قسم کے ہین ایک وہ کہ جنکا تحقق وقوع کے ساتھ ہین مثلاً قتل کہ جب وہ واقع ہوگا اوسکا تحقق بھی ہوگا پس ایسے افعال جو صیغۂ ماضی سے بیان ہون اونکے احکام مستقبل کو بھی شامل ہین کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہی مگر دوسری قسم کے افعال یعنی وہ جنکا تحقق حکمی ہی تو اونکا تحقق بغیر موجود ہونے حکم کے نہین ہوتا رقیت ایک حکمی شی ہی تو جب تک حکم رقیت موجود نہو تحقق رقیت کسی فعل انسانی سے نہین ہو سکتا اور حکم رقیت قرآن مجید مین موجود نہین ہی پس جو الفاظ متضمن معنی رقیت بصیغۂ ماضی بیان ہوئے ہین وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہو سکتی **اقول** **قولہ** افعال انسانی الی قولہ تحقق بھی واقع ہوگا قابل تماشا ہی تحقق اور وقوع مین کیا فرق ہی دونون معاً ہوتے ہین مثلاً جب وقوع فعل ہوگا تحقق بھی اوسکے ساتھ ہی ہوگا جب قتل واقع ہوا تو ہر آئینہ متحقق ہو گیا ایسی ہی جب تلک وقوع مین آئی تو تحقق بھی اوسکا ہو گیا پس کوئی فعل ایسا نہین کہ جسکا تحقق وقوع سے پہلے

مفارقت کرے اگر آپ یہ کہین کہ مراد ہماری وقوع سے نفس وقوع ہی خواہ شرعاً ہو یا نہو اور
تحقق سے مراد یہ ہی کہ شارع نے بھی اوسپر یہ حکم کیا ہو کہ حقیقت مین یہ فعل تحقق ہوا مثلاً قتل
کہ ہر چند خلاف شرع ناحق کوئی کسیکو مار ڈالے تو شارع بھی اوسپر حکم کرتا ہی کہ حقیقت مین
قتل متحقق ہوا بر خلاف رقیت کے کہ اگر کوئی مسلم حر کو اپنا غلام بالجبر بنالے تو شارع یہ حکم
نہین کرتا کہ غلام ہو گیا اور اوسکا تحقق ہو گیا تو ہم یہ کہینگے کہ حال نکاح کا بھی ایسا ہی ہی اگر کوئی
شخص اپنے باپ کی منکوحہ سے نکاح کرے تو گو کہ وہ نکاح شرعاً متحقق نہوا مگر وقوع مین تو بیشک آیا
پھر بھی آیت تحریم مین اوسکو بلفظ ماضی تعبیر کیا گیا ہی حالانکہ وہ صیغہ زمانہ مستقبل کے واسطے
بھی حاوی ہی کما قال تعالی لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ پس کلیہ آپکا غلط ہو گیا اسی طرح
ملک یمین کہ آپکے نزدیک شرعاً ناجائز اور اصول کبائر ہی اوسکی نسبت آیت وَالَّذِينَ
هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُومِينَ مین صیغہ ماضی ہی حالانکہ حکم اوسکا زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہی کیونکہ اگر
زمانہ مستقبل کو شامل نہو تو سریہ بنانا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ماریہ قبطیہ کو اور
سریہ بنانا اور اصحاب کا سبایا خیبر واوطاس وغیرہا کو حکم استثنا سے خارج ہو جاوے
اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی داخل وعید وَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ ہو جاوین العیاذ باللہ تعالی ذَٰلِكَ ظَنُّ الَّذِينَ كَفَرُوا **قولہ**
کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہی انتہی جناب یہ تو کچھ دلیل اسکی نہین ہوئی
کہ اس قسم کے افعال فعل ماضی مستقبل کو بھی شامل ہو وین منحصر ہونا تحقق کا وقوع پر یہ مستلزم
اسکا نہین کہ فعل ماضی اون افعال کا استقبال کو بھی شامل ہوے اور چونکہ بلا زمہ متحقق نہین
پس یہ بناوٹ بے دلیل آپکی کسی صاحب عقل کے نزدیک تسلیم کے لائق نہین ہی **قولہ**
دوسری قسم کے افعال الی قولہ وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہو سکتی انتہی کیون نہین
ہو سکتی اسپر کیا دلیل ہی بلکہ ہم یہ کہتے ہین کہ یہ قول غلط محض ہی چنانچہ بیان اوسکا اسی جگہ

نسبت کو تنکحوا ما نکح آباؤکم اور الذین ہم لفروجہم حافظون ہ الا علی ازواجہم
او ما ملکت ایمانہم میں ہوچکا ہے قولہ حکم رقیت قرآن مجید میں صریح نہیں انتہی
یہ بھی غلط ہے ہم اوپر ذیل میں ہر ایک آیت کے بیان کرتے گئے ہیں کہ یہ آیت ظاہر ہے ثبوت ملکیت
میں اور یہ نص ہے اسپر مفسرین پس باینہمہ یہ قول مجتہد عصر کا دیدہ و دانستہ حق بات سے چشم پوشی
ہے یا جہالت محض ہے کہ ساری زلیخا پڑھ گئے اور یہ بھی نہ جانا کہ زلیخا مرد تھا یا عورت تھی شعر
چون نزار دجہان توقند لیلا   بہ بیخش کردہ او لیلا   اب ہم علاحدہ آیات مذکورہ کے چند
آیات قرآن مجید لکھتے ہیں جو اثبات رقیت میں نص ہیں بقول مفسرین قال تعالی واعلموا انما
غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین
وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ جانو اس بات کو کہ جو کچھ غنیمت کرو کوئی شے تو
تحقیق واسطے اللہ کے ہے پانچوان حصہ اوسکا اور واسطے رسول کے اور واسطے قرابت والے کے اور
یتیموں اور مسکینوں اور مسافر کے اگر تم یقین لائے ہو اللہ پر دیکھیے یہ آیت مفسر ہے اس باب میں
کہ جو کچھ غنیمت میں آئے کوئی چیز کیوں نہو تو وہ مملوک ہے اگر کلمہ من شیء نہوتا تو بسبب تعمیم کلمہ ما کے
نص تھی اور چونکہ کلمہ من شیء سے احتمال تخصیص کسی شے کا ساقط ہو گیا تو اب یہ آیت مفسر ہو گئی
اس باب میں کہ غنیمت کے کوئی شے کیوں نہو از قسم حیوان ہو یا انسان یا دیگر اشیا اور اسکا
ایک ہی حکم ہے اب اسمیں کوئی احتمال تاویل و تخصیص کا باقی نہ رہا مگر احتمال نسخ باقی تھا کہ بسبب
اسکے کہ زمان نزول وحی میں کوئی آیت یا حدیث ناسخ اوسکی اتر سکتی تھی اب یہ آیت محکم ہو گئی دوسری آیت
واثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما
وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونہا فعجل لکم ہذہ اور عنایت کی اونکو
فتح قریب اور بہت غنیمتیں کہ لینگے وہ اونکو اور ہے اللہ غالب حکمت والا وعدہ کیا ہے اللہ تعالی
نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا کہ لوگے تم اونکو شتابی کی تمہارے واسطے اس غنیمت کی آیتیں
درباب غنیمت خیبر نازل ہوئی ہیں اور چونکہ لفظ مغانم جمع ہے کہ الفاظ عموم میں سے ہے اس سبب سے

نص ہو درباب غنیمت سبایا و حیوان وغیرہا کے اور چونکہ غنیمت خیبر کی موعود وعدہ اثابہم فتحا قریبا کی
آہمین سبایا بھی تھیں چنانچہ صحیح بخاری مین انس سے منقول ہو قال صلی النبی صلعم الصبح قریبا
من خیبر بغلس ثم قال اللہ اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ
وکان فی السبی صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل
عتقہا صداقہا اور دوسری روایت بخاری مین ہو سبی النبی صلعم صفیۃ فاعتقہا
وتزوجہا فقال ثابت لانس ما اصدقہا قال اصدقہا نفسہا فاعتقہا سنن

ابوداود مین روایت ہو کہ کان النبی صلعم سہم یدعی الصفی ان شاء عبدا وان شاء
امۃ وان شاء فرسا یختارہ قبل الخمس پس بسبب لحوق بیان فعلی کے کلمہ غنیمت واسطے
شمول سبایا کے مفسر ہوگیا کہ احتمال تاویل تخصیص اوسمین اب کچھ باقی نرہا تیسرے آیت
مَآ اَفَاۤءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَہْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی
وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ جو غنیمت کہ بطور فی کے دی اللہ نے اپنے رسول کو اہل قری سے
پس وہ واسطے خدا کے اور رسول کے اور قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کے ہو
فقط اور فی سے یہان وہ غنیمت ہو کہ کفار رعب اسلام سے بغیر نوبت قتال کے بھاگ جاوین
اور بلا منازعت شدید وہ غنیمت ہاتھ آجاوے دیکھو لفظ فی خود باقرار مجتہد صاحب سبایا کو وحیوان کو
بھی متناول ہو مشکوۃ مین حدیث ابن ماجہ سے نقل کی ہو عن ابی بکر الصدیق
قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ قالوا یا رسول اللہ صلعم الیس
اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموہم ککرامۃ
اولادکم واطعموہم مما تاکلون الحدیث دیکھو نص صریح ہو اس باب مین کہ نسبت اور
امتون کے اس امت مین لونڈی غلام زیادہ ہونگے اور یہ امر بطور انعام کے بیان فرمایا ہو اور وجہ
اسکی یہ ہو کہ جہاد اس امت مین بہ نسبت اور امتون کے زیادہ ہوگا اور مملکت کسری وقیصر

اور رانگان ہند وغیرہم کے بقہر وجبا وہات آویگی اور سبایا بہت آوینگے چنانچہ مغیرہ صحابی
بوقت مقابلہ بادشاہ فارس کے سپہ سالار سے کہتے ہین کہ اخبرنا نبینا صلعم عن رسالۃ
ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنۃ وفی نعیم لم یر مثلہا قط ومن بقی منا ملک رقابکم
خبر دی ہی ہمکو ہمارے پیغمبر نے بطور پیغام کے ہمارے رب کی طرف سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین تو جاویگا
بہشت مین اور ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند دیکھی ہی نہین گئی اور جو بچ رہیگا ہم مین سے
وہ مالک ہوگا تمہاری گردنون کا آور احادیث صحیحہ اس باب مین بہت ہین چند حدیث کا بیان
عنقریب آویگا اور چند بیان لکھے جاتے ہین صحیح بخاری مین جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے قال
قال رسول اللہ احلت لی الغنائم دوسری روایت مین ابی ہریرہ سے ہی قال قال رسول اللہ
صلعم احل اللہ لنا الغنائم عن ابی ذر قال قال رسول اللہ اخوانکم جعلہم اللہ تحت
ایدیکم الحدیث دیکھو ان احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہی کہ خدا تعالی نے ہمارے واسطے
غنائم کہ جنمین سبایا بھی داخل ہین حلال فرمائین ہمارے بھائیون یعنی بنی آدم کو ہمارے ہاتھونکے
نیچے یعنی مملوک بنا کر دیا اور اوپر ہم حدیث واقعہ بنی النضیر کی نقل کر چکے ہین کہ جسمین سعد بن
معاذ نے حکم قتل کرنے لڑنے والون کا اور لونڈی غلام بنانے ذریت کا دیا اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا کہ لقد حکمت بحکم اللہ یعنی تو نے ای سعد حکم کیا ساتھ حکم خدا کے پس مین
حیران ہون کہ مجتہد عصر کو کیا ہوا ہی کہ ایسی ایسی نصوص صریحات سے روگردانی فرماتے ہین
وامرہ الی اللہ **قال** لفظ رقیت یہ لفظ چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہی چنانچہ اون آیتونکو جنمین یہ
لفظ ہی ہم اسجگہ لکھتے ہین تا معلوم ہو کہ ان آیتون مین کسی طرح حکم رقیت مستقلہ مستنبط نہین ہوتا
اقول ہم بھی ہر ایک آیت کے ذیل مین تغلیط مجتہد عصر کی کرینگے اور رد وام رقیت کو ثابت
کرینگے **قال** آیت اول سورہ نسا مین فرماتا ہی وَمَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَأً وَمَنْ
قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ وَّدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰی اَھْلِہٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ کَانَ مِنْ
قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّکُمْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَۃٍ مُّؤْمِنَۃٍ وَاِنْ کَانَ مِنْ قَوْمٍ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَھُمْ مِّیْثَاقٌ فَدِیَۃٌ مُّسَلَّمَۃٌ اِلٰٓی اَھْلِہٖ

مُّؤْمِنَةٍ ۚ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ مسلمان کو نہین چاہیے کہ مسلمان کو مار ڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو اور جس شخص نے انجانی سے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو تو گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دین پھر اگر وہ تمہارے دشمن کی قوم مین سے تھا اور وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے مسلمان بردہ اور اگر ایسی قوم مین سے تھا جنمین تم سے اور اونسے عہد ہے تو خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ اور جسکو مسلمان بردہ نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے تا کہ اللہ اوسکو معاف کرے **اقول**

اس ترجمہ مین چند غلطی ہین اول (یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو) ترجمہ صحیح نہین ترجمہ صحیح صرف اس قدر ہے (مگر انجانی سے) دوسرے (گلو خلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور خون بہا دیوے اوسکے وارثون کو) یہ ترجمہ سراسر غلط ہے مجتہد عصر نے جملۂ اسمیہ کو جو ثبوت و دوام پر دلالت کرتا ہے ساتھ جملۂ فعلیہ کے بدل ڈالا ترجمہ صحیح یہ ہے (تو آزاد کرنا ہے ایک بردہ مومن کا اور خون بہا مفوض ہے اوسکے وارثونکو) تیسرا (اگر وہ تمہارے دشمن کی قوم مین سے تھا) غلط ہے کان یہان واسطے ثبوت کے ہے جس طرح کان اللہ علیما حکیما مین صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اگر وہ ہے اوس قوم مین سے جو تمہارے دشمن ہین) چوتھے (وہ مسلمان تھا) غلط ترجمہ ہے جملۂ اسمیہ حالیہ کو فعلیہ سے بدل ڈالا صحیح یہ ہے (اور وہ مسلمان ہے) مخفی نہ ہے کہ لفظ ہے جو ہمنے ترجمہ مین لکھا ہے اوس سے مراد مخصوص زمانۂ حال نہین بلکہ تعمیم سب ازمنہ کی مقصود ہے کان ثبوتیہ کا ترجمہ کے واسطے کوئی لفظ اردو مین موضوع نہین لہذا یہ لفظ ہے اوسکا ترجمہ کیا گیا پانچوین (اگر ایسی قوم مین سے تھا) یہان بھی کان ثبوتیہ ہے مخصوص زمانہ ماضی سے نہین اور چونکہ کلمۂ ان جو ماضی کو بھی مستقبل کر دیتا ہے کان پر داخل ہے ترجمہ اوسکا بلفظ تھا کسی طرح پر درست نہین چھٹے (خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ) یہان بھی جملۂ اسمیہ ہے اور ایسی ہی اس سے بیشتر بھی جملۂ اسمیہ ہے اور اوسکا

ترجمہ صحیح یہ ہی کہ خون بہا ہی بعوض اوسکے وارثون کو اور آزاد کرتا ہی ایک بردہ مسلمان کا تحریر رقبہ بحسب اقتضاء النص صاف اوپر ثبوت رقیت کے دلالت کرتا ہی کیونکہ بدون ثبوت رقیت کے تحقق تحریر متصور نہین اور چونکہ یہان جس قدر جملات ہین سب اوپر ثبوت اور دوام دال ہین تو بہ نسبت اس آیت کے یہ قول مجتہد عصر کا کہ اس آیت سے حکم رقیت مستقبلہ کا مستنبط نہین ہوتا محض غلط ہی آیت مین حکم ہی تحریر رقبہ کا اور یہ حکم باقتضاء النص مثبت رقیت ہی اور چونکہ تحریر رقبہ جملۂ اسمیہ ہی کہ دوام پر دلالت کرتا ہی اور یہ حکم بھی زمانۂ ماضی کے ساتھ مخصوص نہین ہی پس جو حال اوسکا زمانۂ ماضی کے ساتھ ہی وہی بہ نسبت دوام کے ہی غرضکہ اس آیت سے اقتضاء ثبوت رقیت کا بلا خصوصیت زمانۂ ماضی کے واضح ہی **قال** اللہ تعالی نے سورۂ مائدہ مین فرمایا لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِينَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ اللہ تعالی تمکو نہین پکڑتا تمھاری بیفائدہ قسمون پر مگر پکڑتا ہی اوس پر جو تمنے مضبوطی سے قسم کھائی تھی پھر اوسکا کفارہ دس محتاجون کو متوسط درجہ کا کھانا کھلانا جیسا کہ تم اپنے گھر والون کو کھلاتے ہو یا اونکو کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ آزاد کرنا ہی اور اگر نہ ملے تو تین دن روزے رکھنے ہین **اقول** بہت ہی غلط ترجمہ کیا بما عقدتم الایمان مین عقدتم صیغۂ ماضی ہی مگر مراد ماضی بہ نسبت زمان مواخذہ کے ہی جیسا کہ ہم اوپر اس قسم کے افعال مین ٹھہرا چکے ہین ماضی بہ نسبت وقت نزول آیت یا اور کسی وقت کے نہین جیسا کہ مجتہد عصر نے ملکت ایمانہم مین خیال نہیں کی ہی پس ترجمہ عقدتم کا اس طور پر (کہ مضبوطی سے قسم کھائی تھی) کہ جسکا خاص قسمون ماضیہ سے ہی تعلق ہو جاوے غلط محض ہی ترجمہ من لم یجد کا بہت ہی غلط لکھا ہی لم یجد فعل متعدی ہی وجد المطلوب یجدہ اور کہ قال تعالی لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا وفی الحدیث وان وجدناہ لبحر وقال ابو الطیب شعر بلد وجدت مکان القول ذا سعۃ فان

وجدت لسانًا قائلًا فقل مجتہد عصر نے بسبب عدم واقفیت کے لغات عرب سے اوسکا ترجمہ
بلفظ لازمی یعنی (نہ ملے) کیا ظاہر ہے کہ لم یجد اونکو بلا ذکر مفعول نظر آیا تو یہ سمجھے
کہ یہ فعل لازمی ہی یہ نہ سمجھے کہ بسبب دلالت ماسبق کے کچھ ضرورت نہ تھی مفعول کے بیان کی علاوہ
بران مقصود تعمیم تینون قسمون کفارہ کی ہی اور قرینہ اوسپر دلالت کرتا ہی اگر مفعول ضمیر ذکر کیجاتی
تو تعمیم مین بادی النظر مین اشتباہ ہوتا کہ شاید مرجع اوسکا وہ ہو جو لفظون مین قریب ہی اور اگر
اعادہ سب اقسام کا کیا جاتا تو اطناب مخل تھا لہذا بلاغت قرآن مقتضی اسکی ہوئی کہ مفعول
کو حذف کیا جاوے غرض کہ صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پس جو شخص کہ نہ پاوے (یعنی تینون قسمون کفارہ
کو) تو تین دن کے روزے ہین بیان دلالت اس آیت کا ثبوت و دوام رقیت پر مثل بیان
آیت اولی کے ہی **قال** آیت سوم وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ
لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا ذَٰلِكُمْ تُوعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
خَبِيرٌ ۝ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَّا فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا جو کوئی تم مین سے اپنی جورؤون مین سے کسیکو مان کہہ بیٹھے اور پھر جو
بات کہی تھی اوس سے پھر جانا چاہے تو آزاد کرے ایک بردہ اپنی جورو کو چھونے سے پہلے اس سے
تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہی جو تم کرتے ہو پھر جسکو نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اپنی جورو کے
چھونے سے پہلے اور جو نہ کر سکے تو ساٹھ محتاجون کو کھانا کھلاوے **اقول** یہ ترجمہ بھی بہت
غلط ہی اگر ہم اوسکی سب غلطیون کا بیان کرین تو بہت طول ہوتا ہی معنی ظہار مین غلطی کی
ہی معنی یعودون لما قالوا مین غلطی کی ہی اور اور کلمات کے ترجمہ مین بھی غلطی ہی مگر جس قدر
غلطیان کہ اس بحث سے متعلق ہین اونکا بیان کیا جاتا ہی اول آزاد کرے غلط ترجمہ ہی بیان
تحریر رقبہ جملہ اسمیہ جیسا پہلی آیات مین تھا مجتہد نے اوسکو فعلیہ کر دیا دوم لم یجد کا ترجمہ
نہ ملے غلط کیا جیسا پہلی آیت مین غلط کیا تھا بیان ثبوت رقیت کا اس آیت مین بھی مثل
آیات سابقہ کے ہی **قال** آیت چہارم فَكُّ رَقَبَةٍ **اقول** اس آیت کا بیان شروع کتاب مین

ہوچکا ہی ان سب آیات سے ثبوت غلامی کا شرعًا بلا قید زمان ماضی و حال و استقبال ثابت ہی کیونکہ
محل تحریر رقیق شرعی ہی اگر بموجب حکم شارع کے کوئی شخص رقیق نہو تو اوسکی آزادی کافی نہین ہی
مثلاً کسی شخص نے اپنے باپ یا اور ذی رحم محرم کو یا کسیکو بالجبر غلام بنا رکھا ہوا اور وہ ان کفارات
مین اوسکو آزاد کردے تو کفارہ ادا نہوگا پس ان آیات سے ظاہر ہوا فساد قول مجتہد عصر کا کہ یہ رقیق
موجود کو بموجب رسم جاہلیت کے غلام کنیز بنا رکھا تھا نے شرعی غلام تھے **قال** ان تمام احکام
مین جو غلام نہ ملنے کی حالت مین اور دوسری قسم کے کفارون کا ذکر آیا ہی اس سے رقیت مستقبلہ کے
معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہی **اقول** بشرطیکہ آپ سا مجتہد صاحب اجتہاد صائب و ذہن ثاقب
اشارہ فہم لغت دان ہو ورنہ نہین ہم آپکی اسی غلط فہمی کے سبب جہان کہین آپنے ترجمہ لم یجد کا
نہ ملے لکھا ہی آپکی تغلیط کرتے چلے آئے ہین اب سمجھیے کہ نہ پانا کسی شخص کا کسی چیز کو مستلزم معدوم
ہوجانے اوسکے وجود کا نہین ہوسکتا اگر یہان لفظ نہ ملنے کا ہوتا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہی تب بھی
کوئی صاحب فہم یہ اشارہ سوی آپ کے نہ سمجھتا کیونکہ یہان مطلق نہ ملنا نہین ہی بلکہ آپہی کے ترجمے کے
مطابق نہ ملنا مقید کسی فرد کے ساتھہ ہی اور ظاہر ہی کہ کسی ایک فرد یا کئی فردون کو نہ ملنا کسی چیز کا
مستلزم اسکا نہین کہ وہ چیز فی نفسہ معدوم ہوجاوے مثلاً دولت ایمان کسی شخص کو نہ ملے یا اوسنے
نہ پائی یا حج بیت اللہ کسیکو نہ ملا یا اوسنے اوسکو نہ پایا تو اس سے یہ لازم نہ آیا کہ دولت ایمان اور حج بیت اللہ
فی نفسہ معدوم ہی پس آپنے معنی لم یجد کی تبدیل مین کوشش بھی بہت کی مگر مدعا کچھہ حاصل نہوا
آپکے اس اشارہ پر نکتہ چند مین بھی لکھتا ہون کہ آیت اولی مین میسر نہونے رقبہ کا ذکر ہی اور آیت
ثانیہ مین میسر نہونے اطعام مساکین اور انکے لباس کا بھی ہی اور آیت ثالثہ مین ذکر میسر نہو سکنے
روزون کا بھی ہی پس مطابق آپکے اجتہاد سراپا فساد کے ان سب چیزون کے معدوم ہونے پر
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی اور جب سب اصناف کفارہ کے معدوم ہونے پر اشارہ نکل سکتا ہی
تو آپکے اجتہاد بے بنیاد کے مطابق لغو ہوجانے احکام الٰہی اور اینٹ کے لیے مسجد ڈھانے پر بھی
زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہی العیاذ باللہ تعالی دوسرا نکتہ سنیے مثلاً آپسا کوئی مجتہد دوسرا آکر

معارضہ کرکے یہ کہے کہ آیہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ مین جو بقول آپکے آزاد عورتون کے عدم استطاعت نکاح کے حالت مین کنیزکون کے نکاح کا ذکر آیا تو اس سے معدوم ہونے استطاعت نکاح زنان آزاد پر زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہے پس بموجب اوس نص کے نکاح ساتھہ کنیزکون کے ہی باقی رہا اور چونکہ نکاح وجود منکوحہ کو مستلزم ہے تو وجود کنیزکون کا زمانہ مستقبلہ مین بموجب اس اشارہ کے ثابت و متحقق ہوگیا فرمائیے کیا جواب دیجیے گا شعر شد غلامیکہ آب جو آرد * آب جو آمد و غلام ببرد * نکتہ سوم قرآن مین ہے فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا الآیہ یعنی اگر وضو کے لیے تم پانی نپاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی سے یا آپکے ترجمہ کے مطابق یہ کہا جاوے کہ اگر نہ [illegible] تیمم کرو پاک مٹی سے آپکے اجتہاد کے مطابق لازم آیا کہ چونکہ اس حکم مین پانی نہ ملنے کی حالت مین تیمم کا ذکر آیا ہے اس سے زمانہ مستقبلہ مین پانی کے معدوم ہونیکا اشارہ نکل سکتا ہے اشارے او نکتے تو اور بھی بہت ہین مگر فرصت کم ہے اور کتاب طویل ہوئی جاتی ہے والعاقل تکفیہ الاشارہ * اگر عاقلی یک اشارہ بس است **قال** الرقاب قرآن مین دو جگہہ بمعنی عبد آیا ہے مگر کوئی لفظ بھی اون آیتون کا جنمین یہ لفظ ہے رقیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا انتہی **اقول** اگر احکام اون آیتون کے مخصوص کسی زمانہ ماضی کے ساتھہ ہین تو بیشک فرمانا مجتہد عصر کا صحیح ہے لیکن اگر وہ احکام واسطے مستقبل کے بھی ہین تو آیات کی رقیت مستقبلہ پر دلالت کرنے مین کیا کلام ہے پس دیکھنا چاہیے کہ احکام آیات مذکورہ مخصوص ساتھہ زمانہ ماضی کے ہین یا زمانہ آیندہ کو بھی شامل ہین اگر شق اول ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا صحیح ہے اور اگر شق ثانی ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا خلاف نصوص و ظواہر قرآن کے غلط اور اجتہاد بمقابلہ قرآن ہے اور یہ لفظ حدیث مین بھی وارد ہے کہ مجتہد صاحب اوسکو چھوڑ گئے ہم اوسکو لکھتے ہین بخاری مین ضمن حدیث جنگ کسری مین منقول ہے جبیر بن حیہ کہتے ہین حتی اذا کنا بارض العدو خرج علینا عامل کسری فی اربعین الفا فقال المغیرۃ سل عما شئت قال ما انتم قال نحن اناس من العرب کنا فی شقاء شدید

وبلاء شديد نمص الجلد والنوى من الجوع ونلبس الوبر والشعر ونعبد الحجر والشجر فبينا نحن كذلك اذ ابعث رب السموات ورب الارض الينا نبيا من انفسنا نعرف اباه وامه فامرنا نبينا رسول ربنا ان نقاتلكم حتى تعبدوا الله وحده او تودوا الجزية واخبرنا نبينا صلعم عن رسالة ربنا انه من قتل منا صار الى الجنة في نعيم لم ير مثلها قط ومن بقي منا ملك رقابكم الحديث خلاصہ ترجمہ یہ ہی کہ مغیرہ نے کہتے ہین خبر دی ہی ہمکو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے رب کی رسالت سے کہ جو مارا جاویگا ہم مین سے جاوے گا بہشت مین ایسی عیش مین کہ جسکے مانند کبھی دیکھا ہی نہین گیا اور جو بچ رہیگا ہم مین سے مالک ہوویگا تمھارے رقاب کا یعنی فارس کے لوگ ہمارے غلام ہونگے جناب مجتہد صاحب یہان تو کسی تاویل وتحریف کی گنجایش ہی نہین رہی **قال** آیت اول سورۂ بقر مین الٰہی صاحب نے اون باتون کو جو آیۂ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ مین بیان ہوئے ہین نیکیان گنا ہی اور انہین کے ساتھہ مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے مین روپیہ خرچ کرنا نیک کام فرمایا ہی **اقول** پوری آیت یہ ہی لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ الآیہ نہین ہی نیکی یہ کہ پھیرو تم اپنے مونہہ مشرق ومغرب کی طرف لیکن نیکی یہ ہی کہ جو کوئی ایمان لایا خدا پر اور آخر دن پر اور فرشتون اور کتاب اور پیغمبرون پر اور دیا مال کو اوسکی محبت پر قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافر اور مانگنے والون کو اور گردنون کے چھڑانے مین اور قائم کیا نماز کو اور دی زکوٰۃ الآیہ جسکو کچھہ بھی عقل ہو وہ نہین کہہ سکتا کہ وہ نیکیان جنکا بیان اس آیت مین ہی مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھہ ہین اور زمانہ آئندہ کو شامل نہین مگر ان مجتہد عصر سے بعید نہین کہ فرما دین کہ اس آیت مین لفظ امن اور اتی اور اقام سب صیغے ماضی کے ہین اس بنا پر آیت کو مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھہ ٹھہرا کر فرما دین مطلب یہ ہی کہ

کہ نیکی وہ ہی جو کوئی ایمان لاچکا ہی اور دے چکا ہی مال قرابت وارون اور یتیمون اور مسافرون اور
اور مانگنے والون کو اور گردنین چھوڑانے مین اور قائم کرچکا ہی نماز کو اور دے چکا ہی زکوٰۃ پس
آیت کو اوپر نیکی ایمان اور خیرات اور رقیت اور نماز پڑھنے اور ادائے زکوٰۃ مستقبلہ پر کچھ
دلالت نہین پس اسکے جواب مین اسی قدر کافی ہی کہ جب آپکے نزدیک آیت کو نیکی ایمان اور
خیرات اور نماز اور زکوٰۃ پر زمان مستقبل مین کچھ دلالت نہین اور آپ اون سب سے دست
بردار ہین تو ہمکو آپ سے اس آیت مین زیادہ تر کچھ مباحثہ نہین وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ
قال آیت دوم إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ
قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ سورۂ توبہ مین احمد صاحب نے زکوٰۃ کے روپے کا خرچ بتلایا ہی
کہ کہان کہان خرچ ہوگا اسکے ساتھ بتلایا کہ بردہ آزاد کرنے مین بھی خرچ کیا جاوے گا
اقول الحمد للہ یہان تو مجتہد عصر بھی قائل مجھے اسکے کہ آیندہ کو مصرف زکوٰۃ یہ لوگ ہین
جنکا آیت مین بیان ہوا اور منجملہ اونکے غلام بھی ہین کہ جنکے آزاد کرنے کے واسطے مال زکوٰۃ
دیا جاویگا پس یہ آیت ظاہر ہی وجود لونڈی غلامون کے باب مین زمانہ آیندہ مین لیکن اگر
مجتہد عصر کسی دلیل قطعی سے انسداد اوسکا اور معدوم ہوجانا کسی زمانہ مستقبلہ مین ثابت
کرسکین تو ثابت کرین مگر یہ اون سے ہرگز نہو سکیگا **قال** لفظ عبد بمعنی غلام تین چار جگہہ
قرآن مجید مین آیا ہی اور اوس سے بھی رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا آیت
اول وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ احمد صاحب نے مسلمانون کو
مشرکین سے شادی کرنے کو منع کیا ہی اور بطور تاکید کے یہ فرمایا ہی کہ مسلمان غلام بھی ایک
مشرک سے اچھا ہی اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا معلوم ہوتا ہو **اقول** چونکہ یہ آیت جملہ اسمیہ ہی
اور جناب مجتہد دہر نے بھی ترجمہ بجملۂ اسمیہ کیا اور جملۂ اسمیہ دلالت دوام و ثبوت پر
کرتا ہی پس دلالت آیت کی رقیت مستقبلہ پر اظہر من الشمس ہی کہ مجتہد دہر پر لازم تھا
کہ لفظ اچھا ہی کی جگہہ اچھا تھا لکھتے اگرچہ ناواقفی عربیت سے تو ثابت ہوتی جیسی دو جگہہ

ہوئی مگر مطلب تو بظاہر ثابت ہوجاتا ایسا ہی آیت دوم یعنی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ مین جناب مجتہد خود ہی رقیت مستقبلہ کے مقر ہین ترجمہ فرماتے ہین کہ اگر غلام کو مارے تو غلام ہی مارا جاوے اور دعوی یہ تھا کہ رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا معلوم نہین کہ استدلال کس چیز کا نام سمجھتے ہین اور آیت سوم یعنی ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا مین ہم کچھ کلام نہین کرتے یہان تذکرہ عبد مملوک کا بطور مثل کے ہی یہان کوئی حکم شرعی مملوک ہونے پر متفرع نہین جیساکہ اور آیات مین ہی **قال** لفظ امۃ قرآن مجید مین دو جگہہ ہی اور کسی جگہہ سے بھی رقیت مستقبلہ کا حکم نہین پایا جاتا **اقول** یہان بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ آیات جنمین یہ کلمہ ہی صرف زمانہ ماضی کے ہی ساتھہ مخصوص ہین یا نہین بر شق اول مجتہد صاحب کا اجتہاد صحیح ہی و بر شق دوم غلط **قال** آیت اول وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ **اقول** بیان اسکا بعینہ بیان وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ کا ہی **قال** آیت دوم وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ط نکاح کرو مسلمان رانڈون کا اور نیک چلن اپنے غلامون اور لونڈیون کا **اقول** دیکھو یہ حکم زمانہ ماضی سے متعلق نہین بلکہ زمانہ مستقبل کے واسطے ہی کیونکہ حکم امر متعلق بزمانہ ماضی ہو ہی نہین سکتا پس متفرع ہونا ایک حکم شرعی کا لونڈی غلام پر ہر آئینہ بظاہر الآیہ دلالت کرتا ہی وجود و ثبوت شرعی لونڈی و غلام پر زمانہ مستقبل مین **قال** لفظ فتیات قرآن مجید مین دو جگہہ بمعنی لونڈیون کے آیا ہی الی قولہ آیت اول سورۂ نسا کی آیت ہی ذیل لفظ ما ملکت مین بیان ہوچکی ہی **اقول** پوری بحث اس کلمہ پر اس جگہہ نہین ہوئی اسیلیے ہم وہ آیت پوری لکھتے ہین وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ط

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ
مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا ۝ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ
عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا ۝ اس آیت کے اور کلمات مین کلام کچھہ ضرور نہین کیونکہ مماثل
اسکے جو کلمات ہین اور آیات مین واقع ہین اونمین کلام مفصل ہوچکا ہی پس وہی کلام انمین بھی ہی
مگر یہان جو بعد بیان جواز نکاح کنیزک کے یہ فرمایا وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی
ہدایت کرے تمکو طریق اون لوگون کے جو تمسے پہلے تھے اس سے واضح ہوا کہ طریق جواز نکاح کنیز کا
اور اور احکام تشریعی کنیزکون کے جو آیت مین بیان کیے گئے ہین طریق اون لوگون کا بہی تھا
جو تمسے پہلے تھے اور کلمہ یہدیکم دلالت کرتا ہی اسپر کہ یہ طریقہ خدا کے نزدیک ناپسند
اور مبغوض نہین کیونکہ طریقہ مبغوض اور خلاف آئین قدرت اور قبیح کے بتانے کو احکام تشریعی
مین بلفظ ہدایت تعبیر نہین کیا جاتا بلکہ ہدایت ایسی راہ بتانے کی ضد ہی فرمایا خدای تعالی نے
وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى یعنی گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور ہدایت نکی وَالسَّلَامُ
عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى سلامتی ہی اوسپر جو تابع ہوا ہدایت کا اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ثمود کو ہدایت کی ہمنے پس دوست رکھا اونھون نے اندھاپن
یعنی گمراہی کو اوپر ہدایت کے فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَعَلَيْهَا جس شخص نے
ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہ ہوا تو اوسکا ضرر اوسکی ذات پر پس اگر اس طریقہ
مین کوئی بات بھی موجب ناپسندیدگی کے مخالف آئین قدرت کے ہوتی تو ہرگز اوسکو
بلفظ ہدایت کے تعبیر نہ کیا جاتا اور چونکہ یہ احکام خاصتہً کنیزکون کے ہین اور داخل طریقہ رشیدین
سابقین کے ہین اور وجود و ثبوت رقیت کے مقتضی ہین اور ہمکو واسطے زمانہ آئندہ کے
انکی ہدایت فرمائی گئی تو ثبوت رقیت مین زمانہ مستقبل اور اوسکے جواز شرعی مین کیا کلام

باقی رہا اور اسی بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے مراد یہ نہین ہی کہ جو زمانہ سابق مین
تمھاری ملکیت ہو چکی ہین کیونکہ جب یہ طریقہ ہمارا مطابق طریقہ راشدین سابقین کے قرار پایا
تو اگر ہمارے حق مین ملکیت مقصور اوپر مملوکات سابقہ ہی کے ہوتی تو بیشک اونکے حق مین بھی
مقصور اوپر ملکیت سابقہ ہی کے ہوتی اور آیندہ کے لیئے ناجائز اور باطل اور فاسد ہوتی
اور اگر ایسا ہوتا تو چونکہ ہم اونسے بہت پیچھے ظہور مین آئے ہین ہمارے حق مین کیونکر جائز ہوتی اور
چونکہ وہ طریقہ خود انھین کے حق مین آیندہ کو جائز نہ تھا تو ہمکو اونکے ناجائز طریقہ کے سلوک پر
ہدایت فرمائی جاتی اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم مقصور اوپر زمان ماضی کے
نہین ہی اور جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہین وے لوگ ہر آینہ مصداق وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ
الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا کے ہین واللہ الموفق الی الہدایۃ والصواب **قال**
آیت دوم اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہی وَلَا تُكْرِهُوا فَتَيَاتِكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اپنی چھوکریون کو
پر بدکاری کے لیے جبر نکرو **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت مین ظاہر ہے اور اس آیت مین کوئی
لفظ ایسا نہین کہ جس سے یہ بات معلوم ہووے کہ رقیت مخصوص اونھین رقیقون سے ہی جو زمانہ
گذشتہ مین رقیق تھی بلکہ رقیت مستقبلہ ثابت ہوتی ہی کیونکہ لا تکرہوا نہی ہی اور نہی فعل مستقبل
کے ساتھ متعلق ہوتی نہ ماضی کے **قال** لفظ غلام وجاریہ قرآن مجید مین تو نہین آئے مگر حدیث مین
ہین چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہی عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رسول اللہ صلعم لَا يَقُولَنَّ
أَحَدُكُمْ عَبْدِي وَأَمَتِي كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللَّهِ وَكُلُّ نِسَاءٍ كُمْ إِمَاءُ اللَّهِ وَلَكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِي وَجَارِيَتِي
وَفَتَايَ وَفَتَاتِي وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّي وَلَكِنْ لِيَقُلْ سَيِّدِي وَفِي رِوَايَةٍ لِيَقُلْ سَيِّدِي
وَمَوْلَايَ وَفِي رِوَايَةٍ لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ مَوْلَايَ فَإِنَّ مَوْلَاكُمُ اللَّهُ رواہ مسلم کذا فی
المشکوۃ ابو ہریرہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہی کوئی تم مین سے یون نہ کہوے کہ میرا
غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمھاری عورتین خدا کی لونڈیان ہین
مگر یون کہو کہ میرا لونڈا میری لونڈیا اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام بھی تمکو کوئی نہ کہے

ابطال غلامی

بلکہ میرے آقا و یا میرے مالک کہوے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ میرے مالک بھی نہ کہوے کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہی یہ حدیث مسلم مین ہی اور مشکوۃ مین بھی اسکو نقل کیا ہی **اقول** واہ کیا خوب ترجمہ حدیث نبوی کا کیا کہ مخالفت پیغمبر صلعم مین ذرا بھی کوتاہی نکی پیغمبر صلعم فرماتے ہین چاہیے کہ کہے غلام میرا مجتہد فرماتے ہین کوئی یہ نہ کہے کہ میرا غلام مخفی نرہی کہ اس حدیث مین بیان اون الفاظ کا ہی کہ جو رقیقون کی نسبت کہنے چاہییں اور جو نہ کہنے چاہییں چنانچہ لفظ عبد و امۃ کے کہنے کی نہی فرمائی اور لفظ غلام اور جاریہ اور فتی اور فتاۃ کی اجازت دی ایسے ہی غلامون کو نہی کی کہ آقا کو کوئی رب یا مولی نہ کہے بلکہ سید کہے اور بحث اسکی کچھہ اوپر بھی گذر گئی ہی زیادہ بحث یہان کچھہ ضرور نہین مگر اس حدیث سے بھی رقیت مستقبلہ کا ثبوت بخوبی ہو گیا کہ نہی اقوال آئندہ ہی کی ساتھہ متعلق ہی اقوال ماضیہ کے متعلق ہرگز نہین ہو سکتی کما لا یخفی علی من لہ ادنی لب

قال باب سوم **اقول** اس باب مین مصنف نے کچھہ بحث علل و اسباب ملک و رقیت کی کی ہی مگر صاف ظاہر ہوتا ہی کہ جسقدر لکھا ہی محض نافہمی سے لکھا ہی نہ یہ سمجھے کہ علت کسکو کہتے ہین نہ یہ سمجھے کہ سبب کیا چیز ہی نہ یہ سمجھے کہ محل کیا ہی اگر مین اس مقام پر اون امور کی تفصیل واسطے تنبیہ مصنف کے لکھون تو طول ہوتا ہی لہذا اس بحث کو محول اوپر کتب اصول فقہ کے کرکے اس باب مین اون اقوال سے تعرض کرونگا جنکے تعرض کی ضرورت ہی **قال** علماے اسلام نے سبب جاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ اور استیلا قرار دیا ہی **اقول** واہ جناب مجتہد عصر سلمہ اللہ ہی غلط اور چونکہ اسی بنا پر آپنے تمام خامہ فرسائی فرمائی ہی اور علماے اسلام پر طعن کیا ہی جب بنا ہی آپکی فاسد تو تمام خامہ فرسائی اور مطاعن آپکی بنای فاسد علی الفاسد ہی **شعر** آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند × در جہل مرکب ابد الدہر بماند × جناب مجتہد صاحب یہ تو فرمائیے کہ علماے اسلام مین سے کسنے غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت ٹھہرایا ہی وے تو غلبہ اور استیلا کو بہت صراحت کے ساتھہ سبب ملکیت کا لکھتے ہین نہ سبب رقیت اور لفظ ملک جو اونکی عبارات مین ہی مصدر معلوم ہی مَلَکَ یَملِکُ مِلکاً ہوا مالک نہ مجہول من مُلِکَ مُلکاً

اور رقیت مرادف ملک مصدر مجہول کا ہی نہ اوس ملک کا جو مصدر معلوم ہی اور سبب
رقیت تو جیسا کہ ہمنے اول کتاب مین بیان کیا ہی کفر ہی نہ استیلا و غلبہ اور اگر آپ کو کچھ استعداد ہی
تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہی کہ زوال عصمت حریت اون لوگون سے مستلزم اسکا نہین کہ وہ ہمارے
رقیق اور مملوک ہوجاوین مگر جب سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہو تو ہر آیینہ وہ سبب اپنے
محل مین مؤثر ہوگا اور وے لوگ ہمارے رقیق ہوجاوینگے بڑا تعجب ہی کہ آپ نے یہ عبارت ہدایہ کی
نقل کی کی لان الشرع اسقط عصمتہم جزاء علی جنایتہم وجعلہم ارقاء یعنی شرع نے
ساقط کردی عصمت اونکی یعنی عصمت آزادی کے بسبب جزای گناہ اونکی کی اور کر دیا اونکو رقیق
اور پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ سبب رقیت کیا ہی اور سبب ملک کیا ہی شاید رقیت اور ملک کو شی واحد سمجھے
ذلک مبلغہم من العلم سبحان اللہ یہی استعداد و دعوی اجتہاد جاننا چاہیے کہ رق منجملہ
امور معترضہ علی الاہلیۃ کے ہی وھو عجز حکمی شرع جزاء علی الکفر اصلا بہ یصیر المرء عرضۃ
للملاک درحقیقت ہر ایک انسان باعتبار جوہر انسانی کے متصف ہی بصفت آزادی کے اور کسیکا مملوک نہین بجز مالک
حقیقی کے اور اسی جوہر کے اعتبار سے وہ سایر حیوانات سے اشرف ہی مگر باعتبار نفس بہیمی کے
مانند سایر بہایم کے ہی پس جب جوہر انسانی مغلوب ہوگیا اور نفس بہیمی غالب آگیا اور وہ
عمل کرنے لگا کہ جو سراسر خلاف اقتضای جوہر انسانی کے ہین تو صفت شرافت اوس مین سے
زائل ہوگئی اور عصمت حریت کہ باعتبار جوہر انسانی کے تھی بسبب مغلوب ہوجانے جوہر انسانی
اور غالب ہوجانے نفس بہیمی کے باقی نرہی مثل سایر بہایم کے قابل تملک کے ہوگیا ان ہم
الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا اور جس قدر پاس جوہر انسانی کا خدا تعالی نے اپنے ذمہ
کر لیا تھا اوس سے خدا بری ہوگیا ان اللہ بریء من المشرکین جیسا کہ ہم اول کتاب مین مفصل
لکھ چکے ہین مگر یہ ضرور نہین کہ جو چیز کہ بالقوہ قابل تملک ہووے بالفعل بھی مملوک ہووے دیکھو بہایم
صحرائی اور طیور وحشیہ بالقوہ قابل تملک ہین بالفعل کسی بندہ کے مملوک نہین مگر جو کوئی اونپر
مستولی ہو کر اونکو قید کر لے اوسکے مملوک ہوجاتے ہین بسبب اوسکے استیلا کے اسی طرح یہ حال کفار

Checked 1987

بہائم سیرت کا ہی کہ عرضہ للملک قابل تملک ہین جو کوئی اونپر غالب آ گیا اور اوس نے قید اور اپنے قبضہ مین کر لیا اوسکے مملوک ہو گئے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ سبب حقیقی ہماری اصطلاح مین اوسکو کہتے ہین کہ جو حکم کی طرف طریق ہو جیسے کہ مسئلہ ما نحن فیہ مین غلبہ اور استیلا ایک طریق ملک کا ہی بسبب توسط علت اغتنام کے قال اللہ تعالے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی الایہ کُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَیِّبًا الایہ وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَہَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ہٰذِہٖ الایہ احل اللہ لنا الغنائم الحدیث ان آیات و حدیث سے ظاہر ہی کہ غنیمت کرنا موجب ملکیت ہی اور غنیمت کرنا متحقق ہوتا ہی غلبہ اور استیلا سے بموجب ان نصوص کے پس غلبہ اور استیلا سبب ملک غنائم ہوا جب یہ متحقق ہوا تو اب ہم بعض اقوال مجتہد پر توجہ کرتے ہین **قال** ان تمام روایتون سے ظاہر ہوتا ہی کہ اگلے عالمون نے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب قیت قرار دیا ہی **اقول** غلط فہمی مجتہد عصر کی ہی کہ ایسا فرماتے ہین اونھون نے جس قدر اقوال علما کے لکھے ہین اونمین غلبہ اور استیلا کو سبب ملک تصریح بیان کیا ہی سبب قیت کسی قول مین نہین لکھا چنانچہ عبارت ہدایہ مع تشریح غلطی مجتہد ہم اوپر لکھ چکے ہین عبارت بحر الرائق خود مجتہد عصر نے اس طور پر نقل کی ہی کہ فالاسباب ثلثۃ مثبت للملک وہو الاستیلاء وناقل للملک وہو البیع ونحوہ وخلافۃ وہو الارث والوصیۃ اسباب ملک کو تین قسم پر منقسم کیا ایک وہ کہ مثبت ملک ہو یعنی ملک جدید ثابت کرے اور وہ استیلا ہی اور دوسرا وہ کہ منتقل کرے ملک کو مانند بیع وغیرہ کے اور تیسری وہ جو مالک کا قائم مقام کرے اور وہ وارث و وصیت ہی و نیز صاف لکھا ہو کہ استیلا سبب ملک ہی یہ نہین لکھا کہ استیلا سبب قیت ہی **قال** مگر اب یہ دیکھنا چاہیے کہ غلبہ اور استیلا کو جو سبب قیت اور حربی کو مال مباح ٹھہرایا ہی آیا اسکے لیے کوئی نص صریح قرآن و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب صاف یہ ہی کہ کوئی نص **اقول** یہ محض نادانی مجتہد عصر کی ہی کیونکہ آیات قرآن مین صاف حکم ہی انما غنمتم

مِّن شَيۡءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوۡلِ وَلِذِی الۡقُرۡبٰی الی غیر ذلک من الآیات والاحادیث
انسے صاف ظاہر ہے کہ غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا سبب ہے ملکیت کا اور ملکیت متفرع ہی
غنیمت کرنے پر یہ قاعدہ ہی کہ جب کسی وصف پر کوئی حکم مترتب ہوتا ہی وہی وصف سبب
حکم قرار پاتا ہی مثلاً حدیث مین آیا ہی کہ کل ما اسکر فھو حرام جو چیز کہ نشہ لاوے تو وہ حرام ہی
لا تنکحوا ما نکح اباؤکم نکاح کرو اوسکو جسکو نکاح کیا ہو تمھارے باپون نے پس معلوم ہوا
کہ نشہ لانا سبب حرمت ہی نکاح کرنا آبا کا سبب حرمت ہی اسی طرح یہ ما غنمتم من شیء
فان للہ خمسہ وللرسول الآیۃ اس آیت و دیگر آیات واحادیث مین غنیمت سبب
ملکیت ہی اس صورت مین یہ کہنا مجتہد کا کہ اسکا جواب صاف یہ ہی کہ نہین سراسر غلط اور تمامتر
غفلت ہی آیات قرآن اور زبان عرب سے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ چند لڑائیون کے اسیر
بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لونڈی غلام بنائے گئے اور ظاہر ہی کہ وہ کفار جن پر ہم
جہان تک غالب نہین ہوئے تا روز غلبہ اوپر حکم ملکیت کا نافذ نہین ہوا علی ہذا القیاس کسی
مسلمان کو لونڈی غلام بنایا بلکہ دار حرب مین بھی جو شخص مسلمان تھا اوس سے تعرض نہین کیا
آخر اسکا کچھ سبب تو تھا اور بجز اسکے اور کچھ سبب نہین کہ دار حرب مین جو کوئی مسلمان تھا
وہ محل ملک نتھا اور قبل اسکے کہ کفار پر ہم فتح پاکر اونکو اسیر کر لین غلبہ اور استیلا متحقق نتھا
پس صاف ظاہر ہوا کہ کفر وہ چیز ہی کہ عصمت حریت کو زائل کر دیتا ہی اور غلبہ اور استیلا وہ چیز ہی
کہ جسکے سبب ہم اوس معدوم العصمت کے مالک ہو جاتے ہین اگر سوائے اسکے کوئی سبب
مجتہد عصر کی نظر مین ہو تو بیان فرماوین یہ بات نہین ہی کہ علماء اسلام نے یہ سبب اپنے
دل سے بنایا بعد اسکے اوسپر حکم غلامی کا مترتب کیا بلکہ اونھون نے قرآن و حدیث اور فعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبب رق اور سبب ملک دریافت کیا ہی اور قرآن و
حدیث سے ہی سبب رق کفر اور سبب ملک غنیمت کرنا یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہوا ہی اونھون نے
قیاس سے اسباب مقرر نہین کیے ہین حاشا وکلا غور کر لیجیے کہ جس طرح کی تصریح آیۂ

انا غنمتم الآیہ مین غنیمت کے سبب ملک ہونے پر ہو ایسی تصریح کسی جگہ بیع کے سبب پر بھی نہین ہی
پس اگر کوئی نادان یہ بات کہے کہ ہمکو دکھلانا چاہئے کہ بیع کو جو علما نے سبب ملک ٹھہرایا ہی آیا اسکے
لیے کوئی نص صریح قرآن و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب بھان ہی کہ کوئی نہین البتہ
یہ بات کہی جا سکتی ہی کہ اگلے عالمون نے اپنے ذہن مین سے مبیعہ کو مملوک بائع کا سمجھکر ایسا ٹھہرا
لیا ہی الخ تو غور کیجیے کہ یہ شخص کس درجہ کا نادان سمجھا جاویگا اور مسئلہ ما نحن فیہ مین تو ہم قرآن
و احادیث سے ثابت کر چکے ہین کہ سبب ملک غنائم غلبہ اور استیلا ہی لیکن آپکے خلاف بلا تحقیق
کرتے ہین کہ آپنے جو سبب رقیت لونڈی غلامون کا ابتدای اسلام مین اتباع رسم جاہلیت
دل سے گھڑا ہی اور اوس بنا پر آپکا سب کلام مبنی ہی آیا بقول آپکے اوسکے لیے نص صریح قرآن
و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا البتہ جواب صاف یہ ہی کہ نہین **قال** البتہ یہ بات کہی
جا سکتی ہی کہ اگلے عالمون نے اپنے ذہن مین قیدیان جہاد کو لونڈی غلام سمجھکر اور صرف اپنی
رای سے اور نہ کسی نص سے اونکے رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی **اقول** یہ آپکا مغالطہ ہی
کہ تخصیص عالمون کی کرتے ہو عالمون ہی نے نہین بلکہ خدا تعالی اور پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے قیدیان جہاد کو لونڈی و غلام ٹھہرایا ہی اور یہ بھی آپکا قول سراسر غلط ہی کہ
رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی کسی عالم نے رقیت کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار نہین دی
مگر آپ انکے اقوال کو نہ سمجھین تو یہ آپکا قصور ہے **قال** اور جہان کہین وحشیون نے ذرا بھی
غلبہ اور استیلا کسی قسم کا پایا وہان رقیت کو جاری کر دیا مسلمانون کا حربیون کو زبردستی
پکڑ لانا یا حربیون کا بطور نذر کے بھیجنا یا حربیون کا دار الاسلام مین پکڑا جانا سبکو
جہاد کے غلبہ و استیلا پر قیاس کر لیا **اقول** روایت دوم فتاوی قاضی خان کو دیکھکر
اور بعد سمجھ لینے اس بات کے کہ قول مفتی بہ کیا ہی گفتگو کیجیے اور دباب ہدایہ کفایہ کے جواب کچھ
حرف زبان پر لائے ہین یہ آپکا دربردہ طعن پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ہی دیکھو اپنی ہی
تحریر کو بہ نسبت ما فعلہ اللہ کے اور درباب پکڑے جانے حربی کے دار الاسلام مین

جو حرف زبان پر لاسے ہو یہ بھی بیجا ہے اس قسم کے آدمی کو پیغمبر صلعم کے حکم سے قتل کیا گیا ہے
عن سلمة بن الاكوع قال اتى النبي عين من المشركين وهو في سفر فجلس عند
اصحابه يحدث ثم انفتل فقال النبي صلعم اطلبوه واقتلوه فقتلته سلمه متفق عليه
آیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر مین ایک جاسوس مشرکون کا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سفر مین تھے پس بیٹھا وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس پھر چلا گیا پس فرمایا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلاش کرو اوسکو اور مار ڈالو اوسکو غرضکہ وہ پکڑا گیا اور مارا
گیا پس عطا کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو اوسکا اسباب متفق علیہ ہرگاہ کہ قتل ایسے
شخص کا جائز ہو تو استرقاق کہ عقوبت قتل سے کمتر ہے اوسکے جواز مین کیا کلام رہا اور اسکو بھی
غور فرمایئے کہ مفروضہ مہذب قوم مین جسکا نام حبس ہے وہ غلامی سے بدتر جس پر پابزنجیر وہ ہوتا
آدمی وہ کاشتا ہے کسی مال کا مالک نہین ہو سکتا جو کچھ محنت مشقت سے کوئی کام کرتا ہے اوس سے
متمتع نہین ہو سکتا مال اوسکا ضبط کیا جاتا ہے بطور میراث کے جو کچھ اوسکو پہونچتا ہے وہ ضبط
ہو جاتا ہے کھانے پینے سونے بیٹھنے اوٹھنے پاخانہ پیشاب کی اس قدر تکلیف اوسکو ہوتی ہے
کہ حد سے زیادہ زن و فرزند سے مجبور رہتا ہے یار دوست جورو بچے سے جدا ہوتا ہے نکاح وہ نہین
کر سکتا غلامی مین اور اوسمین صرف غ ل ا م اور ح ب س کا فرق ہے ورنہ فی المعنے
تو جو قیود اوسمین ہین غلام مین بھی نہین سکتی غرض کہ جب ہمارے ملک مین سے کسی شخص کو وے
پکڑ لیتے ہین تو باوجود اس قدر تعلی کے کہ ہماری اس سرزمین کو تاثیر آزادی ہے پھر بھی
اوسکو بمعنی غلام سے زیادہ بنا لیتے ہین جب یہ حال ہے تو پھر آپ کو کیا مجال اعتراض باقی
رہگئی اور پھر جناب فرماتے ہین کہ جہاد پر قیاس کیا ہے یہ بھی آپ کی ناواقفی ہے نص صریح
کے ہوتے ہوئے قیاس کے کیا معنی ذری غور کر کے لکھا کیجیے قال کیسی تعجب کی بات
ہے کہ اگلی علمائے حبشیون کی اولاد کا دار الحرب مین خریدنا اسلیے جائز قرار دیا ہے کہ اوسمین
بھی غلبہ اور استیلا کی صورت ہے اقول ایسے مختلف فیہ مسئلہ کو اس انداز پر لکھنا کہ جس سے

یہ بات ظاہر ہوئی کہ ایمہ کبار نے ایسا کیا ہی مبنی بر حسد اور عناد علماے اسلام ہی ہم کہتی ہین
کہ ہرگز یہ قول ابوحنیفہ یا شافعی یا مالک یا احمد یا ثوری یا محمد یا ابویوسف رحمہم یا اور کسی عالم کا
علماے متقدمین سے نہین ہی بلکہ ایک استفتا جو اس باب مین ملا بڈہام پورہ مین ہوا اور مفتی محمد
شرف الدین مرحوم نے اوسکا جواب لکھا ہی اوسمین صاف حکم عدم تملک کا دیا ہی اور
برجندی شرح مختصر کے حوالے سے لکھا ہی کہ یہی روایت حسن ہی ابوحنیفہ رح سے اور روایت ہشام ہی
محمد رح سے اور یہی مختار ابوبکر محمد بن الفضل ہی اور یہی صحیح ہی پس یہ کہنا مصنف کا کہ
اگلے علما نے ایسا کہا ہی صاف غلط اور افترا ہی اگر کسینے متاخرین مین ایسا کہا ہو تو محمول اوپر
خطا کے ہی **قال** اب ہمارے علما نے اس غلبہ اور استیلا کو جو اپنی طبیعت کا ٹھہرایا ہوا اصول تھا
یہان تک وسعت دی کہ غلبہ اور استیلا کرنے والے پر مسلمان ہونیکی بھی شرط ساقط کر دی اور
لکھ دیا کہ اگر کافر کافر کو بھی بہ غلبہ اور استیلا پکڑ لے تو وہ بھی اوسکا غلام ہو جاویگا چنانچہ
ہدایہ شریف مین لکھا ہی اذا غلب الترک علی الروم فسبوهم واخذوا اموالهم ملکوها
لان الاستیلاء قد تحقق فی مال مباح وهو السبب کہ جب کفار روم کو کفار ترک پر غالب
ہو جاوین اور بندی پکڑ لین اور مال لے لین تو اوسکے مالک ہو جاتے ہین کیونکہ استیلا
یعنی غلبہ متحقق ہو گیا مال مباح مین اور وہی سبب ملک ہی انتہی **اقول** ہم اوپر بیان
کر چکے ہین کہ کفر موجب زوال عصمت حریت ہی اور جب وہ عصمت زائل ہو گئی تو کفار
مثل بہائم کے قابل تملک ہو گئی اگر ایسا نہوتا تو سبایا بنی مصطلق و بنی قریظہ اور خیبر
اور اوطاس کے بحکم پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم بلکہ بحکم خداے تعالی کے کس طرح پر ملوک
مسلمانون کی ہو جاتین کیونکہ جو چیز محل ملک نہین ہی وہ مملوک کسی طرح پر نہین ہو سکتی
اور ہم نے مجتہد عصر سے یہ بھی استفسار کیا ہی کہ اگر کفر سبب زوال عصمت حریت نہین ہی
تو اونکے نزدیک اور کیا چیز سبب اسکی ہی کہ شے قابل ملک ہو گئیں ہم اسبات کو تو ہرگز تسلیم
نہ کرینگے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے محض بے سبب صرف باتباع رسم جاہلیت غلط

بعدا وسکو لونڈی غلام بنا لیا کیونکہ اتباع رسم جاہلیت سراپا ممنوع ہے قُل لَّآ أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ
قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَّمَآ أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ○ قُلْ إِنِّي عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَكَذَّبْتُم
بِهِ دیکھیے جس شخص کو یہ حکم ہو کہ صاف کہدے کہ مین تمہارے خواہشون کا تابع نہونگا اگر
ایسا ہو تو مین ابھی گمراہ ہوگیا اور ہدایت یافتہ نہوا لون مین سے نہون اور کہدے کہ مین ایک
بڑی دلیل روشن پر ہون جو میرے رب کی طرف سے ہی اور تم نے اوسکو جھٹلایا ہی بھلا انصاف
تو کیجیے جسکو یہ حکم صاف ترک اتباع رسم جاہلیت کا نافذ ہوا اور جو شخص بحکم خداوند متعال یہ
کہتا ہو کہ مین تو ایک بڑی دلیل بیّن خداداد پر ہون آپ کا ذہن کس طرح یہ قبول کرتا ہی
کہ وہ اتباع رسم جاہلیت کا کرکے مرتکب گناہ کبیرہ کا ہو جاوے العیاذ باللہ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي
حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا کیا مین غیر خدا کو پنچ بناؤن اور حال
یہ ہی کہ خدا نے اوتاری ہی یہ کتاب تمپر مفصل دیکھو کیسا انکار شدید ہی اسبات کا کہ اس کتاب
یعنی قرآن کی ہوتے ہوئے اتباع کسی اور رسم یا حکم کی کیجاوے وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ
يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ
اور اگر تو اکثر زمین کے لوگون کی اطاعت کریگا تو وے گمراہ کرینگے تجکو خدا کی راہ سے وے لوگ
خیال ہی کے تابع ہین اور وے تو اٹکل پچو چلتے ہین عن ابن عباس قال قال رسول اللہ
صلعم ابغض الناس الی اللہ ثلثة ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنة الجاهلية
ومطلب دم امرء مسلم بغیر حق لیهریق دمه رواه البخاری فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ
علیه وآله وسلم نے دشمن ترین آدمیون کے خدا کے ساتھہ تین ہین ملحد حرم مین اور طلب کرنے والا
اسلام مین رسم جاہلیت کا اور چاہنے والا خون مرد مسلم کا ناحق کہ بہاوے اوسکے خون کو روایت کیا
یہ بخاری نے ای ایماندار لوگو انصاف سے کہو کہ جسکے دل مین ایک ذرہ بھی نور ایمان ہوگا بھلا
وہ یہ بات کہہ سکتا ہی کہ وہ تمام بدعت واقع رسوم جاہلیت جسکو خدای تعالی بکلمہ سراج منیر
تعبیر فرماتا ہی اور جو پڑھ کتاب بلاغت کی کہ جسکو خدا تعالی نور مبین کہتا ہی ایسی تاریکی مین پڑے

کہ رسم جاہلیت کے پابند ہیں مرتکب ایسے گناہ کا ہوئے کہ خلاف اوسکے قدرت او قبیح لذاتہ اور جملہ
تمام بدیون کی ہی اور پھر اسپر بھی اکتفا نکرے یہان تک کہ سعد بن معاذ نے جو لونڈی غلام
بنانے سبایا بنی قریظہ کا حکم دیا تو یہ کہا کہ لقد حکمت فیہم بحکم اللہ کہ قسم ہی کہ حکم دیا تو نے
انکے حق مین بموجب حکم خدا کے حاشا وکلا العیاذ باللہ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ
کَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْہِ شَیْءٌ کون شخص ظالم تر ہی اوس سے جس نے افترا کیا
خدا پر جھوٹھہ کا یا کہا کہ وحی آئی ہی مجھپر حالانکہ کچھہ وحی اوسپر نہ آئی تھی آمدم بر سر مطلب کہ
چونکہ رقیت حادثہ کے ثبوت مین کچھہ شک و شبہ نہین ہی اور اوسکا سبب بجز اوسکے جو
فقہاے امت نے لکھا ہی اور کچھہ نہین ہی اور سببیت اوسکی آیت قرآن سے ثابت ہی اور مجتہد عصر
نے بھی سبب اوسکا بجز ایسے امر کے کہ اوسکے قائل کو بجز منافق اور زندیق کے اور کچھہ نہین
کہہ سکتے بیان نہین فرمایا تو ہر آئینہ استدلال ہدایۃ سعظمہ کا علی رغم انف حاسدین کسی طرح بے
محل جسطرح نہین مجتہد عصر خود ہی انصاف کرین کہ سبب ملکیت اور سبب رقیت لونڈی
غلامون کا جو اونھون نے اتباع رسم جاہلیت دل سے گڑھا ہی عقلاً اور نقلاً مستحسن ہے
یا وہ جو صاحب ہدایۃ سعظمہ نے بر بنا ے ادلۂ شرعیہ کے بیان فرمایا ہی بہتر ہی جناب
مجتہد صاحب پہلے کمال صاحب ہدایہ رحمہ اللہ کا سا تو حاصل کر لیجیے تب زبان طعن و
جدال کی دراز کیجیے

مثنوی

چون نہ سیاح ونے دریائیی
وز زیانہا سود بر سر آورد
چون قبول حق بود آن مرد راست
جہل شد علمی کہ در ناقص رود
تا تو نمرودیست در آتش مرو
پس میفگن خویش از خود راییی
کاملے گر خاک گیرد زر شود
دست او در کارہا دست خداست
دست ناقص دست شیطان است و دیو
رفت عقلی اول ابراہیم شو
او ز قعر بحر گوہر آورد
زر برد ناقص چو خاکستر شود
جہل آید پیش او دانش شود
زانکہ اندر دام تلبیس است و ریو

قال باینہمہ اب تک فضل الہی سے کسی بزرگ نے یہ نہین فرمایا کہ حربیون کو مال مباح
کس اصول پر قرار دیا آیا قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین یہ حکم آیا ہی یا حضرت جبرئیل

اون بزرگون پر وحی لاتے تھے **اقول** اون بزرگون پر تو وحی کا آنا ہمارا اعتقاد نہین اور نہ خود اونکا اعتقاد ہی اونھون نے تو صاحب وحی کے افعال اور اقوال سے ہر مسئلہ کو مستنبط کیا ہی جب اونھون نے قرآن مجید مین کفار کی نسبت یہ وحی دیکھی اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ اور یہ بھی قرآن مجید مین دیکھا کہ خدا اونکی عصمت سے بری ہو گیا چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ اور عقل بھی مقتضی اسیکی ہوئی کہ جب بسبب غلبہ نفس بہیمی کے جوہر خاص جسکو نفس انسانی کہتے ہین بہت ہی مغلوب کالمعدوم ہو گیا تو بجز صفت بہیمی کے جوہر طرح پر قابل مملوک ہونیکے ہی کچھہ باقی نہین رہا اور افعال پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اسیکے مؤید پایا کہ بعد غلبہ کے اونھون نے اونکو لونڈی غلام بنایا اگر وے مال مباح نہوتے تو لونڈی غلام بنانا اونکا کسیطرح پر ممکن نتھا پس اس اصول پر اونھون نے حربیون کو مال مباح ٹھہرایا اگر آپ کو استعداد مطالعہ کتب اصول فقہ کی ہوتی تو آپ ان اصول پر مطلع ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ اب تک کسی بزرگ نے الخ آپ دیکھہ لیجیے تلویح اور اصول فخر الاسلام مین لکھتے ہین کہ الرِّقُّ هُوَ حَقُّ اللّٰهِ تعالى ابتداء بمعنى انہ ثبت جزاءً للكفر فان الكفار لما استنكفوا عن عبادة الله تعالى والحقوا انفسهم بالبهائم في عدم النظر والتامل في آيات التوحيد جازاهم الله تعالى بجعلهم متملكين مبتذلين بمنزلة البهائم ولهذا لم يثبت الرق على المسلم انتهى وبڑا تعجب ہے کہ وہ حدیث نبوی جسمین اونکو مباح ہونے پر نص صریح موجود ہی آپ کو معلوم ہی مگر ازراہ مغالطہ کے باتون مین ہیر پھیر کرتے ہو يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُبْطِلُوْنَ چنانچہ قول آیندہ مین پوری بحث اسکی آتی ہی **قال** البتہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالے نے ہمکو مباح کیا ہی اور یہ نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب اصول ہی مگر انسان کو مال مین داخل نہین فرمایا غلط لگیا ہمارے علمانے قیاس سے انسان کو بھی مال سمجھا ہی **اقول** کلمات طیبات احادیث نبویہ یہ ہین حدثنا

جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم احلت لی الغنائم دوسری حدیث
جو ابو ہریرہ سے مروی ہے اوسکے کلمات یہ ہین احل اللہ لنا الغنائم رواہما البخاری
یہان دونون حدیثون مین غنائم بلفظ جمع معرف باللام واقع ہی کہ حاوی ہے اپنے جمیع تناولات
کو پس معنی حدیثون کے یہ ہین کہ حلال کی گئی مجکو سب غنائم اور حلال کین خدا نے واسطے ہمارے
سب غنائم جب یہ معلوم ہوا تو ہمنے فرض کیا کہ انسان مال مین داخل نہین مگر حدیث پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین جو مجتہد عصر نے لفظ مال اپنی طرف سے بڑھا دیا گیا اور نیز حضرت
جبرئیل علیہ السلام یہ وحی لاتے تھے مگر اب تک تو فضل الٰہی سے اظہار اسکا نہین فرمایا ہے شاید آیندہ
کہین تو کہین اور چونکہ غنائم مین آدمی اور گھوڑا اور ہاتی اور دیگر حیوانات اور اور اشیا
از روی لغت اور عرف کے داخل ہین غنمہ یغنمہ فہو غانم وغنمہ یغنم فہو مغنوم قال
ابو الطیب شعر یبشر بما اعطاک لا عن جہالۃ ولکن مغنوما نجی منک غانم
دیکھو اس شعر مین اطلاق مغنوم کا اوس شخص ستق پر موجود ہی جسکا ذکر اشعار سابقہ مین ہی شعر
فی کل یوم ذا الدمستق مقدم قفاہ علی الاقدام للوجہ لائم علاوہ برآن رو سے
لغت کے غنیمت وفی مرادف ہین چنانچہ علمای لغت نے ترجمہ غنیمت کا بلفظ فی کیا ہے اور فی
مین ہر آینہ انسان بھی داخل ہے چنانچہ خود مجتہد بھی اسپر معترف ہین اور بحث اوسکی اوپر گذر چکی
پس کچھ شک وشبہ اسمین نہین کہ کفار حربی بھی بوقت غلبہ کے داخل غنائم ہین اور جبکہ وہ
داخل غنائم ہی وہ ہماری مملوک ہے اور ہمکو حلال ہے پس کفار حربی بھی ہماری مملوک ہین خدا تعالے
فرماتا ہی کہ اثابہم فتحا قریبا ومغانم کثیرۃ یاخذونہا وکان اللہ عزیزا حکیما
یعنی عطا فرمائی اونکو فتح قریب اور غنیمتین کثیرہ کہ لیتے ہین وہ اوسکو اور ہی اللہ غالب حکمت والا
یہ خبر ہے غنائم خیبر کی کہ جنمین سبایا بھی ہین جب یہ بات ثابت ہولی کہ لفظ مال گھڑا ہوا
مجتہد عصر کا بطور تحریف کے ہی اور حدیث شریف مین اسکا پتہ بھی نہین اور لفظ غنائم
جس طرح پر اور اشیا اور حیوانات کو متناول ہی ویسے ہی انسان کو بھی متناول ہے اور حدیث

نبوی مین اوسکی ملت پر نص صریح ہی تو سب دعاوی اور اجتہادات مجتہد عصر کے من اولہا الی آخرہ
بجذافیرہ باطل ہوگئے اور مغالطات ہونا ہر ایک صاحب عقل پر مانند شمس نصف النہار کے
آشکار ہوگیا قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا اب ہم مجتہد صاحب سے دریافت
کرتے ہین کہ اموال حربین جو خود آپکے اقرار سے بھی مالک غانمین ہوجاتا ہی آیا یہ حکم مالکیت کا
غلبہ اور استیلاہی کی صورت مین ہی یا بغیر غلبہ اور استیلا کے بھی نافذ ہی مثلاً کوئی چیز حربی کی
از راہ سرقہ یا دغابازی کے آپکے ہاتھ لگ جاے تو آپکی ملکیت ہوجاویگی اگر شق اول ہی تو آپکو
سبب استیلای غلبہ مین کیا کلام ہی اور اگر شق ثانی ہی تو تحت نامقبول ہی **قال** بہر حال ہم کو
اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک مسئلہ ہی جسکو علماے اسلام نے نکالا ہی یا اختیار کیا ہے
اقول صرف علماے اسلام ہی نے اختیار نہین کیا بلکہ پیغمبران اسلام نے حضرت ابراہیم عم سے
تا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از روی وحی آسمانی کے اختیار کیا ہی اونکی اتباع سے علماے
اسلام نے بھی اختیار کیا ہی **قال** مگر اسکو ایک مسئلہ شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا جھوٹ ہے
اور اسلام پر کتنا بڑا اتہام کرنا ہی **اقول** کسقدر بیہودہ تقریر اور جھوٹھی بات ہی توریت مین
یہ مسئلہ مسلم قرآن مین یہ مسئلہ موجود پھر ہم نہین سمجھتے کہ مصنف کے نزدیک شرع کسکا نام
ہی قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ
کہہ تو کہ لاؤ تم کوئی اور کتاب کہ ان دونون یعنی توریت اور قرآن سے زیادہ راہ نیک دکھلانے
ہو کہ اتباع کرون اسکا اگر ہو تم سچے اسکے جواب مین کوئی کتاب آسمانی تو پیش نکر سکوگے مگر ان
دبلیو وکڈن اور ملکسن کلکسن اور ساسب وغیرہ کی راے پر جنکی تقلید سے انبیا پر طعنہ دیے
ہو پیش کروگے وبس احادیث نبی آخر الزمان صلعم وصحف صاحب الملة الحنفية البيضاء حضرت ابراہیم
عم سے ثبوت اسکا واضح خود مصنف مقر ہین اسکی کہ توریت مین اجازت اسکی دی
موسے عم نے اوسکو جائز رکھا عیسی عم ایک حرف بھی نسبت اوسکی زبان پر نہ لاے
قبل از نزول آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو

تسلیم کیا باوجود ان سب باتون کے پھر تکذیب اوسکی صاف تکذیب کتب آسمانی کی ہے
قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ
وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ
مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ
مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ
وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کہو تم کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور اوسپر جو اوتارا گیا ہے ہمپر اور جو اوتارا
گیا ہے ابراہیم اور اسمعیل اور اسحق اور یعقوب اور اسباط پر اور جو دیے گئے ہین موسے
اور عیسی اور سب پیغمبر اپنے خدا کیطرف سے ہم تفریق نہین کرتے اونمین سے کسیکی درمیان
مین اور ہم اوسکے فرمان بردار ہین پس اگر وے لوگ یعنی کفار ایسا ہی ایمان لاوین
جیسا تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی راہ یاب ہوگئے اور جو پھر گئے تو جز این نیست کہ وہ ایک جھگڑے
جھگڑے مین ہین سو خدا کافی ہوگا اونکو اور وہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے اگر ان
اکثر شرع محمدی کے اقوال ولائتی صاحب دوست محمد اور ولیم ولر فوسن صاحب وغیرہ کے
ہین اور اونکے کلام کو مثل وحی ربانی سمجھتے ہین تو اونکے لیے یہ جواب کافی ہے
تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ
بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ آؤ تم ہو جاؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان
ایک طرح پر ہے کہ نہ عبادت کرینگے ہم کسیکی بجز خدا کے اور نہ ٹھہراویگا ایک ہمارا دوسرے کو
رب بجز خدا کے **قال** ان تمام حالات سے اور تمام فقہی روایتون سے جو مذکور ہوئین یہ بات
ثابت ہو گئی کہ فقہائے اسلام نے جو غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہے اسکی اصل
جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہے پس اب ہمکو اس بات پر بحث کرنی چاہیے
کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی غلام بنانا جائز ہے یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیون کا لونڈی
و غلام بنانا ناجائز ثابت ہو جاوے گا تو یہ اصول رقیت باطل ہو جاویگا اور سبکو تسلیم کرنا

پڑ لیگا کہ اسلام مین کوئی شخص اور کسی حالت مین لونڈی غلام نہین ہو سکتا پس اب ہم امر مذکور کی بحث پر متوجہ ہوتے ہین **اقول** ہم بہت خوشی کے ساتھہ اس مباحثہ کو پسند کرتے ہین کیونکہ اسکے ضمن مین یہ بات مثل شمس نصف النہار ظاہر ہو جاویگی کہ ہمارے علما کسقدر کتاب اللہ اور افعال اور اقوال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تابع ہین اور کس کس احتیاط اور کوشش کے ساتھہ ہوے استنباط مسائل شرعیہ فرماتے ہین اور کس درجہ کی محافظت کلمات قرآن اور احادیث نبوی کی رکھتے ہین اور ایک بات بھی پاس خاطر دوستون اور امرا سے زبان پر نہین لاتے لیکن ایک بات ہے ہم باعلان تمام مجتہد عصر کو آگاہ کیے دیتے ہین کہ چونکہ صفحہ ۱۱ پر وے مدعی اسکے ہوے ہین کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسیکی تقلید نکرینگے اسکا پاس اونکو رکھنا چاہیے ہمنے بھی بلحاظ اونکے اس شرط کے التزام کیا ہی کہ بجز آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کے اور کسی چیز سے استدلال نکرینگے چنانچہ اوپر بھی ہم اوس التزام پر قائم رہے ہے اور آیندہ بھی قائم رہینگے ایک شرط ہم اور بھی کرتے ہین کہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی مین کوئی قید کوئی شرط اپنی طرف سے نہ لگاوینگے اور جو مصنف نے کوئی قید کوئی شرط بڑھائی تو اوسکو ہرگز ہرگز قبول نکرینگے گو کہ مصنف کیسی ہی بڑے عالم مفسر کی تقلید سے اوس قید کو پیش کرین لغت کے معنی اپنے دل سے نگھڑینگے اور یہ بات بھی نہ سنینگے کہ فلانے مفسر نے بھی معنی لکھے ہین اگر مصنف نے کوئی معنی دل سے گھڑے تو ہم کلام عرب سے سند مانگینگے وہ تفسیر جو بطرف ابن عباسؓ منسوب ہے اوسکی سند کچھہ نہین اول تو ثبوت اوسکا ابن عباسؓ تک ہی نہین چلتا ثانیاً چونکہ مصنف اجماع صحابہ کو دلیل نہین سمجھتے پس بالفرض اگر ابن عباس ہی سے وہ تفسیر ہو تو بھی اصول مصنف پر بطریق اولی قابل استدلال اور احتجاج کے نہین تعمیم وتخصیص الفاظ مین بدون دلیل شرعی کے نہ ہمکو اختیار ہی نہ مجتہد صاحب کو ہوگا لغت کے معنی مین البتہ علما لغت اور کلام فصحا او

اور شعراے عرب کو مستند سمجھینگے تراکیب اعرابیہ و تصاریف کلمات مین اکابر علماے نحو کے کلام کو مستند سمجھینگے بعد ان شرائط کے ہمکو کچھہ ضرور نہین کہ ہم کسی مفسر قرآن یا شارح حدیث کی عبارت نقل کرین یا جو عبارات مجتہد عصر نے لکھے ہین اونکی طرف توجہ کرین اب ہم مستعینًا باللہ یہ مباحثہ شروع کرتے ہین و بحبل اللہ توقع ہم اس میدان مین فتحیاب و غالب ہوکر مخالفین کو غلام ہی بناکر چھوڑینگے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ **قال** باب چہارم اس بات کے بیان مین کہ قیدیان جہاد کے لونڈی غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہے **اقول** جس شخص نے قرآن غور سے پڑھا ہوگا اور احادیث کی کتابین دیکھی ہونگی وہ ہرگز یہ لفظ زبان پر نہین لا سکتا قرآن اور احادیث مین بہت صاف حکم ہے چنانچہ کچھہ اوپر اوسکی تصریح ہوئی ہے اور کچھہ آگے آویگی اگر مجتہد عصر اونکو نہ دیکھین یا نسمجھہ سکین تو اونکی بصر و فہم کا قصور ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؁ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ؁ **قال** کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث مین کسی جگہہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ جہاد مین پکڑے جاتے ہین وہ لونڈی غلام ہو جاتے ہین **اقول** جب خود خدا تعالے قرآن مین فرماتا ہے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الاٰیہ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الاٰیہ یعنی جانو تم جو لوٹ مین لاؤ تم کچھہ چیز تو خمس اوسکا واسطے اللہ اور واسطے رسول اور صاحبان قرابت وغیرہ کے ہے جسکا بیان آیت مین ہے دی اللہ نے مسلمانون کو فتح قریب اور مغانم بہت کہ لینگے وے اوسکو وعدہ فرمایا تمسے خدا نے بہت مغانم کا کہ لوگے تم اوسکو پس جلد تر دے تمکو یہ غنیمت یعنی غنیمت خیبر کہ جسمین سبایا بھی تھین اور اسباب مین لسبب ورود احادیث صحیحہ مشہورہ کے کچھہ کلام اور انکار نہین ہوسکتا کہ چار خمس غانمین کے ہین اور آلام للتملیک

ہین ملک کا ہی جیسا کہ لہ ما فی السموات وما فی الارض ہین ہی پس صاف ثابت ہوا کہ جو چیز
غنیمت ہین آوے کوئی چیز کیون نہو جسپر اطلاق شی کا صحیح ہو اوسکا خمس تو مملوک خدا اور
رسول اور قرابتداران و دیگر اصناف مصرحۂ آیت کا ہی اور چار خمس مملوک غانمین کے ہین
اور چونکہ سبایای مغنومہ پر بھی اطلاق شئے کا بالبدیہۃ صادق ہی پس یہ آیت تعمیم اور تناول
سبایا مین ہر ایک مفسر ہی کسیطرح جبر قابل تاویل و تخصیص کے نہین دوسری آیت وعدکم
الله مغانم كثيرة تأخذونها فعجل لكم هذه الآیہ عجل لکم ھذہ مین
لام تملیک ہی جیسے کہتے ہین وہبت لزید دینارا تیسری آیت آتاہم فتحا قریبا ومغانم
كثيرة يأخذونها الآیہ عنایت کی اونکو فتح قریب اور غنیمتین بہت کہ لینگے وے
اوسکو اور چونکہ اس مغانم عنایت الٰہی ہین سبایا بھی داخل تھین پس کون شخص یہ
کہہ سکتا ہی کہ قرآن و حدیث مین حکم لونڈی غلام بنائے جانے کا نہین ہی اور چونکہ اس آیت اور
آیت دوم کی غنیمت معجلہ نسبت مغانم خیبر کی ہی اور اوسمین سبایا بھی تھین کہ بحکم پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے تقسیم ہوکر مملوک غانمین کی گئین پس بسبب لحوق بیان
فعلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یہ آیت بھی مفسر ہوگئی درباب ملکیت سبایا کے
جہاد اور تناول کلمۂ مغانم مین سبایا کو چنانچہ تذکرہ اسکا آئندہ بھی آویگا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
و آلہ وسلم نے فرمایا أحلت لنا الغنائم وحل الله لنا الغنائم من نقي منا ملك
رقابكم چنانچہ بیان اسکا اوپر گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا جب ایسے نصوص مفسر موجود
ہین تو وہ کون ہی کہ یہ کہہ سکتا ہی کہ جہاد کے قیدیون کے مملوک کرنیکا قرآن و حدیث مین حکم
نہین ہی **قال** مگر اگلے عالمون نے قرآن مجید سے اس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہی **اقول**
ہم اوپر لکھہ چکے ہین کہ ضمنًا اس بحث مین ایک غرض ہماری یہ بھی ہی کہ ہم خوب ظاہر کر دین
اس امر کو کہ صحابۂ کرام اور دیگر علماے عظام نے احتیاط کرنے مین بہت کوشش کی ہی اگر وے
مانند مجتہد دہر کے احتیاط مین کوشش نکرتے تو مثل مجتہد عصر فاش غلطیون مین پڑ جاتے

اور مثل مجتہد عصر کے وہ بھی یہ کہہ دیتے کہ کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن مین آخر یہ او نہین کا
کلام تھا کہ ہر ایک آیت اور حدیث کو جیسے وہ تھے ویسا ہی سمجھا اگر ظاہر تھی تو ظاہر اور اگر نص
تھی تو نص اور اگر مفسر تھی تو مفسر سمجھا برخلاف غافل مجتہدون کے کہ مجمل کو مفسر سمجھے اور مفسر کو
مجمل باتباع ہوائے نفسانی اور حب جاہ کے خدا کے کلام پاک اور احادیث مقدسہ مین اپنے
دل سے قیدین بنا کر موجد تحریف ہوئے **قال** چنانچہ اوسکو اس مقام پر لکھتے ہین اور جو
غلطیان اوس استنباط مین ہین اونکو بھی بیان کرتے ہین **اقول** ماشاء اللہ کیا لکھنا ہی
آپ ایسے مجتہد تو نہین جیسے او مجتہد غریب بیچارے تھے کہ خدا سے بھی ڈرتے تھے پیغمبرون کا بھی
بہت ادب اور پاس کرتے تھے آپ تو خدا کی بھی غلطیان پکڑتے ہین اور پیغمبرون کی بھی
خدا تعالی کی کیسی غلطی فاش آپنے پکڑی کہ جو چیز اکبر الکبائر اور افحش الفواحش ہر سبب
بدلیون کی ہی اوسکے ارتکاب کی اوسنے توریت مقدس مین اجازت دی موسی عم اور
اونکے بعد انبیای بنی اسرائیل کی آپنے کیسی غلطی پکڑی کہ اونھون نے اکبر الکبائر کو جائز رکھا
اور شریعت مقرر کیا عیسی عم کی کیسی غلطی فاش پکڑی کہ ٹسے عالیجناب ایک حرف بھی
اوسکے منع اور انکار کا زبان پر نہ لائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسی غلطی فاش آپنے
پکڑی کہ اونھون نے باتباع رسم جاہلیت کے ایسے اکبر الکبائر اور اصل جملہ قبائح کو جاری رکھا
جب آپ اس پایۂ عالیہ پر ہین تو بیچارے علمائے اسلام کہ ہمہ جہت تابع فرمان خدا اور
انبیائے کرام عم کے ہین آپکو اونکی غلطیان بیان کرنے مین کیا تامل ہی وبکار **ابیات**

چگونہ جان بسلامت برم ز سفاکی
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانہ مین

کہ بر درش ملک الموت بسمل افتادہ ست
تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانہ مین

مگر ہم بھی جانچتے ہین کہ تغلیط آپکی صحیح ہی یا آپ خود غلط ہین **قال** استنباط اول وہ سمجھتے
ہین کہ بہت سی جگہہ قرآن مجید مین اور احادیث صحیح مین لونڈیان اور غلامون کا ذکر آیا ہی اور بہت سے
احکام اونکی نسبت بیان ہوئے ہین اور اس سے پایا جاتا ہی کہ اسلام مین بھی لونڈی غلام کا ہونا

جائز رکھا گیا ہی مگر یہ دلیل رقیت مستقبلہ سے متعلق نہین ہوسکتی **اقول** ہم نہین جانتے
کہ مراد آپکی استقبال سے کیا ہی جہان مقام تفصیل کا ہوتا ہی وہان مغالطہ عوام کے لیے بہت سے
اجمال کو کام مین لاتے ہین اگر مراد استقبال سے استقبال بہ نسبت زمان نزول آیات
مذکورہ کے ہی تو سراسر غلط ہی چنانچہ اس شق کو ہم خود آیہ کریمہ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ
إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ سے باطل کر چکے ہین اور بہت دلیل قوی
سے یہ ثابت کر چکے ہین کہ آیات مذکورہ جنمین ملکت ایمانکم یا ایمانہم اسکے کلمات وارد ہوئے ہین
وہ مشتمل ہین اوس زمانہ پر بھی جو بہ نسبت زمانۂ نزول آیات کے ماضی تھا اور اس زمانہ پر بھی
جو مستقبل ہی اور بہ نسبت شمول و عموم ازمنہ کے آیات مذکورہ مفسر ہین اور آپنے جو ملکت کا
ترجمہ یہ کیا تھا کہ مالک ہو چکے ہین اسکی غلطی ہمنے خوب ظاہر کر دی ہی اور اگر مراد استقبال سے
استقبال بہ نسبت نزول آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً ہی تو ہر اینہ یہ آیات زمانہ
نزول سے جسقدر ازمنہ مستقبل ہین ہین اونکو متناول ہو یکین پس انتشار زمانہ کا بعد آیت
اما منا بعد و اما فداء کا بدون اسکے کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہو متصور نہین ہوسکتا
کیونکہ قبل اس آیت کے تو استثنا کسی زمانہ کا آیات مذکورہ سے پایا نہین جاتا اگر وہ آیت
نازل نہوتی تو مجتہد عصر بھی اون آیات کو جمیع ازمنۂ مستقبلہ کے لیے تسلیم فرماتے مگر
اس آیت کے نزول سے مدت حکم آیات مذکورہ کی ظاہر ہوئی اور یہی معنی ہین نسخ کے پس
اسپا ہی مدار تمام دعاوی مجتہد عصر کا رہا کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہی سو اثبات اوسکا
ذمہ مجتہد عصر کے ہی اور ہمپر یہ امر ہی کہ اثبات نسخ پر مجتہد عصر جو دلائل پیش کرین ہم اونپر جرح
کامل پیش کرین مگر مجتہد عصر ناسخ ہونے آیت مذکورہ اور منسوخ ہونے آیات مسطورہ پر ایک
دلیل بھی پیش نکر سکے اور ہمارے پاس دلائل ابطال دعوے نسخ کے بہت موجود ہین چنانچہ
عنقریب بیان اونکا آویگا **قال** اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر گئے ہین کہ قبل نزول آیت
حریت کے جسقدر لونڈی و غلام موجود تھے اون سبکو اسلام نے بطور لونڈی غلام کے

تسلیم کیا تھا **اقول** اس قدر تقریر سے تو مدعا آپ کا ثابت نہین ہوتا یہ تو ہمارا بھی دعویٰ ہی کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی غلامون کو بطور لونڈی غلامون کے تسلیم فرمایا نہ بطور احرار کے آپکے ذمہ تو اثبات اس بات کا واجب ہی کہ بعد ازان اوس تسلیم کو واسطے آیندہ کے منسوخ فرمایا گیا یہ امر آپ سے نہ پیشتر ثابت ہو سکا نہ بعد اسکے ہو سکے **قال** اور اون احکام مین کوئی لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ وہ کلمات اون سب ازمنہ کو متناول ہین جو آیات کے نزول سے پہلے تھے اور جو آیات کے نزول کے بعد آوینگے مگر بجز یہ زمانہ استقبال کا اثبات آپکے ذمہ رہا کہ وہ زمانہ مستقبلہ جو تا روز نزول آیت اما منا بعد واما فداء تک تھا اوسکو تو متناول ہی اور اوسکے بعد کو نہین خلاصہ کلام یہ کہ اگر کلمہ ملکت بمعنی ماضی بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے لیا جاویگا جیسا کہ آپنے ترجمہ کیا ہی تو قباحت مذکورہ بالا لازم آویگی اور اگر بمعنی ماضی بہ نسبت وقوع فعل کے جیسا کہ ہمنے شرح اوسکی کی ہی لیا جاویگا تو بلا قید جمیع ازمنہ مستقبلہ پر دلالت کریگا اس حالت مین جو شخص مدعی اسکا ہووے کہ یہ حکم فلانی مدت تک باقی رہا اور آیندہ کو نرہا تو اوسپر اثبات نسخ از روے دلیل شرعی کے واجب ہی اور جبتک ایسی دلیل شرعی قائم نہوگی تو وہی آیات واسطے ثبوت رقیت کے قیامت تک کافی ہین پس قول مصنف کا کہ اون احکام مین کوئی لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو غلط محض ہی اور اس استنباط کی تغلیط خود غلطی ہی **قال** استنباط دوم اللہ تعالے نے سورہ براۃ مین نسبت اون مشرکین عرب کے جنہون نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور دغا اور بدعہدی کرکے لڑائی شروع کر دی تھی یہ فرمایا فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جب مہینے جنمین لڑائی منع ہی گذر جاوین تو مشرکین کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور اونکو گھیرو اور ہر جگہ اونکی گھات مین بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ چھوڑ دو

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے **اقول** آیت مین کچھ تخصیص مشرکین عرب کی نہین اور نہ اونکی ہے
کہ جنھون نے عہد کو کے توڑ دیا تھا البتہ اسی آیت مین ان مشرکین کو جنھون نے عہد کیا تھا اور اپنے
عہد پر قایم تھے اونکی نسبت اتمام عہد کا حکم نافذ ہے اور مشرکین عرب اور غیر عرب اور مشرکین
جنھون نے عہد توڑ دیا تھا اور غیر اونکے سب اسی عموم مین داخل ہین بدلیل اذان من اللہ
ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریء من المشرکین ورسولہ
الآیہ فالعبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب احصروہم کے معنی یہ نہین ہین کہ گھیرو اونکو بلکہ
معنی اوسکے یہ ہین کہ تنگ کرو اونکو حصرہ یحصرہ کضربہ یضربہ ونصرہ ینصرہ ضیق علیہ کذا فی الصحاح القاموس
اور پکڑو اونکو مطلب اوسکا یہ ہے کہ اسیر کرو اونکو خلوا سبیلہم کے لغوی معنی یہ ہین کہ راہ اونکی خالی کرو
ولیکن بطور استعارہ کے یہ کلام تعرض نکرنے مین مستعمل ہے یعنی تعرض نکرو **قال الشاعر**
وقال کل خلیل کنت آملہ + لا الھینک انی عنک مشغول + فقلت خلوا سبیلی لا ابا لکم
فکل ما قدر الرحمن مفعول + **قال** ملا احمد جونپوری نے اس آیت کا نام آیہ استرقاق رکھا ہے اور
علماے اہل اسلام کے بڑی عمدہ رقیت پر یہ آیت ہے مگر کوئی شخص بھی جسکے دل کی آنکھین ضلالت تقلید سے
اندھی نہین ہوئی ہین کہہ نہین سکتا ہے کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہے **اقول** علماے کرام اسلام نے
رقیت کا مدار ثبوت کچھ اسی آیت پر نہین رکھا بلکہ یہ آیت تو اقتضاءً رقیت پر دلالت کرتی ہے
ماسوا اسکے چند آیات ایسے ہین کہ عبارةً رقیت پر دلالت کرتے ہین چنانچہ ہمنے اونکو اوپر
لکھا ہے اور آگے اس سے ہم اونکی شرح کرینگے مگر مجتہد عصر نے اونکو نسیاً منسیاً ایسا کر دیا کہ اونکا تذکرہ
بھی نہین کیا نبذ فریق من الذین اوتوا الکتاب کتاب اللہ وراء ظہورہم
کانہم لا یعلمون پھینک دیا ایک فریق نے اون لوگون مین سے جو دی گئی تھی کتاب خدا کی
کتاب کو اپنی پیٹھون کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہین **قال** اس آیت مین یا حکم قتل کرنیکا
یعنی لڑنے کا ہے یا قید کرنے کا یا کافرون کے رستون کے روکنے کا ہے تاکہ وہ مسلمانون پر فوج نہ لا سکین
یا شبخون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کرسکین اور اون قیدیون کو غلام لونڈی بنانے کا

کہیں فتح کر بھی نہیں انتہی مختصراً **اقول** قتل کرنیکے معنی مجتہد عصر نے لڑنا بلفظ یعنی بیان فرمائے
اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اسقدر ناواقف ہیں لغات عرب سے کہ ایسے معروف لفظ کے بھی معنی سے واقف
نہیں یا فرط تقلید گمراہوں کے سبب تحریف قرآن پر آمادہ ہیں العیاذ باللہ جناب مجتہد صاحب کیا
وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا کے یہ معنی ہیں نہ لڑے تھے اوس سے بالیقین کیا أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً
کے معنی یہ ہیں کہ کیا لڑا تو نفس زکی سے یہ لفظ تو اردو میں بھی زبان زد خلائق ہی بڑا تعجب ہی
کہ آپ سا مجتہد عصر ایسی غلطی میں پڑے کہ ایسی مشہور لفظ کے معنی خلاف واقع بیان کرے **شعر**
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد + جناب آپ تو
اوروں کی غلطیاں پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے خدا کی قدرت دیکھیے کہ کیسی غلطی فاش میں آپ ہی
پکڑے گئے **شعر** چون خدا خواہد کہ پردۂ کس درد + میلش اندر طعنۂ پاکان نہد
خیر اسکو جانے دو ایسی غلطیاں آپکی تو بیحد و بیشمار ہیں کہاں تک کوئی اونکو پکڑے گا دوسری بات
سنیے کہ تعلیل اس حصر اور گھات کی اس طور پر کہ تا کہ وہ مسلمانوں پر فوج نہ لا سکیں یا شبخون
یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نکر سکیں سراسر بیجا ہی قرآن میں یہ تعلیل اصلا نہیں اپنے دل سے مجتہد
عصر نے گھڑ لی ہی جناب مجتہد صاحب آپنی اسی منہہ سے مجتہدین اہلسنت پر در باب بیان
کرنے سبب ملکیت کے اعتراض کیا تھا جس منہہ سے آپ خود تعلیل بیجا فرماتے ہیں یہاں بھی
تو وہی الفاظ فرمایئے کہ آیا اسکے لیئے کوئی صریح نص قرآن و حدیث میں موجود ہی یا نہیں اسکا جواب
صاف ہی کہ کوئی نہیں مجتہد عصر نے اپنے دل سے گھڑی ہی اور آپ جو فرماتے ہیں کہ اون قیدیونکو
غلام اور لونڈی بنانے کا ذکر بھی نہیں ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ عبارت آیت میں استرقاق
مذکور نہیں لیکن جب آیات و احادیث صحیحہ میں استرقاق اسیروں کا وارد ہی چنانچہ بیان
اونکا کچھ اوپر گذر گیا اور آیندہ بھی آویگا پس ایک نتیجہ اسیری کا استرقاق بھی قرار پایا پس
استدلال اونکا اس آیت سے استدلال ہی ملزوم سے لازم پر اور اس قسم کا استدلال البتہ مفید
ظن ہوتا ہی بشرطیکہ کوئی دلیل اوسکی معارض نہو اور تائید اوسکی اور ادلہ شرعیہ سے پائی جاوے

علاوہ برین دیکھنا چاہیے کہ اون قیدیون کا انجام بموجب حکم شارع کے کیا ہوا آیا فدیہ لیکر چھوڑ دیے گئے یا بلا فدیہ ہی چھوڑ دیے گئے یا قتل کیے گئے یا لونڈی غلام بنائے گئے یا کوئی اور صورت مدینہ منورہ مین چلنا تھا کہ اونمین سے کسیکا دیا دائمی محبوس رکھنا غرضکہ جیسا کہ شارع نے اونکے ساتھہ کیا ہو اسیکو حکم تشریعی اور حکم خدا سمجھنا چاہیے اور چونکہ ہم اوپر یہ شرط ٹھہرا چکے ہین کہ اس بحث مین ہم اتباع کسی مفسر کا نہ کرینگے اور مصنف اول ہی مین یہ شرط قرار دے چکے ہین کہ بجز خدا اور رسول کے کسیکی تقلید نہ کرینگے پس ہمکو توجہ بطرف عبارات تفاسیر منقولہ مصنف کے ضرور نہین **قال** استنباط سوم **وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ** الخ استنباط چہارم قولہ تعالی **وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ** ان دونون آیتون کا بیان ہم دوسرے باب مین بہ بحث بیان لفظ ملکت بخوبی کر چکے ہین اور بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ ان آیتون سے استرقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہے **اقول** ہمنے اور بھی یہ بات بخوبی ثابت کر دی ہے کہ آپنے اپنی خواہش نفسانی کے سبب ان آیات کے معانی مین صرح تحریف کی ہے اور جسقدر آپنے لکھا ہے سب خلاف لغت اور خلاف محاورہ عرب اپنے جی سے گھڑ کر لکھا ہے اور جو کچھہ کہ آپنے وہان لکھا ہے محض بتقلید ایک قول ضعیف کے جو فخر رازی نے نقل کیا ہے لکھا ہے کہ کسیطرح پر اسکے قائل نہین ہین کچھہ بھی التفات اوسپر کیا جاوے **قال** استنباط پنجم بخاری اور مسلم مین یہ حدیث ہے کہ سئل رسول اللہ صلعم من اهل الدیار یبیتون من المشرکین فیصاب من نساءهم وذراریهم قال هم منهم وفی روایة هم من آبائهم **اقول** ہمارے کسی فقیہ نے اس سے استدلال نہین کیا خود مصنف نے جو قول قاضی کا اسکی تفسیر مین لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ وہ مراد استرقاق مین شک کرتے ہین پس ہمکو اسمین کچھہ بحث ضرور نہین **قال** استنباط ششم ترمذی اور ابو داود مین ہے عن سمرة بن جندب عن النبی صلعم قال اقتلوا شیوخ المشرکین واستحیوا شرخهم ای صبیانهم پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی عمر کی مشرکون کو مار ڈالو اور اونکے بیٹیون یعنی بچون کو

زندہ رکھو **اقول** کلام اس حدیث مین وہی ہی جو استنباط دوم مین ہی پس ہم اسمین بھی
زیادہ بحث کی ضرورت نہین جانتے **قال** استنباط ہفتم سب بڑا استدلال علماے
اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہی اگر یہہ ہو تو آمنّا
وصدقنا ہماری سر آنکھون پر مگر ہمکو اس بات سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ایسا کیا
انکار ہی **اقول** آمنا وصدقنا تو آپکی صرف زبان ہی پر ہی ورنہ استرقاق کے معاملہ مین تو
آپکو سب انبیا پر اعتراض ہی خصوصًا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اس معاملہ مین پابند
رسم جاہلیت بصراحت کہتے ہین سه جامی چہ لاف میزنی از پاک دامنی ٭ بر خرقہ تو اینہمہ داغ
شراب چیست ٭ مگر جائز رکھنے استرقاق کا جو آپ انکار کرتے ہین آپکا انکار بیجا ہی سب احادیث
صحیحہ سے استرقاق جیسا کچھ ثابت ہی چنانچہ چند احادیث کا بیان اوپر ہو چکا ہی اور چند احادیث
اور بھی ہین کہ ہم قریب تر انکو ذکر کرینگے اور بعد ثبوت کے انکار امر ثابت کا مقبول نہین **قال**
اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہی اول اسپر کہ قرآن مجید مین جہاد کے
قیدیون کے لونڈی و غلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہی یا نہین **اقول** نفس ثبوت اسپر اصلا محض
نہین جائز ہی کہ وہ حکم قرآن مین ابتدا مین ہوا اور بعد اوسکے باحادیث مشہورہ منسوخ ہو گیا ہو
قال کیونکہ اگر ہو تو اوس کے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا **اقول** اس دلیل سے
تقریب تمام نہین ہوتی ممکن ہی کہ بسبب نسخ کے ایسا ظہور مین آیا ہو **قال** دوسرے اسپر کہ اگر
کوئی ایسا حکم قرآن مین موجود ہو تو اسبات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اسکے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا ہی کیونکہ یہی فعل منشای استنباط مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی **اقول**
یہ بات مسلم ہی اگر بالفرض قرآن مین کوئی حکم وارد ہوا اور اوسکے ورود کے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے معارض ایسا ثابت ہو کہ توفیق دونون مین نہو سکتی ہو تو بیشک حکم
اول کو بسبب فعل و قول صاحب وحی کے منسوخ سمجھکر حکم ثانی کو محکم اور نافذ سمجھنا واجب ہوگا
قال تیسرے اس امر پر کہ اگر کسی وقت کوئی فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برخلاف اس حکم کے

ہوا ہی تو وہ قبل اسکے ہوا ہی یا بعد اسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہی تو وہ فعل مقتضا استنباط کسی مسئلہ شرعی کا نہین ہو سکتا **اقول** بیان اسکا مطابق امر واقعی کے ہی چونکہ یہ استنباط مبنی بر قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پس اول بحث ہمین چاہیے تھی کہ آیا ایسا ثابت ہی یا نہین کیونکہ ہم مدعی ثبوت ہین اور مجتہد عصر منکر ہین پس اول مجتہد عصر کو عدم ثبوت مین گفتگو کرنی لازم تھی اور تعارض آیت سے اور یہ بھی پاس سے کہ یہ افعال اور اقوال نزول آیت سے پیشتر کی ہین یا بعد کے بعد اوسکے بحث کی جاتی مگر مجتہد صاحب برعکس چلے خیر کچھ مضائقہ نہین اونھین کی خوشی سہی **قال** باب پنجم اس بات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کی لونڈی غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہی جسکو ہم آیت حریت کہتے ہین **اقول** کوئی ایسا حکم موجود نہین کہ جس سے غلام بنانا سمجھا جاتا ہو یا اوس سے تحریر رقیقون کی لازم آوے اور اوس بنا پر کوئی اوسکو آیت حریت کہہ سکے **قال** قال اللہ تبارک وتعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْھُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ جب تم مقابل ہو کافرون سے تو اونکی گردنین کاٹو جبکہ تم اونپر گھسان کر چکو تو اونکو قید کر لو پھر قید کرنیکے بعد یا تو اونپر احسان رکھکر یا اونسے فدیہ لیکر چھوڑ دو

اقول چونکہ تمامتر استدلال مجتہد عصر کا آیہ کریمہ اذا لقیتم الذین کفروا الآیہ سے ہی اور مدار اونکے استنباط کا اوسی آیت پر ہی پس ضرور ہوا کہ ہم قبل اس سے کہ استدلال او استنباط مجتہد عصر مین کچھ کلام کرین ایک مقدمہ ترتیب دین کہ جسمین بیان دلالت آیت کا اوپر طریق اصولیین اور بیان معنی اوسکا موافق قول ائمہ لغت او نحاۃ اور اہل صناعت یعنی منطقیین کے مشرح لکھا جاوے **مقدمہ** یہ مقدمہ مشتمل ہی اوپر تین فصل کے **فصل** اول بیان دلالت آیت مین اوپر طریق اصولیین کے اور اسمین تین مقصد ہین **مقصد اول**

قال اللہ تعالی فَاِذَا لَقِیْتُمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰی اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْھُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً جب ملاقی ہو تم اون لوگون سے

جو کافر ہو گئے ہین تو مارنا ہی گردنو نکا یہان تک کہ جب خوب مجروح کر چکو اونکو تو محکم کرو بند اونکے تب اختیار رکھتے ہو کہ یا احسان کرو بعد کو یا فدیہ لو یعنی من و فدا قبل از اثخان تو جائز ہی نہین بعد از اثخان تمکو اختیار دیا گیا چاہو اونپر احسان کرو چاہو فدیہ لو کلمہ بعد سے جو آیت مین واقع ہی ظاہر ہی کہ قبل از اثخان من و فدا محظور ہین چنانچہ آیت وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ سوید اس مدعا کے ہی اور نہایت اس خطر کے موقع اثخان ہی اور چونکہ مطابق اقوال مفسرین رحمہم اللہ تعالے اور اعتراف جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کے کلمہ امّا اس آیت مین واسطے تخییر کے ہی تو یہ تخییر ہی بعد از اثخان کے درمیان اون دو شیئون کے جو قبل از اثخان محظور تھین یعنی جب تک اثخان پایا نہ جاوے تب تک من و فدا محظور ہین بعد وجود اثخان اون دونون امرون مین جو پیش از اثخان محظور ہین اختیار دیا گیا کہ چاہو احسان کھنا اختیار کرو چاہو فدیہ لینا **مقصد دوم** اس آیت مین ضمیر منصوب اثخنتموہم جو بدکور ہی اور ضمائر مجرور مقدرہ یعنی اضربوا رقابہم و شدوا وثاقہم تمنون علیہم و تفدون منہم یہ سب ضمائر راجع ہین طرف الذین کفروا کے جو مفعول لقیتم واقع ہی یعنی طرف مفعول لقیتم کے پس ظاہر ہوا کہ یہ آیت خاص مقاتلین سے متعلق ہی نہ سبایا عورات و ذراری سے کہ جنکی نسبت ضرب رقاب اور اثخان کی ممانعت ہی **مقصد سوم** آیت کریمہ سے بہت صاف واضح ہی کہ محل من و فدا کی وہی مثخنین ہین جو بعد از اثخان شد و وثاق ہوئے ہون چنانچہ خود مجتہد بھی آگے چلکر بحث منسوخی آیت من و فدا مین فرماتے ہین کہ آیۂ من و فدا بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی جو قید ہو گئے ہون اور اوٹھنے پہ قادر ہون بنا ہی مقصد اول ہم کہتے ہین کہ اصول مین مبرہن ہو چکا ہی کہ تخییر بین الشیئین یا اشیا صرف اوس حالت مین مفید حصر ہوتی ہی جب کہ وہ دونون شی یا اشیا معین ہون اور چونکہ یہ بات یہان ثابت ہی

کہ اس آیت مین تخییر بین الواجبین نہین بلکہ تخییر بعد وجود امتحان ہی درمیان اون دو شیئون کے
کہ قبل از امتحان محظور رہین پس یہ تخییر کسیطرح سے مفید حصر نہین ہو سکتی بعید نہین کہ کوئی
شخص ناواقف حقیقت علم اصول فقہ سے یہ کہنے لگے کہ ہم تم اصول کی ڈھکوسلون کو
تسلیم نہین کرتے ہر چند کہ یہ کہنا ہی اوسکا دلیل جاہلی اوسکی بے علمی پر ہی کیونکہ مسائل اصول کے
برہانی ہین مگر پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس مسئلہ اصول کے دلیل عقلی بطور اختصار
کے اسجگہہ لکھون اور وہ یہ ہی کہ وجوب بدون ایجاب کے متحقق نہین ہو سکتا اور تخییر اور ایجاب متحد
المفہوم نہین اور نہ باہم متلازمان ہین اور ہرگاہ کہ مجرد تخییر عین ایجاب نہین نہ مستلزم
ایجاب ہی پس مجرد تخییر سے ایجاب ثابت نہین ہو سکتا ہی ہان اگر وجوب دونون شیئون
یا اشیا کا ثابت ہو چکا ہو اور پھر اونکے درمیان مین حکم تخییر نافذ ہو تو بلا شک شبہ وہ تخییر
بسبب وجوب ثابت کے مفید حصر کے ہو گی کیونکہ اس حالت مین اگر مفید حصر نہو تو سوا ان
دو شیئون یا اشیاے واجبہ کے اور ایک شی کا وقوع بھی جائز ہوا اور جب ارتفاع اشیاے مخیرہ کا
اور اور اشیا کا وقوع بھی جائز ہوا تو وجوب اشیاے مخیرہ کا باقی نرہا ہذا خلف لیکن یہ دلیل
تخییر بعد الحظر مین جاری نہین ہو سکتی کیونکہ جواز وقوع شی ثالث اور ارتفاع
اشیاے مخیرہ کا منافی اوسکا نہین ہی کہ دو شیئین جو پیشتر محظور تھین بعد از حدوث
کسی امر کے اونمین حکم تخییر کا نافذ ہوا ممکن ہی کہ قبل از وجود کسی قید یا شرط یا سبب
یا علت کے بعض اشیا جائز ہون اور بعض محظور ہون اور بعد از وجود قید و شرط مجوزہ
کے وہ اشیا جو جائز تھین بدستور جائز رہین اور جو اشیا کہ محظور تھین اونمین بھی
حکم تخییر کا نافذ ہو دیکھو ہوازن کو قبل از حکم تخییر بجز ترک سبایا اور اموال کے لینا
مال یا سبایا کا کسیطرح جایز نہ تھا بعد از نفاذ حکم اختاروا احدی الطائفتین اما
السبی واما الاموال اگرچہ اختیار لینے ایک شی کا منجملہ اموال و سبایا کے ثابت ہوا
مگر امر ثالث یعنی ترک دونون شیئون کا جو پیشتر محظور تھا اب بھی ممنوع نہوا اور یہ تخییر

منافی اوس ترک کی نہ ہوئی یہ ہی وجوہ ہین کہ خود پیغمبر صلعم اور اونکے اصحاب اور جمیع اہل قرون مابعد کے علمائے اعلام اور زبان دانان عرب نے آجتک اس آیۃ کو مثبت حصر کا درمیان من و فدا اور موجب حرمت استرقاق و قتل کا نہین سمجھا اور استدلال قائل سلمہ اللہ تعالی کا اس آیۃ سے تمامتر مبنی ہی اوپر عدم واقفیت کے زبان عرب اور ضوابط و اصول استنباط احکام کے الغرض آیۃ متلوہ کسی طرح پر مثبت حصر نہین اور اگر ہم حصر مزعومہ جناب قائل کو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کر لین تب بھی بحکم مقصد دوم مخصوص ہی ساتھہ مقاتلین کے اور سبایا و ذراری اور عورات سے اصلا متعلق نہین اور بحکم مقصد ثالث منجملہ مقاتلین کے بھی مثخنین سے تعلق رکھتا ہی نہ غیر مثخنین سے اور بسبب خصوص تعلق کے عموما حکم عدم جواز استرقاق کا جیسا کہ مزعوم جناب قائل سلمہ اللہ تعالی کا ہی ہرگز ہرگز ثابت نہین ہوتا

فصل دوم دربیان تفصیل کلمہ اما اور اوسکے بموجب لغت عرب اور طرق استعمال کے مخفی نرہے کہ اَو اور اِمّا دونون کے ایک معنی ہین صحاح اما بالکسر والتشدید حرف عطف بمنزلۃ أو في جميع احكامها الا في وجه واحد وهو انك تبتدي في او متيقنا ثم يدركك الشك واما تبتدي بها شاكا فلا بد من تكريرها یعنی کلمہ اما بکسر ہمزہ و تشدید میم حرف عطف کا ہی بمنزلہ اَو کے ہی سب احکام مین مگر ایک وجہ مین اور وہ یہ ہی کہ تو اومین شروع کریگا بطور یقین کے پھر پہونچیگا تجکو شک اور اما مین شروع ہی شک کے ساتھہ ہوگا اور ضرور پڑیگا مکرر لانا اِمّا کا خلاصہ یہ ہی کہ ابتدا سے کلام مین شروع بلفظ اَو نہین ہوتا معطوف علیہ اَو لایا جاتا ہی اور اِمّا مین معطوف اور معطوف علیہ دونون پر حرف اما لانا واجب ہی بحر بحث اَو مین لکھتا ہی اَو حرف اذا دخل على الخبر دل على الشك والابهام واذا دخل على الامر والنهي دل على التخيير كقولك كل السمك او اشرب اللبن اى لا تجمع بينهما ولا بلغ كقولك جالس الحسن او ابن سيرين یعنی اَو حرف ہی کہ جب خبر پر داخل ہوتا ہی تو دلالت کرتا ہی شک پر اور ابہام پر اور جب داخل ہوتا ہی امر و نہی پر تو دلالت کرتا ہی اوپر تخییر کے مانند قول تیرے کے کل السمک او اشرب اللبن کہا تو مچھلی کو یا پی دودھ کو یعنی جمع نہ کر درمیان انکے

اور بھی دلالت کرتا ہے اباحت پر جیسے جالس الحسن او ابن سیرین مجالست کر تو حسن کے ساتھ یا ابن
سیرین کے ساتھ فی القاموس اِمّا تردُ لمعانٍ للشک کجاءنی اما زید واما عمرو اذا لم تعلم
الجائی منهما والابهام کاما یعذبهم واما یتوب علیهم والتخییر اما ان تعذب واما
ان تتخذ فیهم حسنًا والاباحة تعلم اما فقها واما نحوًا یعنی اما کئی معنون کے لیے
آتا ہے واسطے شک کے جیسے آیا زید یا عمرو جب کہ آنے والا معلوم نہو اور ابہام کے یعنی مخاطب
کو وہم مین ڈالنے کے لیے اور واسطے تخییر کے جیسے یا یہ کہ عذاب دے تو اونکو یا یہ کہ لے اونمین
بھلائی اور اباحت کے واسطے جیسے سیکھ تو یا فقہ کو یا نحو کو ابن ہشام مغنی اللبیب مین لکھتے ہین
لاما خمسة معانٍ احدها الشک والثانی الابهام والثالث التخییر والرابع الاباحة
والخامس التفصیل اما کے پانچ معنی ہین ایک شک دوسرے ابہام تیسرے تخییر چوتھے
اباحت پانچوین تفصیل اور بحث او مین تخییر کی یہ شرح کی ہے کہ ما یمتنع فیه الجمع نحو تزوج
هندًا او اختها وخذ من مالی درهمًا او دینارًا تخییر اوسکو کہتے ہین کہ جسمین جمع نہو سکتی ہو
جیسے کہ کہا جاوے کہ نکاح کر یا ہند کو یا اوسکی بہن کو اور لے میرے مال مین سے یا درم یا دینار
اور اباحت کی شرح کی ہے ما یجوز فیه الجمع اباحت وہ ہے کہ جسمین جمع جائز ہو اور یہ اقوال
اونکے مطابق محاورۂ عرب کے ہین چنانچہ اون مثالون سے جو اونھون نے لکھی ہین اور بھی امثلہ
ذیل سے یہ بات ثابت ہے حدیث وفد ہوازن مین جسکا بیان آگے آویگا یہ کلمات ہین قال
رسول الله صلعم اختاروا احدی الطائفتین اما السبی واما المال فرمایا رسول اللہ صلعم نے
اختیار کرو ایک کو دونون مین سے یا مال کو یا قیدیون کو دیکھو اسکا مطلب یہ نہین ہے کہ ان
دونون کے سوا تیسری صورت ممنوع ہے کیونکہ اگر وے لوگ دونون مین سے ایک بھی نہ لیتے
بلکہ دونون کو چھوڑ دیتے تو اونکا حق تھا شرعًا او نپر کچھ واجب نتھا کہ چھوڑ دینے کی حق کو
قبول نکرین بلکہ مطلب یہ ہے کہ مجموعةً دونون چیزین تمکو نہ ملین گی صحیح بخاری مین کتاب الدیات
مین قول افصح العرب صلعم منقول ہے من قتل له قتیل فهو بخیر النظرین اما ان یودی واما یقاد

دیکھو باتفاق علما اور بحکم قرآن سوا ان دونون شقون یعنی سوا دیت اور قصاص کے
تیسری صورت عفو کی بھی مشروع ہی اور حصر ونھین دونون صورتون مین نہین ہی دوسری حدیث
مین فیروز دیلمی اپنے باپ سے روایت کرتا ہی کہ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انی اسلمت وتحتی اختان قال اختر ایتھما شئت کہا فیروز دیلمی کے باپ نے کہ کہا مینے اے
رسول اللہ صلعم مین اسلام لایا اور میرے نکاح مین دو بہنین ہین یعنی دو عورتین ہین کہ ایک
دوسرے کی بہن ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے اختیار کر تو ان دونون مین سے جسکو چاہے دیکھو
یہان یہ مراد نہین ہی کہ تیسری صورت ممنوع ہی بلکہ اوسکو جائز تھا کہ دونون کو چھوڑ دیتا بلکہ مقصد
یہ ہی کہ جمع دونون مین ممنوع ہی اسی طرح پر اس قسم کے کلام مین اکثر مراد تخییر بمعنی مانعۃ الجمع
ہوتی ہی چنانچہ ایک حدیث مین وارد ہی من قتل متعمدًا دفع الی اولیاء المقتول فان شاءوا قتلوا
وان شاءوا اخذوا الدیۃ یعنی جسنے مار ڈالا کسیکو عمدًا تو وہ سونپ دیا جاویگا مقتول
کے وارثون کو اگر وے چاہین تو اوسکو مار ڈالین اور اگر چاہین تو خون بہا لین دیکھو
یہان سے یہ مراد نہین کہ انھین دونون صورتون مین حصر ہو گیا بلکہ اونکو ایک تیسری بات کا بھی
اختیار ہی کہ عفو کر کے چھوڑ دین خلاصہ کلام یہ ہی کہ امّا اور اَو واسطے احد الامرین یا احد الامور
کے ہی چنانچہ شریف رضی لکھتے ہین ینبغی ان یعرف ان جواز الجمع بین الامرین فی تعلّم
الفقہ او النحو لم یفہم من اِمّا و اَو بل لیست ھی الا لاحد الشیئین فی کل موضع و انما
استفیدت الاباحۃ مما قبلھا و مما بعدھا و اما کلا لتہا فی الاباحۃ او فی التخییر علی
احد الشیئین فھی علی السواء بل معانی الشک والابہام والتفصیل والتخییر والاباحۃ
جمیعًا لیست مما استفید من اَو و امّا و دلت علیہ اذ ھی لا تدل فی جمیع مواقعھا الا علی
احد الشیئین او الاشیاء و تلک المعانی المذکورۃ تعرض للکلام اما من قبل اَو بل من قبل
اشیاء اخر اس بیان سے ظاہر ہوا کہ دلالت امّا اور اَو کی اوپر شک اور ابہام وغیرہا کے
بالذات نہین بلکہ امّا اور اَو درباب دلالت کے اوپر معنی مذکورہ کے محتاج قیام قرائن کے ہین

اور جہان کہین کلام شارع مین واقع ہونگے تو درباب ارادہ کسی معنی کے معانی مذکورہ سے بسبب اجمال کے ہر آئینہ محتاج بیان شارع اور قیام قرائن شرعیہ کے ہونگے پس ما نحن فیہ مین نظر کرنا چاہیے کہ آیا قرائن تخییر یعنی منع جمع کے قائم ہین یا منع خلو کے مجتہد عصر کے بیان سے کوئی قرینہ منع خلو کا پایا نہین جاتا اور واقع مین بھی کوئی قرینہ منع خلو کا موجود نہین البتہ قرائن تخییر یعنی منع جمع کے موجود ہین اولاً یہ کہ جواز قتل و استرقاق باقرار خصم پیش از ورود اس آیت کے بھی ثابت ہی اور وہ جواز جو سابق سے تھا اوسکی نسخ کے واسطے کوئی نص بزعم خصم بھی موجود نہین پس کلمۂ امّا معارض اوس جواز کا نہین ہوسکتا اور منسوخ ہونا جواز سابقہ کا از روے کسی نص صریح کے قرینہ اسپر ہی کہ کلمۂ امّا آیت ما نحن فیہا مین بمعنی تخییر ہی نہ بمعنی منع خلو ثانیاً ہمنے پیشتر ثابت کردیا ہی اور آیندہ بھی خوب ثابت کر دینگے کہ جواز قتل و استرقاق کا تا روز وفات پیغمبر صلعم کے باقی رہا اور اوسپر عمل ہوتا رہا پس یہ معاملہ حضرت پیغمبر صلعم کا قولاً و فعلاً ہر آئینہ بیان اوس اجمال کا ہوگیا اور کلمۂ امّا درباب ارادہ معنی تخییر کے مفسر اور متعین ہوگیا ثالثاً آیات قرآنی جو اس کتاب مین ہمنے نقل کیے ہین اور اون سے قتل اور استرقاق بتصریح تمام واضح ہی مفسر اسکے ہین کہ کلمۂ امّا واسطے تخییر یعنی منع جمع کی ہی پس گاہ کہ مدار اوپر دیگر قرائن اور وجوہ کے ہی تو قرائن و وجوہ مؤید دعوی مجتہد کے کچھ نہین بلکہ بطلان دعوی مجتہد پر قرائن و دلائل قائم ہین پس اس صورت مین یہ آیت کسی طرح پر مثبت دعوی مجتہد کی نہین ہوسکتی اور ارادہ حصر کا کلمۂ امّا سے ممنوع ہی اور ادعا اسکا کہ کلمۂ امّا بالذات واسطے حصر کے ہی سراسر ناواقفی لغت عرب سے ہی یا کمال تغافل ہی

فصل سوم

دربیان طریق سبرجن اہل صناعہ یعنی منطقیین کے المنفصلة ما حکم فیہا بمعاندة قضیة لاخری اما ثبوتاً و انتفاءً و یسمی حقیقیة او ثبوتاً فقط و یسمی مانعة للجمع او انتفاءً فقط و یسمی مانعة الخلو یعنی قضیۂ منفصلہ مثل اوسکے کہ جسمین بحث ہی) وہ ہی جسمین حکم کیا جاوے معاندة ایک قضیہ کا دوسرے کے ساتھ ثبوتاً و انتفاءً اسکا نام ہی منفصلۂ حقیقیہ امثال اسکی

یہ ہی کہ زید اما عالم و اما غیر عالم اس مثال مین معاندت ثبوتاً اور انتفاءً ہی کہ نہ یہ ہو سکتا ہی
کہ زید عالم بھی ہو اور غیر عالم بھی اور نہ یہ ہو سکتا ہی کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا ثبوتاً ہی
فقط اسکا نام مانعۃ الجمع ہی (مثال اسکی یہ ہی ہذا الشی اما فرس و اما حجر یہ تو نہین ہو سکتا کہ وہ چیز
گھوڑا بھی ہو اور پتھر بھی ہو مگر یہ ہو سکتا ہی کہ دونون مین سے کچھ بھی نہو) یا انتفاءً ہی فقط
اسکا نام مانعۃ الخلو ہی (مثال اسکی یہ ہی کہ ہذا الشی اما غیر انسان و اما غیر حیوان جمع ممکن ہی کہ مثلاً
پتھر ہو تو غیر انسان بھی ہی اور غیر حیوان بھی ہی مگر خلو ممکن نہین پس تحقیق مذکورۂ بالا سے ثابت
ہوا کہ لفظ اما منجملہ چند معانی کے معنی تخییر مین بھی مستعمل ہی اور یہی معنی اوسکے مجتہد عصر نے
اختیار فرمائے ہین چنانچہ اخیر صفحہ ۱۳۲ مین وہ لکھتے ہین کہ یہی معنی علماے اسلام نے
بھی تسلیم کیے ہین اور حوالہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ کا دیتے ہین کہ جنہین بتصریح تمام اس اما
کو واسطے تخییر کے لکھا ہی اور تحقیق مرقومہ بالا سے یہ بھی ثابت ہو چکا کہ معنی تخییر کے منع
الجمع ہین یعنی یہان اما مادۂ منع الجمع مین مستعمل ہی جب یہ سب امور تحقق ہو چکے تو صحیح ترجمہ
آیت کا یہ ہی کہ بعد مشکین باندھ لینے کے تمکو اختیار ہوگا چاہو اونپر احسان رکھو گے چاہو اونسے
فدیہ لوگے غرض کہ چھوڑ دینا اور فدیہ لینا تمھارے اختیار پر مفوض فرمایا ہی نہ یہ کہ تم پر
واجب گردانا ہی پس اب مجتہد عصر فرماوین کہ وے منع الجمع سے منع الخلو پر کس طرح استدلال
کرتے ہین اونکا تو استدلال تمامتر اس بات پر مبنی ہی کہ قضیہ اما منّاً بعد و اما فداءً مانعۃ
الخلو ہی کہ ان دو شقون کے سوا ای تیسری ممنوع ہی حالانکہ خود اما کو بمعنی تخییر یعنی مانع الجمع
کی تسلیم فرماتے ہین اور چونکہ مانع الجمع مستلزم مانعۃ الخلو کی نہین چنانچہ مثالہٗ مذکور سے ثابت
ہی پس خود باعتراف مجتہد عصر کے دعوی اونکا سراسر غلط اور باطل ہو گیا والحمد للہ رب
العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد وآلہ و اصحابہ و اتباعہ اجمعین جب ہم خود اعتراف اور
تصریح مجتہد عصر سے اپنا دعوی ثابت کر چکے تو ہمکو کچھ ضرورت نہ تھی کہ مجتہد عصر کے اقوال
کی طرف کچھ بھی توجہ کرین مگر تشحیذ اللاذہان کچھ توجہ کرتے ہین **قولہ** قال اللہ تبارک و تعالے

الی قولہ یا احسان رکھکر چھوڑ دو **اقول** دیکھو اس آیت مین نہ آزاد کرنے رقیقون کا حکم ہی اور نہ
ممانعت استرقاق ثابت ہوتی ہی البتہ اختیار فدیہ لینے کا مقاتلین مثخنین سے یا احسان رکھنے کا
اونپر ثابت ہی مگر ثبوت اختیارین وفدا مذکور کا مستلزم ممانعت استرقاق کا بالعموم یا بالخصوص
اور بھی مستلزم ممانعت قتل اسیرون کا نہین ہی ہان یہ بات اوس صورت مین لازم آتی کہ اما
بجز معانی منع خلو کے اور کسی معنی مین مستعمل نہوتا اوسوقت مین البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان دو
حال سے خالی نہین کہ یا احسان کرو یا فدیہ لو حالانکہ یہ امر غیر مسلم ہی چنانچہ بیان اوسکا
مقدمہ مین مفصل گذر چکا **قال** اور لفظ اِنّما اور اِمّا کا حصر کے لیے آتا ہی **اقول** اسی سے
صاف ظاہر ہی کہ مجتہد عصر زبان عرب سے کچھہ بھی واقف نہین کہان اِنّما کہان اِمّا واقع مین
اِنّما منجملہ الفاظ قصر کے ہی کہ فائدہ قصر الصفۃ علی الموصوف یا قصر الموصوف علی الصفۃ
کا بطریق قصر حقیقی یا قصر اضافی کے دیتا ہی مگر آج تک کسی نحوی نے یا کسی عالم لغت نے
یہ نہین کہا کہ اِمّا بھی بمعنی قصر وحصر کے آتا ہی علماے معانی نے بھی اوسکو منجملہ الفاظ قصر
کے نہین لکھا اگر کسی نے ایسا لکھا ہو تو بیان فرماوین ورنہ مصرعہ مقالات بیہودہ طبل
تہی ست ﴿و﴾ دیکھیے کہ یہ قول ہمارا زید اِمّا قائمٌ واما قاعدٌ مستلزم منع خلو بالانفصال
حقیقی کا نہین ہو سکتا کیونکہ یہ کلام اوپر منع جمع کے محمول ہو سکتا ہی لیکن جب ہم یہ
کہینگے اِنّما زید اِمّا قائمٌ او قاعدٌ تو بیشک فائدہ قصر کا دیگا اور خلو ممتنع ہوگا نظیر اسکی
انا الذائد الحامي الذمار وانما يدافع عن احسابهم انا او مثلي پس اِمّا یا او کو
بالذات مانند اِنّما کے مفید حصر وقصر سمجھنا تمامتر ناواقفی مجتہد کی علم لغت عرب سے ہی
اگر درحقیقت حرف تردید مفید قصر ہوتا تو پھر حرف قصر کا اوسپر داخل کرنا جیسا کہ شعر مذکورہ بالا
مین واقع ہوا جائز نہوتا کیونکہ جمع ہونا دو کلمہ قصر کا ایک دیگر جائز نہین اور کلام عرب مین
کہین پایا نہین گیا اور اس آیت مین تو کسی طرح پر حصر کا دعوی صحیح ہی نہین سکتا کیونکہ
جب چھوڑ دینا واجب ٹھہرا تو وے لوگ فدیہ کیون دینگے اور سے سو مال اپنا کیون صرف

کرینگے پس لامحالہ ضرور ہوا کہ احسان رکھکر چھوڑ دیے جاوین یا کوئی تیسری صورت نکلے
صورت اول پر تو تخییر باطل ہوگئی کہ ہمکو بجز احسان رکھکر چھوڑ دینے کے اور کچھہ اختیار ہی
نہین رہا اور صورت ثانی مین ہمارا مدعا ثابت ہوا اور حصر باطل ہوگیا وہو المطلوب علاوہ
بران یہ معنی حصر تمامتر مخالف آئین سیاست اور منافی عقل کے ہین اسلیے کہ مثلاً ایسی واقعہ
واقع ہو اکہ جمعیت کفار کی بہت کثرت سے ہی اور اونمین سے ایک جماعت کثیر مدبران جنگ
آزمودہ صناوید کہ جنکے مارے جانے سے برہمی جماعت کفار مظنون و متیقن ہی بعد مقابلے
کے اور جد و جہد کثیر کے کسی تدبیر سے گرفتار ہوگئے تو آیا عقل سلیم اور آئین سیاست
مقتضی اسکا ہی کہ اوس جماعت کو چھوڑ دیا جاوے اور جماعت محاربین کو خود اپنے عمل سے
مدد دیکر غالب کر لیا جاوے یہ بات تو ہرگز ہرگز کوئی صاحب عقل پسند نہ کریگا **قال** یعنی
عربی زبان کا یہ قاعدہ ہی کہ جب کوئی حکم اس طرح پر دیا جاوے کہ یا یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونو
مین سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا
اقول کسی قاعدہ دان کا قول اپنے ادعاے باطل پر سند لاتے تو ہم اوسکی طرف توجہ
بھی کرتے دیکھو ہمنے اپنے مدعا پر کسقدر سندین اقوال ائمہ نحاۃ و لغت اور نظائر کلام
عرب کی پیش کین ہین آپسے تو ایک بھی سند نہ لائی گئی پھر آپ کس موہنہ سے ایسا دعویٰ باطل
پیش کرتے ہین دیکھیے کہ ذو القرنین کو اختیار دیا گیا کہ چاہو اون لوگون کو عموماً تعذیب
کرو چاہو اون لوگون مین عموماً اپنا احسان رکھو اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ
حُسْنًا مگر چونکہ یہ تخییر تھی اسلیے اوسنے تیسری صورت اختیار کی کہ دونون صورتو تخییر علاوہ
تھی یعنی بعض کی تعذیب اور بعض کی اوپر احسان چنانچہ بتصریح اوسکا ذکر قرآن مجید مین مذکور
ہی قال تعالیٰ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا
وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ا۟لْحُسْنٰى کہ جو ظالم ہوا تو اوسکو ہم عذاب دینگے
پھر وہ پھیرا جاویگا اپنے رب کی طرف پس عذاب دیگا اوسکو سخت عذاب اور جو ایمان لاو

اور نیک کام کریگا تو جزا اوسکے لیے احسان کی ہی علاوہ بران آیت مین تو یہ حکم نہین کہ یا
فدیہ لیلو یا احسان رکھو بلکہ باقتضای تخییر معنی آیت کے یہ ہین کہ بعد اسکے تمکو اختیار ہوگا چاہو
فدیہ لو چاہو احسان رکھو مجتہد جو یہ کہتے ہین کہ ایسی صورت مین ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی صاف
غلط ہی جالس الحسن او ابن سیرین کے باتفاق اہل زبان اور نحاۃ کے یہ معنی نہین کہ جمع
درمیان مجالسہ حسن اور ابن سیرین کے ممنوع ہی اور صرف مجالسہ ساتھ ایک ہی کے واجب
ہی اور ایسی ہی اِمَّا کُلِ السَّمَکَ و اما اشرب اللبن کے یہ معنی نہین کہ ان دونون مین سے ایک کا
کھانا واجب ہی بلکہ باتفاق اہل زبان و نحاۃ کے مراد یہ ہی کہ جمع نہ کر ان دونون مین غرض کہ
تقریر مجتہد کی مبنی اوپر ناواقفی کی زبان عرب سے ہی اور تحقیق اس باب مین وہی ہی جو
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ارادہ منع جمع و منع خلو اور انفصال حقیقی کا صرف اوپر قرائن کے ہی
کلمہ اِمَّا اور اَوْ ان معانی مین سے بالذات کسی معنی پر دلالت نہین کرتا **قال** پس اس آیت
کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا ہی نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہی اور بجز
اسکے کہ منّا یا فداءً چھوڑ دیا جاوے اور کچھ اوسکے ساتھ نہین ہو سکتا **اقول** اول تو
یہ کلیہ مجتہد کا بر بناء تمہیدات مجتہد و ہر بھی غلط ہی کیونکہ آیت متلوہ صرف مقاتلین مثخنین سے
علاقہ رکھتی ہی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا غایۃ الامر بفرض تمہیدات مجتہد و ہر بھی استقدر ہی کہ اس
آیت کے بعد کوئی قیدی منجملہ مقاتلین مثخنین کے نہ قتل ہو سکتا ہی نہ رقیق بنایا جا سکتا ہی
ثانیاً اگر درحقیقت ایسا ہوتا کہ اوس آیت سے حکم ایجاب انحصار کا دونون شقون مذکور
مین پیغمبر خدا صلعم سمجھتے تو وقع مین کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا نہ رقیق بنایا جاتا لیکن چونکہ ایام
غزوہ ہوازن مین جو بعد فتح مکہ کے ہی سلمہ بن اکوع نے ایک شخص کو کفار مین سے گرفتار کرکے
بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا ابن خطل جسنی استار کعبہ سے پناہ پکڑی تھی اوسکے قتل کا حکم پیغمبر
صلعم نے دیا اور وہ قتل کیا گیا اور یہ معاملہ بعد فتح مکے کے ہی غزوہ اوطاس جو بعد از فتح مکہ ہی
اوسکی سبایا کو لونڈی غلام بنایا گیا اور اونکی حق مین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

نازل ہوئی غزوہ طایف مین جو شوال ۸ سنہ ہجری مین ہوا حضرت صلعم نے عبد اللہ بن ابی امیہ
فرمایا کہ اگر خدا تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لیلیجیو تو غیلان کی بیٹی کو علاوہ اسکے اور بہت
واقعات ہین کہ جنسے یہ بات ثابت ہی کہ بعد نزول آیت امّا منّاً و امّا فداءً کے بحکم پیغمبر صلعم
قتل بھی ہوا اور استرقاق بھی ہوا اگر واقع مین آیت مذکورہ فائدہ وجوب حصر کا بخشتی تو زنہار
بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل اور استرقاق نہوتا لیکن چونکہ لازم باطل ہی فالملزوم مثلہ اس تحقیقات
سے واضح ہوا کہ آیت مذکورہ بسبب لحوق بیان فعلی اور قولی جناب رسالت مآب صلعم اور
بیان آیۃ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ کی مفسر ہی عدم ارادہ وجوب
حصر مین تو اب مجتہد عصر کو اوسمین کسیطرح کی گنجایش تاویل اور تخصیص کی نرہی **قال** علمائے
اسلام نے بھی اس آیت کی تفسیر مین یہی معنی تسلیم کیے ہین چنانچہ چند تفسیرون سے اس
مقام پر بطور سند کے مضمون اور عبارت لکھی جاتی ہی تا کہ معلوم ہووے کہ ان معنون سے
کوئی انکار نہین کر سکتا **اقول** صاحب کشاف اور بیضاوی اور مدارک اور معالم نے
جو کچھ لکھا ہی ہم اوسکا انکار نہین کرتے اون سب نے اِمّا کو محمول اوپر تخییر کے کیا ہی اور تخییر
کے معنی ہم اوپر بیان کر چکے ہین بالفرض اگر عبارات تفاسیر کی ہمارے خلاف بھی ہوتین
تب بھی ہمکو اونسے کچھ تعرض ضرور نہوتا کیونکہ ہم مقلدانہ گفتگو نہین کرتے مگر ہم یقین کرتے
ہین کہ بعد مطالعہ ہماری تحقیق کے آپ اس آیت کی تفسیر مین بھی اونکو حسب عادت مطعون
فرماوینگے یا اون کی تفسیرون کی کچھ تاویل دل سے گھڑینگے ایک بات اور بھی
لائق اظہار کے ہی کہ ترجمہ عبارات تفاسیر مذکورہ جو مجتہد عصر نے کیے ہین اکثر غلط ہین صیغہائے
مضارع کو تو عموماً بمعنی امر کے بغیر کسی دلیل شرعی کے ترجمہ کیا ہی اور علاوہ اوسکے اور بھی
غلطیان ہین مگر چونکہ ہم مقلدانہ بحث نہین کرتے پس ہمکو ترجمہ عبارات تفاسیر سے کچھ تعرض
ضرور نہین **قال** زمانہ جاہلیت مین اور نیز کسیقدر ابتدائے زمانہ اسلام اور قبل نزول
اس آیت کے قیدیون کو مار ڈالتے یا لونڈی و غلام بنا لیتے یا احسان رکھکر یا فدیہ لیکر

چھوڑ دینے کا رواج تھا اقول کسیقدر ابتدا سے زمانہ اسلام کے کیا معنی ابتک یہی حکم ہی
مگر امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بلا فدیہ چھوڑ دینا قیدیان جہاد کا ایسی حالت مین کہ وے اپنے
کفر پر قائم ہووین اور دار الحرب کو لوٹ جاوین جائز نہین اور فدیہ لینے مین اونکے دو قول
ہین قول مشہور عدم جواز ہی اور روایت سیر کبیر مین ہی کہ لا باس بہ اذا کان بالمسلمین حاجۃ
آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کی نسبت مجتہد عصر کا قول ہی کہ زمانہ فتح مکہ رمضان سنہ ہجری
مین نازل ہوئی اور زمانہ نزول وحی تشریعی کا ۲۳ برس ہی تیرہ برس مکے مین اور دس برس
مدینے مین منجملہ اس ۲۳ برس کے تو خود بقول مجتہد عصر بھی اکیس برس تک برابر استرقاق
کا جواز رہا اور وہی دستور مروج رہا پھر یہ لفظ کہنا کہ کسیقدر زمانہ اسلام مین یہ رواج تھا
محض مغالطہ ہی اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ ایک شخص اسیر غزوہ ہوازن کا کہ بعد اوسکے
تھا قتل کیا گیا اور سبایای غزوہ اوطاس کہ وہ بھی بعد اوسکے ہی لونڈی غلام بنائے گئے
اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ اونکی ہی واقعہ مین نازل ہوئی
تیسیر الوصول الی جامع الاصول مین حرف عین کے باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن
ولید مین ہی عن بریدۃ قال بعث رسول اللہ صلعم علیا الی خالد لیقبض منہ الخمس فاعطاہ
فاصطفی علی رض منہا سبیۃ فاصبح وقد اغتسل لیلا وکنت ابغض علیا فقلت لخالد
الا تری الی ہذا فلما قدمنا علی رسول اللہ صلعم ذکرت ذلک لہ فقال یا بریدۃ اتبغض
علیا قلت نعم قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک اخرجہ البخاری بریدہ رض نے
کہا کہ بھیجا علی بن ابی طالب رض کو پیغمبر خدا صلعم نے خالد رض کے پاس تا کہ لیوین اونسے خمس پس
دیدیا خالد رض نے اونکو پس چھانٹ لی علی رضی اللہ عنہ نے ایک چھوکری اوسمین سے پس
صبح کی علی رض نے اور حال یہ کہ اونھون نے غسل کیا اور برا جانتا تھا مین اونکو پس کہا مینے
خالد رض سے کیا نہین دیکھتا تو اسکو پھر جب ہم آئے پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے اسکا
پس فرمایا کہ ای بریدہ کیا برا جانتا ہی تو علی کو مینے کہا کہ ہان فرمایا کہ برا نجان اوسکو کہ اوسکے

لیے اس سے زیادہ ہی خمس مین روایت کی ہی بخاری نے دیکھو یہ معاملہ چند روز پیشتر کا حج الوداع سے ہی کہ اوس سے قریب تین مہینے بعد حضرت صلعم نے انتقال فرمایا ہی پس وہ کونسا زمانہ نزول وحی یا اوس سے بعد کا تھا کہ جسمین یہ رواج موقوف و منسوخ ہو گیا **قال** اور کوئی حکم نازل نہین ہوا تھا **اقول** یہ بھی غلط ہی اور تکذیب اوسکی اون آیات اور احکام سے جو ہمنے اوپر لکھے ہین اور بھی اون آیات سے ظاہر ہی جو درباب رہائی اساری بدر کے نازل ہوئی ہین جنمین چھوڑ دینے قیدیان بدر کو بعد لینے فدیہ کے ناپسند فرمایا اور چھوڑ دینے ایسے قیدیون کے ممانعت فرمائی گئی ہی پس اگر مجتہد عصر یہ فرماتے کہ غزوۂ بدر کے بعد سے تا فتح مکہ من و فدا کی ممانعت رہی بعد ازان وہ بھی جائز ہو گیا یا اپنے اجتہاد فاسد کے مطابق یہ کہتے کہ بعد ازان وہی واجب ہو گیا تو البتہ گنجایش بھی تھی اور یہ قول اونکا کہ زمانۂ اسلام الی قولہ کوئی حکم نازل نہین ہوا یہ تو سراسر غلط اور باطل محض اور خود اونکے اقوال کی برخلاف ہی **قال** اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم نازل ہوا جس مین بجز من و فدا کے اور کوئی حکم نہین ہی اور اسلیے قتل و استرقاق جائز نہ رہا **اقول** بارے الحمد للہ کہ آپ کی تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جواز قتل و استرقاق جو پیشتر سے چلا آتا ہی اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا اور جب اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا تو وہ جواز بدستور رہا اور منسوخ نہوا پس یہ کہنا آپ کا کہ اسلیے قتل و استرقاق جائز نہ رہا سراسر بیجا ہی کیونکہ جب قتل و استرقاق کی منسوخی کا حکم نہین ہی اور پیشتر سے وہ جائز چلا آتا تھا تو اوسکو کس چیز نے منسوخ کر دیا آپ پر اثبات اسکا واجب ہی کہ اس آیت سے من و فدا ہی واجب ہو گیا اور قتل و استرقاق ممنوع ہو گیا اور یہ امر کلمۂ امّا سے ہرگز ثابت نہین ہو سکتا کوئی دلیل وجوب کی پیش کیجیے **قال** اس آیت پر جو نص صریح ناقابل التاویل ہی علماے اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہی چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو مع اونکی تردید کے اس مقام پر لکھتے ہین **اقول** جناب مجتہد تو مجتہد عصر ہین و اقفیت لغات عرب سے

جو شرطین شرط اجتہاد کی ہین خوب ہی رکھتے ہین پس مین تو کیا منصب رکھتا ہون کہ اونکی حرف گیری
کرون مگر فاضل بت شکن کا شعر درباب تخلیہ ہندو کے مینے دیکھا ہی اوسکو لکھتا ہون شعر
خلاف رای صواب است این خلاف تر را دگر یدا کہ نباید بجای رو ترو یدہ رد ود ترد یدا
ترد یدا فترقو و درجہل صرف و حایر باشد اور اس آیت کو درباب وجوب من و فدا کے نص
سمجھنا یہ بھی اسرار افادات مجتہد عصر کی ہی اور ہم اس آیت مین کچھ تاویل پیش نہین کرتے بلکہ
جو معنی الفاظ کے از روے لغت کے ہین اوس سے اصلا تجاوز نہین کرتے البتہ مجتہد عصر
خلاف لغت کے تاویل باطل آیت مین فرماتے ہین کہ اما کو واسطے حصر کے برخلاف
لغت کے ٹھہراتے ہین اور اپنا عیب ہمپر لگاتے ہین **قال** بحث اول متعلق زمانۂ نزول
آیت **اقول** شروع کتاب مین آپنے بہت شد و مد سے یہ بات فرمائی ہی کہ صرف خدا او
خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہہ کی تقلید سے غلطی مین
نہ پڑینگے اور ہمنے اوس مقام پر لکھا ہی کہ جہان آپ اپنے اس عہد کو نہ نباہینگے اوسی
جگہہ ہم آپ کو سلام کرینگے اب وہ وقت آگیا ہی کہ آپ بجز تقلید کے ایک حرف بھی زبان پر
نہ لاوینگے اور ہم آپ کو وہ معاہدہ یاد دلاوینگے **قال** یہ آیت سورۂ محمد صلعم مین ہی اور ہم
دعوی کرتے ہین کہ سورۂ محمد مکے مین بزمانہ فتح مکہ یعنی سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اس
دعوے کے ثبوت پر تین قطعی دلیلین ہین **اقول** ناظرین اس بحث کو اول سے تا آخر
دیکھ لین کہ کسی دلیل سے مجتہد عصر کی دعوی اونکا یعنی نزول آیت کا زمانہ فتح مکہ یعنی رمضان
سنہ ہجری مین ثابت نہین اور جسقدر اس باب مین اونھون نے دلائل پیش کین ہین سب
مبنی بر تقلید اور بے سند مثلا ابن عباس کا قول لکھا تو اوسکی کچھ سند نہین بلکہ وہ بھی صرف
مبنی بر تقلید اور تقلیدی اقوال سے بھی مدعا ثابت نہین ہوتا بعض اقوال سے جو یہ بات
ثابت ہوتی ہی کہ یہ سورہ مکیہ ہی ظاہرا وہ اقوال علماے حنفیہ کے ہین وہ یہ کہتے ہین کہ قبل از
ہجرت یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اسمین یہ اشارہ تھا کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور بشارت

تھی کہ تم کفار پر فتح پاؤ گے بعد از ان آیات سورہ انفال و برائۃ سے آیۃ من و فدا کی منسوخ
ہو گئی اور تفصیل اسکی آگے آوے گی پس مجرد یہ قول کہ یہ سورہ مکیہ ہی واسطے اثبات اس امر
کے کافی نہیں ہی کیونکہ اون قائلین کا مطلب ہی کہ یہ آیت بزمان فتح مکہ نازل ہوئی ہی جیسے بہت
سورتوں کی نسبت یہ لکھا ہی کہ یہ مکیہ ہین النسبۃ یہ لازم نہین کہ وہ زمان فتح مکے ہی مین نازل
ہوئی ہوں پس اگر سورہ محمد صلعم کی نسبت کسی نے یہ لکھا کہ مکیۃ تو اس سے کیونکر لازم آیا
کہ زمانہ فتح مکے مین نازل ہوئی کیا لفظ مکیہ منسوب طرف فتح مکہ کے ہی جو مجتہد عصر نے ایسا
گمان فاسد کیا ہی اب ہم دلائل قطعیہ مجتہد عصر پر متوجہ ہوتے ہین **قال** اول یہ کہ تفسیر بغوی
مین لکھا ہی کہ بعض علما کا قول ہی کہ سورہ محمد صلعم مکے مین نازل ہوئی ہی **اقول** یاد فرمایئے
معاہدے کو اور اپنے دعوے ترک اتباع و تقلید کو ضلت علی الاصل و ملت عن الشاکرۃ
اور بعد ازان یہ التماس ہی کہ بعض علما کا قول بھی سہی مگر یہ تو کسی نے بھی نہین کہا کہ بروز
فتح مکہ نازل ہوئی پھر آپکا مدعا کہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہو اس قول غیر ثابت سے بھی ثابت نہ ہوا اور دوسرے یہ کہ حضرت
ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہی چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت آیہ کریمہ
ماکان لنبی ان یکون لہ اسری یہ قول ابن عباس کا مندرج ہی **اقول** یاد فرمایئے
معاہدہ اور دعوی ترک اتباع کو بڑا تعجب ہی کہ آپ نے اوس مضمون کو جو تفسیر کبیر مین بعد نقل
قول ابن عباس کے لکھا ہی اس جگہ بیان نکیا حالانکہ صاحب تفسیر مذکور نے اس قول کی
بدلیل قوی تضعیف کی ہی اور صاف لکھا ہی کہ لیس کذلک یعنی یہ بات نہین پس آپکی وہ مثل
ہی کہ الغریق یتشبث بکل حشیش علاوہ بران قول غیر ثابت ابن عباس مین بھی جو تفسیر
کبیر مین منقول ہی یہ نہین کہ آیۃ من و فدا زمانہ فتح مکہ مین نازل ہوئی اور نزول بعد جنگ بدر
مستلزم نزول کا بروز فتح مکہ نہین ہی پس اس قول ضعیف سے بھی دعوی مجتہد صاحب کا کسی
طرح پر ثابت نہین ہو سکتا **قال** تیسرے یہ کہ علمائے حنفیہ جو یہ کہتے ہین کہ یہ آیت بدر کی لڑائی
مین اتری تھی **اقول** یہ کیسا قول نہین صاحب ہدایہ نے لکھا ہی کہ یہ آیت منسوخ ہی اور

اسی طرح پر صاحب توضیح اور صاحب فتح القدیر لکھتے ہین ونمین سے کسی نے یہ نہین کہا کہ یہ آیت بدر کے روز نازل ہوئی ہے پس اسکی بنا پر جسقدر مجتہد عصر نے لکھا ہے ہمکو اوسکی طرف توجہ ضرور نہین ہان اسقدر ہمکو لکھنا ضرور ہے کہ یہ تیسری دلیل مجتہد عصر کی ہے اس امر کے اثبات پر کہ یہ آیت بروز فتح مکہ کے نازل ہوئی ہے مگر یہ دلیل کسی طرح پر مجتہد عصر کی مدعا پر دلالت نہین کرتی اگر بالفرض کسی نے یہ کہا بھی ہو کہ یہ آیت بدر مین اوتری ہے اور اوسکا وہ قول غلط بھی نہو تو بھی یہ امر کیونکر ثابت ہوا کہ وہ آیت فتح مکہ کے دن اوتری ہے پس غلطی مجتہد عصر کی اس قول سے استدلال کرنے مین مہر نیمروز سے زیادہ روشن ہے ارباب عقل کی جناب مین التماس ہے کہ وے تینون دلیلون پر مجتہد عصر کی نظر فرماوین اور انصاف کرین کہ یہ کیسے مجتہد عصر ہین کہ ان دلائل کو جنسے ایک ذرہ بھی ثبوت نزول آیت کا فتح مکہ مین نہین دلائل قطعیہ اوپر ثبوت مذکور کے فرماتے ہین اگر انھین کا نام دلائل قطعیہ ہے تو دیکھیے کہ دلائل ظنیہ کیا تماشا دکھاوین اب ہم کہتے ہین کہ الحق احق ان یتبع خود اوس سورۃ کے مضمون کو دیکھنا چاہیے کہ اوس سے کیا معلوم ہوتا ہے آیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ مکی ہے یا مدنی ہے اگر مدنی ہے تو کس سنہ مین نازل ہوئی ہے مین کہتا ہون کہ یہ سورۃ ظاہرا مکیہ نہین ہے کیونکہ اسمین یہ آیت ہے کہ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ بہت قریے قوت مین شدید تر تھے تیرے قریے سے جسمین سے نکال دیا وہان کے رہنے والون نے تجکو پس ظاہر ہوا کہ بعد ہجرت پیغمبر صلعم کے یہ سورۃ نازل ہوئی پس ظاہرا مدنی معلوم ہوتی ہے اور چونکہ اسی سورۃ مین ہے وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ يَنظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأَوْلَىٰ لَهُمْ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ کہتے ہین وہ لوگ جو ایمان لائے ہین کیون نہین اوتاری گئی سورۃ (یعنی فرضیت جہاد مین) پس جب نازل ہو گی کوئی سورۃ محکمہ اور ذکر کیا جاویگا اوسمین لڑائی کا تو دیکھے گا تو اون لوگونکو جنکے دل مین

بیماری ہی کہ تکنے لگین تجکو تکنا اوسکا سا جس پر بیہوشی موت کی چھا گئی ہو پس خرابی ہی اونکی طاعت
اور بات اچھی بہتر ہی پس جب پکّا ہو جاویگا وہ کام (یعنی واجب ہو جاویگا جہاد) تو اوسوقت اگر
سچے رہینگے تو بہتر ہوگا اونکے لیے اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ سورۃ فرضیت جہاد سے
پیشتر اوتری ہی جسوقت مین کہ مسلمان آرزو کرتے تھے کہ جہاد فرض کیا جاوے اور اس باب
مین حکم قرآن نازل ہووے پس نزول اس سورۃ کا اوائل سنین ہجرت مین جنگ بدر
سے پیشتر قبل از فرضیت جہاد صاف عیان ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس سورۃ مین جو آیت ہے
کہ فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب کہ جب مقابلہ مین ہو تم اون لوگون کے جو
کافر ہین پس مارنا گردنون کا ہی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جہاد پیشتر فرض ہو چکا ہی تو جواب
اوسکا یہ ہی کہ یہ بھی واسطے استقبال کے ہی جیسا کہ فاذا عزم الامر مین بیان کیا گیا یعنی جب
آیندہ ایسا ہو کہ تمھارا مقابلہ کفار سے پڑے تو اونکو خوب قتل کیجیو اسلیے کہ حرف اذا جو
واسطے غیر مفاجات کے ہی غالب اوسمین یہ ہی کہ متضمن ہوتا ہی معنی شرط کو اور ظرف ہوتا ہی
استقبال مین قال تعالی اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون جب
بلاویگا تمکو بلانا زمین سے اوسوقت مین تم نکل آؤگے قال الشاعر والنفس راغبۃ اذا
رغبتها فاذا ترد الی قلیل تقنع پس اس آیت سے فرضیت جہاد کی ثابت نہین ہوتی البتہ
اشارہ نکلتا ہی کہ آیندہ جہاد فرض ہوگا اور اوسوقت تمکو یہ کام کرنا ہوگا جب یہ امور متحقق
ہولے تو اب ہم یہ کہتے ہین کہ دعوی مجتہد صاحب کا کہ یہ سورۃ ایام فتح مکہ مین نازل ہوئی ہی
تمامتر غلط ہی اور لغو اور اوسی سورۃ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہی علاوہ بران ایک دلیل
اور علمائے حنفیہ کی طرف سے اسپر قائم ہوئی ہی کہ یہ سورۃ قبل از واقعہ بدر نازل ہوئی ہی
چنانچہ ہم اوسکو آیندہ لکھینگے اور ہرگاہ کہ مجتہد عصر کے پاس کوئی دلیل قوی یا ضعیف کہ
جس سے یہ گمان بھی پیدا ہووے کہ یہ سورۃ ایام فتح مکے مین نازل ہوئی ہی نہین ہی تو دعوے
اونکا بمقابل دلائل مذکورہ کے ہرگز لائق التفات کے بھی نہین ہی کیونکہ دعوی بلا دلیل

فائدہ جلیلہ

فی نفسہ لائق التفات کے نہین ہوتا چہ جائیکہ بمقابلہ اوسکے دلائل موجود ہون —
فائدہ جلیلہ مجتہد عصر یہ امر ثابت نہ کرسکے کہ آیت اما منا بعد واما فداء بعد فتح مکہ نازل
ہوئی ہی تو آیندہ جہان مجتہد عصر اسکے اثبات کا حوالہ دینگے ہم باین الفاظ اوسکا رد کرینگے
کہ دیکھو فائدہ جلیلہ قال بحث دوم متعلق یعنی حصر امام ابوحنیفہ صاحب تو قیدیون کا چھوڑنا
کسی طرح جائز نہین سمجھتے اقول مذہب حنفیہ ہمنے اوپر بیان کردیا ہی قال مگر امام شافعی صاحب
اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بھی جائز ہی اور لونڈی و غلام
بنانا بھی جائز ہی اور احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جائز ہی اقول فتح القدیر مین
لکھا ہی کہ بقولنا قال مالک واحمد اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام مالک اور امام احمد اور امام
ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالی اسپر متفق ہین کہ بدون فدیہ کے چھوڑ دینا قیدیون کا اونکے کفر پر
جائز نہین ہی قال جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل و استرقاق
و من و فداء جائز قرار دئے اونھون نے یہ دیکھ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع
ہوا اور اوس سبکو اونھون نے جائز قرار دیا اقول اونپر واجب تھا کہ افعال و اقوال
رسول اللہ صلعم پر غور فرماتین چنانچہ اونھون نے اونپر بہت احتیاط سے جیسا کہ چاہیے
غور فرمائی قال مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے
بعد کیا کیا ہوا اقول صرف اسپر غور کرنا اور حالات سابقہ پر توجہ نکرنا یہ کام نادانون اور
بے احتیاطون کا ہی مجتہدین امت نے سب حالات سابقہ اور مستقبلہ پر غور فرمائی ہی
اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اس آیت پر اور حالات سابقہ اور حالات مستقبلہ پر بخوبی غور
کرکے چارون امر جائز رکھے ہین اگر وہ اس آیت پر غور نفرماتے تو من و فداکو کیون جائز ٹھہراتے
کیونکہ دوسری آیت جو غزوہ بدر کے قیدیون مین نازل ہوئی تھی اوس سے تو من و فداء
کی مخالفت ظاہر تھی اور اونھون نے بعد کے حالات پر بھی بخوبی غور کی اور غزوہ اوطاس
کے سبایا پر بھی نظر کی اور آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی شان

نزول اور اوسکے کلمات کی مفہوم پر جیوب غور کی بجز تیب او نھون نے یہ چارون امر جائز
ٹھہرائے ہین **قال** یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہی کہ اوسکے بعد بجز من و فدا کے اور کچھ
تعین ہوا **اقول** جھوٹھی بات ہی بلکہ برعکس اوسکے بخوبی ثابت ہوگیا ہی کہ ہوازن وغیرہ کے
بعض قیدی قتل کیے گئے اور بعض کو رقیق بنایا گیا اور غزوہ اوطاس کے قیدی
لونڈی غلام بنائے گئے **قال** بہر حال منشا ان اختلافات کا کچھ ہی ہو جبکہ مابعد کے
عالمون نے ایمہ مین یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیہ
کریمہ اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً مین جو صریح حصر ہی اوسپر کج بحثی شروع کی اور کہا اس سے
حصر ہی مراد نہین ہی **اقول** انصاف کرو اور اسوقت حب جاہ اور تقلید دوستون کو برطرف
کرکے فرماؤ کہ کج بحثی آپ کی ہی یا اونکی آپ مدعی حصر کے ہین آپ لیے کون سی دلیل اسپر پیش
کی کہ اما واسطے حصر کے ہی جسقدر معانی علمای لغت نے امّا کے لکھے ہین اونمین تو
حصر کا نام بھی نہین ہم بدلائل دعوی حصر کو باطل کر چکے ہین آپ نے جو خلاف لغت
ایک بات طبیعت سے گھڑ کر لکھدی تو فرمائیے کہ کج بحثی آپکی ہی یا اونکی تعجب ہی کہ آپ
اپنے دل مین کچھ نہ شرمائے اور دوستون کی طرفداری سے جو ایک بات طبیعت
سے گھڑی تھی اوسکو کج بحثی تصور نہ کرکے اپنے جرم کا الزام صلحا اور علما پر لگانے
لگے آپ کی وہ مثل ہی کہ اولٹا چور کوتوال کو ڈانڈے واقع مین یہ بات ہی کہ اون لوگون
کا ایک کمال یہ بھی ہی کہ آپ سے لوگ اونپر طعن کیا کرین ولنعم ما قال؎ واذا اتتک مذمتی
من ناقص ٭ فھی الشہادۃ لی بانی فاضل ٭ **قال** چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہی کہ امّا و انّما
للحصر وحالھم بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء نقول الخ **اقول** واہ جناب مجتہد صاحب گرے تو ایسے گرے کہ اثبات
معنی لغت پر فخر رازی کے قول کو تقلیداً استدلال لائے جسکو آج تک کسی نے علماے
لغت اور علماے علوم عربیہ مین شمار بھی نہین کیا پھر اس بات کو تو ہم ہرگز پسند نہ کرینگے

کہ ایک معاملہ مین تو فخر رازی کی تقلید اور دوسرے جزو مین اوسپر انکار شدید انما کو جو اونھون
نے مثل انما کے واسطے حصر کے ازراہ غلطی کے قرار دیا اوس غلطی مین تو آپ اونکی پیروی
اور تقلید کرنے لگے اور جو اونھون نے بعد غلطی کے اوس غلطی کے نتیجہ غلط کے دفع کرنیکے لیے توجیہ
کی تو اوسپر نام دھرنے لگے معنی لغت مین فخر رازی اصلا مستند نہین وہ علماے لغت مین
سے نتھے مشاہیر نحاۃ مین سے بھی نتھے علماے بیان مین سے بھی نتھے پس جو اونھون
نے إنّما کو معنی انما کے برخلاف لغت عرب اور برخلاف ائمہ لغت و نحو و بیان کے
تسلیم کیا اوسکی تسلیم اونکی سراسر غلط تھی اوس غلطی کی آپ نے محض تقلیداً پیروی کی یہ بات
آپ کی قابل تسلیم نہین مگر چونکہ پھر بھی فخر رازی کمال رکھتا تھا باوجود غلطی کرنیکے معنی لغت
مین غلطی کے نتیجہ سے اوٹ پلٹ کر نکل گیا خرابی تو ناقصون کی ہی کہ خود بصیرت نہین
رکھتے اور کسی صاحب کمال کا ہاتھ نہین پکڑتے اس سبب سے ہمیشہ مبادی اور مقاصد
مین غلطی مین ہی پڑے رہتے ہین اگرچہ ہمکو کچھ ضرورت کسی بحث کی اس امر مین نہین کیونکہ
یہ توجیہ فخر رازی کی مبنی اوپر بناے فاسد کے ہی مگر پھر بھی ہم شرح کرتے ہین عبارت تفسیر کبیر
کی جس سے مجتہد عصر نے استدلال فرمایا ہی تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ بفرض و تسلیم حصر کے
بھی آیہ مستدلہ اوپر ممانعت قتل و استرقاق کے دلالت نہین کرتی قال فی تفسیر قولہ
تعالی فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ حتی لبیان
غایۃ الامر لا لبیان غایۃ القتل والقتل جائز حتی جو اثخنتموہم پر داخل ہی واسطے بیان
غایۃ امر کے ہی نہ واسطے بیان غایۃ قتل کے حال یہ ہی کہ قتل تو جائز ہی یعنی کوئی یہ نہ سمجھے
کہ بعد اثخان قتل جائز نہ رہا اور غایۃ قتل اثخان ہی تک ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ حکم وجوب قتل
کے غایۃ اثخان ہی کہ بعد اثخان قتل واجب نہ رہا بلکہ جائز ہو گیا یعنی پیش از اثخان بجز
قتل کے اور کچھ نتھا اب سواے قتل کے وہ امور جو آیندہ مذکور ہین مشروع ہو گئے
اور قتل بھی جائز رہا کہ بحسب مصالح چاہین قتل کرین چاہین امور مذکورہ مابعد پر عمل کرین

واذا لحق المثخن بالشيخ الهرم والمراد كما اذا قطعت يداه ورجلاه فنهي عن قتله
اور جب لائق ہوجاوے مثخن ساتھ بوڑھے بیکار کے یعنی کٹ جاوین اوسکے دونون ہاتھ یا دونون پاؤن
تو نہی کی گئی ہے اوسکے قتل سے یعنی جب مثخنین کا ایسا حال ہوجاوے کہ مانند پیران
ضعیف کے تمامتر بیکار ہوجاوین تو جو نہی احادیث مین پیران ضعیف کے قتل کی وارد
ہے وہ نہی اونکو بھی متناول ہوگی اور قتل اونکا منہی عنہ ہوگا ثم قال تعالی فَشُدُّوا الْوَثَاقَ
امر ارشاد مشکین باندھنے کا امر ارشاد ہے یعنی امر استحبابی ہے امر وجوبی نہین کہ مانع جواز
قتل ہووے ثم قال تعالی فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً وفيه مسائل المسئلة الاولى
اما وانما للحصر وحالهم بعد الاسر غير منحصر في الامرين بل يجوز القتل والاسترقاق
والمن والفدآء فنقول هذا ارشاد فذكر الامر العام الجائز في سائر الاجناس والاسترقاق
غير جائز في اسر العرب فان النبي صلعم كان معهم فلم يذكر الاسترقاق واما القتل
فلان الظاهر في المثخن الازمان ولان القتل ذكره بقوله فضرب الرقاب فلم يبق
الا الامران الخ اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ اِمَّا اور اِنَّمَا واسطے حصر کے ہے اور
حال اونکا بعد قید غیر منحصر ہے اون دونون امرمین بلکہ جائز ہے قتل اور استرقاق اور من اور فدا
پس کہتا ہون مین کہ یہ امر ارشادی ہے یعنی وجوبی نہین پس ذکر کیا وہ امر عام کہ سب اجناس
مین جاری ہے اور استرقاق ناجائز ہے عرب کے قیدیون مین کہ تھے پیغمبر صلعم اونکے ساتھ
اس سبب سے استرقاق کا ذکر نکیا گیا اور قتل تو اس واسطے کہ ظاہر مثخنین مین بیکار ہوجانا ہے
اور اس سبب سے بھی کہ ذکر کیا ہے قتل کا اس قول سابقہ مین فضرب الرقاب پس
باقی رہے مگر وہی دو امر یعنی من وفدا و خلاصہ کلام کا یہ ہے کہ من اور فدا کا حکم وجوبی نہین
بلکہ استحبابی ہے اور دو چیزین جو مستحب ہون اونکے خاصۃً ذکر کرنے سے نامشروع ہونا اور
مباحات کا لازم نہین آتا اور چونکہ استرقاق عرب جائز نہین اور مثخنین مین اکثر یہی بات ہے
کہ وے بیکار ہوجاتے ہین کہ اونکا قتل منہی عنہ ہے اور سوا اسکے قتل کا جواز قول سابق یعنی

ضرب الرقاب سے بھی ظاہر ہی چنانچہ توجیہ اسکی اوپر مذکور ہو چکی ہی پس واسطے بیان استحباب
اور فضیلت کے منجملہ چارون صنفون مذکورہ کے یہی دو صنف یعنی من و فداء باقی رہ گئین
پھر آگے لکھتے ہین والفداء یجوز ان یکون مالا و ان یکون غیرہ من الاسارٰی او شرط یشترط
علیھم او علیہ وحدہ اور فداء جائز ہی کہ مال ہووے اور یہ کہ سواے مال کے ہو کہ اوسکے
بدلے قیدی لیے جاوین یا کوئی شرط اون سب پر یا صرف اکیلے اسی شخص پر لگائی جاوے
پھر مسئلۂ ثالثہ کے آخرین لکھتے ہین المقصود ھھنا ارشاد المؤمنین الی الفضل المقصود
اس جگہہ ارشاد مومنین کا ہی طرف فضیلت کے یعنی حکم من و فداء کا ایجابی نہین ہی بلکہ امر
فضیلت و ندب ہی غرضکہ تفسیر امام رازی کی مطابق بھی باوجود تسلیم کر لینے اس امر کے کہ اما
واسطے حصر کے ہی وجوب من و فداء اور ممنوع ہونا قتل و استرقاق کا لازم نہین آتا غایۃ الامر
یہ ہی کہ من و فدا مستحب ہی اور قتل و استرقاق سے افضل ہی اور مجتہد عصر نے کوئی دلیل وجوب
من و فدا کی پیش نہین کی کہ حصر بین الواجبین مستلزم عدم جواز امر ثالث کا ہووے اب ہم دیکھتے
ہین کہ مجتہد عصر فخر رازی کے اقوال کو کن کن وجوہ سے رد کرتے ہین مخفی نرہے کہ فخر رازی نے
بعد تسلیم معنی حصر کے جو توجیہ کی ہی خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ ذکر من و فداء کا ارشاد ہی اس امر کا کہ
یہ دونون باتین جمیع اجناس عرب و عجم مین جائز ہین اور استرقاق عرب کے لوگو نکا جائز نہین کیونکہ وہ خدام
اونہین سمجھے جاتے اسلیے ذکر استرقاق کا نکیا گیا تاکہ عموم اوسکا بھی نسمجھا جاوے رہا قتل تو اوسکا حال یہ ہی کہ شد
وثاق مثخنین کا ہی اوسمین حکم ہی کیونکہ شد الوثاق مین جو کلمہ الوثاق معرف باللام ہی تو لام تعریف بعوض مضاف الیہ
ہی یعنی اصل مین شدوا وثاقھم تھا مضاف الیہ جو ضمیر راجع طرف مثخنین کے تھی اوسکو حذف
کر کے لام تعریف اوسکے عوض مین لے آئے اور چونکہ شد الوثاق صرف مثخنین ہی ٹھہری
اور مثخنین بالیقین ناکارہ ہات پاؤن سے اپاہج معذور ہی ہونگے پس وجوب قتل اونسے
ساقط ہو گیا پس کوئی تغیر باقی نرہی مگر یہی دونون امر یعنی من و فدا اور علاوہ بران قتل کا حکم
کلمہ ضرب الرقاب سے ثابت ہی مگر غیر مثخنین ہین تو وہی واجب رہا مثخنین مین واجب نرہا

غایت وجوب قتل انحنان تک تھی اور رفع وجوب سے جواز باطل نہین ہوسکتا مجتہد عصر ایک
حرف بھی تقریر فخر رازی کا نہین سمجھے پہلے ہی غلطی تو یہ کی کہ اونے جو یہ لکھا تھا فلان الظاہر
فی المتخنین الاسرمان لفظ ازمان کا یہ مطلب سمجھے کہ اسکے لیے کچھ زمانہ چاہیے کہ لفظ ازمان کو
مادۂ زمان سے جو بمعنی ساعات ہی تصور فرمایا اوراوسی طرح پر اوسکا ترجمہ کر دیا کیا کرین مجبور ہین
لغت عرب سے اگاہی حاصل نہین مادہ معروف ہی پر اوسکو محمل فرمایا یہ غور نہ کی کہ فخر رازی
کی عبارت مین لفظ افعال ہی کہ دلالت کرتا ہی اوپر اشتقاق کے اور زمانہ جامد ہی شاید کہ اوسکو
افعال بفتح ہمزہ بصیغۂ جمع تصور کیا اور یہ غلطی بالاے غلطی ہی چونکہ لغت عرب سے واقف
نہین ہین عبث مدعی اجتہاد ہوئے ہین ہر جگہہ پر غلطی پر غلطی کرتے چلے آتے ہین حال آنکہ
ازمان جو تفسیر کبیر مین یہان واقع ہی زمانہ سے نہین بلکہ زمانت سے ہی جسکے معنی ہین آفت
زدہ ہوجانا جاندار کا چنانچہ کہتے ہین کہ فلانے کو مرض فرمن لاحق ہی یعنی ایسا مرض ہی کہ

جسنے اوسکو بیکار اور ماؤف اور معذور کر دیا ہی صراح زمانۃ بالفتح برجا ماندگی عم ک ۱

ف ۲ رجل زمن لغت منہ باینہمہ غلط کاری کے مجتہد صاحب فخر رازی پر معترض ہوکر فرماتے
ہین **قال** جو لغویت اس تقریر کی ہی وہ خود اوس سے ظاہر ہی اول تو یہ کہنا غلط ہی کہ قوم
عرب کا استرقاق ناجائز تھا **اقول** کوئی دلیل اسپر لائے ہوتے یا اونکے دلائل کو رد کیا
ہوتا عدم جواز استرقاق عرب کے جو لوگ قائل ہین وے اسپر کئی دلیلین پیش کرتے ہین اول
حدیث متفق علیہ قریش والانصار و مزینۃ و اسلم و غفار و اشجع موالی لیس لہم مولی دون
اللہ و رسولہ یعنی قریش اور انصار اور مزنیہ اور اسلم اور غفار اور اشجع یہ خود آقا ہین نہین ہی اونکا
کوئی آقا سواے خدا اور رسول کے دوسری حدیث جسکا ذکر آگے آویگا کہ ایک کنیز عائشہ کے ذمہ
کی نسبت پیغمبر خدا صلعم نے عائشہ رض سے فرمایا کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل آزاد کر دے
اسکو کیونکہ یہ اولاد اسمعیل عم سے ہی تیسری دلیل اونکی یہ ہی کہ پیغمبر اوسی قوم مین سے ہین اور
جسطرح کہ استرقاق بنی اسرائیل شریعت موسویہ مین جائز نہ تھا اسی طرح استرقاق بنی اسمعیل کا

شریعت محمدیہ مین جائز نہین کہ جامع دونون مین ایک ہی بات ہے بدون رد وجوہ خصم تحکماً یہ بات
کہدینی کہ یہ کہنا غلط ہی ہرگز مقبول نہین ہوسکتی چندے بعد درباب اعتاق جاریہ تمیمیہ کے
آپنے خود سبب اعتاق اسکو قرار دیا ہے فانہا من ولد اسمعیل کہ وہ اولاد اسمعیل ہے پھر آپ اس
باب مین فخر رازی پر کسطرح پر معترض ہوسکتے ہین **قال** اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق سے
مستثنے تھی تو اوسکو مستثنی کرتا نہ یہ کہ اوس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا **اقول** جناب
آپ بھی تھوڑے عرصے کے بعد المشرکین سے مشرکین عرب مراد لیتے ہین چنانچہ عنقریب بحث
اوسکی آتی ہے پس اگر فخر رازی نے بھی الذین کفروا سے کفار عرب مراد لیے اور وہی وجہ
پیش کی ہو کہ آپکا پیش کی کہ تمام کفار سے مقابلہ اور اونکی گردنین مارنی تو محال عادی
ہے پیش کی اور بسبب خصوصیت آیت کے کفار عرب سے کچھ ضرورت استثنا کی نہ سمجھی تو اب کس
مونہہ سے اوسپر معترض ہوسکتے ہین **قال** اور ازمان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا
یا جو حکم قتل عین لڑائی مین ہے اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو
باتین ہین کہ کوئی اوسپر التفات نہین کرسکتا **اقول** دونون اعتراض مجتہد عصر کے بلا دلیل اور
محض لغو ہین امام رازی کا یہ مطلب ہے کہ مبنی از زمان من اور فدا اور قتل مین حصر تھا یعنی
کفار عرب اولاد اسمعیل کے حق مین سوائے من اور فدا اور قتل کے اور کسی چیز کا حکم نہتھا بعد ازمان
قتل واجب نرہا پس دو ہی صورتین باقی رہگئین سو اونھین کو بیان کیا گیا اس تقریر مین
کیا لغویت ہے وجہ لغویت تو بیان فرمائی ہوتی اسی طرح پر یہ جو فرماتے ہین کہ جو حکم قتل عین
لڑائی مین ہے الخ یہ بھی بلا دلیل ایک لغو بات ہے مجتہد عصر اسپر اگر کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش
کرین کہ جملہ احکام جو عین لڑائی مین ہین بعد لڑائی کے وہ مبدل ہوجاتے ہین اور مبدل ہوجانا
اونکا ضرور ہی ہم کہتے ہین کہ یہ بات غلط ہے دیکھو بنی قریظہ کے مقاتلین کو اسیر کرکے
قتل کرایا گیا اگر قول مجتہد عصر کا صحیح ہوتا تو اونکو ہرگز قتل نہ کرایا جاتا سوا اسکے امام رازی
جو یہ لکھتے ہین کہ یہ امر ارشادی ہے یعنی ایجابی نہین ہے اسکا کیا جواب ہے مجتہد صاحب نے

اسپر نہ کچھہ اعتراض کیا نہ ایجاب ثابت کیا غرضکہ ایک بات بھی امام رازی کی مجتہد عصر سے اوٹھہ نہ سکی اور مجملاً اسقدر بلا دلیل کہدیا کہ یہ بات لغو ہی و دلیل عجز اور سراسر لغو ہی اور اصلا قابل التفات نہین **قال** بحث سوم نسبت معنی منّ و فدا منّ کے معنی قیدیون کو بغیر احسان رکھہ کر اور فدا کے معنی کچھہ لیکر چھوڑ دینے کے ہین اور یہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی اس سے انکار نہین کرسکتا **اقول** منّ کے یہ معنی نہین بلکہ معنی منّ انعام ہین چنانچہ علماے لغت اسپر متفق ہین اور یہ ایسی بات ہی کہ کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا یَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ أَنْ عَبَّدْتَ بَنِي إِسْرَائِيلَ **قال** تفسیر احمدی مین لکھا ہی کہ منّ کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھہ لیے چھوڑنے کے ہین اور فدا کے معنی کچھہ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین المن ان يترك الاسير الكافر من غير ان يوخذ منه شيء والفداء ان يترك ويأخذ منه مالا او اسيرا مسلما انتہے **اقول** جناب آپ یہان خیانت کو کام مین لائے اور تھوڑی عبارت جو اس سے پہلے ہی چھوڑ دی ورنہ معلوم ہوجاتا کہ یہ معنی مطلق منّ کے نہین بیان کیے بلکہ اوس منّ کے ہین جسکی صاحب شارح وقایہ نفی کا قائل ہی اور یہ قول بھی تفسیر احمدی مین قول شارح وقایہ کا نقل کیا ہی چنانچہ عبارت اوسکی یہ ہی کہ وقال فی شرح الوقاية وقتل الاسارى او استرقهم او تركهم احرارا ذمة لنا اى ليكونوا اهل ذمة لنا ونفي منّهم وفداءهم والمنّ ان يترك الاسير الكافر من غير ان يوخذ منه شيء والفداء ان يترك ويأخذ منه مالا او اسيرا مسلما یعنی کہا ہی شرح وقایہ مین اور قتل کرے امام قیدیون کو یا رقیق کرے اونکو یا چھوڑے اونکو ذمی ٹھہرا کر اور نہ مانے اونکی منّ اور فداء اور یہ منّ (یعنی جسکے نفی کا حکم ہی) یہ بات ہی کہ قیدی بغیر کچھہ لیے چھوڑ دیا جاوے اور یہ فدا یہ بات ہی کہ بدلے مین مال یا قیدی مسلمان کے چھوڑ دیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ یہ تعریف منّ کی جو شرح وقایہ مین ہی مطلق منّ کی نہین بلکہ اوس منّ کی ہی جسکی نسبت وہ لکھتا ہی

کہ نفی المن الخ جب یہ امر تحقق ہوا کہ من کے معنی مطلق احسان اور انعام کے ہین پس وہ مشتمل ہی اوپر ہر طرح کے احسان کے پس منجملہ اوسکے یہ بھی ایک صورت احسان کی ہی کہ جان بچا دیجاوے اور رفیق بنا لیا جاوے یا جزیہ لیکر ذمی کر دیا جاوے **قال** یہ تمام تاویلین بلکہ تحریفین صحیح معنون کی غلط اور خیالی معنون کی طرف صرف بات کی پیچ اور مذہب کی طرفداری اور تقلید کی گمراہی کے سبب کی گئی ہین **اقول** بات زبان سے کہدینی بہت آسان ہی مگر جو بات زبان سے نکالی جاوے اوسکو ثابت کرنا لازم ہی کوئی دلیل تحریف اور غلطی کی لکھی ہوتی اور اگر آپ دل مین انصاف کرین اور ایمانداری کو ہاتھ سے ندین تو یہ توجیہ اون توجیہات سے ہزاران ہزار درجہ بہتر ہی کہ جو آپ نے معنی ملکت ایمانکم مین اور معنی افاء اللہ اور معنی انما مین کی ہین کیونکہ یہ توجیہ گو کہ کیسی ہی ہو مگر خلاف لغت کے نہین اور آپ کی وہ توجیہات باوجود رکاکت اور زیافت اور انکار مقام کے سراسر خلاف لغت کے ہین پس اس توجیہ پر اطلاق تحریف کا کسی طرح پر نہین ہو سکتا مگر آپ کی توجیہات پر بلا شک و شبہ اطلاق تحریف اور گمراہی مین کچھ کلام نہین **قال** بحث چہارم متعلق خاص ہونے اس آیت کے اکثر علما سے حنفیہ کا قول ہی کہ یہ آیۃ قیدیان بدر سے مخصوص ہی اس قول کی غلطی قاسم بحث اول سے بخوبی ثابت ہی اسلیے کہ اوس بحث مین ہمنے ثابت کر دیا ہی کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ سورہ محمد صلعم جسمین یہ آیت ہی جنگ بدر سے بیشتر نازل ہوئی ہی اور یہ بھی ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ علما کے حنفیہ سورۂ محمد صلعم کو مکیہ سمجھتے ہین یعنی قبل از ہجرت نازل ہوئی ہی اور بعد اوسکے سورۃ انفال کی آیات سے اور سورۂ براءۃ کی آیات سے منسوخ ہو گئی مجتہد عصر جو یہ فرماتے ہین کہ ہمنے ثابت کر دیا ہی کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تھی غلط ہی دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا ہان یہان ایک شبہ البتہ وارد ہوتا ہی اور وہ یہ ہی کہ جب جنگ بدر سے بیشتر یہ آیت نازل ہو چکی تھی تو پیغمبر خدا صلعم نے جو قیدیان بدر کو فدیہ لیکر رہا

کردیا تو اوسپر انکار شدید کیون نازل ہوا کیونکہ اونھون نے بموجب تخییر کے عمل کیا تھا تو علماے حنفیہ اسکے جواب مین یہ کہتے ہین کہ چونکہ آیت مین ایجاب نتھا بلکہ تخییر تھی اور تخییر کے معنی معلوم ہو چکے ہین کہ مستلزم منع خلو کا نہین ہی پس اونکو یہ بھی جائز تھا کہ اساری بدر کو قتل کرین مگر اونھون نے ایک روز انتظار وحی کا اس باب مین کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور مشورہ اصحاب رضوان اللہ علیہم سے کیا اور رائین اس باب مین مختلف ہوئین آخر کو جناب پیغمبر صلعم نے ایک بات ازروے اجتہاد کے اختیار کی لیکن اگرچہ اوس بات کی رخصت تھی مگر عزیمت اوسکی خلاف مین تھی اور مقتضاے وقت یہ نتھا کہ اونکو چھوڑ دیا جاوے بلکہ مقتضاے وقت یہ تھا کہ صنادید قریش کو اوسوقت قتل کیا جاوے تاکہ آیندہ جمعیت اونکی کم ہو جاوے اور رعب اسلام دلون پر بیٹھ جاوے اور معاملہ انبیا کا یہ ہی کہ اونپر ایسی عزیمت کے ترک پر بھی انکار شدید اور تہدید کی جاتی ہی پس جو انکار اور تہدید قرآن مین اس فعل پر ہی منشا اوسکا ترک عزیمت ہی اور یہ تقریر اونکی ایسی ہی کہ واسطے رد شبہۂ مذکورہ کے ہر آیینہ کافی ہی مجتہد عصر بھی اوس سے انکار نہین کر سکتے کیونکہ اونھون نے تبیین الکلام مین خود یہ عبارت لکھی ہی کہ البتہ انبیا سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کرنے کی نیت سے خطاے اجتہادی کا ہونا ممکن ہی اور ظاہر ہی کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ گناہ شرعی نہین مگر انبیا کی نسبت وہ بھی گناہ ہی انتہی اور علماے حنفیہ یہ بھی کہتے ہین کہ معنی لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ کے یہی ہین یعنی اگر آیت رخصت کی پیشتر خدا کی طرف سے نہ اوتری ہوتی تو تمکو اس لینے پر عذاب رنج ناک پہونچتا لیکن چونکہ پیشتر آیت رخصت اوتر چکی تھی اسلیے مجرد ترک عزیمت پر کچھ عقاب نہ کیا گیا اور حجت اونکی یہ ہی کہ اگر یہ آیت واقعۂ بدر سے پیشتر نازل نہین ہوئی تھی تو اور کون سی آیت تھی جسکا ذکر آیت لولا کتاب من اللہ سبق مین ہی اور بعض مفسرین جو کتاب کے معنی حکم لیتے ہین اور پھر حکم کی شرح یہ کرتے ہین کہ وہ یہ حکم ہی کہ خدا عقاب نہ کریگا مجتہد پر اوسکی اجتہاد مین یا یہ کہ حکم

مراد یہ ہی کہ عذاب نہ کریگا اہل بدر کو اور سبق کی جو یہ تفسیر کرتے ہین کہ سبق اثباتہ فی اللوح
المحفوظ یعنی پیشتر ہو چکا ہی ثابت کرنا اوسکا لوح محفوظ مین ان سب کو وے تسلیم نہین کرتے اور
وے یہ کہتے ہین کہ ان سب تاویلات مین ارتکاب مجاز غیر متعارف اور حذف چند کلمات کا
ہی اور کوئی قرینہ اوسپر قائم نہیں پس حقیقت کو چھوڑکر مجاز غیر متعارف اور حذف کلمات کثیرہ کا
قائل ہونا بلا قیام قرینۂ قویہ کے اصلا جائز نہین ہی اور وے یہ بھی کہتے ہین کہ فرض کیا جاوے
کہ یہ آیت جو جواز من و فدا پر دلالت کرتی ہی مدنیہ ہی ہو تب بھی آیت کتاب من اللہ سبق
سے مطابق بیان مذکورہ کے لازم آتا ہی کہ نزول اوسکا قبل از واقعہ بدر ہی بعد تمہید ان
مطالب کے وے یہ کہتے ہین کہ آیت من و فدا جو قبل از واقعۂ بدر کے نازل ہوئی ہی
آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْاَرْضِ مناسب نہین پیغمبر کو
کہ اوسکے پاس قیدی ہون جب تک کہ نہ مار گراوے اونکو خاک مین تُرِيْدُوْنَ عَرَضَ
الدُّنْيَا تم ارادہ کرتے ہو یعنی فدیہ لینے سے متاع دنیا کا وَاللّٰهُ يُرِيْدُ الْاٰخِرَةَ اور اللہ ارادہ
کرتا ہی آخرت کا یعنی خدا یہ بات پسند کرتا ہی کہ کفر و شرک روے زمین سے محو کیا جاوے
اور کفار کو چھوڑ نجاوے اور دیگر آیات قتل سے منسوخ ہو گئے پس بعد ان حکم من
و فدا کا باقی نرہا اگر کوئی یہ کہے کہ اون آیات سے تو صرف قتل کا وجوب دریافت ہوتا ہی
پس لازم آیا کہ استرقاق بھی جائز نہو یا یہ کہ ان آیات کو بھی منسوخ ٹھہرایا جاوے تو اسکے
جواب مین وہ یہ کہتے ہین کہ بیشک ان آیات سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہی لیکن چونکہ
درباب جواز استرقاق کے احادیث صحیحہ قولی و فعلی بہت منقول ہوئی ہین اور وے
احادیث از قسم مشاہیر بلکہ متواتر المعنی ہین اور اس قسم کی احادیث سے ہمارے نزدیک
زیادت علی النص جائز ہی علاوہ بران آیات وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ الآیہ اور آیہ
وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ اور آیہ اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا
وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا اور آیہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ

مفسر ہین ثبوت استرقاق مین سواے اسکے مقصود اصلی یعنی کمزور کردینا محاربین کا
اور گھٹا دینا اونکی جماعت کا جیسا کہ صورت قتل مین ہے صورۃ استرقاق مین بھی متصور ہے پس
ان دلائل قطعیہ سے زیادت علی النص جائز ہوئی اور اس قسم کی زیادت جانے فرق
اگرچہ ایک قسم ہے اقسام نسخ سے کہ پیشتر ایک ہی چیز جائز تھی اب تھے اوسکے ایک اور چیز
بھی زیادہ ہوگئی مگر اصطلاح مین اسکا نام زیادۃ علی النص ہے جسطرح جیسے کہ آیت وضو مین
صرف پانون کا دھونا فرض تھا مگر بسبب خبر مشہور کے مسح علی الخفین بھی جائز ہوا
پس اب بجز قتل و استرقاق کے کوئی چیز جائز نہین اگر کوئی کہے کہ بعد جنگ بدر کے بھی احسان
رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا ہے چنانچہ روایات مفصلہ ذیل سے یہ بات ثابت ہے اول
حدیث متفق علیہ بعث رسول اللہ صلعم خیلاً قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ
یقال لہ ثمامۃ بن اثال فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد فخرج الیہ النبی صلعم فقال
ما عندک یا ثمامۃ فقال عندی خیر یا محمد ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم علی شاکر وان کنت ترید المال
فسل منہ ما شئت فترک حتی کان الغد ثم قال ما عندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک ان تنعم تنعم علی شاکر فترکہ
حتی کان بعد الغد فقال ما عندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک قال اطلقوا ثمامۃ فانطلق الی نخل
قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً
رسول اللہ یا محمد واللہ ما کان علی وجہ الارض وجہ ابغض الی من وجہک فقد اصبح
وجہک احب الوجوہ الی واللہ ما کان من دین ابغض الی من دینک فاصبح دینک
احب الدین الی واللہ ما کان من بلد ابغض الی من بلدک فاصبح بلدک احب البلاد
الی الحدیث بھیجا پیغمبر صلعم نے سوارون کو بطرف نجد کے پس لے آئے وہ ایک آدمی
کو بنی حنیفہ مین سے کہ اوسکو ثمامہ بن اثال کہتے تھے پس باندھ دیا اوسکو مسجد کے ایک
ستون سے پس نکلے اوسکی طرف پیغمبر صلعم پس اوس سے کہا کہ کیا ہے تیرے نزدیک اے
ثمامہ پس کہا اوسنے خیر ہے اے محمد اگر قتل کریگا تو قتل کریگا ایک جاندار کو اور اگر انعام کریگا

تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر اور اگر مال لینے کا ارادہ ہی تو طلب کر جو کچھ چاہتا ہے پس وہ بدستور رکھا گیا جب دوسرا دن ہوا تو اوس سے پیغمبر صلعم نے پوچھا کہ کیا ہی تیرے نزدیک اے ثمامہ اوسنے کہا کہ جو مینے کل کہا تھا کہ اگر انعام کریگا تو انعام کریگا ایک شکر گزار پر پھر بدستور رہنے دیا اوسکو یہان تک کہ تیسرا دن ہوا پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی نزدیک تیرے اے ثمامہ اوسنے کہا جو کچھ پہلے مینے کہا ہی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ کھول دو ثمامہ کو پس گیا وہ نخل کے پاس قریب مسجد کے پھر نہایا پھر داخل ہوا مسجد مین پھر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اے محمد قسم خدا کی ہی کہ روے زمین پر کوئی مونہہ میرے نزدیک دشمن تر تیرے مونہہ سے تھا پس اب تیرا مونہہ سب سے زیادہ مجکو دوست ہو گیا کوئی دین ناپسندتر تیرے دین سے مجکو نتھا اب تیرا دین سب سے زیادہ محبوب ہو گیا تیرا شہر سب سے زیادہ برا تھا میرے نزدیک اب سب سے زیادہ محبوب ہو گیا دوم حدیث مسلم ان ثمانین رجلا من اہل مکۃ ہبطوا علی رسول اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلعم واصحابہ فاخذہم + سلما فاستحیاہم وفی روایۃ فاعتقہم فانزل اللہ تعالی وہو الذی کف ایدیہم عنکم وایدیکم عنہم ببطن مکۃ اسی آدمی تنعیم کے پہاڑ سے اوترے بطرف پیغمبر صلعم کے ارادہ کرتے تھے غفلت یا دھوکا دینا پیغمبر صلعم کا پس پکڑ لیا اونکو صلحًا پس زندہ رکھا اونکو اور ایک روایت مین ہی کہ آزاد کر دیا اونکو پس اوتاری اللہ نے یہ آیت کہ خدا وہ ہی جسنے باز رکھا اونکے ہاتھون کو تمسے اور تمہارے ہاتھون کو اونسے بطن مکہ مین —

حدیث سوم مسلم کان ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفائکم ثقیف فترکہ ومضی فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ما شانک قال انی مسلم فقال لو قلتہا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم

بالحلیف للذین اسراتھما ثقیف تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس قید کرلیا ثقیف
نے دو آدمیون کو اصحاب پیغمبر صلعم مین سے اور قید کرلیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی
بنی عقیل مین سے پس اوسکو باندھکر دھوپ مین ڈال دیا پس اوسپر گذرے پیغمبر صلعم
پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد کس گناہ مین مین پکڑا گیا ہون فرمایا کہ اپنے ہم عہدون کے
جرم مین یعنی ثقیف کے پھر بدستور اوسکو چھوڑکر چلے گئے پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد پس
اوسپر رحم فرمایا اور پھر آئے اور کہا کہ کیا شان ہی تیری اوسنے کہا مین مسلمان ہون فرمایا
کہ اگر تو یہ کہتا اوسوقت مین کہ اپنے اختیار مین تھا تو فلاح پاتا پوری فلاح پھر عوض مین
دو قیدیون کے جنکو ثقیف نے قید کرلیا تھا دیدیا اوسکو ــ سو اسکا وے جواب تفصیلی ذیل
دیتے ہین حدیث اول سے مدعا ہمارا ثابت ہی کہ تین روز تک ثمامہ بن اثال نے درخواست
فدیہ دینے اور احسان رکھنے کی کی مگر پیغمبر خدا صلعم نے منظور نہ فرمائی اگر فدیہ یا احسان
رکھکر چھوڑ دینا فرض ہوتا تو بیشک اول ہی روز اوسکو چھوڑ دیتے اور تیسرے روز بھی
اوسکو ایسا نہین چھوڑا کہ وہ دار حرب کو لوٹ جاوے بلکہ فراست یا وحی کی رو سے جب
دریافت ہوا کہ اوسکا دل مائل بہ اسلام ہی اور تھوڑی سی ملاطفت اور تالیف سے اظہار
اسلام کردیگا تب یہ لفظ فرمایا کہ اطلقوہ یعنی کھول دو اوسکو چنانچہ مجرد کھولدینے کے وہ
مسلمان ہوگیا اگر بلا تعرض وہ دار حرب کو لوٹ جاتا تب البتہ استدلال اس حدیث
سے گنجایش رکھتا تھا پس یہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہی نہ ہمارے خلاف کی ــ
حدیث دوم سے مدعاے خصم ثابت نہین ہوتا کیونکہ اونکی گرفتاری قہرًا نہین ہوئی
بلکہ صلحًا ہوئی تھی اور وفاے عہد ہر آئینہ واجب ہی اور یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ کے
وقت مراجعت کے حدیبیہ سے ہوا ہی چنانچہ بیان اسکا آگے آویگا حدیث سوم سے
ظاہر ہی کہ وہ اسلام کا مدعی تھا پس اوسکا چھوڑ دینا یا اوسکے بدلے دو مسلمان لے لینے
ہمارے مدعا کے مُضر نہین دیکھی جناب مجتہد عصر آپنے تحقیق اور تدقیق امام الایمہ ابوحنیفہ رح

کی اونکی تحقیق اور دلائل کے مطالعہ کے بعد کون شخص ہی کہ اونکے خلاف اس باب مین آئے
دے سکتا ہی اگر آپ کچھہ استعداد رکھتے ہین تو اونکی دلائل کو رد کیجیے مگر آپسے انشاء اللہ تعالیٰ
یہہ ہرگز نہو سکیگا یہہ مسئلہ ہی کہ آپکے زعم فاسد مین یہہ تھا کہ اس مسئلہ مین امام ہمام نے غلطی فاش
کی ہی اسی سبب سے بہت شد ومد سے آپنے حسب عادات جاہلان علماے حنفیہ پر زبان
طعن کی کھولی تھی آپ لوگون کے زعم فاسد مین یہہ ہی کہ امام ہمام قیاس پر زیادہ عمل کرتے
ہین اور احادیث وآیات کی طرف توجہ کم فرماتے ہین مگر آپ لوگون کا یہ زعم سراسر فاسد
اور تمامتر حسد ہی دیکھو اس مسئلہ خاص مین کسقدر کوشش بلیغ فرماکر یہہ فتوی دیا ہی اور کس
درجہ اتباع آیات اور احادیث کا واجب سمجھا ہی **قال** بحث پنجم نسبت منسوخ ہونے اس
آیت کے **اقول** بحث اسکی بہت مفصل مذکور ہوئی **قال** اتنی بات یاد رکھنی چاہیے
کہ اس باب مین علما نے دو غلطیان ہین اول یہہ کہ سورہ براءۃ کی آیت مین جو عنقریب بیان ہوگی
استرقاق کا مطلق ذکر نہین پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہی **اقول** جب
علماے حنفیہ اس بات کو ثابت کر چکے کہ حکم من وفدا کا منسوخ ہو گیا اور اون آیات سورۂ
براءت اور سورۂ انفال مین اسیر کرنے اور قتل کرنیکا حکم ہی اور احادیث صحیحہ مین اساری
کے حق مین حکم استرقاق کا بھی وارد ہی اور اسیری سبب ہی استرقاق کا پس باعتبار تسمیہ
المسبب باسم السبب اگر نام اون آیات کا آیات استرقاق رکھا تو کچھہ غلطی نہین مگر
چونکہ آیت اما منا و اما فداء مین مطلق ذکر حریت کا نہین اور من وفدا مستلزم وسبب حریت بھی
نہین پس مجتہد عصر نے جو نام اوس آیت کا آیت حریت رکھا ہی البتہ محض غلط اور بے سبب ہی
قال دوسرے یہہ کہ آیت قتل کو یا سورۂ براءۃ کو جو آخر ما نزل کہا ہی یہہ بھی غلط ہی علما کا قول
ہی کہ سورۂ براءۃ یکلخت پوری اوتری ہی اوسکے بعد کوئی پوری سورت نہین اوتری
پس جتنی سورتین کہ پوری پوری اوتری ہین اونمین اخیر سورت البتہ اخیر ہی الا آخر ما نزل
نہین ہی فتدبر **اقول** یہہ قول مجتہد عصر کا کہ علما کا قول ہی کہ سورۂ براءۃ یکلخت پوری

اوتری ہی الخ غلط محض ہی اور سراسر افترا اونکا قول یہ ہی کہ معظم سورۂ براءۃ کہ اول سے تا قریب چالیس آیتون کے ہی ایک مرتبہ نازل ہوئی ہی اور یہی مراد ہی لفظ کاملۃ سے ہم ہمین اس جگہہ زیادہ بحث ضرور نہین جانتے یہی ہی کہ سورۂ براءۃ کے بعد کوئی سورۃ پوری نہین اوتری جو کہ سورۂ براءۃ مین حال غزوۂ تبوک اور دیگر حالات ایسے ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہی کہ رجب ۹ سنہ ہجری مین یا کچھ بعد اوسکے اور قبل از ذی القعدہ ۹ سنہ ہجری کے اوتری ہی کیونکہ اوسی مہینے مین حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت علی رض کو اوسکی آیات کے اعلان کرنیکے واسطے ایام حج ابوبکر صدیق مین پیغمبر خدا صلعم نے مکے کو بھیجا تھا پس ہر آئینہ آیت اما منا بعد و اما فداء سے کہ بقول غیر ثابت مجتہد ۲ سنہ ہجری مین نازل ہوئی تھی بعد کو نازل ہوئی ہی اور اس مقام پر اسیقدر کافی ہی زیادہ بحث کرنا کچھ ضرور نہین **قال** غرضکہ ان روایتون سے حنفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت من و فدا کو منسوخ بتاتے ہین پس اس امر پر بحث کرنیکے لیے اولًا اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہی یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہی اس مقام پر نقل کرتے ہین **اقول** ایک آیت جسمین صاف حکم اسکا ہی کہ اسیرون کی جب تک کہ خونریزی نہ کی جاوے اور اونکو مار کر خاک مین نہ ملا دیا جاوے کوئی بات لائق نہین مجتہد نے یہان چھوڑ دی ہم اوسکو مع شان نزول لکھتے ہین فلما اسروا الاسارى (یعنی اساری بدر) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابى بكر و عمر رضي الله عنهما ما ترون في هؤلاء الاسارى فقال ابو بكر رض يا نبي الله هم بنو العم والعشيرة ارى ان تاخذ منهم فدية فيكون لنا قوة على الكفار فعسى الله ان يهديهم للاسلام فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ترى يا ابن الخطاب قال قلت لا والله يا رسول الله ما ارى الذي راى ابو بكر ولكنى ارى ان تمكنا فنضرب اعناقهم فتمكن عليا من عقيل فيضرب عنقه وتمكنني من فلان نسيبا لعمر رض فاضرب عنقه فان هؤلاء ائمة الكفر وصناديدها فهوى رسول الله صلى الله عليه وسلم ما قال ابو بكر ولم يهو ما قلت

فلما کان من الغد جئت فاذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر رض قاعدین
وهما یبکیان قلت یا رسول اللہ صلعم من ای شیء تبکی انت وصاحبک فان وجدت
بکاء بکیت وان لم اجد بکاء تباکیت لبکائکما فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ابکی للذی عرض علی اصحابک من اخذهم الفداء لقد عرض علی عذابهم
ادنی من هذه الشجرة شجرة قریبة من نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ عزوجل
ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض الی قوله تعالی فکلوا مما غنمتم
حلالا طیبا فاحل اللہ الغنیمة لهم - جب اسیر کیا بدر کے قیدیون کو فرمایا رسول
اللہ صلعم نے ابو بکر رض سے اور عمر فاروق سے کیا راے دیتے ہو ان قیدیون کے باب
مین کہا ابو بکر رض نے ای نبی اللہ یہ بنی الاعمام اور کنبے کے لوگ ہین میری راے یہ ہے کہ انسے
ہم فدیہ لین تاکہ ہمکو قوت ہو جاوے کفار پر شاید کہ خدا انکو بھی ہدایت اسلام کی کردے
پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا راے دیتا ہے تو ای بیٹے خطاب کے کہا عمر رض نے کہ
مینے کہا کہ نہین واللہ ای رسول اللہ مین وہ راے نہین دیتا جو ابو بکر نے دی ہے
لیکن میری راے یہ ہے کہ ہمکو قادر کردے تو اسپر کہ ہم انکی گردنین مارین قادر کردے
علی کو عقیل بن ابی طالب پر کہ وہ اوسکی گردن مارے اور مجکو قادر کردے کہ فلان شخص
جو میرا قریب ہے اوسکی گردن مارون پس بتحقیق یہ لوگ پیشواے کفر ہین اور سردار کافرون
کے ہین پس میل فرمایا رسول اللہ صلعم نے طرف قول ابی بکر کے اور نہ میل فرمایا طرف
میرے قول کے پھر جب ہوا دوسرا دن تو آیا مین پس دیکھتا ہون کہ رسول اللہ صلعم
اور ابو بکر رض بیٹھے ہوئے ہین اور رو رہے ہین مینے کہا یا رسول اللہ صلعم کس بات سے
تم اور تمھارے صاحب رو رہے ہین اگر اوس بات سے مجکو بھی رونا آویگا تو مین
بھی رونگا اور اگر نہ رونا آویگا تو تمھارے رونے کے سبب سے رونا لاؤنگا پس فرمایا رسول
اللہ صلعم نے روتا ہون اس بات پر جو تیرے اصحاب نے بسبب لینے فدیے کے مجھپر پیش کی قسم ہے

کہ تحقیق پیش کیا گیا مجھپر عذاب اونکا قریب تر اس درخت کے یعنی ایک درخت سے جو قریب
تھا پیغمبر صلعم کے پس اوتاری الله نے یہ آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ
يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تا فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا پس حلال کی الله تعالی نے غنیمت
اونکے لیے روایہ مسلم پس اس آیت اور اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ جو رائے
حضرت عمر رض کی تھی یعنی یہ بات کہ اونکو قتل ہی کیا جاوے وہی پسند ٹھہرے اور گذشتہ
جو کچھ ہوا اوسکو معاف فرماکر آیندہ کے واسطے اوسی کے مطابق وحی قرآنی نازل
ہوئی اور بجز اثخان اسارے اور حل غنیمت کے اور کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی
پس اجازت من و فدا کی جو پیشتر تھی وہ منسوخ ہوئی **قال** اول آیت سورہ انفال الَّذِينَ
عَاهَدْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ۝ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ۝ خدا تعالی پیغمبر صاحب سے
فرماتا ہے کہ جنسے تو نے عہد کیا ہے پھر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہین اور عہد توڑنے سے
پرہیز نہین کرتے پھر اگر تو اونکو لڑائی مین پاوے تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین
تتر بتر کر دے شاید کہ وہ عبرت پکڑین **اقول** اگرچہ ترجمہ مجتہد عصر کا تمامتر غلط ہے لیکن
اور غلطیان محمول اوپر اسکے ہین کہ مجتہد عصر زبان عرب سے خوب واقف نہین اسلیے
مزید کو بمعنی مجرد اور دو جملون کا ایک جملہ ٹھہراتے ہین لیکن فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ کا جو ترجمہ
اسطور پر کیا ہے کہ تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کر دے عمدًا تحریف کی ہے
جناب مجتہد صاحب اون لوگون تک آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا غایت مغیا یہان کہان
ہے حتی یا الی جو غایت پر دلالت کرتا ہے اس آیت مین ہرگز نہین پس آپ نے معنی غایت کہان
سے گڑھ لیے باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہے اوسکے معنی کہان جاتے رہے مخفی
نرہے کہ باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہے باے سببیت ہے إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَبِظُلْمٍ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ (قولہ الطیب)

شعر لا تكثر الاموات كثرة قلة ۞ الا اذا شقيت بك الاحياء ۞ وقال آخر ۞ سما الوزنة فقد مال ۞ ولا فرس يموت ولا بعير ۞ ولكن الرزية فقد شخص ۞ يموت بموته خلق كثير ۞ اور ثقف کے یہ معنی یہان نہین ہین کہ پاوے بلکہ جہان مقام حرب مین مستعمل ہوتا ہی وہان معنی ثقف کے گرفتار کر لینے اور غالب آنیکے ہوتے ہین قال الشاعر شعر فاما تثقفوني فاقتلوني وان اثقف فسوف ترون مالي یعنی اگر تم مجکو پکڑ لو یا غالب آؤ تو مار ڈالو اور جو مین تمکو پکڑ لونگا یا غالب آونگا تو دیکھ لیجیو میری شان کو قاموس مین ہی ثقفه کسمعه صادفه او اخذه او ظفر به او ادركه انتہى پس صحیح معنی آیت کے یہ ہین کہ اگر تو اونکو پکڑ لے لڑائی مین تو تو پریشان اور تتر بتر کر دے بسبب اونکے اون لوگون کو جو اونکے پیچھے ہین جب یہ معنی متحقق ہوئے تو اب جناب مجتہد کو چاہیے کہ ایک دم کے واسطے گمراہی پاس دوستون کو برطرف کر کے دیکھین کہ تفریق اور تتر بتر کر دینا اور ہراسان کانا یا قتل و استرقاق اسیرون مین متصور ہی یا اونکو رہا کر کے دیگر انکی جمعیت مین شامل کر کر اونکی جمعیت کو مجتمع اور قوی کر دینے مین کونسا صاحب عقل ہی کہ دوسری شق اختیار کر سکتا ہی مجتہد عصر قائل ہین کہ یہ آیت بنی قریظہ کے باب مین نازل ہوئی ہی پھر اونہین کے مناسب حال اس آیت کے تفسیر کیجیے اور دیکھیے کہ حضور پیغمبر صلعم صاحب وحی کے کہ اونسے زیادہ کوئی کلام خدا کو نہین سمجھ سکتا بنی قریظہ کا کیا حال کیا گیا کہ اونمین سے جو قابل لڑنیکے تھے اونکو قتل کیا گیا اور جو قابل لڑنے کے نتھے اونکو لونڈی غلام بنایا گیا کسی شخص کو اونمین سے بہ فدیہ یا بدون فدیہ کے چھوڑا نہ گیا چنانچہ بخاری مین ابن عمر رضہ سے روایت ہی قال حاربت النضير وقريظة فاجلا بني النضير واقر بني قريظة ومن عليهم حتى حاربت قريظة فقتل رجالهم وقسم نساءهم واموالهم واولادهم بين المسلمين الا بعضهم لحقوا بالنبي صلى الله عليه وسلم فامنهم واسلموا کہا ابن عمر رضہ نے کہ لڑے تھے نضیر اور قریظہ پس جلا وطن کر دیا تھا پیغمبر خدا صلعم نے

بنی نضیر کو اور ٹھہر رہنے دیا تھا بنی قریظہ کو اور احسان رکھا اونپر یہان تک کہ لڑے
بنی قریظہ پھر قتل کیا اونکے مردون کو اور تقسیم کردیا اونکی عورتون اور مال اور بچون کو
درمیان مسلمانون کے مگر کچھ لوگ اون مین سے جو مل گئے تھے پیغمبر خدا صلعم سے تو اونکو
امن دی پھر وہ اسلام لائے چونکہ یہ حدیث مفسر ہی آیت کی اور بسبب لحوق اس بیان کے
وہ آیت مفسر ہو گئی اور معنی آیت کے یہی متعین ہوئے کہ جنپر حضور پیغمبر صلعم عمل ہوا پس
کوئی چارہ نہین اس سے کہ فشرد بہم کا ترجمہ یہی کیا جاوے کہ فشرد بقتلہم واسترقاقہم
من خلفہم یعنی پراگندہ کر دے بسبب قتل و استرقاق اونکی کے اون لوگون کو جو اونکے
پیچھے ہین کما قال الشاعر ع الا اذا شقیت بک الاحیاء یعنی مگر کہ بدبخت ہو جاوین زندہ لوگ
بسبب قتل کرنے تیرے کے اونکو و کما قال اللہ تعالیٰ لیغیظ بہم الکفار یعنی تاکہ غصے
مین ڈالے بسبب خوشحالی اور سعادت مسلمانون کی کفار کو اور اسطور پر تفسیر آیت کی
اعلام مفسرین نے کی ہی چنانچہ خود مجتہد عبارات اونکے بطور سند اپنے قول کے بحوالۂ
مدارک لکھتے ہین فشرد بہم قال الزجاج افعل بہم ما تفرق جمعہم و تفرد بعض
یک انیہم یعنی اونکے ساتھ وہ کام کر کہ جس سے اونکی جمعیت مین تو تفرقہ ڈالدے
اور تنہا کردے تو بسبب اوس فعل کے اون لوگون کو جو اونسے نزدیکی رکھتے ہون دیکھیو
لو یہ سند جو مجتہد لائے ہین صاف ہمارے مدعا کے موافق ہی کیونکہ تنہائی اور تنہا رہ جانا
اور لوگون کا اسی صورت مین متصور ہی کہ اون قیدیون کو چھوڑ نجاوے اور درصورت
چھوڑ دینے کے تو تکثیر جماعت ہو گئی تفرید کہان باقی رہی پھر مجتہد عصر عبارت تفسیر کبیر
کو سند لاتے ہین فمعنی الآیۃ انک ان ظفرت فی الحرب بہؤلاء الکفار الذین ینقضون
العہد فافعل بہم فعلا یفرق بہم من خلفہم قال عطاء تثخن فیہم القتل حتی
یخاف غیرہم وقیل نکل بہم تنکیلا یشرد غیرہم من ناقضی العہود یعنی معنی
آیت کے یہ ہین تحقیق تو اگر پکڑے تو اون کفار کو جو عہد توڑتے ہین تو اونکے ساتھ وہ

معاملہ کر کہ پراگندہ کردے وہ معاملہ بسبب اونکے اون لوگون کو جو بعد اونکے ہین کہا عطا نے کہ خوب طرح پر قتل کر اونکا تاکہ ڈرین تجسے ماسوا اونکے اور کہا گیا ہی کہ ایسی تعذیب کر اونکی کہ اونکی تعذیب پراگندہ کر دیوے اونکے غیرون کو جو توڑنے والے عہد کے ہین دیکھو لو اس تفسیر سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہی کہ وہ کام کرنا چاہیے جسسے جمعیت کفار کی پراگندہ ہو جاوے نہ وہ کہ جس سے جمعیت مین قوت اور کثرت ہو جاوے بموجب قول عطا بن یسار کے جو اس تفسیر معتقد لہ مجتہد عصر مین مذکور ہی صرف قتل ہی اونکا واجب ہی اور بموجب دوسرے قول کے کہ اوسمین مطلق تعذیب ہی جواز استرقاق بھی سمجھا جاتا ہی مگر من فدا کی نفی دونون قولون سے ثابت ہی پھر مجتہد عصر تفسیر کشاف کی سند لاتے ہین فشرد بھم من خلفھم ففرق عن محاربتک ومناصبتک بقتلھم شر قتلۃ والنکایۃ فیھم من ورائھم من الکفرۃ حتی لا یجسر علیک احد بعدھم اعتبارا بھم واتعاظا بحالھم اس عبارت کے معنی مین مجتہد صاحب نے بہت ہی تصرف فرمایا ہی چنانچہ ہم اوسکی شرح کرینگے اور ایک جملہ اوپر سے چھوڑ دیا فاما تصادفنھم وتظفرن بھم فشرد بھم الخ معنی صحیح اس عبارت کے یہ ہین کہ جب تو اونکو پکڑ لے اور فتحیاب ہو جاوے اونپر تو سبب بری طرح کے قتل کرنے کے اونکو اور اونکو زخمون مین چکنا چور کرنیکے پراگندہ کر دے اپنی جنگ اور عداوت سے اون لوگون کو جو سوا اونکے ہین کافرون سے تاکہ بعد اونکے کوئی تجھپر جرأت نکرے اونکے حال سے عبرت اور نصیحت پکڑ کر دیکھو یہ تفسیر ہمارے مدعا کے موافق ہی اور اس سے اسیران مقاتلین کے حق مین بجز اسکے کہ اونکو خوب قتل کرو اور خوب زخمون مین چکنا چور کرو اور کسی چیز کی اجازت نہین پائی جاتی اور اس تفسیر سے یہی ظاہر ہی کہ باء جارہ بھم مین باء سببیت ہی اور معنی بھم کے یہ ہین کہ بسبب اونکے قتل کے اور اس تفسیر مین ایک لفظ ہی شر قتلۃ یہ لفظ مبالغہ قتل مین مستعمل ہوتا ہی ایسے مقام پر کہ جہان بے ڈھرک ذلت و رسوائی سے قتل کیا جاتا ہی عرب کہتے ہین قتلہ قتلۃ سوء وشر قتلۃ دوسرا لفظ آیا ہی

والنکایۃ فہو نکایۃ کے معنی ہین قتل وجرح نکیت العدو ونی العدو نکایۃ اذا اقتلتہ
وجرحتہ قال ابو النجم ننکی العدو ونکرم الاضیافا یعنی قتل کرتے ہین ہم دشمن کو اور
اکرام کرتے ہین ہم مہمانون کو اگرچہ اور تراجم مین بھی مجتہد عصر نے خیانت بہت کی ہی پر
ہمنے بسبب اسکے کہ ہم کچھ مقلدانہ گفتگو نہین کرتے اوس سے کچھ تعرض نہین کیا لیکن چونکہ
جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ منجملہ اعلام علماے علم لغت و تصریف و نحو و بیان کے ہی ایسے
شخص کے کلام کی صیانت کا ہمارا حق ہی اور ہمپر واجب ہی کہ اوسکے کلام کی در باب بیان
و معانی و لغت و محاورہ عرب کے بہت حفاظت کرین اور بد دیانتی اوسمین چلنے نہ دین
لہذا ہم مجتہد عصر کی خیانت کا عبارت کشاف مین اعلان کرتے ہین اوس نے لکھا ہی
ففرق عن محاربتک ومناصبتک بقتلہم مجتہد عصر اوسکے ترجمے مین از راہ خیانت
کے لکھتے ہین کہ (لڑنے سے اور بُری طرح قتل کرنے سے) دیکھو کیسی خیانت ظاہر ہی
جنکو کچھ بھی دخل ہوگا علم عربیت مین وہ اس خیانت کو خوب سمجھ لیگا مفسر رح نے لفظ
عن اوپر محاربتہ کے داخل کیا اور مناصبت کو اوسپر معطوف کیا اور عن واسطے بعد اور
مجاوزۃ کے مستعمل ہین عرب کہتے ہین رمیت السہم عن القوس چونکہ جدائی اور مجاوزت
تیر کی کمان سے متحقق ہی اسلیے لفظ عن یہان آیا اور پھر مفسر رح کلمۃ بقتلہم کو مفصول بلا عطف
لایا اور لفظ قتل پر باء سببیت داخل کی مجتہد عصر نے مدخول عن اور مدخول باء سببیت کو
معطوف و معطوف علیہ ٹھہرا کر غلط ترجمہ کر دیا نہ عن کے معنی کا لحاظ کیا نہ باء سببیت کا
اوسکا مدعا تو یہ تھا کہ اپنی جنگ و مقابلہ سے دور کر دے قیدیون کے ماسوا لوگون کو
اور یہ دور کرنا کس طرح پر حاصل ہوگا یہ دور کرنا بسبب قیدیون کے قتل کے ہوگا
مجتہد عصر نے اوسکے مدعا کے برخلاف ترجمہ دیا پھر اوسنے لفظ نکایۃ واسطے تاکید قتل کے یہان وارد کیا مجتہد عصر نے اوسکے بھی
معنی طبیعت خیانت دوست سے گھڑ کر غلط لکھ دیے یعنی اوسکا ترجمہ بلفظ خرابی کر کے اصل مدعا کو خرابی مین ڈالدیا نعوذ
باللہ من شرور انفسنا و سیئات اعمالنا اور ہم کہتے ہین کہ علاوہ ان مفسرین کے جماعت مترجمین نے بھی

اسی طرح پر آیت کا ترجمہ کیا ہی جسطرح ہمنے کیا ملا حسین واعظ لکھتے ہین فشرد بہم پس برمیدہ
گردان و متفرق ساز بسبب قتل ایشان من خلفہم آنرا کہ از پس عہد ایشان قرار شکند
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہین متفرق ساز بسبب شکست ایشان آنانرا کہ پشت
ایشان باشند انتہی کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم مفسرین کے اقوال سے استدلال تقلیدی کرتے
ہین ہرگز نہین بلکہ ہمنے ترجمہ آیت کا مطابق لغت و محاورہ عرب کے پیشتر کردیا ہی اور ہر لغت
پر سند اہل زبان کی پیش کی ہی اس مقام مین ہمنے جو عبارات مفسرین کی لکھی ہین اپنی
طرف سے نہین لکھین بلکہ مجتہد عصر جو تقلیداً اونسے استدلال غلط کرتے تھے اونکی
غلطی کے اظہار کے واسطے نقل کی ہین ورنہ ہمکو اونکے نقل کی کچھ ضرورت نتھی۔ الغرض
جب بموجب بیان فعلی جناب صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام اور بموجب لغت عرب
اور محاورۂ فصحا و بلغا کے ہم ثابت کرچکے کہ معنی تشرید کے پراگندہ کرنا اور متفرق اور
تتر بتر کرنا ہی اور کلمۂ بہم ہر آئینہ از روے فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام مفسر
بہ قتل و استرقاق ہی اور من و فدا مستلزم تحزب و اجتماع جمعیت کا ہی چنانچہ یہ بات ملاحظہ
حال اسیران بدر سے ثابت ہی کہ بعد رہائی کے غزوۂ احد و احزاب مین پھر مجتمع ہوکر محاربت
کو چڑھ آئے پس من و فدا ہر آئینہ مستلزم ایسی چیز کا ہی جو صراحۃً مناقض تشرید ہی
اور یہی منافی قتل و استرقاق ہی کہ بموجب فعل صاحب وحی علیہ الصلوۃ والسلام کے کلمۂ
بہم اونکے ساتھ مفسر ہوا ہی پس آیت مستشہدہ ہر آئینہ مفسر ہوئی درباب وجوب قتل
و استرقاق کے لیکن اب یہان کلام اسمین رہا کہ کلمۂ شرد بصیغۂ امر جو یہان واقع ہی آیا
واسطے ایجاب کے ہی یا بیان اولویت و افضلیت کے ہی اگر شق اول ہی تو آیت مؤید مذہب
حنفیہ کی ہی کہ جب تشرید مفسر بہ فعل رسول اللہ صلعم واجب ہوئی تو من و فدا جائز نہین رہا
اور اگر شق ثانی ہی تو مذہب شافعی کی صحت کے واسطے ایک وجہ ظاہر ہوتی ہی اور ہمکو اس
باب مین کچھ زیادہ بحث ضرور نہین ہی کیونکہ ہم نسبت جواز استرقاق کے بحث کرتے ہین

بنسبت عدم جواز من و فدا اور وجوب قتل و استرقاق جو باہم ہمارے علما مین مختلف فیہ
ہی بحث نہین کرتے **قال** دوم آیت سورہ براۃ فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ
حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ جن مشرکین عرب نے عہد شکنی
کی تھی اونکی نسبت خدا تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہی
گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو اونکی گھات مین
ہر گھات کی جگہہ مین پھر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ
چھوڑ دو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان **اقول** اس آیت کے ترجمے مین بحث اوپر
گذر چکی ہی **قال** سوم آیت سورہ بقر اللہ صاحب نے فرمایا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ
يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ
وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوْكُمْ فِيْهِ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ○ فَاِنِ
انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ جو لوگ
تمسے لڑتے ہین تم بھی اونسے خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو بے شک اللہ زیادتی
کرنے والون کو دوست نہین رکھتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ اور نکالو اونکو جہان سے
اونھون نے تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہی اور اونسے کعبے کے
پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین پھر اگر وہ تم سے لڑین تو اونکو مارو
یہی سزا ہی کافرون کی پس اگر باز رہین وہ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی اور لڑو اونسے
تا آنکہ نرہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا **اقول** صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ لڑو
خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تم سے لڑین اور زیادتی نکرو کہ تحقیق اللہ دوست نہین
رکھتا زیادتی کرنے والون کو اور قتل کرو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکال دو اونکو جہانسے

اونھون نے تمکو نکال دیا تھا اور فتنہ سخت تر ہی قتل سے اور نہ لڑو اون سے مسجد حرام
کے پاس تا آنکہ وے تمسے نہ لڑین اوسمین پھر اگر وے تمسے لڑائی کرین تو قتل کرو انکو
ایسی ہی سزا کافرون کی پھر اگر وے باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اونسے
تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا + یہان استدلال ہی واقتلوہم حیث
ثقفتموہم سے معنی ثقف کے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ مجرد پانا نہین ہی بلکہ پکڑ لینا ہی
از روے غلبہ اور فیروزی کے چنانچہ علامہ زمخشری لکھتے ہین کہ الثقف وجود علے وجہ
الاخذ والغلبۃ ومنہ رجل ثقف سریع الاخذ لاقرانہ فاما تثقفونی فاقتلونی فمن
اثقف فلیس الی الخلود یعنی ثقف کے معنی ہین پانا بروجہ پکڑ اور غلبہ کے اور اسی سے ہی
رجل ثقف یعنی جلد پکڑ لینے والا ہی اپنے ہمسرون کو اور اوسکی سند یہ شعر ہی
اگر پکڑ لوگے تم مجکو تو مار ڈالوگے   پھر مین جسکو پکڑ لونگا تو نہین ہی اوسکی زندگی
پس آیت نص ہی اس بات مین کہ جب تم پکڑ لو کفار کو تو مار ڈالو اور چونکہ ظاہر امر واسطے
وجوب کے ہی تو قتل قیدیون کا واجب ہوا اور جب قتل واجب ہوا تو من وفدا منسوخ ہو گیا
اور یہی ہی قول علماء حنفیہ کا **قال** چہارم آیت سورہ نساء وَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا
فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّى يُهَاجِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا
فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا
اقول ترجمہ اسکا یہ ہی کہ دوست رکھا اونھون نے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جیسے کہ وہ
کافر ہوئے تو ہو جاؤ تم برابر اونکے پس نہ بناؤ اونمین سے اپنے دوست جب تک کہ وہ
خدا کی راہ مین ہجرت نہ کرین پس اگر وہ نہ مانین تو اونکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین
پاؤ اور نہ بناؤ اونمین سے کسی کو دوست اور نہ مددگار **قال** پنجم آیت سورہ نساء سَتَجِدُونَ
آخَرِينَ يُرِيدُونَ أَنْ يَأْمَنُوكُمْ وَيَأْمَنُوا قَوْمَهُمْ كُلَّمَا رُدُّوا إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكِسُوا فِيهَا
فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ

حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاُولٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًا ۝ پاؤ گے تم اور لوگونکو جو ارادہ رکھتے ہین اسکا کہ تم سے بھی امن مین رہین اور اپنی قوم سے بھی امن مین رہین جب لوٹائے جاتے ہین فتنے کی طرف کو تو خوب الٹے پڑتے ہین اوسمین پس اگر ترک تعرض تمھارا نکرین اور صلح تم سے نکرین اور اپنے ہاتھ نہ روکین تو پکڑو اونکو اور قتل کرو جہان کہین پکڑو اور یہ وہ لوگ ہین کہ ہمنے دیا اون پر یعنی کر دی تمھاری دلیل روشن **اقول** ان دونون آیتون مین یہ ہے کہ پکڑو اور مار ڈالو جہان پکڑو اور صیغۂ امر طرد ہے کہ وجوب پر دلالت کرتا ہے پس جب ماخوذین کا قتل واجب ہے تو من و فدا کہان رہگیا بلکہ نسخ اوسکا ظاہر ہے چونکہ مجتہد عصر کا حکم صراحۃً برخلاف ان آیات کے ہے لہذا طرح طرح کے مغالطے دیتے ہین چنانچہ فرماتے ہین **قال** فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت من و فدا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ قیدیون کا چھوڑنا جائز نہین بلکہ قتل کرنا چاہیے مگر اون کا لونڈی و غلام بنانا ثابت نہوگا اور ہمکو اسمین بحث ہے کہ لونڈی و غلام بنانا جائز نہین **اقول** ہم بوجوہ استغراق ضمن بحث آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ أَسْرٰى حَتّٰى يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ اور آیت فَشَرِّدْ بِهِمْ مین بیان کر چکے ہین وہان دیکھ لینا چاہیے حاجت اعادہ کی نہین یہان بحث نسخ حکم آیت من و فدا کی ہے سو وہ بخوبی ثابت ہوگئی **قال** مگر ہم صرف اسی پر اکتفا نکرینگے بلکہ ثابت کرینگے کہ ان آیتون سے آیت من و فدا کا منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہے **اقول** ہم بھی دیکھتے ہین کہ آپ کسطرح پر اپنا مدعا ثابت کر سکتے ہین مگر یاد رہے کہ خلاف لغت جو کوئی معنی گھڑے اور باسرے جائزہ کو بمعنی کاف جائزہ کے بیان کیا یا محض کسی قول غیر ثابت پر تقلیداً عمل کیا یا کوئی غیر ثابت روایت کتب سیر و تاریخ سے نقل کی تو ہم اوسکو ہرگز منظور نکرینگے اور سخت الزام مجتہد عصر پر عائد کرین گے **قال** آیت سورۂ انفال (یعنی فَشَرِّدْ بِهِمْ مَّنْ خَلْفَهُمْ) یہود بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوئی ہے جنسے ۵ سنہ ہجری مین لڑائی ہوئی تھی **اقول** ہمنے اسکو تسلیم کیا اور ہم اوسے ثابت کر چکے ہین کہ آیت من و فدا ۲ سنہ ہجری یعنی غزوۂ بدر سے پیشتر نازل ہو چکی ہے خواہ مدینہ مین

نازل ہوئی ہو خواہ جسمین **قال** ہیں جب کہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت من فدا کے
نازل ہو چکی تھی تو اوسکی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہے **اقول** ذری پھر سوچیے کہ سنہ ہجری پہلے تھا
یا سنہ ہجری اسکو سمجھ کر جو کچھ فرمانا ہو فرمایئے **قال** علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا
آیت من فدا کا منسوخ کرنے والا نہین **اقول** یہ مرحلہ ہمنے بخوبی طے کر لیا ہے تفسیر آیت اولے
مین ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیۃ مذکور مفسر ہے بیان استرقاق اور قتل اسارے مین **قال** جبکہ
اس آیت مین قتل کی تصریح نہین اور نہ قیدیون کا ذکر ہے تو اوس سے نص صریح آیت من و
فدا کی جو بالتخصیص قیدیون کے لیے ہے کیونکر منسوخ ہو سکتی ہے **اقول** اوس آیت مین سب
کچھ موجود ہے آیت مذکورہ مفسر ہے درباب قتل و استرقاق کے اور مفسر سے نسخ نص ہر آئینہ جائز
ہے مگر نص سے نسخ مفسر مین کلام ہے بعد اسکے مجتہد عصر اوس حدیث کی تحریف پر متوجہ ہوئے
جسمین تفسیر فعلی آیت فشدوا بہم کی مذکور ہے اور جسکے سبب ہم اوس آیت کو مفسر درباب قتل و
و استرقاق اسارے کے کہتے ہین مگر وہ امر قبل از شروع اس بحث کے لکھتے ہین کہ آیندہ ہر جگہ
کام آوین اور بار بار لکھنا نہ پڑے اول پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی بات تعلیما
فرماتے تھے یا کچھ خبر دیتے تو اوسکو کئی کئی بار اعادہ کیا کرتے تھے تاکہ ہر کوئی سمجھ لے
چنانچہ ترمذی نے شمائل مین انس بن مالک رضہ سے روایت کی ہے اور بخاری نے بھی یہی
مضمون نقل کیا ہے کان رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم یعید الکلم ثلثا لتعقل عنہ تھے
رسول اللہ صلعم عادہ کرتے تھے ایک بات کا تین بار تاکہ خوب سمجھ لیا جاوے اسی سبب سے بعض احادیث
مین الفاظ مرادفہ یا قریب المعانی کا باہم اختلاف ہے اور جب ایسے کلمات کسی حدیث
مین واقع ہون تو اونکو ایک ہی معنی پر محمول کرنا چاہیے تاکہ باہم تناقض یا تعارض نہو دوسرے
اور بہت لحاظ رکھنا چاہیے اسکا کہ ایسے انداز سے اون کلمات مین سے کسی کلمہ کی
تفسیر نہ کی جاوے کہ تناقض یا تعارض لازم آجاوے دوسرے بخاری کا دستور ہے کہ
جہان کہین راوی کا شک کسی کلمے مین ہوتا ہے اوسکی تصریح کرتا ہے کہ شک فلانے اور اسکے

مستند کردیتا ہی چنانچہ یہ بات دیکھنے والون صحیح بخاری مخفی نہین آب ہم مجتہد کی تحریر پر
توجہ کرتے ہین **قال** یہود بنی قریظہ نے خود اپنے تئین اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا
عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد بن معاذ تجویز کرے وہ اونکو دیجاوے اور
رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کر لیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ خود رسول خدا
صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ مخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہی **اقول**
کلام اسمین کہ اونھون نے خود اپنے تئین سپرد کر دیا تھا اور کچھ معاملہ پیش آیا تھا عنقریب
آویگا بالفرض اگر اونھون نے عاجز ہوکر اپنے تئین خود سپرد کیا تو اونکے اپنے تئین خود سپرد
کر دینے سے یہ بات کیونکر ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین
فرمایا تھا کہ آیت مین اونکے قتل کا حکم ہی اگر مجتہد صاحب کوئی دلیل اس دعوے پر رکھتے
ہون تو پیش کرین **قال** اسمین کچھ شک نہین کہ وہ قتل ہوئے مگر نہ کسی حکم منصوص اس
آیت سے بلکہ سعد بن معاذ کی پنچایت سے **اقول** بنی قریظہ پر بسبب عہد شکنی کے بمجرد
فراغ کے غزوہ احزاب سے لشکر کشی ہوئی یہان تک حضرت صلعم نے اپنے اصحاب رض پر تاکید
فرمائی کہ نماز عصر کی بنی قریظہ مین ہی پڑھین اور روایت بخاری اور مسلم مین ہی کہ جبرئیل آئے
اور اونھون نے پیغمبر صلعم سے کہا کہ تمنے ہتھیار کھول ڈالے حالانکہ ہمنے ابھی تک
ہتھیار نہین کھولے اور اشارہ کیا کہ بنی قریظہ پر فوج کشی کیجیے چنانچہ اوسی وقت بنی قریظہ
پر لشکر کشی ہوئی اور اون سے لڑائی ہوئی چنانچہ مسلم مین ہی کہ فقاتلھم رسول اللہ صلعم مقاتلہ کیا اون سے پیغمبر صلعم نے
جب وے مغلوب ہوئے تو تنگ ہوکر سعد بن معاذ اوسی انصاری رض کے حکم پر راضی ہوئے اونھون نے حکم دیا کہ اونکے لڑنے والون کو
قتل کیا جاوے اور اونکی ذریت کو لونڈی غلام بنایا جاوے رسول اللہ صلعم نے فرمایا لقد قضیت بحکم اللہ عز وجل
یعنی فیصلہ کیا تو نے ای سعد بن معاذ یہ حکم خدا کے عزوجل کے اور بعد اوسکے بموجب اوسی حکم کے
پیغمبر صلعم نے اونکے لڑنے والون کو قتل کیا اور اونکی ذریت کو مجاہدین مین تقسیم فرمایا
چنانچہ بخاری نے کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر مین روایت کی ہی فقتل رجالھم

وقسّم نساءهم واموالهم واولادهم بين المسلمين قتل کیا پیغمبر صلعم نے اونکے مردونکو
اور تقسیم کیا اونکی عورتون اور اموال اور اولاد کو درمیان مسلمانون کے پس مجتہد عصر
فرماتے ہین کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا
تھا کہ خواہ نخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے محض مغالطہ ہے سعد بن معاذ رض نے بھی آیت کا یہی مطلب
سمجھا کہ مطابق اوسکے حکم دیا اور پیغمبر خدا صلعم نے بھی ویسا ہی سمجھا کہ بہ نسبت حکم سعد بن
معاذ رض کے یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل اور پھر اوسی حکم کو جاری کیا کہ مطابق اوسکے
قتل و استرقاق عمل مین آیا اور یہ جو فرماتے ہین کہ نہ کسی حکم منصوص اس آیت سے بلکہ سعد
بن معاذ رض کی پنچایت سے یہ بھی مغالطہ ہے حکم منصوص آیت کیا معنی یہ حکم سعد بن معاذ اور
تسلیم کرنا رسول اللہ صلعم کا اوس حکم کو اور نسبت اس حکم کے یہ فرمانا کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل
نص سے بڑھکر مفسر اوس آیت کا اس درجہ پر ہو گیا کہ وہ آیت محکمات و مفسرات مین ہو گئی
کہ بجز اسکے اور کسی محمل پر محمول ہی نہین ہو سکتی اور جسقدر احتمال اوس آیت مین تھا بسبب تفسیر
فعلی اور قولی سے جاتا رہا اور سعد بن معاذ کی پنچایت حکم آیت کے برخلاف تو نہین تھی جو
مجتہد عصر نے اوسکو بہ لفظ اضراب یعنی بلکہ کے لکھا ہے اگر اوسکا حکم خلاف آیت کے ہوتا تو پیغمبر
خدا صلعم ایسے حکم کو جو خلاف قرآن ہو کس طرح پر جاری کر دیتے اور اوسکی نسبت کسطرح پر یہ فرماتے
کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل اور اگر بنی قریظہ کے حق مین یہ عمل جو وقوع مین آیا بموجب حکم آیت
کے نتھا تو آپ ہی فرمایئے کہ امتثال حکم آیت کا کسی اور طرح پر ہوا اور اگر اور طرح پر ہوا ہے تو اوسکو
ثابت کیجیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس امر کو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ حکم آیت فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوا ہے اور مخاطب اسکے پیغمبر
خدا صلعم ہین اور کلمہ شرد بصیغہ امر وارد ہے کہ اس جگہ دال ہے اوپر وجوب کے پس پیغمبر صلعم پر فرض
تھا کہ بامتثال حکم آیت کے حکم آیت کو بہ نسبت بنی قریظہ کے جاری فرماتے کیونکہ عصیان شان
انبیا کے سراسر خلاف ہے پس اگر مطابق فیصلہ سعد بن معاذ رض کے امتثال آیت کا ہوا تو مجتہد صاحب

فرماوین کہ اور کسطرح پر ہوا اگر ہم اس فیصلہ سعد بن معاذ رضہ کو امتثال حکم آیت کا نہ سمجھین تو سراسر
بدبختی اور شامت ہماری اور قساوۃ قلبی ہی کہ ایک الزام تو ہمنے انسے صحابی جلیل القدر پر کہ
جسکے حق مین پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین کہ اهتز عرش الرحمن بموت سعد بن معاذ رواہ
البخاري اور اوسکے حق مین اصحاب سے فرماتے ہین کہ قوموا الی سیدکم و خیرکم رواہ مسلم
اور اونکے حسن عاقبت کی اس حدیث متفق علیہ مین خبر دیتے ہین عن البراء قال اُهدیت
لرسول الله صلعم حُلة حریر فجعل اصحابه یمسّونها ویتعجبون من لینها فقال تعجبون
من لین هذه لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنة خیر منها والین بڑا الزام لگایا کہ اونھون
نے حکم خدا کے برخلاف فیصلہ کیا اور مرتے وقت وبال اس جرم کبیرہ کا اپنے اوپر لیا اور
دو الزام ہمنے پیغمبر صلعم پر عائد کیے ایک یہ کہ امتثال حکم آیت کا کچھ نہ کیا دوسرا یہ کہ از راہ
ظلم و تعدی کے برخلاف کتاب اللہ کے جو ایک ظالم نے فیصلہ کر دیا اوسکو جاری کر کے
بہت سے آدمیون کو کہ مستحق قتل کے نتھے اور فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑ دینا اونکا واجب
تھا قتل کر دیا اور اون کی ذریت کو آپس مین تقسیم کر لیا حال آنکہ خود یہ فرمایا
کرتے تھے کہ انما انا بشر وانکم تختصمون الی ولعل بعضکم ان یکون الحن بحجته من
بعض فاقضی له علی نحو ما اسمع منه فمن قضیت له بشيء من حق اخیه فلا یاخذ نه فانما
اقطع له قطعة من النار متفق علیه نہین ہون مین مگر بشر اور تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس
اور شاید کہ ہووے ایک تمھارا تیز زبان اپنی حجت مین دوسرے سے پس مین حکم کر دون
اوسکے حق مین جیسا کہ سنون مین اوس سے پس جو شخص کہ حکم کر دون مین اوسکے حق مین
کسی چیز کا اوسکے بھائی کے حق مین سے پس چاہیے کہ نہ لیوے اوسکو کہ جز این نیست
کہ مین دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہون انتہی دیکھو اس حدیث مین حضرت صلعم نے
کسقدر تاکید فرمائی ہی اسکی کہ اگر حکم یا حاکم حکم مین غلطی کر کے ایک کا حق دوسرے کو دلانے
کا حکم صادر کرے تو اوس فریق کو جسکے حق مین حکم دیا گیا ہی نہ چاہیے کہ بموجب اوس حکم کے

متمتع ہووے غرضکہ مجتہد دھر کی بنا پر الزام سخت جرم فخیم کا خود پیغمبر صلعم پر عائد ہوا کہ قول زبانی تو یہ اور جب معاملہ پڑا تو آپ ہی اپنے قول کے برخلاف عمل کرتے تھے ۔ العیاذ باللہ حجا مجتہد صاحب با این الزام دعوی اسلام وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ **قال** چنانچہ حدیث بخاری مین یہ واقعہ مذکور ہی کہ ابن سعید خدری رضی نے روایت کی لما نزلت بنو قریظۃ علی حکم سعد بن معاذ بعث رسول اللہ صلعم وکان قریبا منہ فجاء علی حمار فلما دنا قال رسول اللہ صلعم قوموا الی سیدکم فجاء فجلس الی رسول اللہ صلعم فقال لہ ان ہؤلاء نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ قال لقد حکمت فیہم بحکم الملک ۃ کہ جب یہود بنی قریظہ نے سعد بن معاذ کے پنچایت پر اپنے تئین سپرد کیا تو رسول خدا صلعم نے سعد بن معاذ کو جو وہان سے پاس ایک جگہہ مین تھے بلایا وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے جبکہ وہ قریب پہونچے تو آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ پھر سعد بن معاذ آئے اور پیغمبر خدا صلعم کے پاس بیٹھے آپ نے اونسے فرمایا کہ ان لوگون نے تمہاری پنچایت پر اپنے تئین سپرد کر دیا ہی سعد بن معاذ نے کہا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ جو لوگ انمین لڑنے والے ہین وہ تو قتل کر دیے جاوین اور اونکے بچے قیدی بنا لیے جاوین آپ نے فرمایا کہ تمنے ان لوگون کے حق مین بادشاہ کا سا حکم دیا۔ **اقول** یہ حدیث بخاری و مسلم مین کئی طریق سے مروی ہی یہ روایت جو مجتہد نے نقل کی ہی طریقہ سلیمان بن حرب سے ہی اور طریقون سے جو بخاری و مسلم نے نقل کیا ہی ہم اوسکو لکھتے ہین روایت بخاری محمد بن بشار کے طریق پر قال سمعت ابا سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قضیت بحکم اللہ عز وجل وربما قال بحکم الملک ۃ یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے فیصلہ کیا تو نے بموجب حکم اللہ عز وجل اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک مخفی نرہے الملک اسماء الہی مین سے ہی هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ○ پس دونون کلمون کے ایک ہی معنی ہین اور مطابق قاعدہ مذکورہ کے ہرگز نہ چاہیے کہ دونون کلمون کے ایسے

معنی ٹھہرائے جاوین کہ باہم تناقض ہو جاوے روایت مسلم بروایت ابوبکر بن ابی شیبہ و ابن
بشار فقال النبی صلعم قضیت بحکم اللہ وربما قال قضیت بحکم الملک فرمایا رسول اللہ صلعم نے
کہ حکم دیا تو نے بحکم اللہ اور کبھی یہ فرمایا کہ بحکم الملک اور روایت محمد بن مثنی مین یہ لفظ نہین کہ ربما قال
قضیت بحکم الملک اور روایت زہیر بن الحرب سے مسلم مین ہے فقال رسول اللہ صلعم لقد
حکمت بحکم اللہ وقال مرۃ بحکم الملک قسم ہے کہ تحقیق حکم دیا تو نے بموجب حکم خدا کے اور
دوسری بار فرمایا کہ بحکم الملک اور مسلم مین بطریق ابوکریب یہ ہے فقال لقد حکمت فیھم بحکم اللہ
عز وجل یعنی فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ قسم ہے کہ حکم کیا تو نے انمین بحکم اللہ عز وجل بخاری مین
بروایت ابو الولید یہ کلمات ہین لقد حکمت بما حکم بہ الملک یعنی قسم ہے کہ تو نے حکم کیا مطابق
اوسکے کہ جسکا حکم دیا تھا خدا نے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ حضرت پیغمبر صلعم جب کوئی بات فرمایا
کرتے تھے تو کئی کئی مرتبہ اوسکو کہا کرتے تھے اوسی بنا پر یہان بھی کئی روایتین ہین اور سب کے
ایک معنی ہین اگرچہ ان سب روایات مین اشارہ ہے بطرف آیہ کریمہ کے کہ بموجب حکم خدا کے یعنی آیۃ
متلوہ کے تو نے حکم دیا مگر روایت بما حکم بہ الملک مین بہت ہی صاف فرمایا کہ تو نے حکم دیا مطابق
اوس حکم کے جو خدا نے حکم دیا تھا پس مجتہد عصر نے بحکم الملک کا جو ترجمہ اس طور پر کیا کہ بادشاہ کا
سا حکم دیا اس سے ثابت ہے کہ جناب مجتہد کو ہنوز معنی باے جارہ اور کاف جارہ مین بھی تمیز نہین
ہے یہان کحکم الملک نہین جو اونھون نے بادشاہ کا سا ترجمہ کیا یہان تو بحکم الملک ہے جسکے معنی
ہوئے بہ حکم خدا یا بفرمان خدا جناب مجتہد صاحب سنیے باے جارہ تو بہت جگہ قرآن مجید مین ہے
إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ
فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۝ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۔ فَاحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ
وَمِنْ آيَاتِهِ أَن تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ط وغیر ذلک کیا ان آیات کی آپ کے
نزدیک یہی معنی ہین حکم کرتے تھے پیغمبر توریت کا سا ۔ جنھون نے حکم دیا خدا کا سا او وہ کافر ہین ۔
چاہیے کہ حکم دین اہل انجیل اوس چیز کا سا جو خدا نے نازل کیا ہے انجیل مین ۔ حکم دے تو اوس چیز کا

جو اوتاری ہی خدا نے + خدا کی نشانیون مین یہ ہی کہ قائم ہین آسمان و زمین اوسکے حکم کا سا
سبحان اللہ باین استعداد دعوی اجتہاد پھر ہم جناب مجتہد سے دریافت کرتے ہین کہ اونکے
ترجمے مین جو لفظ بادشاہ ہی اس سے مراد بادشاہ حقیقی ہی یا اور کوئی بادشاہ اگر صورت اول
ہی تو عین مدعا ہمارا ہی اور در صورت دوم ظاہر ہی کہ جماعت ملوک تو مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ لفظ
مفرد سے ارادہ جماعت کا صحیح نہین اگر ایسا ہوتا تو لفظ الملوک وارد ہوتا رہی یہ بات کہ کوئی
ایک بادشاہ غیر معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو الملک معرف باللام واقع ہوتا
باقی رہا یہ امر کہ کوئی بادشاہ معہود معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہین کیونکہ سیاق و سباق کلام سے
تذکرہ کسی بادشاہ کا لفظاً یا معناً پایا نہین جاتا کہ جسکی طرف لام تعریف سے اشارہ سمجھا جاوے
خود مجتہد بھی نہین کہہ سکتے کہ وہ بادشاہ معین کون ہی جسکا سا حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے
دیا تھا اور کون سا قرینہ اوسپر دال ہی مجتہد صاحب کی غلط فہمی پر بھی معنی یہ ہوئے جاتے ہین کہ
تو نے اوس بادشاہ کا سا حکم دیا اور چونکہ کسی بادشاہ کا تذکرہ اوپر لفظاً و معنی نہین ہی کہ اوسکی
طرف لام عہد کا اشارہ سمجھا جاوے پس کلمۂ الملک سے بجز بادشاہ حقیقی کے اور کچھ مراد ہو ہی نہین سکتا
اور یہی ہی مدعا ہمارا اگر یہ کہا جاوے کہ الملک مین لام عہد ذہنی ہی کہ جو حکم مین نکرہ کے ہوتا ہی
تو اوسکا جواب یہ ہی کہ لام عہد ذہنی کے ارادے کے واسطے کوئی قرینہ چاہیے بغیر قرینے کے
ارادہ اوسکا صحیح نہین ہی کما صرح بہ العلامۃ التفتازانی حیث قال یطلق المعرف بلام الحقیقۃ
الذی ہو موضوع للحقیقۃ المتحدۃ فی الذہن علی فرد موجود من الحقیقۃ باعتبار کونہ
معہوداً فی الذہن وجزئیاً من جزئیات تلک الحقیقۃ مطابقاً ایاہا وذلک عند قیام
قرینۃ علی ان لیس القصد الی نفس الحقیقۃ من حیث ہی ہی بل من حیث الوجود و من حیث
وجودہا فی ضمن جمیع الافراد بل بعضہا انتہے علاوہ برآن اس تقدیر پر بحسب زعم مجتہد ہم
معنی یہ ہوئے کہ حکم دیا تو نے کسی ایک بادشاہ کا سا اور یہ معنی تمام تر مہمل و مجمل اور محض لغو ہین
کہ نہ وہ ایک بادشاہ صاحب کا حکم معلوم ہی نہ حکم مشبہ بہ کی کیفیت معلوم ہی کہ حکم عدل ہی یا حکم ظلم ہی +

پس ایسے معنی محمل اور لغو پر عمل کرنا کلام افصح الفصحا کو نہایت بیجا اور مبنی بر کمال تعسف ہے اور
ہر گاہ باعتبار ان معانی کے بھی یہ امر متعین نہین ہوتا کہ وہ حکم حکم ظلم تھا اور مدعا مجتہد کا ان
تاویلات و تحریفات رکیکہ سے صرف یہ ہے کہ سعد بن معاذ رضی کا حکم حکم ظلم بر خلاف حکم خدا تعالے
اور بر خلاف مرضی پیغمبر خدا صلعم تھا پس تاویلات و تحریفات مجتہد دھرمی کی سنے سود ہوگئین
اگر یہ فرماوین کہ مراد یہ ہے کہ بحکم الملک الجابر یعنی حکم دیا تو نے بادشاہ ظالم کا سا تو ہم کہینگے
کہ اسقدر حکومت طلبی آپ کی مسلمانون کو گوارا نہین ہے آپ کوئی پیغمبر نہین کہ صاحب [illegible] ہو کر
کلام مین اصلاح پر اصلاح دیے چلے جاوینگے اور مسلمان اوسکو منظور کرتے رہین گے حال آنکہ
یہ زیادتی بھی آپکے برخلاف قراین حالیہ کے ہے ظاہر ہے کہ اگر وہ حکم بادشاہ ظالم کا سا ہوتا تو پیغمبر
عادل خلیفہ خدا بے عدل کے اوسکو کیونکر جاری فرماتے سوا اسکے اگر وہ حکم پنچایت کا حکم
ظلم ہوتا تو چونکہ بنی قریظہ بھی اوس سے راضی تھے تو ایسا حکم پنچایت کا جسمین بقدر جریان تحقیق
یعنی خدا تعالے کی مرضی کے بھی خلاف تھا فریقین بھی اوس پر رضامند تھے جاری کرنے والے
حکم کے بھی اوسکو برا اور ظالمانہ سمجھتے تھے باہم خرابیون اور یہ ظالم کے اوسکو جاری ہونے
کیا اوسکو باطل کیون نہ کر دیا اگر آپ توہم پرستان مغربیہ و شمالیہ کے تقلید کی ظلمت سے
نکلکر دیکھین تو صاف یقین فرمالین کہ تعبیر کرنا جناب رسول اللہ صلعم کا اس ایک مضمون کو کئی عبارتون
مین یعنی کبھی یہ فرمایا کہ حکمت بحکم اللہ عز وجل اور کبھی یہ فرمایا کہ حکمت بحکم الملک اور
کبھی یہ فرمایا کہ حکمت بما حکم بہ الملک اسی غرض سے تھا کہ کوئی کج فہم تہمت ظلم کی سعد بن معاذ رضی
پر نہ لگاوے اسیواسطے بتکرار بعبارات متنوعہ اوس مضمون کو ادا فرمایا کہ شائبہ ظلم کی تہمت
بھی باقی نہ رہے مگر ہٹ دھرمی کا کچھ علاج نہین پھر مجتہد نے نزلت کا ترجمہ جو یہ کیا ہے پنچایت
پر اپنے تئین سپرد کیا یہ سپردگی نزلت کے معنون مین کہان سے پیدا کی اپنی ہواے نفسانی
کی اتباع سے جس لفظ کے جو معنی چاہے گھڑ کر لکھدیے نہ لغت کا اتباع ہے نہ محاورے کی تحریر
ہے من مانی گھڑ جاتی ہے جانیے کہ نزل کے معنی ہین در آمدن یا فرود آمدن عربی مین اوسکا ترجمہ

حلول اور یہ لفظ بلا واسطہ اور بواسطہ باء جارہ و علی جارہ کے بھی متعدی ہوتا ہے قال فی
القاموس النزول الحلول نزلهم وبهم وعليهم نزولاً ومنزلاً الحل انتہی پس جو
لفظ کہ بتوسط علی نزل کے بعد واقع ہے وہی ہے جسکی طرف نزل متعدی ہے پس معنی لما نزلت
بنو قریظۃ کے یہ نہیں ہیں جو آپ نے گھڑے ہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ بنو قریظہ سعد کے حکم مین
آئے یعنی اونھون نے اوسکو اپنا حاکم اس معاملے مین بنایا انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح
المنذرین جب ہم داخل ہوئے کسی قوم کے میدان مین تو کیا بری ہے صبح ڈرائے گیون کی
آپ نے از راہ ناواقفی کے لغت و محاورہ عرب سے ایک مفعول نزلت کا اور پیدا کیا یعنی لما نزلت
بنو قریظة انفسهم علی حکم سعد تو آپ نے نزلت کو متعدی الی المفعولین ٹھہرایا ایک تو بلا واسطہ دوسرا مذکور بواسطہ
علی پھر جب ایسا کیا تو لازم آیا کہ نزلت بمعنی انزلت یا نزّلت لیا جاوے یعنی فعلت فعلا کو
بمعنی افعلت افعالا یا فعّلت تفعیلا کے ٹھہرایا جاوے ورنہ تقدیر صحیح نہوگا + وما ہذا الا الجہل المبین
غرضکہ جب مجتہد عصر ترجمہ کسی آیت یا حدیث کا فرماتے ہین اوسمین بغیر تحریف کے باز نہین رہتے
تحقیقات مذکورہ سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ سعد بن معاذ رض نے بموجب آیت قرآنی کے حکم قتل و
استرقاق بنی قریظہ کا دیا تھا اور اوسی کو پیغمبر خدا صلعم نے جاری فرمایا اور اوسی طرح پر امتثال
حکم آیت کا بحضور جناب رسول اللہ صلعم کے ہوا نہ اور کسی طرح جیسا اور جسقدر مجتہد عصر نے حدیث کے
معنی مین تحریف کی ہے کسی طرح پر قابل التفات کے نہین قال اس تمام واقعہ سے جو اس حدیث
مین مذکور ہے بخوبی ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا اقول جناب
مجتہد صاحب جب بفعل رسول اللہ صلعم سے حکم آیت کا مفسر ہوگیا تو وہ تو منصوص سے بھی ایکدرجہ
بڑھ گیا منصوص کیا وہ تو مفسر ہوگیا پس اوسمین تاویل کی بھی گنجایش نہ رہی اگر آپ کے نزدیک ایسے
اس حکم کے جسکا امتثال پیغمبر خدا نے کیا اوس آیت کا اور کوئی حکم منصوص تھا تو اوسکو بیان کیجیے
اور چونکہ آیت مصدر بصیغۂ ایجاب ہے کہ حضرت صلعم پر امتثال اوسکا ہر گونہ واجب ہے تو یہ بھی ثابت ہے
کہ آپکے اوس منصوص فی معنی کی کس طرح پر تعمیل ہوئی ورنہ یہ سب باتیں آپ کی محض مشاغبہ ہے آپ ہم دوسری

آیات کو جو اس باب مین وارد ہوئی لکھتے ہین اور اوس سے یہ بات ثابت ہی کہ یہ معاملہ مطابق
حکم خدا کے ہوا اور خدا اس باب مین اپنا انعام مومنین پر بیان کر کے اونکی کوشش اور صدق
و خلوص نیت پر اونکی مدح کرتا ہی مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ
مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ
وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا وَرَدَّ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا
عَزِيْزًا وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ
فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ
دِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ان آیات
کو ذری غور کر کے پڑھیے اور دیکھیے کہ اول تو خدای تعالیٰ نے مومنین کے اوپر اونکے
صدق کے اور اوپر اس بات کے کہ اونھون نے جیسا خدا سے عہد کیا ہی اوسمین کچھ فرق نہین
کیا صفت و ثنا کی اور جزاے خیر کا اونکو مستحق ٹھہرایا اور پھر اپنے انعام اور اپنی طرف سے
جزاے خیر جو اونکو دی اوسکو بیان فرمایا کہ تمھاری طرف سے قتال احزاب مین وہ خود کافی
ہو گیا اور جنھون نے احزاب کی مدد کی تھی یعنی بنی قریظہ اونکے دل مین تمھارا رعب ایسا ڈال
دیا کہ ایک فریق کو تو اونمین سے تمنے قتل کیا اور ایک فریق کو گرفتار کر لیا اور اونکی زمین اور
گھرون اور مال کا تمکو وارث کر دیا اور سوا اسکے اور زمین کی عطا کا وعدہ فرمایا غور فرمایے
کہ اگر قتل و استرقاق بنی قریظہ کا ظلماً واقع ہوتا اور بحکم خداے تعالیٰ کے نہوتا تو اوس معاملے کو
احسان اسطرح پر بیان فرماتا بلکہ برعکس اوسکے عتاب نازل ہوتا قال مگر بعض مکابر یہ بحث
کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر مین جو لفظ بحکم الملک ہی اوسمین یہ بھی روایت ہی کہ وہ لفظ
بحکم الملَک لام کے زبر سے یعنی فرشتے کے اور ایک روایت مین صاف بحکم اللہ ہی اور اس سے
معلوم ہوتا ہی کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچون کو قیدی یا لونڈی و غلام بنا لینے کا حکم

حکم تھا **اقول** جناب مجتہد صاحب یہ مکابرہ نہیں یہ تو اصل بات ہی ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ
اگر الملک بکسر لام ہی تب بھی اوس سے مراد احکم الحاکمین ہی اور ہمنے یہ بھی ثابت کر دیا ہی کہ بحکم
الملک + و بحکم اللہ + و بما حکم بہ الملک + یہ تینوں کلمے فرماتے ہوئے جناب رسالت مآب صلعم
کے ہین کہ ایک بار بحکم اللہ عزوجل فرمایا دوسری بار بحکم الملک فرمایا تیسری بار بما حکم بہ الملک فرمایا
اور یہ بھی ثابت کر دیا ہی کہ مراد الملک سے یہان کوئی بادشاہ غیر معصوم و بادشاہان دنیا سے
نہین ہو سکتا اور جو آپنے بحکم الملک کے معنی گھڑے ہین کہ بحکم بادشاہ کا سا یہ صاف تحریف
ہی یہ معنی کسی طرح پر نہین ہو سکتے کہیں آپ ہی انصاف کیجیے کہ اسقدر بیہودی جھوٹی بات
کی جو آپ کر رہے ہین مکابرہ اور مشاغبہ آپکا ہی یا ہمارا **اقال** اگرچہ بحث بیجا ہی اسلیے کہ
ہرگاہ خود وہ آیت موجود ہی اور اوسمین قتل کا کوئی حکم موجود نہین ہی تو اختلاف روایت
پر استدلال نہین ہو سکتا **اقول** وہ آیت موجود ہی اور وہ تفاسیر جنسے آپنے استدلال
کیا ہی وہ بھی موجود ہین اوس آیت اور اون سب تفاسیر سے بجز حکم قتل و استرقاق اور کوئی
چیز ثابت ہی نہین البتہ آپنے جو ترجمہ غلط باے جارہ کے معنی الی جارہ خلاف لغت کے
کیا ہی اوسمین ذکر قتل کا نہین مگر چونکہ ترجمہ آپکا صاف تحریف قرآن ہی اسلیے اوسکا کچھ
اعتبار نہین اور اوسکی بنا پر جو آپنے یہان لکھا ہی کہ قتل کا اوسمین کوئی حکم نہین یہ بنا ے فاسد
علی الفاسد ہی اور آپ کی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپکو فن مناظرے مین بھی بجز اور
فنون کے کچھ دخل نہین کیونکہ آپنے یہ دعوی کیا کہ آیت مین قتل و استرقاق کا حکم نہین جب
اوس دعوی کے رد کے واسطے آیت کا ایسا صحیح ترجمہ آپنے دیکھا کہ جس سے یہ ظاہر ہی کہ ایسے
معاملے مین سوا ے قتل و استرقاق کے اور کچھ اجازت نہین اور اوس صحیح ترجمے کی تائید کے
واسطے ایک ایسا فعل و قول رسول اللہ صلعم کا بھی پیش ہوا کہ جو مفسر اوس آیت کا ہی اور اوسمین
بجز قتل و استرقاق کے اور کچھ نہین ہی پھر آپ جو یہ فرماتے ہین اوسمین قتل کا کوئی حکم نہین تو
یہ توجیہ آپکی مصادرۃ علی المطلوب ہی کہ اصلا لائق توجہ کے نہین پس باطل ہوئی توجیہ سفیہ

آپ کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا جب مجتہد صاحب بدلائل تو یہ مغلوب ہوئے تو بطرف توہمات اور اغلوطات کے متوجہ ہوئی چنانچہ فرماتے ہین کہ معنے الام کا زبر پڑھنا صرف شبہ تجنیس خطی کا ہے اور روایت بخاری کی اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہے **اقول** اگر کوئی کہے کہ لام کا کسرہ پڑھنا صرف شبہہ تجنیس خطی ہی اور روایت بخاری اسمین زیادہ اعتبار کے لائق ہی تو فرمایئے جناب اسکا کیا جواب ہی مخفی نرہے کہ الملک جو بکسر لام و فتح لام پڑھا گیا ہی یہ قرأت صحیح بخاری کا اختلاف قرارت ہی بخاری کی شیوخ مین کسیکو اسمین شک نہین ہوا بخاری تک کلمۂ الملک منقول ہوا ہی قرائے بخاری کو یہ شبہہ ہوا کہ بخاری نے بکسر لام نقل کیا ہی یا بفتح لام اسی سبب سے نسخجات بخاری مین اس کلمہ پر دونون حرکتین لکھکر لفظ معًا باریک قلم سے لکھدیا جاتا ہی پس یہ دونون احتمال برابر ہین فی نفسہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہین مگر چونکہ اس حالت مین تو افق دونون کا اوپر ایک مراد کے ممکن ہی پس واجب ہی کہ ایک ہی مراد پر دونونکو محمول کیا جاوے اور حمل اوپر مراد واحد کے صرف اسی صورت مین ممکن ہی کہ دونون سے مراد بحکم اللہ لیا جاوے علے الخصوص کہ اس ارادے کی تایید پر اور روایات موجود ہین اور یہ بات بلا دلیل کہدینی کہ بکسر لام صحیح ہی اور بفتح لام شبہ ہی محض تحکم ہی علے الخصوص ایسی صورت مین کہ اوسکی تایید مین صاف لفظ بحکم اللہ موجود ہی **قال** اور جس روایت مین لفظ اللہ کا ہی وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ خدا سمجھا اور مطابق اپنی سمجھ کے بجائے لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہدیا **اقول** اگر کوئی یہ کہے کہ جس روایت مین لفظ الملک کا ہی وہ صرف راوی کی سمجھ ہی کہ لفظ اللہ یعنی اسم ذات کو اوسنے باسم صفت تعبیر کیا تو فرمایئے کہ اسکا کیا جواب دیجیے گا مخفی نرہے کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ کلمۂ بحکم الملک اور بحکم اللہ عز و جل اور بما حکم بہ الملک سب فرمائے ہوئے جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہین اور سب کے ایک ہی معنی ہین چنانچہ خود اون روایات مین تصریح اسکی ہی کہ ایک مرتبہ پیغمبر صلعم نے بحکم الملک کہا دوسرے مرتبہ بحکم اللہ عز و جل کہا تیسری مرتبہ بما حکم بہ الملک فرمایا اور قول مجتہد محض بیدلیل ہے

کہ ہرگز قابل التفات کے نہین اگر وہ مدعی اسکے ہین کہ یہ راوی کی غلطی ہی تو ہمکو ثابت کرین اور یہ
بھی بیان کرین کہ کس راوی کی غلطی ہی اور بغیر اس بیان اور اثبات کے تو ہم اونکے قول کو
محض لغو اور سراسر واہیات سمجھتے ہین علاوہ ان سب امور کی روایت الملک بجبر لاحد بھی
مجتہد کے قول کی کچھہ تائید نہین ہو سکتی بلکہ اوس سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہی جیسا کچھ بیان اون
اوسکا اوپر گذر گیا **قال** علاوہ اسکے سیرت ہشامی مین لکھا ہی **اقول** جناب ایک ذری
مہلت دیجیے کہ مین آپکی تحریر کا صفحہ ۱۷ و ۴۳ پر ملاحظہ کرون اور اوسمین دیکھون کہ سیرت
ہشامی جس سے آپ استدلال کرتے ہین منجملہ معتبرات کے ہی یا کہ ایسی ہی کہ جسکی نسبت آپ لکھتے
ہین کہ دودھکی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیجاوے اور پھر آپکے اوس قول کو بھی دیکھلون جو
آپنے اوائل رسالہ ہذا مین لکھا ہی کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے کسی ملا مجتہد وغیرہ کے
اتباع سے گمراہی مین نہ پڑینگے جناب مینے اون سب تحریرات کو دیکھہ لیا اور آپکی لاف و
گذاف اوائل رسالہ کو بھی خوب ملاحظہ کر لیا بعد ملاحظہ ان سب امور کے جناب کو سلام
کرتا ہون مصرعہ چل ہوا ہوا ہوا صبا دیکھا تجھے * شعر جامی چہ لاف میزنی از پاک
دامنی * بر خرقہ ملوّ اینہمہ داغ شراب چیست * پھر کبھی سیرت ہشامی سے مسلمانون کے
مقابلے مین کچھہ استدلال نہ فرمایا کیجیے اور آیندہ ایسی بڑھی ہوئی بات کبھی زبان پر
نہ لایا کیجیے کہ جسکا نباہ آپسے لوگون سے مشکل ہی مصرعہ چرا کاری کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
قال بہرحال یہود بنی قریظہ کسی طرح سے قتل ہوے ہون ہمکو صرف یہ بحث ہی کہ اس آیت کے آیت
من و فدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہی یا نہین **اقول** یہ امر تو مسلم ہی کہ یہ آیت واسطے تعذیب
بنی قریظہ اور امثال اونکے کے نازل ہوئی ہی اور طریقہ تعذیب بنی قریظہ کا از روے
قول و فعل جناب رسالتمآب صلعم کے قتل و استرقاق ثابت ہوا پس اگر مستفاد آیت من
و فدا بحسب زعم مجتہد عصر وجوب من یا فدا کا فرض کیا جاوے اور کلمہ اِمّا کو واسطے
افادۂ حصر کے سمجھا جاوے تو لزوم نسخ آیت من بسبب ثبوت قتل و استرقاق کے کیا کلام رہا

پس یہ کہنا مجتہد عصر کا کہ یہ بات علانیہ ہو گئی کہ کسیطرح اوسکا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا
علانیہ باطل اور بالبداہۃ غلط ہے

الحمد للہ و المنۃ کہ ہمنے اس بحث مین مجتہد عصر کو خوب ہی مغلوب کیا اور بہت خوبی
کے ساتھ ازروے قواعد عربیہ اور لغت عرب اور محاورہ عرب کے مجتہد عصر کی غلطیان پکڑین اور
اونکی تحریف کا اعلان کر دیا اور اونکے لاف و گزاف کی بھی خوب ہی قلعی کھول دی کہ جب وہ
مغلوب ہوگئے تو باوجود مبالغہ تمام اور لاف و گزاف مالاکلام کے سیرت ہشامی جو ایک تاریخ
کی کتاب غیر مستند ہے پناہ پکڑنے لگے اب دوسری آیت مین بحث کرتے ہین ہم اوس
آیت اور اوس سے ماقبل کے آیات جو ایک ساتھ نازل ہوئی ہین اور باہم متناسق اور ایک دوسری
کی مفسر ہین لکھتے ہین قال تعالیٰ بَرَاءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ
فَسِيحُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَأَنَّ اللّٰهَ مُخْزِي
الْكَافِرِينَ ○ وَأَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ أَنَّ اللّٰهَ بَرِيءٌ
مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولُهُ فَإِن تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّكُمْ غَيْرُ
مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدتُّم مِّنَ الْمُشْرِكِينَ
ثُمَّ لَمْ يَنقُصُوكُمْ شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ إِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ○ فَإِذَا انسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ
وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَإِن تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ
إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ○ اب ہم مجتہد عصر کے اقوال کی طرف متوجہ ہوتے ہین اور اونکے
لاف و گزاف کو بھی دیکھتے ہین کہ آیا وہ جو دعوے کرتے تھے کہ ہم بجز خدا اور خدا کے رسول کے
اور کسی کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے اس بات کا اونھون نے نباہ کیا یا یہ کہ تقلید مین
پڑکر خدا اور خدا کے رسول کی بھی نہ سنی اور گمراہی مین پڑ گئے **قال** آیت سورہ توبہ
قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی **اقول** ایسی جھوٹھ بات مجتہد نے فرمائی کہ جسکا جھوٹھ خود

اونھیں آیات سے عیان ہے اور بیان اوسکا یہ ہے کہ یہ امر متفق علیہ ہے کہ فتح مکہ رمضان ۸ سنہ ہجری
میں ہوئی اور حج اکبر جسکا ذکر آیت میں ہے وہ ۹ سنہ ہجری میں ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ سنہ ہجری
میں ہوا ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری میں پیغمبر صلعم نے وفات پائی ۸ سنہ ہجری میں پیغمبر صلعم
بعد فتح مکہ کے چند روز مکے میں قیام فرما کر مدینہ کو واپس گئے تھے ۹ سنہ ہجری میں خود
حج کو تشریف نہ لے گئے تھے ابوبکر صدیق رضی کو امیر حج مقرر کرکے بھیجا تھا اور بعد روانگی ابوبکر رضی
کے علی بن ابی طالب رضی کو آیات سورہ براۃ دیکر اعلان و ایذان کے واسطے روانہ فرمایا
بخاری میں روایت ہے ان اباهريرة قال بعثني ابو بكر في تلك الحجة في مؤذنين بعثهم
يوم النحر يؤذنون بمنى ان لا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان
قال حميد بن عبد الرحمن ثم اردف رسول الله صلعم بعلي بن ابي طالب فامره ان يؤذن
ببراءة اور یہ ایذان نویں ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری میں ہوا پس ظاہر ہوا کہ نزول آیات کا کچھ پیشتر
ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری سے ہوا فتح مکہ تک یہ آیات نازل ہی نہیں ہوئی تھیں علاوہ بران ان
آیات میں یہ حکم ہے فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ الآیہ حال آنکہ بعد فتح مکہ
کے جو شہر حرم تھے اونکے گذر جانے پر یہ حکم نتھا اور نہ فتح مکہ سے پیشتر مہلت چار ماہ کی دی
گئی تھی جسکا ذکر آیت فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ میں ہے اور بڑی دلیل صریح
یہ آیت ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا
جزین نیست کہ مشرکین نجس ہیں پس نزدیک جاوین مسجد حرام کے اس برس کے بعد اس سے صاف ظاہر
ہوا کہ جس برس کے بعد آیندہ کو مشرکین کے واسطے ممانعت دخول مسجد حرام کی ہوئی وہ ہی
سال ہے جسمین یہ آیات نازل ہوئی ہین اور باتفاق ارباب سیر و مفسرین و محدثین اور
فقہا وہ سال نوان ہجری تھا کہ جسمین جناب خلیفۃ رسول اللہ ابوبکر صدیق و امیر المومنین جناب
علی مرتضی رضی اللہ عنہما نے اعلان و منادی کردی کہ اَلَا لَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ
کما رواہ البخاری غرضکہ جب خود آیات بینات سے ثابت ہوا کہ یہ آیات بعد فتح مکہ کے ۹ سنہ ہجری

مین قریب ایام حج کے نازل ہوئی ہین تو قول مجتہد کا کہ یہ آیات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
ہین صریح جھوٹھہ اور محض بنظر دھوکا دینے اور پاس سخن باطل کے ہے العیاذ باللہ قال
تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہی الخ اقول جل ذے حضرت مجتہد صاحب اسی مونہہ سے
لاف وگذاف کے کلمات فرماتے تھے ہمارا سلام لیجیے کیا صاحب معالم عین خدا و رسول
خدا ہین کیا یہ محمد بن اسحق ومجاہد غیر خدا و رسول کے نہین کیا یہ قصہ جو صاحب معالم نے لکھا ہی باسناد
قوی کتب معتبرہ حدیث مین جنکی تعیین آپنے خاتمہ رسالہ مین فرمائی ہی مرقوم ہی فرض کیا جاے
کہ اگر معالم التنزیل سے مدعا آپکا ثابت ہوا تو آیات تنزیل پر آپ اوسکو اس بات مین
کس بنا پر ترجیح دیتے ہین مصرعہ برخرقہ تو انیہمہ داغ شراب چیست علاوہ بران
معالم التنزیل مین یہ بات کہان ہی کہ یہ آیت قبل فتح مکہ کے نازل ہوئی ہی اوسمین تو یہ الفاظ ہین
نزلت فی اہل مکہ یعنی نازل ہوئی ہی یہ سورہ حق اہل مکہ مین اور بعد اونکے تمام قصہ تا روز
حج اکبر نقل کیا ہی کہ جسکو آپنے فتح مکہ تک نقل کرکے چھوڑ دیا ہم اوسکو تمام وکمال معالم سے
نقل کرتے ہین اول تو معالم مین یہ عبارت ہی وابتداء ہذا الاجل یوم الحج الاکبر وا
انقضاؤہ الی عشر من شہر ربیع الاخر فاما من لم یکن لہ عہد فانما اجلہ انسلاخ
الاشہر الحرم وذلک خمسون یوما وقال الزہری الاشہر الاربعۃ شوال وذو القعدۃ
وذو الحجۃ والمحرم لان ہذہ الآیۃ نزلت فی شوال والاول ہو الاصوب علیہ الاکثرون
پھر چند سطر بعد لکھا ہی وقیل نزلت ہذہ الآیۃ قبل تبوک وقال محمد بن اسحق ومجاہد
نزلت فی اہل مکۃ وذلک ان رسول اللہ صلعم عاقد قریشا یوم الحدیبیۃ علی
ان یضعوا الحرب عشر سنین یامن فیہا الناس ودخلت خزاعۃ فی عہد النبی صلعم
ودخلت بنو بکر فی عہد قریش ثم عدت بنو بکر علی خزاعۃ فنالت منہا واعانہم
قریش بالسلاح فلما تظاہر بنو بکر وقریش علی خزاعۃ ونقضوا عہدہم خرج
عمرو بن سالم الخزاعی حتی وقف علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال

اشعار لا هُمَّ اني ناشد محمدا ؛ حلف ابينا وابيه الاتلدا ؛ كنت لنا ابا وكنا ولدا
ثمت اسلمنا ولم ننزع يدا ؛ فانصر هداك الله نصرا اعتدا ؛ وادع عباد الله يأتوا
مددا ؛ فيهم رسول الله قد تجردا ؛ في فيلق كالبحر يجري مزبدا ؛ ابيض مثل
الشمس يسمو صعدا ؛ ان سيم خسفا وجهه تربدا ؛ ان قريشا اخلفوك الموعدا
ونقضوا ميثاقك المؤكدا ؛ هم بيتونا بالهجير هجدا ؛ وقتلونا ركعا وسجدا ؛
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نصرت ان لم انصركم فتجهز الى مكة ففتح مكة
سنة ثمان من الهجرة فلما كان سنة تسع اراد رسول الله صلعم ان يحج ثم قال
انه يحضر المشركون فيطوفون عراة فبعث ابابكر رضي الله عنه تلك السنة
اميرا على الموسم ليقيم للناس الحج وبعث معه باربعين اية من صدر براءة
ليقرأها على اهل الموسم ثم بعث بعده عليا رضي الله عنه على ناقته العضباء ليقرأ
على الناس صدر براءة وامره ان يؤذن بمكة ومنى وعرفة ان قد برئت ذمة الله و
ذمة رسوله صلى الله عليه وسلم من كل مشرك ولا يطوف بالبيت عريان فرجع
ابوبكر فقال يا رسول الله بابي انت وامي أُنزل في شاني شيء قال لا ولكن لا ينبغي ان يبلغ
هذا الا رجل من اهلي اما ترضى يا ابابكر انك كنت معي في الغار وانك صاحبي
على الحوض قال بلى يا رسول الله فصار ابوبكر رضي الله عنه اميرا على الحج وعلي ليؤذن
ببراءة فلما كان قبل التروية بيوم خطب ابوبكر الناس وحدثهم عن مناسكهم
واقام للناس الحج والعرب في تلك السنة على منازلهم التي كانوا عليها في الجاهلية
من الحج حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاذن في الناس
بالذي امر به وقرأ عليهم سورة براءة وقال زيد بن منيع سألنا عليا باي شيء بعثت
في الحجة فقال بعثت باربع لا يطوف بالبيت عريان ومن كان بينه وبين رسول
الله صلعم عهد فهو الى مدته ومن لم يكن له مدة فاجله اربعة اشهر ولا يدخل الجنة

الا نفس مؤمنة ولا يجتمع المسلمون والمشركون بعد عامهم هذا ثم حج النبي صلعم سنة عشر حجة الوداع انتهى دیکھو اس عبارت معالم سے صاف ظاہر ہے کہ آیات سورۂ براءۃ ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین کیونکہ اون آیات مین جو یہ حکم ہے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام مین نجاوے حج اکبر مین اوسکا اعلان کرایا گیا اور حج اکبر ۹ سنہ ہجری مین ہوا پس ظاہر ہوا کہ آیات سورۂ براءۃ ۹ سنہ ہجری مین ایک برس بعد فتح مکہ کے نازل ہوئین

قال اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور ہمنے اوپر ثابت کیا ہے کہ آیت من وفد ابعد فتح مکہ نازل ہوئی ہے پس یہ آیت اوسکی ناسخ نہین ہوسکتی

اقول یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا سو یہ روایت مستند بجہد پیغمبر صلعم سے نہین صرف مجاہد اور محمد بن اسحق کا قول ہے جو منجملہ صحابہ کے بھی تھے غرضکہ اونکے قول سے ثبوت زمانۂ نزول آیت کا ہو یا نہو اسقدر تو ثابت ہو گیا کہ وہ دعوی کہ شروع رسالہ مین مجتہد صاحب نے کیا تھا کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا فقیہ مجتہد کی تقلید سے غلطی مین نہ پڑینگے محض لاف وگزاف تھا کہ کچھ بھی عمل اوسپر نہوا اور آخر کار یہی ہوا کہ تقلید ہی کرنی پڑی ؎ آنچہ دانا کند کند نادان * لیک بعد از قبول رسوائی * اب ہم کہتے ہین کہ نہ اس عبارت معالم سے یہ بات ثابت ہے کہ آیات سورۂ براءت قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہین بلکہ یہ بات ثابت ہے کہ ایک برس بعد فتح مکہ کے یعنی ۹ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہین اور نہ مجتہد سے پیشتر یہ بات ثابت ہو سکی کہ آیت من وفد ابعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہے یہان تک کہ اوپر یہ دعوی بھی مجتہد کا نہ تھا کہ آیۃ مذکور بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بلکہ اوپر تو یہ دعوی تھا کہ یہ زمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے بعد زمانۂ فتح مکہ کا تو نام اسی وقت زبان پر مجتہد صاحب کے آیا ہے دیکھیے اس بعدیت کو روز وفات جناب رسالت مآب پر نہ محمول فرمادین تاکہ احتمال نسخ ہی باقی نرہے کیونکہ جب مدار صرف مجرد قول مجتہد ہی پر ہے اور دلیل کچھ درکار نہین

تو بروز فتح مکہ اور بروز وفات پیغمبر صلعم کہدینا دونون یکسان ہین نہ ثبوت اسکا ہی نہ اوسکا ہی
کچھو فائدۂ جلیلہ بحث ناول کا اور ہم بیشتر دلائل علماے حنفیہ کے اس امر کے اثبات پر قائم کر چکے
ہین کہ آیہ من وفدا قبل واقعۂ بدر کے نازل ہوئی ہی مجتہد صاحب اپنے دلائل اور علماے
حنفیہ کے دلائل کو مقابلہ کر کے دیکھین اور آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جانکر فرماوین کہ علماے
حنفیہ کے دلائل قوی ہین یا تو ہمات مجتہد عصر کے **قال** بعض مکابر یہ بات کہین گے کہ سورۂ
براءۃ کے بعد کوئی سورۃ نازل نہین ہوئی اور اسلیے سورۂ محمد صلعم کا جسمین آیت من وفدا
ہی سورۂ براءۃ کے بعد نازل ہونا صحیح نہین ہی مگر یہ کہنا بالکل غلط ہی ایک حدیث مین آیا ہی کہ
سورۂ براءۃ اون سورتون کی اخیر سورۃ ہی جو پوری ایک دفعہ اوتری ہین مگر اسکو بھی علمانے
تسلیم نہین کیا اور اس حدیث مین شبہ کیا ہی چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے اس
حدیث کو مع عالمون کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہین بخاری مین لکھا ہی کہ عن البراء
قال اخر سورۃ نزلت کاملۃ سورۃ براءۃ واخر سورۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء يَسْتَفْتُوْنَكَ
قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ فی القسطلانی استشکل هذا من حیث انہ نزلت
شیئاً فشیئاً فالمراد بعضها او معظمها والا ففیها ایات کثیرۃ نزلت قبل
سنۃ وفاۃ النبویۃ **اقول** بخاری مین یہ حدیث دو جگہہ کتاب التفسیر مین نقل کی
ہی ایک آخر سورۃ النساء مین بروایت سلیمان بن حرب وہان یہ الفاظ ہین حدثنا سلیمان
بن حرب قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت البراء اخر سورۃ نزلت براءۃ واخر
ایۃ نزلت يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ دوسری جگہہ شروع
براءۃ مین وہان یہ الفاظ ہین حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت
البراء یقول اخر ایۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ واخر سورۃ
نزلت براءۃ **اقول** ان دونون جگہہ کاملۃ کا لفظ نہین ہی اور اس روایت مین کچھہ اشکال
نہین ہی ہان تیسری جگہہ جو روایت کی ہی اوسمین لفظ کاملہ کا واقع ہی اور اوسکے معنی نہین

تمام سورۃ بلکہ مراد یہ ہی کہ کاملہ سورۃ یعنی معظم اور بڑی بڑی باتین شروع کی چنانچہ راوی نے
بمقابلہ کاملہ کے خاتمہ سورۃ النساء کا بیان کیا ہی پس ظاہر ہی کہ مراد اوسکی فواتح سورۃ براۃ ہی
پیغمبر خدا صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی آیت متفرق نازل ہوتی تو فرما دیتے تھے اجعلوہا فی
سورۃ کذا چنانچہ یہ روایت ترمذی و دیگر صحاح مین موجود ہی یعنی اوسکو فلانی سورۃ مین
شامل کر دو سو جتنی سورتین نازل ہوئی ہین وہ سورۃ براۃ سے پہلے نازل ہوئی ہین یعنی فواتح
سب سورتون کی سورۃ براۃ کی فواتح سے پہلے اوتر چکی ہین گو کہ کسی سورۃ مین کوئی آیت
پیچھے سے ایسی شامل ہوئی ہو کہ بعد نزول فواتح سورۃ براۃ سے نازل ہوئی ہو اور مجتہد
صاحب جو فرماتے ہین کہ علما نے اس حدیث پر شبہہ کیا ہی الخ کسی عالم نے حدیث مین شبہہ نہین کیا
یہ کسی نے نہین کہا کہ یہ حدیث مشتبہ یا در اصل براء بن عازب رضہ سے منقول نہین ہی یا موضوع
یا ضعیف ہی چنانچہ مجتہد صاحب نے جو اپنے دعوے شک و شبہہ پر قول قسطلانی کا دلیل ٹھہرایا ہی
اوس سے اونکی تکذیب عیان ہی قسطلانی نے لفظ استشکال کا بولا ہی لفظ شک و شبہہ کا نہین کہا
اور استشکال مضمون سے حدیث مین شک و شبہہ نہین پڑ سکتا ایک شخص کے ذہن مین ایک بات مشکل
ٹھہری تو ضرور نہین کہ وہ بات مشکل ہو وے اور اوس سے مضمون حدیث مین شک و شبہہ پڑ جاوے
دیکھو جوابات قسطلانی کو بادی النظر مین مشکل نظر آئی تھی خود اوسنے اوس اشکال کو رفع کر دیا مگر
چونکہ آپ نے خود بحث اول زمانہ نزول آیت مین فرمایا ہی کہ ہم دعوی کرتے ہین کہ سورۂ محمد صلعم
مکہ مین بزمانہ فتح مکہ نازل ہوئی پس حدیث براء بن عازب سے بخوبی یہ بات ثابت ہو گئی کہ سورۂ
محمد صلعم فواتح سورۂ براۃ سے پہلے اوتری ہی کیونکہ جب اوس حدیث سے یہ امر ثابت ہوا کہ فواتح
سب سورتون کی سورۂ براۃ سے پہلے اوتر چکی ہین تو جو سورۃ کہ پوری دفعۃ واحدۃ نازل ہوئی
اور نجما نجما نہین اوتری تو بالبداہتہ وہ سورۃ تمامتر جیسا آیا تھا سورۂ براۃ سے پہلے اوتر چکی ہی
اور چونکہ سورۂ محمد دفعۃ واحدۃ نازل ہوئی ہی تو وہ بھی ہر آئینہ سورۂ براۃ سے پہلے اتر چکی
ہی اور سورۂ براۃ خصوصا فواتح اوسکے جنمین یہ آیت قتل واقع ہی بلا شک و شبہہ متاخر سورۂ

محمد سے ہی اور یہی تحامد عاجہارا کہ بخوبی ثابت ہو گیا **قال** اب ہم اس بحث سے بھی قطع نظر کرتے ہیں اور اس بات پر غور کرتے ہین کہ آیۃ سورۂ براۃ سے آیت من و فدا منسوخ بھی ہو سکتی ہی یا نہیں اور کہتے ہین کہ منسوخ نہیں ہو سکتی آیت سورۂ براۃ مین دو جملہ ہین جنسے آیت من و فدا کی منسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہی اول فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ اور دوسرا حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ مگر انسے استدلال محض غلط ہی اول جملہ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِکِیْنَ مین المشرکین کا لفظ ہی اسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے کہ تمام مشرکین کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہوگا جو طاقت انسانی بلکہ عادت الٰہی سے بھی خارج ہی دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور صلح کرنیکے بالکل باطل ہو جاوینگے **اقول** ہم تشریح اس لام کی کہ آیا عہد کا ہی یا استغراق کا ہی بعد کو کرینگے آپ تو ہم مجتہد عصر کے دلائل پر جو اونھون نے اوپر امتناع ارادہ استغراق لام کے قائم کیے ہین توجہ کرتے ہین دلیل اونکی صرف وہمی ہی کچھ یہ ضرور نہیں ہی کہ امتثال اسکا ایک ہی زمانہ مین یا کسیقدر زمانۂ ممتد محدود مین ہو بلکہ بحکم الجہاد ماض الی یوم القیامہ کے اس حکم کی تعمیل ہوتی رہنے چاہیے اور جہان اونپر قابو چلے وہان مارنا چاہیے ماموربین کو اپنی طرف سے کوشش بلیغ اسمین کرنی چاہیے اگر اونکے حد اختیار سے کسیکا قتل خارج ہووے تو امر کی امتثال مین کچھ قصور نہیں آپ غور فرمائیے کہ اوسکو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہین کہ جو مشرکین مقابلہ پر آدین تو اونکے حق مین حکم اقتلوا المشرکین کا نافذ ہی اور اہل اسلام مامور ہین کہ اون سبکو قتل کرین لیکن اگر کوئی اونمین سے بھاگ جاوے اور ہاتھ نہ آوے یا لڑائی بگڑ جاوے تو امر کی صحت مین کچھ کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ امر تو اون سب کے قتل کا تھا مگر چونکہ حد اختیار سے بسبب بعض موانع کے امتثال اوسکا خارج رہا تو اس سے امر مین کچھ نقصان نہیں آتا نظیر اسکی اسی سورۃ مین دیکھ لیجیے قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَلَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَلَا یَدِیْنُوْنَ دِیْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ

حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّھُمْ صَاغِرُوْنَ ○ آپکی دلیل سے لازم آیا کہ تعمیم بھی صحیح نہو
بلکہ اس سے بھی کوئی خاص لوگ مراد ہون کہ جنکا اب تک کسیکو علم حاصل نہوا کیونکہ وہ دلیل تو
اسمین بھی جاری ہو سکتی ہے مگر بیان تو لام بھی نہین کہ جسکو عہد پہ محمول کیا جاوے گا
معہذا ایک قید حَیْثُ وَجَدْتُّمُوْھُمْ جو آیت مین موجود ہے اوس سے آپکے سب توہمات کا جواب حاصل
ہے اوسپر بھی لحاظ کیجیے دلیل وہم کا صاف جواب ہے کہ معاہدین ہر ایک قسم کے بموجب حکم
اِلَّا الَّذِیْنَ عَاھَدْتُّمْ الآیہ کے مستثنے ہین اور یہ تنہا مانع استغراق نہین جاء نی القوم
کُلُّھُمْ اجمعون الا سنا یگا دیکھیے اسکو کوئی زبان کا جاننے والا یہ نہین کہہ سکتا کہ لام
جو داخل ہے قوم پر لام استغراق نہین وما مثلہ فی الناس الا ملکا دیکھو لام جو ناس پر
داخل ہے غیر از استغراق اور کسی معنی پر محمول نہین ہو سکتا **قال** پس ضرور ہے کہ الف لام
عہدی ہے **اقول** اوس معہود کو معین فرمائیے اور دلیل اوسکے معہود ہونے کی لائیے آپ
جو عبارات تفاسیر بیضاوی و مدارک اور احمدی اور کشاف اور معالم کو سند لائے ہین
اون سے ظاہر ہے کہ معہود وہ مشرکین ہین جو عہد توڑین اور مقابلہ کرین ہمنے مانا کہ وہی مشرکین
معہود ہین اسی بات پر قائم رہیو اس عہد کو توڑیو اسی عہد کو آپ ہم منظور کر کے آگے قول
آیندہ مین بحث کرینگے **قال** پس اس آیت سے نص صریح آیت من وفدا کی منسوخ قرار دینے کو
ضرور ہے کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کیجاوے کہ المشرکین مین سارے مشرکین
ہی داخل ہین اور یہ بات ثابت نہین تو دعوی نسخ باطل ہے **اقول** ہمکو اس تقریر پر مجتہد
عصر کے نہایت تعجب ہوتا ہے ہم سمجھتے ہین کہ دیدہ و دانستہ اونھون نے یہ مشاغبہ کیا ہے ہمنے
قول مجتہد عصر کا تسلیم کیا کہ لام المشرکین مین عہدی کا سہی لیکن اگر معہودین مین ہی کے
اُسارے ہووین تو وہ حکم جو نسبت معہودین کے ہے یہ نسبت اونکے اسارے کے کسطرح جبر
نص نہوگا اور وہ اسارا اوس حکم سے کیونکر خارج ہو جاوینگے یا کوئی اور قاعدہ مجتہد صاحب
نے گھڑا یا اور قسم لام کی بنالی کہ جسکی بنا پر وہ عہد در عہد کا فائدہ دے ہمنے غرض کیا

کہ مطابق تفاسیر معتمد مجتہد عصر کے لام عہد کا ہے اور اوس سے منجملہ مشرکین کے صرف ناقضین عہد مراد ہیں پس ہم کہتے ہیں کہ حکم اُقْتُلُوا بہ نسبت کل ناقضین عہد کے ہے اور چونکہ ناقضین عہد مین وے لوگ بھی تھے جو اب اسیر ہوئے پس ہر آئینہ وے بھی تحت حکم اُقْتُلُوا داخل ہو گئے پس وہ حکم جیسا اوروں کی نسبت منصوص ہے ویسا ہی اُساری کی نسبت بھی منصوص ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ دونون حکم یعنی حکم فعلیت ایجاب قتل کل ناقضین اور دوام سلب قتل اُساری کہ بعض ناقضین میں سے ہین جمع ہو سکے کیونکہ جائز رکھنا اسکا التزام اجتماع نقیضین کا ہے غور فرمایئے کہ جب یہ حکم دیا گیا کہ کل ناقضین عہد بالفعل قتل کیے جاوین تو بموجب قواعد فن میزان کے یہ قضیہ کہ بعض ناقضین عہد کبھی قتل نہ کیے جاوین صاف نقیض اوسکی ہے اور جب باہم دونون کے تناقض کہ جسکو اصطلاح فقہا مین تعارض ادلہ کہتے ہین متحقق ہوا تو لازم آیا کہ واسطے رفع تعارض کے ایک کو منسوخ دوسری کو ناسخ ٹھہرایا جاوے اور چونکہ ہم ثابت کر چکے ہین کہ آیت من وفدا اس آیت سے پہلے نازل ہوئی ہے علاوہ بران خود مجتہد بھی اس آیت کے منسوخ ہونیکے قائل نہین پس لازم آیا کہ آیت من وفدا ہی منسوخ ٹھہری اور یہ نہین ہو سکتا کہ المشرکین مین جو لام ہے اول تو اوسکو عہد کا ٹھہرا کر منجملہ مشرکین کے صرف ناقضین عہد اوس سے مراد لین اور پھر عہد در عہد تجویز کر کے ومنین سے خاصۃ غیر اُساری مراد لین کیونکہ اس صورت مین ایک قسم لام کی لام عہد در عہد پیدا ہوتی ہے اور یہ برخلاف لغت کے ہے پس باطل ہوئی نسبت تعقب پر مجتہد عصر کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا والحمد للہ رب العالمین

قال دوسرے جملہ حَیْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ کو اُساری سے کچھ تعلق نہین ہے **اقول** مین نہین سمجھتا کہ مجتہد صاحب کیا سمجھ رہے ہین اور کیا فرما رہے ہین حَیْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ جملہ ظرفیہ ہے اور اقتلوهم سے متعلق ہے اور اس سے جواب آپکے تو ہم محال عادی کا حاصل ہوتا ہے یہ جملہ مستقلہ نہین بلکہ قید جملہ سابقہ کی ہے معلوم نہین ہوتا کہ اسکی نسبت آپ کیا فضول باتین تحریر فرما رہے ہین اور ہمکو اوس سے تعرض ضرور نہین معنی آیت کے صاف یہ ہین کہ مار ڈالو مشرکین کو جہان پاؤ

اونکو **قال** مہندلان تمام آیتوں مین جو مشرکین کے قتل کا حکم ہی وہ عین لڑائی کی حالت مین ہی
اس سے اور آیت من و فدائے جو بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکھتی ہی جو
قید ہو گئے ہین اور لڑنے پر قادر نہین ہین کیا تعلق ہی احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کی
ناسخ نہین ہو سکتی **اقول** جناب اس آیت کے کلمات مین تو کوئی کلمہ ایسا نہین کہ جس سے
یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ حکم قتل مخصوص ہی عین حالت لڑائی سے یہ تو آپ کی تحریف صریح ہی ہم
اس تحریف کو ہرگز نہ مانینگے اور اس قول کی تکذیب احادیث صحیحہ سے ظاہر ہی بخاری مین
انس بن مالک رض سے روایت ہی اَنَّ النَّبِیَّ صلعم دخل مکۃ یوم الفتح وعلی راسہ المغفر
فلما نزعہ جاء رجل فقال ابن اخطل متعلق باستار الکعبۃ فقال اقتلہ داخل ہوئے
پیغمبر صلعم روز فتح مکہ مین اور اونکے سر پر خود تھا جب اوتارا خود کو تو آیا ایک آدمی پس کہا
اوسنے کہ ابن اخطل لپٹا ہوا ہی کعبہ کے پردون سے فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ قتل کرو اوسکو اور سوائے
اسکے اور کئی شخص بھی بعد فتح مکہ کے قتل کرائے گئے ہین اور ایک شخص ہوازن مین سے
قبل از جنگ گرفتار ہو کر بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا گیا ہی جیسا کہ اوپر ہمنے یہ امور احادیث صحیحہ سے
ثابت کر دیے ہین بخاری مین ابو ہریرہ رض سے روایت ہی قال بعثنا رسول اللہ صلعم
فی بعث وقال لنا ان لقیتم فلانا وفلانا لرجلین من قریش سماہما فحرقوہما بالنار
ثم اتیناہ نودعہ حین اردنا الخروج قال انی کنت امرتکم ان تحرقوا فلانا وفلانا
بالنار وان النار لا یعذب بہا الا اللہ فان اخذتموہما فاقتلوہما بھیجا ہمکو پیغمبر صلعم نے ایک
لڑائی مین اور فرمایا ہمسے کہ اگر ملو تم فلان فلان کو دو آدمیون کا نام لیا جو قریش مین سے
تھے تو اونکو پھونک دیجیو آگ سے پھر جب ہم پیغمبر صلعم سے رخصت ہونے کو آئے جب چلنے کا ارادہ
کیا تو فرمایا کہ مینے تمکو حکم دیا تھا کہ فلان فلان کو آگ مین جلا دیجیو اور تحقیق آگ سے کوئی
تعذیب نہین کر سکتا مگر اللہ پس اگر تم اونکو پکڑ لو تو قتل کر دیجیو اونکو دیکھیے یہان اخیذون
یعنی اسیرون کی نسبت صاف حکم دیا کہ انکو مار ڈالیو علاوہ بران خود کلمہ حیث وجدتموہم اسیر

دال ہی کہ قید عین معرکۂ کارزار کی نہین ہی جہان پاؤ وہان مار ڈالو نہیں اونکو خاص معرکۂ کارزار مین قرار دینا خلاف ظاہر آیت کے عمل کرنا ہی اور عبارات تفاسیر جو مجتہد صاحب نے بطور سند کے پیش کی ہین اونمین سے کہین تخصیص میدان کارزار کی نہین بلکہ اون سے بھی ہمارے ہی قول کی تائید حاصل ہی کہ حیث جو ظرف ہی اوسکی تفسیر کرتے ہین من حل او حرم یعنی حرم یا باہر حرم سے جہان کہین پاؤ قتل کرو اوسمین سے کہین یہ نہین لکھا کہ باہر میدان کارزار کے قتل نکرو **قال** آیت سورۂ بقر الخ **اقول** ہم اس آیت کی تفسیر اوپر ضمن شمار آیات ناسخہ مین کر چکے ہین اور وجہ استدلال کی بھی اوس جگہہ لکھی ہی **قال** آیت سورۂ بقر بھی صلح حدیبیہ مین جو ۶ سنہ ہجری مین ہوئی تھی نازل ہوئی اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی **اقول** یہ تو جناب مجتہد صاحب کا معمولی عذر ہی کہ ہر جگہہ اوسکو پیش کرتے ہین بعض جگہہ بسبب عدم ثبوت اور بعض جگہہ بسبب ثبوت عدم کے نامنظور کیا جاتا ہی چنانچہ یہان بھی ایسا ہی حال ہی **قال** تفسیر معالم التنزیل مین ہی عن ابن عباس نزلت هذه الاٰية في صلح الحديبية الخ **اقول** معالم التنزیل مین یہ الفاظ ہین وقال الكلبي عن ابي صالح عن ابي عباس الخ خود مجتہد صاحب نے خاتمہ رسالے مین کتاب کلبی کو داخل معتبرات نہین کیا پس اوس سے استدلال اونکا بیجا ہی علاوہ بران فرض کیا کہ آیت ۶ سنہ یا سنہ ہجری مین اوتری ہی مگر ثبوت نزول آیت من وفدا کا سنہ ہجری مین کیا ہی ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ آیت من وفدا غزوۂ بدر سے بیشتر نازل ہو چکی ہی پس قول مجتہد کا کہ اوسکی ناسخ نہین ہو سکتی سراسر غلط ہی **قال** قطع نظر اس بات کے کہ یہ آیت قبل آیت من وفدا کے نازل ہوئی تھی اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت سے آیت من وفدا منسوخ بھی ہو سکتی ہی یا نہین سو ظاہر ہی کہ کسیطرح منسوخ نہین ہو سکتی اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہی وہ خاص اون اہل مکہ کے لیے ہی جو برخلاف عہد کے لڑنے پر تیار ہون تمام مشرکین سے متعلق نہین ہی پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین داخل نہین ہو سکتی **اقول** افسوس ہی کہ جسقدر لاف وگذاف شروع رسالے مین مجتہد عصر نے کیا تھا اوسکے پاسنگ بھی نباہ نہ کیا

آور برخلاف اوس لاف وگذاف کے ہر مقام پر وہ بندۂ تقلید ہوگئے آب اگر وے تقلید سے
دست بردار ہوکر ہماری بات سنین تو ہم اونکے سامنے تفسیر اس آیت کی کرین مخفی نرہے کہ
پوری آیت یہ ہی وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ
الْمُعْتَدِينَ ○ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ
مِنَ الْقَتْلِ ط وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ ط فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ
كَذٰلِكَ جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ○ فَإِنِ انْتَهَوْا فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ○ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى
لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ لِلّٰهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ○ لڑو
خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تم سے لڑین اور زیادتی نکرو تحقیق خدا دوست نہین رکھتا زیادتی
کرنے والون کو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکالدو اونکو جہان سے اونھون نے
نکالدیا ہی تمکو اور فتنہ سخت تر ہی مار ڈالنے سے اور نہ لڑو اونسے پاس مسجد حرام کے تاوقتیکہ وے
تمسے لڑین پس اگر لڑین وے تمسے تو قتل کرو اونکو ایسی ہی ہی سزا کافرون کی پس اگر وے
باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اون سے تاکہ نہووے فتنہ اور ہووے دین خدا
ہی کا پس اگر وے باز رہین تو نہین ہی زیادتی مگر اوپر ظالمون کے جاننا چاہیے کہ ہمارے
دین مین ابتدا یہ جنگ و قتال جائز نہین بلکہ لازم ہی کہ اول کفار کو دین خدا کی طرف بلاوین اور
اونکو سمجھاوین اگر باوجود اتمام حجت کے وے باز نہ آوین اور اطاعت حکم نکرین اور لڑنے پر
آمادہ ہووین تو اوس وقت خدا سے مدد مانگین اور مقابلہ شروع کرین چنانچہ یہی ہی مراد آیت کی
اور جسنے یہ سمجھا ہی کہ جب کفار لڑنے کو ہمپر آوین تب ہمکو اونسے لڑنا روا ہی ورنہ نہین ظاہرا
غلط سمجھا ہی دیکھو مکہ اور تبوک وغیرہ پر حضرت نے فوج کشی فرمائی اون لوگون مین سے کون لڑنے
آیا تھا اور کس سے عہد ہوا تھا کہ اوسنے عہد شکنی کی مصر و روم و شام و اسکندریہ و فارس
و دیگر بلاد پر جہاد ہوا اون مین سے کون ہم سے لڑنے آیا تھا اور کسنے عہد کرکے عہد توڑ دیا تھا
مگر ہان یہی بات تھی کہ اطاعت اسلام گوارا نہ کرکے آمادہ جنگ ہوگئے تھے اور جب وے آمادہ جنگ

تو پھر آپ ہی مصداق الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ کی جو آیہ متلوہ مین ہے ہوگئی پس ادعاء نسخ اس آیت کا صریح غلط
ہے پھر خدای تعالے فرماتا ہے کہ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ اسکے معنی بہت صاف ہین یعنی اون لوگون کو
جو تمسے لڑنے کو آمادہ ہوویں قتل کرو جہان کہین پکڑ لو اور ہم معنی ثقفتموہم کے بیان
کر چکے ہین اب ہم مجتہد عصر کی تقریر پر بحث کرتے ہین قولہ اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہے وہ خاص
اہل مکہ کے لیے ہے الخ اقول غلط بات ہے کہین سے تخصیص اہل مکہ کی ثابت نہین ہمنے فرض کیا کہ
اہل مکہ کے معاملے مین نازل ہوئی ہو مگر کسی خاص شخص یا خاص صنف کے معاملے مین اوترنے سے
حکم عام مخصوص اوس شخص یا اوس صنف کے ساتھہ نہین ہوجاتا العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص
الاسباب اور ہمنے یہ بھی بطور فرض محال فرض کر لیا کہ یہ آیت مخصوص مشرکین مکہ کے واسطے
ہے لیکن مجتہد صاحب فرماوین کہ کیا آیت من و فدا اونکے نزدیک متعلق مشرکین مکہ سے نہین
اگر نہین تو دلیل اونکی مستثنے ہونیکے حکم اس آیت سے کیا ہے اور اگر ہے تو کچھ کلام ہی نہین
نہین کہ اس آیت سے منسوخ ہوگئی کیونکہ جب دونون کا تعلق مشرکین مکہ ہی سے ہے
اور ایک مین حکم قتل وجوبا ہے دوسری مین اجازت من و فدا کی ہے تو بلا شک وشبہہ ایک کا
منسوخ ہونا لازم ہے قولہ پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین
داخل نہین ہوسکتے اقول جناب بعد اسیری کے قدرت و عدم قدرت کا آیت مین کچھ
تذکرہ نہین ہے جب وے مومنین سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تو اونپر (يُقَاتِلُونَكُمْ) صادق
آگیا اور جب اسیر ہوگئے تو مصداق ثقفتموہم ہوگئے پس مصداق مقاتلہ کے قبل اسیری کے
اور مستوجب قتل کے بعد اسیری کے ہوگئے اور وَاقْتُلُوهُمْ معطوف ہے قاتلوا پر اس سے صاف واضح ہے
کہ دونون امر ہونے چاہیین اگر وَاقْتُلُوا سے بھی مراد زمانہ کا زمانہ ہی ہوتا تو یہ جملہ بیفائدہ ہوجاتا
کیونکہ جملہ قاتلوا الذین الآیہ اس مدعا کے لیے کافی تھا حاجت دوسرے جملے کی کچھہ نہ تھی بعد اسکے
جو مجتہد عصر نے کچھہ عبارت تفسیرون کی لکھکر اونپر جرح کی ہے اسکو توجہ اوسکی طرف ضرور نہین کیونکہ ہم
پابندی اقوال مفسرین کچھہ گفتگو نہین کرتے بلکہ ایک بڑے بڑے مجتہد عالیقدر جلیل الشان رفیع المکان

امام مجتہدان کی طرف سے رد مطاعن مطاعنان کر رہے ہین کہ جسکی اجتہاد صائب اور علم و فضل کے
سب مفسران و مجتہدان قائل ہین پس ہمکو صرف اتباع کلمات طیبات قرآن مجید ضرور ہی جبکہ
ہمنے اون کلمات کی تفسیر مطابق لغت و علم بیان کے کر دی بعد ازان ہمکو تو جب کسی مفسر کے
قول پر ضرور نہین **قال** صاحب تفسیر مدارک نے جو معنی ثقفتم کے گڑھے ہین اول تو وہ لائق تسلیم
کے نہین کیونکہ ثقف کے معنی پکڑ کر اور غلبہ کر کر پانیکے جو اوسنے بیان کیے ہین جنسے قیدی
ہین نکلتا ہی اسکی کوئی سند نہین ہی **اقول** آپکی ناواقفی ہی کہ صحیح بات پر طعنہ دیتے ہین ہمنے اوسپر سند
بھی اوسکی لکھی ہی اور بڑے بڑے علماء لغت کے اقوال اسکے معنی مین نقل کیے ہین اونکو
دیکھ لیجیے تاکہ آپ کو معلوم ہو جاوے کہ قول صاحب مدارک تمامتر صحیح ہی اور طعنہ آپ کا مبنی اوپر
بے علمی کے ہی بلکہ آپ پر واجب ہی کہ آپ کوئی ایسی سند پیش کرین کہ جہان لفظ ثقف بمقام
غیر غلبہ مین مستعمل ہوا ہو **قال** معہذا وہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے
کیونکہ مقاتلین کے نسبت بھی صادق آسکتے ہین **اقول** کیا خوب یہ نئی طرز استدلال کی آپنے
گھڑے جناب ہم کب کہتے ہین کہ مسلمین و رعیت والون کو قتل کرو ہم بھی یہی سمجھتے ہین کہ اگر اطاعت اور جزیہ قبول کرین یعنی لڑنے
پر مستعد ہون تو اوسسے لڑو اور مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑو تو جب ہمنے منجملہ محاربین کے کسیکو پکڑ لیا تو بامتثال حکم آیت قرآن
ہمپر واجب ہوا کہ اونکو قتل کرین بمرجہ محاربین اس آیت سے آپنے کسطرح اور کس قاعدے سے خارج تصور فرمالیے ہین مقاتلین پر صادق
آنا دوسری بات ہی اور اسرا کا خارج ہوجانا اور بات ہی آپ پر اثبات اسکا لازم ہی کہ اسرا اس حکم سے خارج ہین بلکہ مقاتلین کی
نسبت بھی صادق آسکتے ہین علاوہ بران اسرا مقاتلین بھی تو منجملہ مقاتلین ہی کے ہین
پس صدق آیت کا مقاتلین پر بعینہ صدق اوسکا ہی اسرا پر ظاہرا جو فرق کہ مقاتل و قاتل
مین ہی جناب سامی کو ابھی تک وسپر اطلاع نہین اسی سبب سے شاید آپ مقاتل کو بمعنی قاتل کے
سمجھ رہے ہین اور اوسی بنا پر آپ کی یہ توجیہ ہی زری کتب لغت کو ملاحظہ کیجیے اور غایت
العجاب کو کتاب سیبویہ مین نہین دیکھ سکتے تو فصول اکبری مین ہی دیکھیے **قال** مع قطع نظر ان
سب باتون کے اگر بالکل تفسیر مخالفین تسلیم کر لیجاوے تو وجہ حکم اس آیت مین ہو وہ محذوف

اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے عمومیت آیت من
وفدا کا مخصوص ہوگا نہ مبطل **اقول** کیا فرض ہے کہ اگر متعدد حکم مخصوص بنسبت اہل مکہ کے صادر ہوں تو جملہ احکام
نسبت اہل مکہ کے مخصوص ہون اسپر کوئی دلیل آپکے پاس ہے تو پیش کیجیے اور یہ بھی نہین ہوسکتا کہ اگر سبب
نزول حکم عام کا کوئی واقعہ خاص ہو تو اوس حکم کی تعمیم کو باطل کر کے اوسی واقعۂ خاص کے
ساتھہ مخصوص کر دیا جاوے چنانچہ یہ ایک مسئلہ متفق علیہ ہے کہ العبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص
الاسباب ایسے تو بہت حکم عام نکلینگے کہ واقعۂ خاص مین نازل ہوئے ہین مگر آج تک
کوئی اونکی خصوصیت کا قائل نہین اور پیغمبر صلعم کے روبرو بھی اونکے عموم ہی پر عمل ہوا
اور چونکہ یہ آیت بھی ایسی ہی ہے پس یہ کہنا کہ حکم اس آیہ کا مخصوص اہل مکہ سے ہی ہوگا صریح
غلط ہے اور ہرگز لائق تسلیم نہین اگر ایسا ہو تو سب آیات فرضیت جہاد بہ نسبت اہل مکہ کے
ہی مخصوص ہوجاوین اور سب جہاد جو وقوع مین آئے اور اونکے سبب اسلام نے غلبہ و ترقی
روز افزون پائی سب سفاک الدما محض فتنہ و فساد موجب خرابی عاقبت مجاہدین قرار پاوین
العیاذ باللہ تعالی + اب ہم جناب مجتہد کی تقریر کا الزامًا و نیز اعادہ کرتے ہین اور منتظر جواب
ہین یعنی قطع نظر ان سب باتون کے اگر بالکل تقریر مجتہد تسلیم کر لی جاوے تو جو حکم آیت من فدا
ہو وہ مخصوص ساتھہ قریش مکہ کے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے حکم
جواز من و فدا کا عام نہ ہوگا بلکہ مخصوص باہل مکہ ہوگا **قال** اب باقی رگئین سورۂ نساء کی
آیتین وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت منّ و فدا نازل ہوئی ہین اور اسلیے وہ ناسخ
نہین ہوسکتین **اقول** یہ تو آپکا معمولی عذر ہے کہ ہر جگہہ اوسکو پیش فرماتے ہین مگر ایک
جگہہ بھی اوسکو ثابت نہ کرسکے پس جسطرح جہاں اور جگہہ نامنظور کیا گیا ہے یہان بھی منظور نہین ہوسکتا
قال علاوہ اسکے ان آیتون مین بھی وہی لفظ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ہے جسکی نسبت ہم اوپر
بحث کر آئے ہین کہ قید زمانے سے متعلق نہین ہے اور اسلیے آیت منّ و فدا کا ناسخ نہین ہوسکتا اور چونکہ علماے حنفیہ مین سے بھی کسی عالم نے قرآن مجید کو
ناسخ آیت منّ و فدا نہین کہا ہے اسلیے ہمکو بھی اور زیادہ بحث کرنیکی کچھہ ضرورت نہین **اقول** ہم بھی اوپر براہین کاملہ طیبات سے

حکم قتل اسارے ثابت کر چکے ہین کہ مستلزم نسخ وجوب من وفدا ہی اور علماء حنفیہ نے کچھہ تخصیص
کسی آیت ناسخہ کی نہین کی چنانچہ ہدایہ مین لکھا ہی کہ لنا قولہ تعالی اُقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ وما رواہ منسوخ لما تلونا مطلب اوسکا یہ ہی کہ جن جن آیات مین یہ لفظ
ہین یا اونکے معنی ہین ہین وہ ناسخ ہین من و فدا کی مگر چونکہ ہم پوری بحث اوپر لکھ چکے ہین
ہمکو اب زیادہ تر بحث ضرور نہین ہی **قال** ب ہم آیت من وفدا کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت
کرنیکے لیے اور اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ قیدیون کے ساتھہ بجز من یا فدا کے اور کچھہ
نہین ہوسکتا ایسی دلیلین بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہین جنمین کسیکو گفتگو کا محل نرہیگا **اقول**
تصریحات مرقومہ سابق سے یہ امر ثابت ہی کہ من و فدا مین علماء امت کے دو قول ہین ایک یہ کہ جائز
نہین اور ابتدا مین تھا مگر منسوخ ہوگیا دوسرا قول یہ ہی کہ واجب نہین جائز ہی کہ امام اوس پر عمل
کرے اگر مصلحت دیکھے قول اول کے رد کے واسطے تو البتہ یہ بات کافی ہوگی کہ جس قسم کے
دلائل سے اونھون نے نسخ ثابت کیا ہی اوسی قسم کے دلیل سے اوس پر عمل ثابت کر دیا جاوے
دوسرے قول کے رد کے لیے مجرد ثبوت عمل کافی نہین جب تک کہ یہ امر نہ ثابت ہو کہ قتل و استرقاق
کی ممانعت فرمائی کیونکہ مجرد عمل دلیل جواز تو البتہ ہوسکتا ہی مگر دلیل وجوب نہین ہوسکتا پس اگر
کسی قیدی سے فدیہ لیا گیا یا بلا فدیہ اوسکو چھوڑ دیا تو اس فعل سے جواز من فدا کا ثابت ہوگا مگر ممانعت
قتل و استرقاق کی ہرگز ثابت نہین ہوسکتی اور اگر کہین کسی جگہہ یہ ثابت ہوگیا کہ پیغمبر صلعم کی حضور
بعد نزول آیت من و فدا کے استرقاق اور قتل پر عمل ہوا تو بلا تامل یہ بات متحقق ہوجاویگی کہ
حکم من و فدا یا منسوخ ہوگیا یا من و فدا واجب نہین بلکہ جائز ہی اور امام کے اختیار مین ہی کہ
حسب مصلحت وقت اوس پر عمل کرے یا نہ کرے اب ہم ایک اور بات بھی کہتے ہین کہ علماء حنفیہ کا
قول یہ ہی کہ آیت من و فدا قبل از غزوہ بدر نازل ہوئی چنانچہ صاحب توضیح نے تصریح تمام
اوسکو لکھا ہی اور دلیل اوسکی اوپر ہم ذکر کر چکے ہین اگر واقع مین جیساکہ مجتہد عصر فرماتے ہین
کہ من و فدا واجب ہی ایسا ہی ہی تو کچھہ شک نہین کہ وہ منسوخ ہی آیات مذکورہ اور جہاد کے

معاملے بنی قریظہ اور بنی المصطلق اور خیبر اور دیگر معاملات کے جو حضور جناب پیغمبر صلعم ظہور مین آئے
واضح ہی اور علماے شافعیہ کا قول یہ ہی کہ آیت من و فدا مین اختیار دیا گیا ہی من و فدا واجب نہین ہی
تب بھی آیات قتل سے بلحاظ ظاہر موجب امر کہ وجوب ہی منسوخ ہونا اوسکا لازم آتا ہی مگر یہ کہ
امر کو ندب و استحباب اور فضیلت پر محمول کیا جاوے اس حالت مین مدعا مجتہد عصر کا اوسی صورت مین
ثابت ہوگا کہ جب کوئی دلیل من و فدا کی وجوب پر قایم ہووے مجرد عمل ہرگز کافی نہوگا چونکہ مجتہد
عصر دو دعوی بلا دلیل پیش کرتے ہین ایک یہ کہ آیت من و فدا ایام فتح مکے مین نازل ہوئی ہی دوسرے
یہ کہ من و فدا ہی واجب ہی لہذا بعد فرض کرنے دعوی اول کے ہم ایسی دلائل پیش کرتے ہین کہ
جنسے دعوی ثانی مجتہد عصر کا بطلان ظاہر ہی اور سیکو اوسمین محل گفتگو باقی نہین **دلیل اول**
مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہی قال اصابوا سبیًا یوم اوطاس لهن ازواج فتخوفوا
فانزلت هذه الآية وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ یعنی اصحاب پیغمبر صلعم نے
سبایا پائے روز جنگ اوطاس کے کہ اونکے شوہر تھے پس خوف کیا اونھون نے یعنی اونکی مباشرت سے
خوف کیا چنانچہ دوسری روایت مین ہی کہ تحرجوا من غشیانهن یعنی حرج مین پڑے اونکی مباشرت
سے پس نازل ہوئی یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ حرام کی گئین تمپر شوہر دار
عورتین مگر جنکے مالک ہوئے ہاتھ تمھارے روایت ترمذی یہ ہی عن ابی سعید الخدری رض
اصبنا سبایا یوم اوطاس ولهن ازواج فی قومهن فذکروا ذلك لرسول الله صلعم فنزلت
وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ پایا ہمنے سبایا کو بروز اوطاس اور اونکے
شوہر تھے اونکی قوم مین پس ذکر کیا لوگون نے اسکا پیغمبر صلعم سے پس اوتری یہ آیت وَالْمُحْصَنَاتُ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ دیکھیے جنگ اوطاس بعد فتح مکہ کے ہی اور اوسوقت
نسبت مملوک ہونے اور جواز استرقاق سبایا اوطاس کی یہ نص صریح نازل ہوئی —
دلیل دوم بخاری مین جبیر بن حیہ سے روایت ہی کہ وہ کہتے ہین کہ جب کسری پر عہد امیر المومنین عمر رض اہل
اسلام جہاد کیلیے گئے تو عامل کسری سے مغیرہ رض نے یہ بات کہی انحبرنا نبینا صلعم عن رسالة

ربنا انہ من قتل منا صار الی الجنۃ فی نعیم لم یر مثلھا قط ومن بقی منا ملک رقابکم الخ
کہ خبر دے ہمکو ہمارے پیغمبر صلعم نے ہمارے رب کے پیغام سے کہ جو مارا جاویگا ہم میں سے وہ جاویگا طرف بہشت کے
ایسی نعمت مین کہ اوسکے مانند کبھی دیکھی نہین گئی اور جو باقی رہ جاویگا ہم مین سے وہ مالک ہوویگا
تمھارے رقاب کا (یعنی تم اوسکے مملوک اور غلام ہوگے اور وہ تمھارا مالک ہوگا) دیکھیے یہ
بشارت مخبر صادق صلعم کی خداتعالی کی طرف سے اوس زمانے کے بابت ہی کہ جو فتح مکہ سے بہت
بعد ہی اور اسمین بشارت اسکی ہی کہ تمکو خدا ان لوگونکا مالک کریگا اور وے لوگ تمھارے لونڈی
غلام ہونگے دلیل تیسری سبایا ہوازن کہ جنمین آپ بحث کرتے ہین مفصل بیان اوسکا آگے آتا ہی
دلیل چوتھی قتل ابن خطل بعد فتح مکہ کے جسکو ہم اوپر ثابت کرچکے ہین دلیل پانچوین
قتل ایک قیدی کا بعد فتح مکہ قبل از واقعۂ حنین جسکو سلمہ بن اکوع نے بحکم پیغمبر خدا صلعم قتل کیا
دلیل چھٹی باب بعث ابی موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن قبل حجۃ الوداع مین بخاری نے حدیث ابی
بردہ رض سے روایت کی ہی حدیث طویل ہی مین اوسکا خلاصہ متعلق مانحن فیہ لکھتا ہون بعث
النبی ابا موسی ومعاذ بن جبل الی الیمن فسار معاذ فی ارضہ قریبا من صاحبہ ابی موسی
فجاء یسیر علی بغلتہ حتی انتھی الیہ فاذا ھو جالس وقد اجتمع الیہ الناس واذا رجل عندہ
قد جمعت یداہ الی عنقہ فقال لہ معاذ یا عبد اللہ بن قیس ایم ھذا قال ھذا رجل کفر بعد
اسلامہ قال لا انزل حتی یقتل قال انما جیئ بہ لذلک فانزل قال ما انزل حتی یقتل
فامر بہ فقتل بھیجا لشکر کے ساتھ پیغمبر خدا صلعم نے ابوموسی اور معاذ بن جبل کو طرف یمن کے
پس چلے ارض یمن مین قریب اپنے صاحب ابوموسی سے پھر آئے وہ اپنی خچری پر سوار پھرتے ہوئے
تا آنکہ پہونچے پاس ابوموسی کے پس ناگاہ وہ بیٹھے تھے اور جمع تھے اونکے پاس آدمی اور ناگاہ ایک
آدمی نزدیک ابوموسی کے دیکھا کہ ہات اوسکی گردن سے اوسکے ملائے گئے تھے یعنی ہاتھ اوسکے
گردن سے ملا کر باندھے تھے کہا معاذ نے ای عبد اللہ بن قیس کیا ہی یہ اونھون نے کہا کہ یہ ایک
آدمی ہی کافر ہوا بعد اسلام کے کہا معاذ نے کہ مین نہ اوترونگا اسکے مارے جانے تک ابوموسی نے

کہا کہ اسیواسطے بیان لایا گیا ہی تم اوترو گہا معاذ رضنے مین نہ اوترونگا تا اسکے مارے جانے
کے لیں حکم کیا گیا پس وہ مارا گیا دیکھو اس سے ثابت ہی کہ من غدا کچھ واجب نہین اور اس بات پر
کچھ انکار پیغمبر صلعم کی طرف سے بھی منقول نہین یہ نہین کہا جا سکتا کہ پیغمبر صلعم کو اس واقعہ کی خبر
نہوئی ہو کیونکہ پیغمبر صلعم اپنے سرایا اور بعوث کے حال سے نہایت خبر رکھا کرتے تھے
کوئی بات اونپر چھپی نہین رہتی تھی جناب پیغمبر صلعم ایسے غافل نہ تھے کہ ایسے واقعہ عظیمہ سے
بے خبر رہتے اور ایسا جرم فخیم اونکے سرداروں کے ہاتھ سے واقع ہوتا اور اوسپر کچھ تنبیہ اور
تہدید نہ فرماتے دلیل ہفتم غزوہ طائف جو شوال سنہ ہجری مین بعد فتح مکہ کے ہی
پیغمبر صلعم نے عبد اللہ بن ابی امیہ سے فرمایا انا بیت ان فتح اللہ علیکم الطایف غدا فعلیك بابنة
غیلان اگر خدا کل تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لے لیجیو غیلان کی بیٹی کو دیکھو یہان سے
یہ بات ثابت ہی کہ بعد فتح مکہ کے بھی آساری سے مملوک ہونیکا حکم دیا گیا ہی دلیل آٹھوین
ترمذی نے عمران بن حصین رضی سے روایت کی ہی قال بعث رسول اللہ صلعم جیشا واستعمل علیہم
علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب
رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلعم اخبرناہ بما صنع علی وکان المسلمون
اذا رجعوا من سفر بدأوا برسول اللہ صلعم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالہم فلما قدمت
السریۃ سلموا علی النبی صلعم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر الی علی بن ابی طالب
صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم
قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیہ رسول
اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون
من علی ان علیا منی وانا منہ وھو ولی کل مومن من بعدہ کہا عمران بن حصین نے کہ بھیجا پیغمبر
خدا صلعم نے ایک لشکر امیر حاکم کیا اوسپر علی بن ابی طالب رض کو پس گئے علی رض اوس لشکر کے ایک گروہ
کے ساتھ پس لے لیا اونھون نے ایک چھوکری کو پس انکار کیا اونپر لوگون نے اور عہد کیا باہم چار

آدمیون نے اصحاب پیغمبر صلعم سے کہا اونھون نے کہ جب ملینگے ہم پیغمبر صلعم سے تو خبر دینگے ہم اونکو اوس کام کی جو کیا ہی علی نے اور تھے مسلمان جب کہ پھر کر آتے تھے کسی سفر سے اول آتے تھے پیغمبر صلعم کے پاس پھر سلام کرتے تھے اونکو بعد اوسکے اپنے اپنے مکانات کو جاتے تھے پھر جب وہ گروہ آیا تو سلام کیا پیغمبر صلعم کو پھر کھڑا ہوا ایک آدمی اون چارون مین کا اور کہا کہ ای رسول اللہ صلعم دیکھا تمنے علی بن ابیطالب کو کہ یہہ کام کیا اونھون نے پس توجہ نکی اوسکی طرف پیغمبر صلعم نے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض فرمایا پیغمبر صلعم نے پھر تیسرا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض کیا رسول اللہ صلعم نے پھر چوتھا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ اون تینون نے کہا تھا پس متوجہ ہوئے پیغمبر صلعم اور غصہ معلوم ہوتا تھا اونکے مونہہ سے فرمایا کہ کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے تحقیق علی مجھسے ہی اور مین علی سے اور وہ ولی ہر مومن کا ہی میرے بعد فقط دوسری روایت ترمذی کی برا ابن عازب رض سے اسی معاملے مین ہی قال بعث النبي صلعم جيشين وامّر على احدهما علي بن ابيطالب و على الآخر خالد بن الوليد وقال اذا كان القتال فعليٌّ قال فافتتح عليٌّ حصنًا فاخذ منه جارية فكتب معي خالد كتابا الى النبي صلعم يشي به قال فقدمت على النبي صلعم فقرأ الكتاب فتغيّر لونه ثم قال ما ترى في رجل يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله قال قلت اعوذ بالله من غضب الله ومن غضب رسوله وانما انا رسول فسكت کہا براء نے کہ بھیجے رسول اللہ نے دو لشکر اور امیر کیا ایک پر علی بن ابیطالب رض کو اور دوسرے پر خالد بن ولید رض کو اور فرمایا کہ جب واقع ہووے قتال تو علی امیر ہی کہا براء نے کہ فتح کیا علی رض نے ایک قلعہ پس لیا اوسمین سے ایک چھوکری کو پس لکھا خالد نے خط پیغمبر صلعم کو کہ برائی لکھتے تھے اوسمین اونکی پس پہونچا مین پیغمبر صلعم کے پاس پھر پڑھا پیغمبر صلعم نے خط کو پس متغیر ہو گیا رنگ اونکا بعد ازان فرمایا کہ کیا دیکھتا ہی تو ایسے آدمی مین کہ جسکو دوست رکھتا ہی اللہ اور رسول اوسکا اور دوست

رکھتا ہی وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو کہا بریدہ نے کہا مینے پناہ مانگتا ہون خدا کی خدا کے غضب
اور خدا کے رسول کے غضب سے اور مین صرف قاصد ہون پس رُک گیا غصہ پیغمبر صلعم کا اسی معاملے
مین روایت بخاری کی ہی بریدہ رضہ سے کہ ہم اوسکو مع شرح قسطلانی کے لکھتے ہین اور حدیث
پر دو خط اور شرح پر ایک خط کا نشان لگا وینگے اور یہ حدیث بخاری مین باب بعث علی
بن ابیطالب و خالد بن ولید رضی اللہ عنہما الی الیمن قبل حجۃ الوداع کتاب المغازی مین مرقوم ہی

بعث النبي صلعم عليا الى خالد ليقبض الخمس وكنت ابغض عليًّا لانہ رأه اخذ من المغنم
جارية وقد اغتسل فظن انہ غلہا ووطيہا وللاسماعيلي من طرق ابي روح بن عبادة
بعث عليًّا الى خالد ليقسم الخمس وفي رواية لہ ليقسم الفئ فاصطفى علي منہ لنفسہ سبية
اى جارية ثم اصبح وراسہ يقطر فقلت لخالد الا ترى الى هذا يعني عليًّا فلما قدمنا على
النبي صلعم ذكرت ذلك لہ فقال يا بريدة اتبغض عليا قلت نعم قال لا تبغضہ زاد
احمد من طريق عبد الجليل عن عبد الله بن بريدة عن ابيہ فان كنت تحبہ فازدد لہ حبا ولہ
ايضا من طريق اجلح الكندي عن عبد الله بن بريدة لا تقع في علي فانہ مني وانا منہ وهو
وليكم بعدي فان لہ في الخمس اكثر من ذلك قال الحافظ ابو ذر انما ابغض عليا لانہ
رأه اخذ منہ من المغنم فظن انہ غل فلما اعلمہ صلعم انہ اخذ اقل من حقہ احبہ انتهى
وفي طريق عبد الجليل قال فما كان في الناس احد احب الي من علي ع بھیجا پیغمبر صلعم نے علی رضہ
کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ لیوین خمس اور مین بغض کرتا تھا علی رضہ سے ش اسلیے کہ بریدہ رضہ
نے دیکھا یہ کہ لے لی علی رضہ نے ایک چھوکری غنیمت مین سے ع اور تحقیق کہ غسل کیا تھا علی رضہ نے
ش پس گمان کیا بریدہ رضہ نے کہ علی رضہ نے غنیمت مین غلول کیا اور وطی کیا اوسکے ساتھ
اور اسماعیلی کی روایت ابی روح بن عبادہ کے طرق سے اسطور پر ہی کہ بھیجا پیغمبر صلعم نے
علی رضہ کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ بانٹ لاوین خمس اور ایک روایت مین ہی اوسکے کہ بانٹ
لاوین فی پس چھانٹ لی علی رضہ نے اوسمین سے اپنے لیے ایک چھوکری پھر صبح کو آئے وہ ڈھلتا

کہ سر اونکے قطرے ٹپکتے تھے ھو پس کہا مینے خالد رضؓ سے کیا تو دیکھتا نہیں اس آدمی کو یعنی علی رضؓ کو ھو پھر جب آئے ہم پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے یہ قصہ پیغمبر صلعم سے فرمایا پیغمبر صلعم نے اے بریدہ کیا بغض رکھتا ہی علی رضؓ سے مینے کہا کہ ہان فرمایا پیغمبر صلعم نے نہ بغض رکھہ اوس سے لتی احمد کی روایت مین از طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ اسقدر اور بھی ہی کہ اگر تو محبت رکھتا ہی اوس سے تو زیادہ کر محبت کو اور بھی احمد کی روایت مین طریق اجلح الکندی عن عبد اللہ بن یزید سے یہ بھی ہی کہ غیبت نکر تو علی کی کہ وہ مجھسے ہی اور مین اوس سے ہون اور وہ ولی تمھارا ہی میرے بعد ھو پس تحقیق کہ اوسکے لیے خمس مین سے اس سے بھی زیادہ ہی بس کہا حافظ ابوذر رضؓ نے کہ نہین بغض کیا تھا بریدہ نے علی رضؓ سے مگر اس وجہ سے کہ اوسنے یہ دیکھا تھا کہ علی رضؓ نے غنیمت مین سے لے لیا اور گمان کیا کہ اونھون نے غنیمت مین غلول کیا یعنی خیانت کی پھر جب آگاہ کر دیا پیغمبر صلعم نے بریدہ کو کہ انھون نے اپنے حق سے کم لیا تو دوست رکھا اونکو اور بیچ طریق عبد الجلیل کے ہی کہ کہا بریدہ نے کہ بعد اسکے نتھا کوئی آدمیون مین دوست تر میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے —

روایات مذکورہ سے ظاہر ہی کہ یہ معاملہ کچھہ روز پیشتر کا حجۃ الوداع سے یعنی سنہ ۱۰ھ ہجری کا بعد از فتح مکہ کے ہی اور اطلاع پانا پیغمبر صلعم کا فعل علی رضؓ پر اور جائز رکھنا اوس فعل کا بخوبی ثابت ہی اگرچہ دلائل اور بھی ہین کہ اکثر ذکر اونکا اوپر آگیا ہی اوسکے اعادہ کی کچھہ ضرورت نہین ہی **قال** اور وہ یہ ہی کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے کسی قیدی کو قتل کیا نہ کسیکو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثنای احدے احسان رکھہ کر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا **اقول** سراسر جھوٹی بات ہی علاوہ بر آن اول تو نزول آیت من و فدا کا زمانہ جو مجتہد عصر زمانہ فتح مکہ ٹھہراتے ہین کچھہ ثبوت اوسکا نہین بلکہ نزول اوسکا قبل از جنگ بدر ثابت ہی ثانیاً اگر ایسا ہی فرض کیا جاوے تب بھی دلائل مذکورہ سے تکذیب مجتہد عصر کی ثابت ہی **قال** اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت من و فدا منسوخ نہین ہوئی

اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز نہین رہا **اقول** یہ سب امور مبنی ہین اسپر کہ آیت من
وفدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہین بلکہ آجتک کوئی شخص اسکا قائل نہین اگر
پیشتر از واقعۂ بنی قریظہ و خیبر و بنی مصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہی تو اصلا مفید مجتہد
عصر نہین کیونکہ استرقاق اور قتل بہت کفار کا اون واقعات مین باقرار مجتہد عصر بھی ثابت
ہی اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و وافی ہی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول
یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہو نہ سکا پس سب دعاوی اونکے
جو مبنی اوپر نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکے مین ہین بناء فاسد علی الفاسد ہین اور چونکہ
قتل اور استرقاق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین اسپر بطلان قول
مجتہد عصر مین کسی صورت پر کچھ شک و شبہ باقی نہین رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کرین
کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کسیکو نہ قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا
تو اس سے وجوب من و فدا و عدم جواز استرقاق و قتل جسکا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ اور
فعل پیغمبر خدا صلعم سے واضح ہی ثابت نہین ہوتا کیونکہ عمل احد المباحات پر مستلزم حرمت
دوسرے مباح کا نہین ہو سکتا اور اگر عمل بر احد المباحات مستلزم حرمت باقی مباحات کا
ہووے تو چونکہ ادلہ مستدلہ مجتہد عصر سے صرف احسان ہی رکھکر چھوڑ دینا بحسب زعم
مجتہد عصر پایا جاتا ہی پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی ممنوع و ناجائز ہووے ہذا خلف
قال باب ششم اس بات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے
کسیکو لونڈی و غلام نہین بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غزوات کے
قیدیون کا جو بعد نزول آیت من و فدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور
خیبر اور بنی المصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیون کو کیون نہین ذکر کرتے ایا اسلیے کہ آپکے
مدعا کے برخلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت من و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہی
تو ہم کہینگے کہ ثبوت اسکا دیجیے ورنہ سب تقریر آپ کی محض مغالطہ ہی یہان مجتہد صاحب بہت ہی

چونکہ اگر یہ دعوی کرتے کہ آیت من وفد اہفتہ دو ہفتہ پیش از وفات پیغمبر صلعم نازل ہوئی تھی تو غزوہ اوطاس کے قیدی اور سبایا حنین ور قتل ابن اخطل ور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع وغیرہا سب معمولی عذر مین آجاتے مگر کیا کرین کہ وعدہ خدا کا سچا ہی اور پورا ہو کر رہتا ہی جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ○ والله متم نوره ولو كره المبطلون من احدث في امرنا هذا فهو رد ان مواعید نے مونہہ بند کر دیا ورنہ بلا دلیل و بلا ثبوت جس طرح نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہین اسیطرح اگر منسوب بزمان قرب وفات پیغمبر صلعم فرماتے تو کون اونکی زبان پکڑ سکتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پیش فرمائے ہین اس زمانہ پر بھی پیش ہو سکتی تھین مگر وہ بشارت دلیل وہم درباب ملک رقاب قاریین پھر بھی حجت تامہ باقی رہتی اوسکا علاج ناممکن ہی اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہین جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کین ہین اور بخوبی ظاہر کرتے ہین کہ اونمین سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا مجتہد نہین ہی **قال** اول اساری بطن مکہ وحنین جو لوگ مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اوترے تھے قید ہوے اور جناب پیغمبر صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم آپکو کہان تک بتاوین آپکو تو تاریخ واقعات کی بھی اطلاع نہین یہ معاملہ ایام حدیبیہ مین ہوا ہی نہ بعد فتح مکہ کے چنانچہ اسکی بحث ضمن حدیث و آیتہ مین کی جاوے گی مگر اول جناب مین یہ التماس ہی کہ دو باتون کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی و معنوی سے دست بردار ہو جیے آپکا کوئی استدلال ویرا ایسا نہین پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہو اور آئندہ بھی ایسا ہی کچھ نظر آتا ہی دوسرے یہ کہ اس باب مین آپنے تقلید مورخین و ارباب سیر کی بہت کی ہی اور اوس لاف و گذاف پر جو شروع رسالے مین کی ہی مطلقاً عمل نہین کیا ہم روایات غیر ثابتہ ارباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ سنین گے اور جب آپ اونسے استدلال کرینگے ہم آپکے الزام عجز کا دھرینگے اس استدلال مین بحث اسکی مقدم ہی کہ آیا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

مجتہد دہر نے اول تو لفظ عنوۃ کو تحریف فرماکر لفظ غزوۃ بزلۂ معجمہ اوسکی جگہہ داخل فرمایا
بعد ازان بسبب ناواقفی کے علم لغات سے یہ خیال شیخ چلی کا سا دل مین جمایا کہ یہ لفظ غزا
العدو یغزو وہ غزوًا و غزوانا و غزاوۃ فھو غاز سے ہی کہ جسکے معنی ہین جانا دشمن
پر اوسکی لڑائی اور لوٹنے کو لیکن اگر علم تصریف مین کچھہ بھی دخل ہوتا تو معلوم فرماتے کہ عنوۃ
مضاعف ہی اور غزا یغزو جسکے معنی ترجمے مین رقم فرمائے ہین ناقص ہی یہ دونون ایک
مادے سے کیونکر ہو سکتے ہین سبحان اللہ یا ین استعداد دعوی اجتہاد بیان تحریف معنوی
کا یہ ہی کہ سلمًا کے معنی لکھے ہین اونھون نے اپنے تئین سپرد کردیا حالانکہ یہ معنی صاف غلط ہین
یہان لفظ سلم مین تین روایتین ہین سلمًا بفتح سین و سکون لام و کسر سین و سکون لام ان دونون
کے معنی ہین صلح زمخشری لکھتے ہین والسلم بکسر السین و فتحھا تؤنث تانیث نقیضھا
وھی الحرب شعر السلم تاخذ منھا ما رضیت بہ والحرب تکفیک من انفاسھا
جرع انتہی ابو الطیب کہتا ہی شعر فالسلم تکسر من جناحی ماله بنواله ما تجبر الھیجاء
قال تعالی فان جنحوا للسلم فاجنح لھا تیسری روایت ہی کہ سلم بفتحتین اسکے معنی ہین
انقیاد صاحب قاموس لکھتے ہین السلم بالتحریک الاستسلام بحث پنجم باب پنجم صفحہ ١٣٢
پر آیت تلقوا الیکم السلم الآیۃ مجتہد صاحب نے نقل کی ہی وہان خود ترجمہ سلم کا بلفظ صلح
کیا ہی نہ بلفظ سپرد کردینے کے معلوم نہین کہ یہان اوسکے برخلاف کیون ترجمہ کرتے
ہین غرضکہ تینون روایت پر اوسکے معنی سپرد کردینے کے ہرگز نہین پس مجتہد عصر نے
جو اپنے دل سے یہ غلط معنی خلاف لغت کے گھڑے ہین صاف تحریف معنوی ہی پس
معنی حدیث کے بموجب دونون روایتون پہلی کے یہ ہین کہ پکڑ لیا اون کو از روے
صلح کے ان دونون روایتون پر لفظ سلمًا تمیز ہی واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا اونکو
عنوۃً وقہرًا پکڑا تھا یا صلحًا اس رفع ابہام کے واسطے لفظ سلمًا لایا گیا تاکہ یہ امر معین
ہوجاوے کہ اونکو صلحًا پکڑا تھا عنوۃً وقہرًا نہین پکڑا اور روایت تیسری پر بھی

ہوسکتا ہی کہ تمیز ہووے واسطے رفع ابہام اخذ کے کہ آیا پکڑنا اوسکا حرباً ہوا تھا یا انقیاداً ہوا
تھا پس اس لفظ سے یہ بات متعین ہوگئی کہ حرباً و عنوۃً اونکو نہین پکڑا تھا بلکہ انقیاداً پکڑا
تھا یا یہ کہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہوکر حال واقع ہو یعنی پکڑا اونکو ایسے حال مین کہ وہ
مطیع و منقاد تھے نہ ایسے حال پر کہ محارب و مقاتل تھے غرضکہ تینون وجہون کا ظاہر
ہی کہ اون کو ازروے صلح کے پکڑا تھا نہ ازروے جنگ و قتال کے یہان تک
بیان تھا تحریفات مجتہد عصر کا آب ہم اظہار اسکا کرتے ہین کہ یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ
کے ایام حدیبیہ مین واقع ہوا تھا چنانچہ اسپر ہم سند قوی حدیث صحیح مسلم کی نقل کرتے
ہین سلمہ بن اکوع سے روایت ہی قال قدمنا الحدیبیۃ مع رسول اللہ صلعم ونحن
اربع عشرۃ مایۃ وعلیہا خمسون شاۃ لا ترویہا قال فقعد رسول اللہ صلعم علی
جبا الرکیۃ فاما دعا و اما بسق فیہا فجاشت فسقینا واستقینا قال ثم ان رسول
اللہ صلعم دعانا للبیعۃ فی اصل الشجرۃ قال فبایعتہ اول الناس ثم بایع وبایع حتی
اذا کان فی وسط من الناس قال بایع یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ فی
اول الناس قال وایضا قال ورانی رسول اللہ صلعم عزلا یعنی لیس معی سلاح قال
فاعطانی رسول اللہ صلعم حجفۃ او درقۃ ثم بایع حتی اذا کان فی اخر الناس قال الا تبایعنی
یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ صلعم فی اول الناس وفی اوسط الناس
قال وایضا قال فبایعتہ الثالثۃ ثم قال لی یا سلمۃ این حجفتک او درقتک التی اعطیتک
قال قلت یا رسول اللہ صلعم لقینی عمی عامر عزلا فاعطیتہ ایاہا قال فضحک رسول
اللہ صلعم وقال انک کالذی قال الاول اللہم ابغنی حبیبا ہو احب الی من نفسی ثم
ان المشرکین راسلونا الصلح حتی مشی بعضنا فی بعض واصطلحنا قال وکنت تبیعا
لطلحۃ بن عبید اللہ اسقی فرسہ واحسہ واخدمہ واکل من طعامہ وترکت اہلی و
مالی مہاجرا الی اللہ تعالی ورسولہ قال فلما اصطلحنا نحن واہل مکۃ واختلط بعضنا

ببعض اتيت شجرة فلحست شوكها فاضطجعت في اصلها قال فاتاني اربعة من المشركين
من اهل مكة فجعلوا يقعون في رسول الله صلعم فابغضتهم فتحولت الى شجرة اخرى وعلقوا
سلاحهم واضطجعوا فبينا هم كذلك اذ نادى منادٍ من اسفل الوادي يا للمهاجرين
قتل ابن زنيم قال فاخترطت سيفي ثم شددت على اولئك الاربعة وهم رقود
فاخذت سلاحهم فجعلته ضغثا في يدي قال ثم قلت والذي كرم وجه محمد لا يرفع
احد منكم راسه الا ضربت الذي فيه عيناه قال ثم جئت بهم اسوقهم الى رسول
الله صلعم قال وجاء عمي عامر رضي الله عنه برجل من العيلات يقال له مكرز يقوده
الى رسول الله صلعم على فرس مجفف في سبعين من المشركين فنظر اليهم رسول الله
صلعم فقال دعوهم يكن لهم بدء الفجور وثناه فعفا عنهم رسول الله صلعم و
انزل الله وهو الذي كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من بعد ان
اظفركم عليهم الاية كلها قال ثم خرجنا راجعين الى المدينة الحديث کہا سلمہ بن الاکوع
نے کہ پہونچے ہم حدیبیہ مین ساتھ رسول اللہ صلعم کے اور ہم چودہ سو ۱۴۰۰ تھے اور چاہ حدیبیہ
پچاس بکریان تھین نہین سیراب کر سکتا تھا وہ کنوان اونکو پس بیٹھے پیغمبر صلعم کنارہ
کنوین پر پھر یا دعا کی یا تھوکا اوس کنوئین مین پھر پُر آب ہو گیا وہ کنوان پھر پانی پلایا
اور بھر لیا ہمنے پھر بلایا ہمکو رسول اللہ صلعم نے واسطے بیعت کے اوس درخت کی جڑ
مین کہا سلمہ نے کہ بیعت کی مینے اونسے اول آدمیون مین پھر بیعت کی اور بیعت کی یعنی
اور آدمی بیعت کرتے رہے یہانتک کہ پہونچا درمیان آدمیون کا یعنی نصف یا قریب
نصف کے کہا پیغمبر صلعم نے بیعت کر تو اے سلمہ کہا سلمہ نے کہ کہا مینے تحقیق بیعت کر چکا
ہون مین تمسے اے رسول اللہ صلعم اول آدمیون مین فرمایا پیغمبر صلعم نے اور بھی کہا سلمہ
نے اور دیکھا مجکو پیغمبر صلعم نے خالی یعنی نہ تھا میرے پاس کوئی ہتھیار پس دی مجکو رسول
اللہ صلعم نے حجفہ یا درقہ حجفہ اور درقہ اوس ڈھال کو کہتے ہین جسمین لکڑی اور چمڑا نہو

شک راوی ہی کہ سلمہ نے لفظ تجھہ کہا یا لفظ ورقہ معنی دونون کے ایک ہی ہین پھر بیعت کرنے
لگے یہان تک کہ جب پہونچے آخر الناس فرمایا کیا تو نہین بیعت کرتا مجھسے ای سلمہ کہا سلمہ نے
کہا مینے تحقیق بیعت کی مینے تمسے ای رسول اللہ صلعم اول الناس اور اوسط الناس مین
فرمایا کہ اور پھر بھی کہا سلمہ نے پھر بیعت کی مینے اونسے تیسری مرتبہ پھر کہا مجھسے ای سلمہ کہان ہے
تیری ڈھال جو مینے تجھے دی تھی کہا سلمہ نے مینے کہا ای رسول اللہ صلعم ملا مجھسے میرا
چچا عامر خالی ہاتھون پس دیدی مینے اوسکو وہ ڈھال کہا سلمہ نے پس ہنسے رسول اللہ
صلعم اور فرمایا کہ تو مانند اوسکے ہی جسنے کہا اول ای خدا مددگاری کر تو میری ایک دوست
سے کہ وہ پیارا ہو مجکو میری ذات سے پھر مشرکین نے پیغام صلح کا کیا ہمسے یہان تک کہ جانے
لگے بعضے ہمارے اونکے بعضون مین اور صلح کر لی ہمنے کہا سلمہ نے اور تھا مین تابع
طلحہؓ بن عبید اللہ کا اوسکے گھوڑے کو پانی پلایا کرتا تھا اور کھریرہ کیا کرتا تھا اوسکو اور
خدمت کیا کرتا تھا اوسکی اور کھاتا تھا طلحہ کے کھانے مین سے اور چھوڑ آیا تھا اپنے اہل
اور مال کو در حالیکہ ہجرت کرنے والا تھا مین بسوے خدا و رسول اللہ صلعم کے کہا سلمہ نے
پھر جب صلح کر لی ہمنے اور اہل مکہ نے اور ملنے لگے باہم آیا مین ایک درخت کے پاس
پس کیری مینے کانٹے اوسکے پھر لیٹ گیا مین اوسکی جڑ مین پھر آئے میرے پاس چار مشرکین
اہل مکہ مین سے پس شروع کیا اونھون نے کہ غیبت کرتے تھے پیغمبر صلعم کی پس دشمن
سمجھا اون کو مینے پھر وہان سے چلا گیا مین ایک اور درخت کے پاس اور اونھون نے
لٹکا دیے ہتھیار اپنے اور لیٹ رہے وہ کہ اس عرصہ مین ناگاہ پکارا ایک پکارنے والا
جنگل کے نیچے طرف سے کہ ای مہاجرین مارا گیا بیٹا زنیم کا کہا سلمہ نے پھر کھینچا مینے تلوار
اپنی کو پھر پکار کی حملہ کیا مینے اون چارون پر اور وہ سوتے تھے پس لے لیے مینے
ہتھیار اونکے پھر کر لیا مینے ہتھیارون کو اپنے قبضے مین کہا سلمہ نے پھر کہا مینے قسم
ہے اوس ذات کی جسنے کرامت بخشی ہے روے محمد صلعم کو نہ اوٹھاویگا کوئی تمسے اپنا سر

مگر کہ مارونگا اوسکی اوس چیز کو جسمین اوسکی آنکھین ہین پھر ہانک لایا مین اونکو پیغمبر صلعم
کی طرف کہا سلمہ نے اور لایا چچا میرا عامر ایک آدمی کو قبیلہ عبلات سے کہ کہا جاتا تھا اوسکو مکرز
لیے آتا تھا اوسکو ایک گھوڑے پر کہ اوسپر عرق گیر پڑا تھا مع ستر آدمیون کے مشرکین مین
سے پس دیکھا اونکی طرف پیغمبر خدا صلعم نے پھر فرمایا کہ جانے دو اونکو تاکہ ہووے واسطے انہین
کی طرف ابتدا ے فجور یعنی عہد شکنی کے اور عود فجور کا پس معاف کیا اونکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوتاری خدا تعالی نے یہ آیت کہ وہ اللہ وہ ہی جسنے باز رکھے اون کے ہاتھ تمسے
اور تمھارے ہاتھ اون سے بطن مکہ مین بعد اسکے کہ فتحمند کر دیا تمکو اونپر تمام آیت
پوری کہا سلمہ نے پھر چلے ہم در حالیکہ رجوع کرنے والے تھے طرف مدینے کے الحدیث
دیکھو اس حدیث صحیح سے خوب ثابت ہی کہ یہ قصہ عین حدیبیہ کا بعد وقوع صلح کے ہی
اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ ہنوز اونکی طرف سے کچھ قتال اور پوری پوری عہد شکنی نہین
ہوئی تھی البتہ اونکا ارادہ یہ تھا کہ غفلت دیکھین تو دھوکا دیکر کچھ غارت گری کرین
یا چھاپہ مارین مگر اسکا ظہور کچھ نہین ہوا تھا اسی سبب سے حضرت صلعم نے اونکو چھوڑ دیا
تاکہ ایسا نہو کہ ابتدا ے عہد شکنی کو حضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے اور اسی واسطے
یہ فرمایا کہ جانے دو انکو کہ ابتدا ے عہد شکنی کی انہین کی طرف سے ہووے پس صاف ظاہر ہوا
کہ یہ واقعہ متعلق حکم آیت فَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کے ہی نہ آیت إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کے اور خود حدیث اول مین بھی کلمہ سلم موجود ہی کہ دلیل قوی اسکی ہی
کہ حالت صلح مین اون کو پکڑ لیا تھا نہ حالت قتال مین لہذا استدلال مجتہد عصر کا اوس سے
غلطی فاحش اور سراسر غفلت مجتہد عصر کی اور ناواقفی اون کے طریقون اور شرایط
اجتہاد سے ہی اور مطابق منطوق فَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا اور مفہوم فَإِنْ لَمْ
يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ
کے وے لوگ صلا مستوجب قتل و استرقاق کے نتھے بلکہ مستحق اوسی امر کے تھے جو اونسے

ساتھ کیا گیا **قال** تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی **اقول** سراسر غلط فرماتے ہو سب کا یہ قول نہین بعض نے از راہ خطا اس واقعے کو بعد واقعۂ فتح مکہ کے سمجھا ہی سو بمقابلے ایسی خبر مستند کے جو ہمنے صحیح مسلم سے نقل کی وہ قول اصلا قبول کے لائق نہین قاضی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیضاوی مین اس آیت کی تفسیر مین بعد نقل کرنے قصۂ خروج عکرمہ کے نزول اس آیت کا حدیبیہ مین لکھکر لکھتے ہین وقیل کان ذلک یوم الفتح واستشہد وابہ ان مکۃ فتحت عنوۃ وھو ضعیف اذ السورۃ نزلت قبلہ اور کہا گیا کہ تھا یہ واقعہ روز فتح مکہ کے اور اس سے استدلال کرتے ہین کہ مکہ قہرا فتح کیا گیا ہی حال آنکہ یہ قول ضعیف ہی کیونکہ سورۂ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہی صاحب کشاف لکھتے ہین وذلک یوم الفتح وقیل کان ذلک فی غزوۃ الحدیبیۃ اور تھا یہ معاملہ بروز فتح مکہ اور کہا گیا کہ تھا یہ حدیبیہ مین تفسیر جلالین مین ہی بِبَطْنِ مَكَّةَ بالحدیبیۃ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ فان ثمانین منہم طافوا بعسکرکم لیصیبوا منکم فاخذوا واتوا بھم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعفی عنہم وخلی سبیلہم فکان ذلک سبب الصلح لکھے یہ بات ہی کہ اسی آدمی تمھارے لشکر مین رات کے وقت آئے کہ تمھارے ضرر پہونچانے سے بہرہ مند ہون پس پکڑے گئے وہ اور لائے گئے پیغمبر صلعم کے پاس پس معاف کیا اونکو پیغمبر صلعم نے اور چھوڑ دیا تھا پس تھا یہ سبب اوس صلح کے یعنی صلح حدیبیہ کے واقدی کتاب المغازی مین نزول اس آیت کا ایام حدیبیہ مین صاف لکھتے ہین اور اور مفسرین اور علما اور ارباب سیر بھی مطابق انھین کے لکھتے ہین غرض ہماری نقل اقوال مفسرین اور مورخین سے یہ نہین ہی کہ ہم اونکے اقوال سے استدلال کرتے ہین غرض صرف یہ ہی کہ مجتہد عصر نے جو یہ جھوٹی بات لکھی ہی کہ تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی اسکا جھوٹھا ہونا ثابت کر دین کہ اتفاق سب مفسرین اور مورخین کا اسپر نہین ہی بلکہ اقوال مختلف اس باب مین ہین مگر قول صحیح

اس باب مین وہی ہی جو حدیث مستند سے ثابت ہوا اور مجتہد عصر جو فرماتے ہین کہ یہ لشکر کشی آلخ
لشکر کشی یہان کہان ہوئی تھی وہی لوگ بارادہ غارت و تاخت آئے تھے کہ پکڑے گئے
نہ فوج کشی ہوئی نہ لشکر کشی اور ایک اور فوج کشی کا قصہ جو اکثر مورخون اور مفسرون نے
لکھا ہی وہ بھی روز حدیبیہ کے ہی مگر ہمنے اب تک اوسکو کسی کتاب مستند مین نہین دیکھا
قال اور خود قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی **اقول** یہ بھی دھوکا مجتہد
دہر کا ہی آیت مین تذکرہ بھی روز فتح کا نہین ہی بطن مکۃ البتہ ہی سو اوسکا اطلاق حدیبیہ
پر کہ داخل مکہ قریب آبادی مکہ سے ہی ہو سکتا ہی اور تنعیم مکہ سے تین یا چار میل کے
فاصلہ سے ہی مگر یہان آیت ہمارے قول کی تائید کرتی ہی کیونکہ یہ آیت سورۂ فتح مین
ہی اور سورۂ فتح مکہ سے پیشتر اوتر چکی ہی چنانچہ بخاری کی کتاب التفسیر مین حدیث
مرفوع متصل لکھی ہی اوسکے آخر مین جو بیان نزول سورۂ فتح کا ہی وہ ہم نقل کرتے ہین
فقال سہل بن حنیف فلقد رأیتنا یوم الحدیبیۃ یعنی الصلح الذی کان بین النبی
صلعم والمشرکین ولو نری قتالا لقاتلنا فجاء عمر فقال السنا علی الحق وهم علی
الباطل الیس قتلانا فی الجنۃ وقتلاهم فی النار قال بلی قال فیم نعطی الدنیۃ
فی دیننا و نرجع ولما یحکم اللہ بیننا فقال یا ابن الخطاب انی رسول اللہ ولن یضیعنی اللہ تعالی
ابدا فرجع متغیظا فلم یصبر حتی جاء ابا بکر فقال یا ابا بکر السنا علی الحق وهم علی
الباطل قال یا ابن الخطاب انہ رسول اللہ صلعم ولن یضیعہ اللہ تعالی ابدا فنزلت
سورۃ الفتح کہا سہل بن حنیف نے قسم ہی کہ دیکھ لیا ہی ہمنے اپنے آپ کو بروز حدیبیہ
یعنی بروز اوس صلح کے جو تھی درمیان پیغمبر صلعم اور مشرکین کے اور اگر ہم دیکھتے لڑائی
تو بیشک لڑتے پھر آئے عمر رض پھر کہا اونھون نے کہ کیا نہین ہین ہم حق پر اور کفار باطل پر
کیا نہین ہین کشتگان ہمارے بہشت مین اور اونکے دوزخ مین فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ تم
حق پر ہو اور وہ باطل پر اور تمھارے کشتگان بہشت مین اور اونکے دوزخ مین کہا عمر رض نے

پھر کیون ہم دیوین ضعف و ذلت کو اپنے دین مین اور پھر جاوین اور ہنوز کچھے حکم نہین دیا
اللہ تعالی نے فرمایا پیغمبر صلعم نے ای ابن خطاب مین خدا کا پیغمبر ہون مجکو خدا کبھی ضایع
و خوار نکریگا پس پھر گئے عمر غصے مین پس صبر کیا کہ آئے ابو بکر کے پاس پھر کہا کہ ای ابو بکر
کیا ہم حق پر نہین ہین اور وہ باطل پر کہا ابو بکر نے ای ابن خطاب محمد صلعم خدا کے پیغمبر
ہین اور خدا اونکو خوار نکریگا کبھی پس نازل ہوئی سورۂ فتح پھر بخاری مین دوسرے
طریق سے سہل بن حنیف رض سے روایت ہی کہ قال انا کنا مع رسول اللہ صلعم یوم الحدیبیة
ولو نری قتالا لقاتلنا فجاء عمر بن الخطاب فقال یا رسول اللہ صلعم السنا علی الحق وهم
علی باطل فقال بلی فقال الیس قتلانا فی الجنة وقتلاهم فی النار قال بلی قال
فعلی ما نعطی الدنیة فی دیننا ارجع ولو یحکم اللہ بیننا وبینهم فقال یا ابن الخطاب
انی رسول اللہ صلعم ولن یضیعنی اللہ ابدا فانطلق عمر الی ابی بکر فقال له مثل ما
قال للنبی صلعم فقال انه رسول اللہ صلعم ولن یضیعه اللہ ابدا فنزلت سورة الفتح
فقرأها رسول اللہ صلعم علی عمر الی آخرها قال عمر یا رسول اللہ او فتح هو قال نعم سہل بن حنیف رض
کہتے ہین کہ ہم تھے ساتھ پیغمبر کے حدیبیہ کے روز اور اگر دیکھتے ہم لڑائی تو لڑتے پھر آئے عمر بن خطاب
پھر کہا اونھون نے ای رسول اللہ صلعم کیا نہین ہین ہم حق پر اور وہ مشرکین باطل پر فرمایا پیغمبر
صلعم نے تم حق پر ہو اور وہ باطل پر پھر کہا عمر نے کیا نہین ہین کشتے ہماری طرف کے
بہشت مین اور کشتے اونکی طرف کے دوزخ مین فرمایا ہان تمھاری طرف کے کشتے
بہشت مین اور اونکی طرف کے کشتے دوزخ مین کہا عمر نے پھر کس بات پر ہم دیوین ذلت
اور ضعف کو اپنے دین مین کیا پھر جاوین ہم اور نہین حکم کیا ہی خدا نے ہمارے اور اونکے
درمیان مین پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے ای بیٹے خطاب کے تحقیق مین رسول خدا کا ہون اور
ہرگز ذلت نہ دیگا مجکو خدا کبھی پھر چلے گئے عمر رض پاس ابو بکر رض کے پھر اونسے بھی وہی
کہا جو رسول اللہ صلعم سے کہا تھا پھر کہا ابو بکر رض نے بیشک وہ یعنی محمد صلعم خدا کے پیغمبر

ہین اونکو خدا ذلت اور خواری نہ دیگا کبھی پس نازل ہوئی سورۂ فتح پس پڑھا اوسکو پیغمبر
نے عمر رضؓ کے سامنے آخر سورہ تک کہا عمر رض نے آیا یہ صلح ہماری فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے
بیشک فتح ہی اب یہان ایک بات باقی رہی کہ بعضے ناواقف محاورہ عربی سے مانند
مجتہد عصر کے شاید یہ توہم کرین کہ آیت مین کلمۂ بطن مکہ واقع ہی اور یہ معاملہ حدیبیہ کا ہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ لفظ بطن سے یہ ضرور نہین ہی کہ بیچا بیچ آبادی کا یا آبادی مراد لی جاوے
از روے لغت کے بطن الوادی کے معنی داخل الوادی ہین خواہ درمیان ہو خواہ
کوئی کنارہ ہو جوہری صحاح مین لکھتے ہین کہ بطنت الوادي دخلته اور چونکہ حدیبیہ نو میل
آبادی مکہ سے کنارے حرم مکہ پر ہی اور تنعیم چار میل آبادی مکہ سے ہی پس تنعیم اور حدیبیہ
مین جو جنگل اور پہاڑ واقع ہی وہ سب حرم مکہ اور بطن مکہ اور عین مکہ ہی خارج اوس سے نہین
پس اطلاق لفظ بطن مکہ اوس موقع پر بھی بموجب لغت عرب کے ہر آئینہ صحیح ہی چنانچہ قاموس
مین لکھا ہی مكه اهلكه ونقصه ومنه مكة للبلد الحرام والحرم كله یعنی اس معنی کے اعتبار
سے بلد حرام اور کل حرم کو مکہ کہتے ہین اور تتبع کلام اہل حجاز سے ثابت ہی کہ وے لوگ
بھی حدیبیہ اور اوسکے نواحی کو بلفظ بطن مکہ تعبیر کیا کرتے تھے چنانچہ انھین ایام
مین جو جناب رسالت مآب صلعم نے مقام حدیبیہ فرودگاہ لشکر اسلام سے عثمان بن عفان رضؓ
کو مکہ کو بھیجا ہی اور عبداللہ بن عمر رض سے یہ معاملہ بخاری اور مسلم مین روایت کیا ہی تو آخرین
عبداللہ بن عمر رض حدیبیہ فرودگاہ لشکر کو بلفظ بطن مکہ فرماتے ہین اور کلمات روایت
کے یہ ہین فلو كان احد اعز ببطن مكة من عثمان رض لبعثه فبعث عثمان الى مكة
وكانت بيعة الرضوان بعد ما ذهب عثمان رض الحديث یعنی اگر ہوتا کوئی شخص بطن
مکہ یعنی حدیبیہ فرودگاہ لشکر مین معزز زیادہ عثمان رضؓ سے ہر آئینہ بھیجتے پیغمبر صلعم
اوسکو پس بھیجا پیغمبر صلعم نے عثمان کو مکہ کو اور تھی بیعة الرضوان بعد جانے عثمان رضؓ
کے الی آخر الحدیث علاوہ برآن یہ شبہہ تو اوس تقدیر پر بھی وارد ہوتا ہی کہ اس

واقعے کو واقعہ روز فتح مکہ سمجھا جاوے کیونکہ ایام فتح مکہ مین بھی پیغمبر صلعم نے عین آبادی
مکہ مین قیام نہین فرمایا تھا بلکہ قبل از فتح مکہ مر الظہران مین جو سولھہ میل مکہ کی آبادی سے
ہی خیمہ ہوا تھا چنانچہ یہ بات حدیث بخاری سے جو باب این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم
الفتح مین نقل کی ہی ثابت ہی اور بعد فتح مکہ کے خیف کنانہ مین خیمہ ہوا تھا اور مکہ
کے گھرون مین قیام نہین فرمایا چنانچہ بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت
کی ہی انہ قال زمن الفتح این تنزل غدا قال النبي صلعم وهل ترك لنا عقيل من
منزل کہا اسامہ نے زمانہ فتح مین یا رسول اللہ کہان اوترینگے آپ کل فرمایا پیغمبر
صلعم نے ایا کوئی اوترنے کی جگہہ ہمارے لیے عقیل نے چھوڑی ہی یعنی عقیل بن
ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی جگہہ مکہ مین نہین چھوڑی الحدیث دوسری حدیث
ابو ہریرہ رض سے روایت کی ہی عن النبي صلعم قال منزلنا ان شاء الله تعالى اذا
فتح الله عز وجل الخيف حيث تقاسموا على الكفر پیغمبر صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انشاء اللہ تعالی جب خدا ہمکو فتح دیدے تو ٹھہرنے کی جگہہ
ہماری خیف ہی جہان باہم عہد کیا تھا مشرکین نے اوپر کفر کے اور ظاہر ہی کہ خیف
فاصلہ پر آبادی سے تھا کیونکہ خیف منے مین ہی تین میل مکہ سے اور وہ اوسوقت
ایک جنگل تھا چنانچہ قول زہری کا بخاری مین باب اذا اسلم قوم في دار الحرب و لهم
مال و ارضون فهي لهم مین لکھا ہی والخيف الوادي قاموس مین لکھا ہی الخيف غرة
بيضاء في الجبل الاسود الذي خلف ابي قبيس وبها يسمى مسجد الخيف او لانها
ناحية من منى انتهى خیف سفید پتھری ہی جبل اسود مین جو ابو قبیس پہاڑ کے پیچھے ہی
اور اوسی نام سے نام رکھی گئی ہی مسجد خیف یا اسلیے کہ وہ ناحیہ ہی نواحی منی سے پس
واضح ہوا کہ یہ شبہہ نرے اصل جیسا واقعہ حدیبیہ پر ہو سکتا ہی ویسا ہی واقعہ فتح مکہ پر
بھی وارد ہوتا ہی ایک اور شبہہ واہی ناواقفون کو یہ ہو سکتا ہی کہ چونکہ سورہ فتح مین

یہ کلمات ہین اِنّا فتحنا لک فتحًا مُبینًا اوراس سے ظاہر ہی کہ سورۂ فتح بعد فتح مکہ کے
نازل ہوئی ہی سو یہ شبہہ بھی بیجا ہی کیونکہ احادیث مرقومۂ سابق سے ظاہر ہی کہ وہ فتح معاملۂ
حدیبیہ ہی ہی چنانچہ حضرت عمر نے پیغمبر خدا صلعم سے دریافت کیا کہ آیا وہ فتح ہی یعنی یہ معاملہ
حدیبیہ فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے ہان فتح ہی اور تفصیل اوسکی کتب تفاسیر مین مرقوم ہی علاوہ
بران چند آیت جو اوسی سورہ مین ہین اونسے خود ظاہر ہی کہ یہ سورۃ قبل از فتح مکہ نازل
ہوئی ہی صحیحین اور ترمذی مین ہی عن انس قال نزل علی النبی صلعم اِنّا فتحنا لک
فتحًا مُبینًا لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر مرجعہ من الحدیبیۃ
فالفتح المبین ھو فتح الحدیبیۃ الحدیث کہا انس رضؓ نے کہ نازل ہوئی اِنّا فتحنا لک فتحًا
مُبینًا لیغفر لک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر وقت پھرنے اونکے کے حدیبیہ
سے پس فتح مبین فتح حدیبیہ ہی قال مگر بعض لغو روایتون مین ہی کہ یہ واقعہ حدیبیہ مین
قبل فتح مکہ ہوا تھا اقول مجتہد دہر سخت لغو اور از بس یاوہ گو ہین کہ ایسے مستند اور
ثابت روایتون کو لغو بتاتے ہین انکو یہ خیال نہین کہ باستظہار روایات غیر ثابتہ کتب تواریخ
کے کہ وہ بھی مختلف فیہ ہین صحیح مستند روایتون کی تکذیب کرتے ہین دعوی تو ہر جگہ
یہ کرتے جاتے ہین کہ ہم بجز اقوال مستند کے روایات کتب سیر و تواریخ کو نہ مانینگے
اور بڑی تشنیع اسپر کرتے ہین کہ کتب تواریخ و سیر مدار مسئلۂ شرعیہ کے ہوویں مگر
ہولے نفسانی یہان تک غالب ہی کہ ہر جگہہ اپنے قول کے برخلاف عمل کرتے
ہین اور اونھین کتب غیر معتبرہ سے استدلال فرماتے ہین ع قفاہ علی الاقدام للوجہ
لائحٌ قال لیکن جب کہ سب لوگ اوس روایت کو مردود جانتے ہین تو اوسپر زیادہ
بحث کرنے کی ضرورت نہین اقول کیون اپنی عاقبت خراب کرتے ہو کیون
سب لوگون پر افترا برپا کرتے ہو کس نے اس روایت کو مردود جانا ہی اوسکا
نام تو لکھو روایات بخاری اور مسلم کو سوائے آپکے کون مسلمان مردود جانیگا

قال دوم اسارے بنی خذیمہ **اقول** جناب مجتہد ہر خذیمہ بخای معجمہ ہین آپ
نا واقفی سے ہر جگہہ اوسکو خذیمہ بالخاء المعجمہ لکھتے ہین بلکہ جذیمہ بجیم ہے قال فی
القاموس وجذیمة کسفینة قبیلة من عبد القیس **قال** اس غزوہ کی
جو حدیث بخاری مین ہے اوس کو ہم تو اپنی استنباط کے موافق سمجھتے ہین
اقول غلط سمجھتے ہو **قال** اور وہ حدیث یہ ہے عن سالم عن ابیہ قال بعث
النبي صلعم خالد بن الولید الی بني خذیمة فدعاھم الی الاسلام فلم
یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعلوا یقولون صبانا صبانا فجعل خالد یقتل ویاسر
ودفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل
منا اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابي اسیرہ حتی
قدمنا الی النبي صلعم فذکرناہ فرفع النبي صلعم یدہ فقال اللھم اني ابرء
الیك مما صنع خالد مرتین سالم نے روایت کی ہے کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے خالد بن ولید کو لشکر دیکر بنی خذیمہ پر بھیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم مسلمان
ہو جاؤ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ
یہ کہنے لگے کہ ہم بدمذہب ہو گئے پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور
ہر ایک کا قیدی اوسی کے سپرد کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا
کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارنے کا اور نہ میرے
ساتھیون مین سے کوئی اپنے قیدی کو ماریگا جب کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس آئے تو ہمنے آپ سے ان
باتون کا ذکر کیا یہ سنکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوٹھائے اور دو دفعہ
کہا کہ بار خدایا جو کچھ خالد نے کیا ہے مین اپنی براءت تیرے سامنے اوس سے
ظاہر کرتا ہون **اقول** جناب مجتہد کیا خاک آپ کا اجتہاد ہے آپ تو
مبتدیون کے برابر بھی نہ نکلے جذیمہ کو خذیمہ ہر جگہہ لکھتے ہو قلم مجتہد کو آگ لگے تو اوا

اَسْلَمْنَا کے معنی یہ لکھتے ہو کہ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ
ہم مسلمان ہو گئے حالانکہ یہ ترجمہ سراسر غلط خلاف لغت کے ہی بلکہ اسکے معنی ہین
کہ نہ جانا اونھون نے یہ کہ کہین لفظ اَسْلَمْنَا صحاح جوہری دیکھیے وہ لکھتے ہین
وھو یُحْسِنُ الشئ ای یعلمہ یعنی عرب کہتے ہین کہ ھو یُحْسِنُ الشئ ای جانتا ہی وہ
اوس شی کو قاموس مین ہی ھو یحسن الشئ احسانا ای یعلمہ یعنی معنی یحسن الشئ کے جو باب افعال
سے ہی یہ ہین کہ وہ جانتا ہی اوس شی کو پھر صبانا کا ترجمہ یہ کیا کہ ہم بدمذہب ہو گئے
یہ بھی غلط ہی اسکے معنی اس جگہ یہ ہین کہ ہم اپنے دین سے خارج ہو گئے قاموس مین ہی
صبأ کمنع وکرم صبأ وصبوءً وصبوءۃ خرج عن دین الی اٰخر صحاح مین ہی صبا
الرجل صبوءً اذا خرج من دین الی دین قال ابو عبیدۃ صبا من دینہ الی دین اٰخر
کما تصبأ النجوم ای تخرج من مطالعہا پھر الفاظ حدیث یہ ہین حتی اذا کان یومٌ امر
خالد مراد یوم سے مجرد وقت ہی یعنی جبکہ وقت قتل اسیران آپہونچا تو حکم دیا خالد نے
الخ آپنے درمیان یوم و امر کے ایک لفظ آخر اور بڑھا دیا ظاہرا مشکوۃ مطبع احمدی
مطبوعہ ۱۲۶۷ھ مین جو اس مقام پر جگہہ خالی ہی آپنے یہ سمجھا کہ یہان کچھ لفظ رہگیا ہی پس
آپنے اپنی طبیعت موزون سے لفظ آخر اوس جگہہ گھڑ کر لکھدیا پھر بجای جعلوا یقولون
کے جعل یقولون لکھدیا یہ بھی نہ سمجھے کہ جعل صیغہ واحد ہی اور یہان ضمیر جمع کی فعل مین
چاہیے پھر باوجودیکہ اصل حدیث مین لفظ یدہ بلفظ مفرد لکھا ہی ترجمہ اوسکا بلفظ تثنیہ
لکھا کہ ہاتھہ اوٹھائے قال ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے
کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا
حکم دیا پس معلوم ہوتا ہی کہ آیت من و فدا منسوخ ہو چکی تھی یا اوس سے حصر مقصود
نتھا اقول البتہ ہم اس حدیث سے بربنا آپ کے اقرار کے استدلال کرتے
ہین کیونکہ آپ اس جگہہ اقرار کرتے ہین کہ بہت سے اصحاب جو خالد کے ساتھہ تھے

وہ نزول آیت من وفدا سے واقف تھے پس ہماری حجت آپ پر اتمام ہو گئی یعنی
باوجود واقفیت کے آیت من وفدا سے نہ اونھون نے قیدیون کو احسان رکھکر
چھوڑا نہ فدیہ لیکر بلکہ اونکو پکڑ لائے بڑا تعجب یہ ہی کہ آپنے یہ باب ششم اس مدعا کے
اثبات کے واسطے بتایا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے بعد فتح مکہ کے کسی قیدی کو
لونڈی غلام نہ بنایا اور یہ دلیل اپنے مدعا پر لائے ہین فرمائیے کہ اس حدیث
سے کیا مدعا آپ کا ثابت ہوا خالد بن ولید نے جو بسبب غور نہ کرنے کے
اونکے الفاظ پر اور بسبب نہ تحقیق کرنے اونکے مدعا کے دلی کے ایک یہ
غلطی کی کہ بعض کو قتل کیا دوسری غلطی کی کہ اونکو قید کر لیا اور یہ بات خلاف
مرضی جناب پیغمبر صلعم کے وقوع مین آئی اسلیے دو مرتبہ جناب پیغمبر صلعم نے اونکے
ان دونون فعلون سے تبریہ کیا آپ کا اس سے کیا مدعا ثابت ہوا عبث اپنے
اس واقعہ کا بیان لکھکر اپنی ناواقفی علوم عربیہ اور زبان عربی سے اعلان کرائی
اور ہماری اوقات گنوائی اور کچھ مدعا آپکا حاصل نہوا قال مگر یہ دلیل دو وجہ سے
غلط ہی اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہو سکتا اقول استدلال
علماے حنفیہ کا یہ ہی کہ آیت من وفدا آیات سورۂ براۃ وغیرہا سے جنکا ذکر اوپر ہوچکا
ہی منسوخ ہو گئی ہی اور تائید اوس کی فعل خالد بن الولید سے ظاہر ہی کیونکہ اگر وہ
آیت منسوخ نہوئی ہوتی تو خالد بن الولید اونکو قتل کرتے نہ قید کرتے بلکہ یا فدیہ
لیتے یا احسان رکھتے علماے حنفیہ کا یہ قول ہرگز نہین کہ خالد رض کا فعل ناسخ آیت
ہو گیا پس جواب مجتہد دہر کا واسطے رد استدلال علماے حنفیہ کے کافی نہین اور
استدلال علماے شافعیہ کا یہ ہی کہ آیت متلوہ کے کلمات سے حصر صلا نہین سمجھا جاتا ورنہ
خالد بن الولید کہ اوسی قوم سے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی زنہار ایسا

نکرتے سو مجتہد دہر کی وجہ اول مین اونکے استدلال سے کچھ تعرض نہین قال دوسری اور بہت سے اصحابون کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیون کے قتل سے انکار کرنا اس بات کی دلیل ہی کہ وہ آیت من و فدا سے واقف تھے اقول اس بیان سے تو استدلال مین کچھ بھی خلل واقع نہین ہوتا بلکہ مؤید استدلال ہی کہ باوجودیکہ بقول مجتہد عصر کے بھی اکثر صحابہ آیت من و فدا سے واقف تھے پھر بھی اونھون نے نہ کسیکو احسان رکھکر چھوڑا نہ فدیہ لیکر چھوڑا اور قتل سے انکار کرنا بعض اصحاب کا مستلزم وجوب من و فدا کا نہین بلکہ ظاہر یہ بات ہی کہ خالد بن الولید نے لفظ صبانا کے مراد کو تحقیق نہ کیا اور اجرائے حکم قتل مین بلا تحقیق عجلت کی اوسپر اور صحابہ نے انکار کیا اور قتل کے مانع ہوے اور ممکن ہی کہ انکار قتل اس سبب سے ہو کہ قتل اونکا واجب نہین استرقاق بھی جائز ہی قال اور کیا عجب ہی کہ اوسوقت حضرت خالد واقف نہوے ہون اسلیے کہ ابھی آیت قتال کو نازل ہوئی صرف کئی دن ہوے تھے اور خالد بن الولید اون دنون مین لڑائیون مین مصروف تھے اقول واقف ہونا اور صحابہ رض کا اور نہ واقف ہونا خالد بن الولید رض کا آیت متلوہ سے نہایت مستبعد ہی کیونکہ ایام فتح مکہ مین یعنی جن ایام مین کہ مجتہد دہر نزول آیت کے مدعی ہین خالد بن الولید رض ہمراہ پیغمبر صلعم کے تھے اور لڑائی پر نہین بھیجے گئے تھے چنانچہ بخاری مین جو حدیث این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم الفتح مین روایت کی ہی اوسمین یہ کلمات واقع ہین وامر رسول اللہ صلعم خالد بن الولید ان یدخل من اعلی مکۃ من کداء اور جس لڑائی مین یعنی غزوہ فتح مین خالد بن الولید مصروف تھے اوس لڑائی مین عبداللہ بن عمر بھی جنھون نے انکار قتل اسرائے بنی جذیمہ کا کیا تھا مصروف تھے اور ہمراہ پیغمبر صلعم کے مکہ مین داخل ہوے تھے چنانچہ یا مر بھی احادیث بخاری و مسلم وغیرہا سے ثابت ہی قال یہ سمجھنا چاہیے کہ جن لوگون نے قید کیے تھے

قتل سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اس بات کا شبہہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہوگئے تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کا ہیکو کرتے **اقول** دلیل مجتہدزہر کی اونکے مدعا کے مطابق نہین بناے اسیری اوپر اشتباہ کے ہی اور دلیل مبنی ہی اوپر یقین اسلام کے درحقیقت اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے اور اونکے اسلام پر یقین کر لیتے تو زنہار اونکو قید نہ کرتے مگر چونکہ لفظ صبانا افادۂ اسلام مین مجمل تھا لہذا اونکو قید کر لیا اور اسی اجمال اور شبہات کے سبب سے خالد بن الولید رض نے جو اون کے قتل مین جلدی کی اوسکے مانع ہوئے اور اونکے باب مین رسول اللہ صلعم کے پاس پہونچنے تک اجرا ے حکم کو ملتوی رکھا **قال** غرضکہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلاف مرضی رسول اللہ صلعم کے ہوا اور آنحضرت صلعم نے اپنی ناراضی اس سے ظاہر کی ہماری استنباط کا مثبت اور ممد و معاون ہی اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین **اقول** ہم بھی کہتے ہین کہ خالد بن الولید رض سے جو فعل وقوع مین آیا وہ خلاف مرضی پیغمبر صلعم کے تھا مگر ہمارے اور مجتہد دہر کے درمیان مین یہ بحث ہی کہ امور غیر مرضیہ کیا تھے مجتہد دہر اس حدیث سے مستدل ہین اور ہم مجیب ہین فرض کرو کہ یہ حدیث ہمارے مفید نہین مگر ہمارے مفید نہونا مستلزم اسکا نہین کہ مجتہد دہر کے مفید ہو کیونکہ حدیث مین تو کچھ تصریح وجوب من وفدا کی نہین اور احتمالات مفید مجتہد مستدل اور مفید ہمارے برابر ہین بلکہ احتمالات مفید ہماری نسبت احتمالات مفید مجتہد دہر کے زیادہ تر قوی ہین پس جبتک کہ وہ احتمالات جو ہمارے مفید ہین مجتہد دہر اونکو قطع نہ کرینگے استدلال اونکا صحیح نہین ہوسکتا **قال** سوم اساری ہوازن **اقول** بحکم آنکہ الغریق یتشبث بکل حشیش آپنے اس قصہ مین زیادہ تر کتب سیر سے استدلال کیا ہی کہ استنباط مسائل فقہ مین آجتک کسی مجتہد نے اونپر توجہ نہین کی اور نہ وہ اس لائق ہین کہ استنباط مسائل فقہ مین اونپر ایک ذرہ بھی اعتبار کیا جاوے

بڑا تعجب ہی کہ آپنے چند ایسی کتابین حدیث کی کہ جنمین ضعیف و صحیح حدیثین مخلوط ہین ساقط
الاعتبار ٹھہرائی ہین اور کتب سیر سے کہ نہ جنکی حکایات و روایات کا ٹھکانا نہ سلسلہ
رواۃ کا صاحب وحی صلعم تک پہونچا ہی نہ راویون کا نام معلوم ہی استدلال فرماتے ہو
ضللت علی الاسد و بلت عن الشاۃ خوب سمجھ لیجیے کہ مین ایک ذرہ بھی سیرت ہشامی
اور سیرت محمدی کی طرف متوجہ نہونگا اور جسقدر کہ آپنے اونکی بنا پر کچھ لکھا ہوگا اوسکو
سراسر لغو اور بے بنیاد سمجھکر اوس سے کچھ بھی تعرض نکرونگا یہی وہان تھا جس سے آپنے
شروع رسالے مین بہت لاف و گذاف کی باتین نکالی تھین سبحان اللہ گرے تو ایسے
گرے کہ یا باین شوراشوری یا باین بے نمکی + مصرعہ بر خرقہ تو اینہمہ داغ شراب چیست
اور آیندہ بھی آپ اسکا لحاظ رکھین کہ بمقابلہ مسلمانون کے کتب سیر و تواریخ سے
استدلال نہ کیا کرین ورنہ مطلقاً جواب نہ دیا جاویگا قال بخاری مین اسی واقعے
کی بابت یہ حدیث ہی ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ + وفد ہوازن مسلمین
فسالوہ + ان یرد الیہم اموالہم و سبیہم فقال لہم رسول اللہ صلعم معی من
ترون واحب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی
و اما المال وقد کنت استانیت بکم وکان انظرہم رسول اللہ صلعم بضع
عشر لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لہم ان رسول اللہ صلعم غیر راد
الیہم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین
فاثنی علی اللہ بما ہو اہلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم قد جاءونا تائبین وانی
قد رایت ان ارد الیہم سبیہم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ذلک
ومن احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفی اللہ علینا
فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم انا لا
ندری من اذن منکم فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم امرکم

فرجع الناس فکلمهم عرفاءهم ثم رجعوا الی رسول الله صلعم فاخبروه انهم قد طیبوا واذنوا هذا الذي بلغني عن سبي هوازن جب ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کر آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا کہ اونکا مال اور اونکے قیدی اونکو پھیر دیے جاوین تو رسول خدا صلعم کھڑے ہوئے اور اونسے فرمایا کہ مین پسند کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹھیک بات کہدینی مجھے پسند ہی تم دونون مین سے ایک چیز اختیار کر لو یا تو قیدی ہی لیلو یا مال ہی لیلو مین بیشک تمسے انس رکھتا ہون رسول خدا صلعم نے طائف سے پھر کر دس سے بھی زیادہ رات تک اون لوگون کے آنیکا انتظار کیا تھا غرضکہ جب اون لوگون کو معلوم ہو گیا کہ رسول خدا صلعم دونون چیزین نہین پھیرینگے بلکہ اونمین سے ایک دینگے تو اونھون نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کھڑے ہوئے اور خدا کی تعریف کی جسکا وہ مستحق ہی پھر خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ تمھارے بھائی توبہ کر کر آئے ہین اور مین چاہتا ہون کہ اونکے قیدی اونکو پھیر دون پس جس کسیکو یہ بات اچھی لگے وہ کرے اور جو شخص چاہے کہ اپنا حصہ نچھوڑے تو وہ ویسا کرے یہانتک کہ دیا جاویگا اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے اول خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کسنے تم مین سے اس بات کی اجازت دی اور کسنے نہین دی تم جاؤ تاکہ تمھارے مکھیا یہ بات آنکر کہین سب لوگ گئے اور اپنے اپنے سرگروہون سے کہا پھر وہ لوگ رسول خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین یہ قصہ ہوازن کا ہی جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہی **اقول** حیف ہی کہ جو شخص معنی مین تمیز نکر سکے انی یاتی کو النَّسَ بِالنَّسِ رَدَّ بِرَدٍّ ردًّا فهو رادٌّ کو رُدَّ یُرَدُّ رَدًّا فهو مردودٌ سمجھے الی غیر ذلک وہ مدعی اجتہاد فی الدین ہووے اور مجتہدین عظام پر زبان طعن دراز کرے فرمائیے جناب معلی القاب فرید عصر مجتہد دہر آپنے یہ ترجمہ (کہ مین پسند کرتا ہون جو تم جانتے ہو) کس چیز کا کیا ہی آپ کو یہ ترجمہ لکھتے وقت کچھ بھی خدا کا خوف آیا اور وہ حدیث بھی یاد آئی کہ من

کذب علیّ متعمداً فلیتبوّ مقعدہ من النار جسنے جھوٹھہ بولا مجھپر عمداً تو چاہیے کہ مہیا کرلے وہ اپنی جگہہ دوزخ مین انصاف سے کہو کہ معی من ترون کا یہی ترجمہ ہی جو آپنے لکھا ہی جب آپ احادیث نبوی کے معانی بھی نہین سمجھہ سکتے تو کیون بوالھوسی مین پڑکر مجتہد بنے ہو سنیے معنی معی من ترون کے معی ظرف ہی اور علی اختلاف النحاۃ بتاویل جملہ فعلیہ یا اسمیہ کے خبر مقدم ہی من موصول ہی ترون فعل صلہ ہی ضمیر عائد محذوف ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہی کما قالوا وقد یحذف العائد لقیام قرینۃ پس تقدیر کلام یہ ہی کہ معی من ترونہم ترون رویت بصر سے ہی نہ رویت قلب رایت رایا سے کیونکہ رویت قلب متعدی الی مفعولین ہوتا ہی اور رویت رایا کا یہان موقع نہین اور نہ کچھہ معنی صحیح ہو سکتے ہین من مخصوص ہی واسطے ذوی العقول کے قال الجوہری ومن اسم لمن یصلح ان یخاطب وہو مبہم غیر متمکن وہو فی اللفظ واحد و یکون فی معنی الجماعۃ یعنی من اسم ہی واسطے اوسکے جو صلاحیت خطاب کی رکھتا ہی اور مبہم غیر متمکن ہی اور لفظ مین واحد ہی اور ہوتا ہی معنی جمع مین پس ترجمہ صحیح اس جملے کا یہ ہی کہ میرے ساتھہ وہ لوگ ہین کہ جنکو تم دیکھتے ہو مراد اس سے یہ ہی کہ مین تمھارے سوال کے پورا کردینے مین بالانفراد اختیار نہین رکھتا بلکہ میرے ساتھہ تو یہ جماعت ہی کہ جنکو تم دیکھتے ہو یعنی بلا استرضای اس جماعت کے تمھارے سوال کے پورا کر دینے مین معذور ہون سو مجھسے ایک بات بلی سچی کہدو پھر آپنے یرد الیہم اموالہم وسبیہم کا ترجمہ کیا ہی کہ پھیر دیے جاوین الخ یہ بھی غلط ہی یرد فعل معروف ہی اور اموال اور سبی مفعول اور ضمیر فاعل مستتر راجع طرف رسول اللہ صلعم کے ہی صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پھیر دین رسول اللہ صلعم اونکو اونکا مال اور سبی تھر وقد کنت استانیت بکم کا ترجمہ جو یہ کیا کہ مین بیشک تمسے انس رکھتا ہون اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جناب مجتہد عصر ہنوز علم تصریف سے بھی ناواقف ہین یہ بھی نہین سمجھتے کہ استانیت استفعلت انی یانی سے ہی اور ناقص ہی انس یانس سے جو صحیح اللام مھموز الفاء ہی کسطرح جبر ہو سکتا ہی (ان ی) و (ان س) کیونکر ایک ہو سکتے ہین جناب مجتہد صاحب آپ تھے مدعی اجتہاد ہین جسکے لیے کمال مداخلت

عربیت مین ورکار ہی اسقدر آپکی غلطی کو تو ہم مبتدی کی بھی سمجھتے ہین تعجب ہی کہ آپ باوجود ادعای
اجتہاد ایسی غلطی فاش مین ابتک پڑے ہوے ہین جب یہ حال ہی تو آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے
ہین آپ اپنا کام سمجھیے یہ کام آپکا نہین ہی اسکام کیلیے بہت علم اور عقل درکار ہی شعر نہ ہر کہ
چہرہ برافروخت دلبری داند * نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند * نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند
نشست * کلاہ داری و آئین سروری داند * اب سنیے معنی استانیت بکم کے جوہری کے
وہ کہتے ہین استانی بہ ای انتظر یقال استانی بہ حولا یعنی استانی بہ کے ہین انتظار
کیا اوسکا کہا جاتا ہی استانی بہ حولا یعنی انتظار کیا اوسکا برس روز دیکھو یہان بھی وہی الفاظ
ہین کہ استانیت بکم یعنی مینے انتظار کیا تمھارا اور بڑا تعجب ہی کہ مالکت کے کلمے مین اردو معنی
ماضی پر بڑا غلو اور زور شور تھا اور یہان باوجودیکہ لفظ قد جو فائدہ معنی قریب دیتا ہی اوپر کلمہ کنت کے
داخل ہوا اور احتمال بھی ارادہ حال و استقبال کا باقی نرہا اوسکو آپنے بمعنی حال ترجمہ کیا اپنے
پچھلے قاعدے کے موافق یہان بھی یہ فرمایا ہوتا کہ مین انس رکھتا تھا تمسے یہان یہ کیون فرمایا کہ
انس رکھتا ہون پھر آپنے بضع عشرۃ لیلۃ کا ترجمہ یہ کیا ہی کہ دس سے بھی زیادہ رات تک یہ بھی غلط
صریح اور لفظ بھی تو نہایت ہی غلط او مہمل ہی بضع کے معنی زیادہ بھی نہین ہی جیسا کہ آپ
ناواقفی کی راہ سے سمجھے ہوے ہین زمخشری رحمۃ اللہ علیہ اصمعی سے نقل کرتے ہین البضع
مابین الثلث الی العشرۃ جوہری لکھتے ہین و بضع من العدد بکسر الباء و بعض العرب
یفتحہا و ہو مابین الثلث الی التسع لپس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ انتظار کیا تھا اونکا پیغمبر صلعم نے
مابین تیرہ اور انیس راتون کے لفظ عرفاء جو حدیث مین ہی میرے نزدیک جمع عریف بمعنی
دانا اور عالم امور ہی جیسا کہ قول شاعر مین ہی شعر اوکلما وردت عکاظ قبیلۃ * بعثوا الی عریفہم یتوسم * اور یہ ہو سکتا ہی کہ بمعنی نقیب یا رئیس کے ہو ترجمہ حتی یرفع الینا
عرفاءکم امرکم کا بھی آپنے غلط کیا ہی صحیح ترجمہ یہ ہوتا کہ پہونچاوین ہم تک تمھاری ہوشیار
و دانا یا سردار یا نقیب تمھارا حال کلمہ عرفاءکم کا ترجمہ بھی آپنے غلط کیا کہ فاعل کلام کو مفعول

اور مفعول کو فاعل بنا دیا صحیح ترجمہ یہ ہی کہ کلام کیا اونسے عرفا اونکے نے یہان تک تقریبان تھا
اون غلطیون کا جو مجتہد عصر سے بسبب ناواقفی کی زبان عربی سے ظہور مین آئین اب ہم یہ کہتے
ہین کہ یہ حدیث ہمارے مدعا کی دلیل ہی اور مجتہد عصر کے ابطال دعوی پر حجت قاطع ہی بچند وجوہ
اول یہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے اونسے بر سبیل مالغۃ الجمع کے یہ بات فرمائی کہ اختیار کر دیا اموال کو یا
سبایا کو یعنی اگر مال لینا چاہو گے تو سبایا نہ بچاوینگی پس ظاہر ہوا کہ سبایا کا نہ دینا اور استرقاق
اونکا بنص قول پیغمبر صلعم جائز تھا اس سبب سے صاف متحقق ہوا کہ من و فدا واجب نہین اور کچھ ممنوع
نہین کہ من و فدا پر عمل نہو وے اور یہی ہی مدعا ہمارا اگر وے لوگ بموجب تخییر پیغمبر صلعم کے مال کا
لینا اختیار کرتے تو اس صورت مین بلاشک و شبہ باقتضاء مالغۃ الجمع کے استرقاق سبایا کا بموجب
حکم پیغمبر صلعم کے لازم آتا اور نہ وہ حصر کہ جسکا مجتہد صاحب دعوے کرتے ہین صراحۃً باطل ہو جاتا
پس یہ حدیث ہر آئینہ مثبت ہمارے مدعا کی اور مبطل دعوی مجتہد عصر کی ہی نہ برعکس دوسرے یہ کہ اگر
فی الحقیقت چھوڑ دینا سبایا کا بطور احسان یا بعد لینے فدیے کے بغیر کسی شرط کے واجب
ہوتا جیسا کہ مجتہد صاحب دعوی کرتے ہین تو اوسکو مشروط اوپر دست برداری دیگر مال غنیمت
کے کیون کیا جاتا جس حال مین کہ چھوڑ دینا بحکم آیت قرآن کے واجب تھا تو پیغمبر خدا صلعم نے
اوسکو مشروط اسپر کیون کیا کہ اگر مال نہ لوگے تو سبایا بچاوینگی ورنہ نہین کیا وے نعوذ باللہ بزعم
مجتہد صاحب آیت کے معنی اور فرضیت من و فدا کو نہین سمجھتے تھے کیا صاحب وحی بھی حق
کو مجتہد صاحب کے برابر نہ سمجھتے تھے جو من و فدا کے وجوب مطلق کو مشروط اوپر دست برداری دیگر
اموال کے فرماتے تھے اور جنکے چھوڑ دینے کا حکم قطعی قرآن مین آ چکا تھا اونکو بالجبر روک رہے
تھے العیاذ باللہ تعالی تیسرے یہ کہ جس حالت مین نص قطعی اونکے چھوڑ دینے کی موجود تھی پس اقتضا
صحابہ نے اس باب مین کیا تھی حکم قطعی تو ہر آئینہ واجب الاجرا ہی خواہ کوئی راضی ہو یا نہو اسقدر مبالغہ
فرمانا پیغمبر صلعم کا اونکی استرضا مین اور جب تک کہ بخوبی بتصمیم قلب راضی نہو گئے تب تک نہ پھیر دینا
سبایا کا صاف دلیل اسکی ہی کہ من و فدا کچھ واجب نہین بلکہ اختیاری امر ہی اور ہم اسی جگہ سے

استدلال اسپر کرتے ہین کہ آیت من وفدا سے وجوب من وفدا ثابت نہین ہوتا یا یہ کہ وہ منسوخ
ہی اسلیے کہ اگر حکم اوسکا وجوبی ہوتا اور صحابہ مین کسی نے اوسکو ایسا جیسا کہ مجتہد عصر سمجھتے ہین نہین سمجھا
تو یہ موقع تھا کہ پیغمبر خدا صلعم اوسکا اعلان فرماتے اور اصحاب کو اوس سے اچھی طرح آگاہ کرتے نہ کہ یہ
ایسے موقع پر ذکر بھی اوس آیت کا زبان پر نہ لاتے چوتھی دلیل یہ ہے کہ اگر من وفدا واجب تھا تو اوس
روز کے قریب تک اونکو کیون روک رکھا تھا فرائض کہ جنکے واسطے کوئی زمانہ معین نہو اونکی
تعمیل مین عجلت ہی بہتر اور اولے ہی کاملین کی شان سے اوسمین اسقدر تاخیر نہایت مستبعد ہے پانچوین
دلیل یہ ہے کہ اگر چھوڑ دینا سبایا کا واجب ہوتا تو حضرت صلعم اونکو تقسیم کیون کر دیتے صحیح مسلم
مین اخیر اس قصے مین مذکور ہے فلما غشوا رسول اللہ صلعم نزل عن البغلة ثم قبض قبضة من
تراب من الارض ثم استقبل به وجوههم فقال شاهت الوجوه فما خلق الله منهم انسانا
الا ملأ عينيه ترابا بتلك القبضة فولوا مدبرين فهزمهم الله وقسم رسول الله صلعم
غنائمهم بين المسلمين جب گرداگرد ہو گئے کفار ہوازن وغیرہ پیغمبر صلعم کے تو پیغمبر صلعم اوترے
خچر پر سے پھر ایک مٹھی خاک کی زمین سے بھر کر اونکے موہون کی طرف پھینکی پس کہا کہ بگڑ گئے یہ
موہنہ پس نہین پیدا کیا تھا خدا نے اونمین سے کسی انسان کو مگر یہ کہ بھر دیا اوسکی آنکھون مین
مٹی کو اوس خاک کی مٹھی سے پس وہ کفار پیٹھین پھیر کر پھر گئے پس بھگا دیا اونکو اللہ تعالی نے
اور تقسیم کر دیا پیغمبر خدا صلعم نے اونکی غنائم کو درمیان مسلمانون کے دیکھو یہ سب معاملہ وفد
ہوازن سے پیشتر کا ہے چنانچہ سیاق کلام سے واضح ہے اور دلیل قوی اسپر حدیث بخاری
کی ہے کہ جس سے ثابت ہے کہ حضرت عمر رض کو دو چھوکریان منجملہ اوس غنیمت کے ملی تھین چنانچہ
الفاظ حدیث یہ ہین اصاب عمر جاريتين من سبي حنين فوضعهما في بعض بيوت مكة
الحدیث پائی تھین عمر رض نے دو چھوکریان منجملہ قیدیون حنین کے پس رکھدیا تھا اون کو
بعض گھرون مین مکہ کے ایک اور دلیل اوپر وقوع تقسیم کے قبل آنے ہوازن کے یہ ہے کہ ابو داود
نے بایں الفاظ بعد نقل قصہ مذکورہ کے روایت کی ہے فقال رسول الله صلعم ردوا عليهم نساءهم

وابناء هو الحدیث یعنی پھیردو اونکو اونکے اولاد اور اونکی عورتین اگر سبایا تقسیم ہوکر ہر ایک
کے پاس نہین پہونچ گئین تھین تو پھیر دینے کا جو حکم اونکو دیا گیا اسکے کیا معنی پھر خود اسی
حدیث سے وقوع تقسیم کا بخوبی عیان ہی کیونکہ اس حدیث مین یہی لفظ ہی کہ من کان علی حظه اور حظ کے
معنی مین حصہ چنانچہ صراح مین ہی الحظ النصیب اگر واقع مین قسمت نہین ہوئی ہوتی اور
حصہ ہر ایک کا معلوم نہوتا تو یہ لفظ علی حظه یعنی اپنے حصے پر کسطرح صادق آتا علاوہ بران
جب حصہ ہی متعین نہین ہوا تھا اور مقدار اوسکی معلوم نہین تھی تو مبادلہ اوسکے حصے کا
جسکا پیغمبر صلعم وعدہ فرماتے تھے کس بنا پر متعین ہوسکتا تھا علاوہ بران احادیث مفصلۂ
ذیل سے ثابت ہی کہ تقسیم غنائم حنین کے بلا حیلولۂ کسی اور معاملہ اہم کے واقع ہوئی
اور ہوازن کے آنے کا معاملہ بعد وقوع غزوۂ طائف اور رجوع پیغمبر خدا صلعم کے غزوۂ مذکور
سے واقع ہوا کہ اس اثنا مین کچھہ زیادہ ایک مہینے سے گذر گیا اسلیے کہ چھٹی شوال ۸ھ
کو غزوۂ حنین واقع ہوا اور آخر شوال ۸ھ ہجری کو پیغمبر صلعم غزوۂ طائف کو تشریف لیگئے
اور مابین تیرہ روز اور انیس روز کے وہان قیام فرمایا اور پھر وہان سے رجوع فرمایا اب ہم اون
احادیث کو مختصراً لکھتے ہین جنسے تقسیم غنائم حنین کی بعد ہزیمت کفار ہوازن کے بلا تراخی
ثابت ہوتی ہی بخاری بروایت علی بن عبد الله فانهزم المشركون فاعطى الطلقاء
والمهاجرين ولم يعط الانصار شيئاً ایضاً بروایت محمد بن بشار لما كان يوم حنين
اقبلت هوازن وغطفان وغيرهم بنعمهم وذراريهم فانهزم المشركون واصاب
يومئذٍ غنائم كثيرة فقسم في المهاجرين والطلقاء ولم يعط الانصار شيئاً دیکھیے
یہان حرف فا تعقیب قسم پر داخل ہی جس سے صاف واضح ہی کہ تقسیم غنائم مین تراخی
نہین ہوئی اگر تراخی ہوتی تو حرف تعقیب قسم پر نہوتا بلکہ کلمہ ثم ہوتا پھر ایک اور بھی
دلیل بروایت بخاری عبد الله بن عمر سے یہ ہی کہ ایام حنین مین ہی تقسیم غنائم ہوگئی تھی لما
كان يوم حنين اثر النبي صلعم اناسا اعطى الاقرع بن حابس مائة من الابل واعطى عيينة مثل

ذلك واعطي انا سالك الشئ کچھ لیجیے یہان سے مش مہر نمیروز کے ثابت ہی کہ ایام حنین مین تقسیم ہو گئی تھی اور وفد ہوازن بعد غزوۂ طائف کے ہی کہ اون روزون کو بلفظ ایام حنین یا یوم حنین تعبیر نہین کیا جا سکتا غرضکہ ان سب دلائل سے واقع ہو جانا تقسیم سبایا کا جیسا کہ چاہیے ثابت ہی اور جب تقسیم کر دینا پیغمبر خدا کا سبایا مذکور کو ثابت ہی تو کچھ شک نہین کہ من و فدا امر وجوبی نہین بلکہ اختیاری ہی اور یہ بھی محتمل ہی کہ آیت مذکورہ منسوخ ہو جیسا کہ علماے حنفیہ کہتے ہین مجتہد عصر نے ان امور پر کچھ بحث نہین کی البتہ حضرت عمر رض پر کچھ در پردہ طعنہ دینے پر مستعد ہوے

قال رسول اللہ صلعم نے کسیکو کوئی لڑکی بخشی نہین تھی بلکہ خود حضرت عمر رض نے گرفتار کیا تھا

اقول یہ غلط بات ہی اور محض بناوٹ اور بڑا ہی افترا ہی العیاذ باللہ من ذلک۔ حدیث مین لفظ اخذ عمر نہین جو گمان اسکا ہوتا کہ وہ خود پکڑ لائے بلکہ لفظ اصاب عمر ہی جس سے صاف ظاہر ہی کہ اونکو باجازت پیغمبر صلعم کے پہونچی تھین **قال** اسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے پاس موجود رکھتے ہین **اقول** ہم بھی وہی سند اپنے پاس آپکی تکذیب کے لیے موجود رکھتے ہین اور اہل انصاف اور صاحبان ایمان سے آرزو رکھتے ہین کہ وہ غور فرماوین کہ وہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہی یا مجتہد عصر کی مگر مجتہد عصر نے نقل حدیث مین رعایت دیانت کی جیسا کہ مجتہد غیر واجب ہہ ہین کی ہم اوس حدیث کو بخاری سے پورا پورا نقل کرتے ہین حدثنا ابو النعمان حدثنا حماد بن زيد عن ايوب عن نافع ان عمر بن الخطاب قال يا رسول الله صلعم انه كان علي اعتكاف يوم في الجاهلية فامره ان يفي به قال واصاب عمر جاريتين من سبي حنين فوضعهما في بعض بيوت مكة قال ثم من رسول الله صلعم علي سبي حنين فجعلوا يسعون في السكك فقال عمر يا عبد الله انظر ما هذا فقال من رسول الله صلعم على السبي قال اذهب فارسل الجاريتين قال نافع ولم يعتمر رسول الله صلعم من الجعرانة ولو اعتمر لم يخف على عبد الله وزاد جرير بن حازم عن ايوب عن نافع عن ابن عمر قال من الخمس ورواه معمر عن نافع عن ابن عمر في النذر ولم يقل يوم تحقیق کہ عمر بن الخطاب رض نے کہا

ای رسول اللہ صلعم تحقیق کہ تھا میرے اوپر اعتکاف ایکدن کا زمان جاہلیت مین پس حکم دیا عمر کو پیغمبر صلعم نے کہ پورا کرے اوسکو کہا اور پائی تھین عمر رض نے دو چھوکریان منجملہ سبی حنین کے پس رکھدیا تھا اونکو مکہ کے بعض گھرون مین کہا کہ پھر احسان کیا رسول اللہ صلعم نے اوپر سبے حنین کے پھر وے پھرتی تھین کوچون مین پس کہا عمر رض نے ای عبد اللہ دیکھ تو یہ کیا ماجرا ہی پس کہا عبد اللہ نے کہ احسان رکھا رسول اللہ صلعم نے اوپر اون سبی کے کہا عمر رض نے جا تو پس چھوڑ دی اون دونون چھوکریونکو کہا نافع نے اور عمرہ نہین کیا تھا رسول اللہ صلعم نے جعرانہ سے اور اگر عمرہ کرتے تو نہ چھپتا عبد اللہ سے بخاری کہتے ہین اور روایت جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر مین یہ لفظ اور بھی ہین (قال من الخمس) یعنی بعد لفظ من سبی حنین کے الفاظ من الخمس بھی ہین ۱۲ اور روایت کیا ہی اس حدیث کو معمر نے نافع سے ابن عمر سے باب نذر مین اور اس روایت مین لفظ یوم یعنی جو بعد اعتکاف کے روایت سابقہ مین ہی نہین کہا انتھی غور کیجیے کہ روایت جریر بن حازم مین صاف لفظ من الخمس کا موجود ہی جس سے صاف ثابت ہی کہ یہ چھوکریان پیغمبر خدا صلعم نے عمر کو اپنے خمس مین سے دی تھین اور پائی تھین یہ دونون چھوکریان عمر بن خطاب رض نے خمس رسول اللہ صلعم مین سے نہ یہ کہ جیسا مجتہد نے اونپر افترا برپا کیا ہی کہ وے خود پکڑ لائے تھے اور روایت جریر بن حازم کی زیادہ تر موثق ہی کیونکہ وہ مرفوع ہی اور حدیث حماد بن زید کی نافع پر موقوف ہی اگرچہ دونون حدیثون مین کچھ تعارض نہین ہی اور دونون مستند ہین پھر بھی حدیث جریر زیادہ تر موثق ہی بھلا غور تو کیجیے ایسے جلیل القدر صحابی کہ تمام عرب عجم مین بلقب فاروق اور عادل معروف ہین جنکی شان مین رسول اللہ صلعم فرماتے ہین والذی نفسی بیدہ مالقیک الشیطان سالکا فجا قط الا سلک فجا غیر فجک قسم ہی اوس ذات کی کہ جی میرا اوسکے ہاتھ مین ہی نہین ملا تجکو شیطان جاتا ہوا کسی گھاٹی مین مگر کہ چلا گیا اور گھاٹی کو تیری گھاٹی کے سوا ایسا شخص غنیمت مین غلول کرے کہ دو چھوکریان پکڑ لاوے اور چھپا کر اپنے پاس رکھ لے اور چونکہ دستور پیغمبر خدا صلعم کا یہ تھا کہ جب پاتے تھے غنیمت کو تو حکم کرتے تھے بلال رض کو کہ منادی کرنے

کہ جس شخص کے پاس مال غنیمت کا ہو وہ حاضر لاوے کہ اوسکے بموجب سب لوگ جو کچھ غنیمت و نحوے
پاس آتی تھی حاضر لاتے تھے چنانچہ ابو داؤد عبداللہ بن عمرو سے روایت کرتے ہین کہ کان
رسول اللہ صلعم اذا اصاب غنیمۃ امر بلالا فنادی فی الناس فیجیئون بغنائمھم
فیخمسہ ویقسمہ الحدیث تھے پیغمبر خدا صلعم جب پاتے تھے غنیمت تو حکم فرماتے تھے بلالؓ کو
کہ وہ منادی کرتے تھے سب لوگون مین پس لے آتے تھے سب لوگ اپنی اپنی غنیمت کو پس خمس
نکال لیتے تھے پیغمبر خدا صلعم اوسمین سے اور تقسیم فرما دیتے تھے اوسکو الحدیث بڑا تعجب ہے کہ
ایسا شخص ایک تھوڑی غنائم مین غلول کرے دوسرے باوجود منادی پیغمبر خدا صلعم کے اوسکو حاضر
نہ کرے حال آنکہ خود وہی حضرتؓ جناب پیغمبر خدا صلعم سے روایت کرتے ہین اذا وجدتم الرجل
قد غل فاحرقوا متاعہ واضربوہ رواہ ابو داؤد جب پاؤ تم کسی آدمی کو کہ غلول کیا اوسنے
تو جلا دو متاع اوسکا اور مارو اوسکو چنانچہ اپنی خلافت مین اونھون نے یہی عمل فرمایا با اینہمہ وہ
کونسا صاحب عقل اور صاحب ایمان ہے کہ ایسا گمان بد اوپر کر سکتا ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا
مسلم مین بروایت مرفوع مروی ہے ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سأل رسول اللہ صلعم وہو
ہو بالجعرانۃ بعد ان رجع من الطائف فقال یا رسول اللہ صلعم انی نذرت فی الجاہلیۃ
ان اعتکف یوما فی المسجد الحرام فکیف تری قال اذہب فاعتکف یوما قال وکان رسول
اللہ صلعم قد اعطاہ جاریۃ من الخمس فلما اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس
سمع عمر بن الخطابؓ اصواتہم یقولون اعتقنا رسول اللہ صلعم فقال ما ہذا فقالوا
اعتق رسول اللہ صلعم سبایا الناس فقال عمر یا عبد اللہ اذہب الی تلک الجاریۃ فخل
سبیلہا عمر بن خطابؓ نے پوچھا رسول اللہ صلعم سے اوس حال مین کہ وہ جعرانہ مین تھے بعد رجوع کے
طائف سے پس کہا کہ یا رسول اللہ صلعم مینے نذر کی تھی جاہلیت مین اسکی کہ اعتکاف کرون ایکدن
کا مسجد حرام مین پس کیا فرماتے ہین آپ فرمایا کہ جا اور اعتکاف کر ایکدن کا اور تھے پیغمبر خدا
صلعم کہ تحقیق دی تھی پیغمبر صلعم نے عمرؓ کو چھوکری خمس مین سے پھر جب آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم نے

سبایا اون لوگون کو تو نہین عمر رضؓ نے آزاد بن اونکی کہ کہتے تھے کہ آزاد کر دیا ہے کو پیغمبر خدا صلعم
نے پس کہا عمر رضؓ نے کیا ہے یہ پس کہا لوگون نے کہ آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم نے سبایا اون لوگون کو
پس کہا عمر رضؓ نے ای عبداللہ جا اس چھوکری کے پاس پس خالی کر دی راہ اوسکی یعنی جانے دے
اوسکو بھی فکر کیجیے جناب مجتہد صاحب اب بھی کچھ عذر باقی رہگیا اب آپکو لازم ہی کہ ایسے
اجتہاد سے توبہ کیجیے کہ جس سے اصحاب رسول اللہ صلعم پر کسیطرح کا الزام عائد ہووے اور ہرگز ہرگز
ایسی بات زبان سے نہ نکالیے جو موجب الزام اصحاب کرام پر ہو وے مثنوے

بے ادب گفتن سخن با خاص حق	دل بمیراند سیہ گردد ورق	گر نہ بندی زین سخن تو حلق را
آتشے آید بسوزد خلق را	بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
آتشی گر نادرست این دو جہت	دل سیہ گشت و روان مردود بہت	جب ہم یہ سب امور ثابت کر چکے

اور یہ بھی متحقق ہوا کہ باتفاق اقوال علماے اسلام اور بھی بقول مجتہد عصر یہ واقعہ بعد نزول
آیۂ اما منا بعد و اما فداء کی واقع ہوا اور اس واقعہ مین پیغمبر صلعم نے سبایا مین سے خمس بھی نکالا
اور اونکو غانمین پر تقسیم بھی کر دیا پس صاف ثابت ہوا کیا تو وہ آیۂ منسوخ ہی جیسا کہ قول علماے
حنفیہ کا ہی یا من و فداء امر اختیاری ہی بہر دو صورت دعوی مجتہد عصر کا باطل ہی اور یہ قول
رسول اللہ صلعم مفسر آیت مذکور کا ہی درباب عدم وجوب من و فدا کے اور یہی ہی مدعا ہمارا کہ
بحمد اللہ تعالی ثابت ہو گیا فالحق یعلو ولا یعلی اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد عصر اپنا دعوی
اہل بیت سے کسطرح پر ثابت کرتے ہین قال ہمکو اپنے دعوے کے اثبات کیلیے بخاری کی
حدیث پر استدلال ہی جس سے قیدیون کا احسان رکھکر چھوڑنا ظاہر ہی اقول اسطرح چھوڑ دینے
مین کہ جسطرح ہوازن کے سبایا کو چھوڑ دیا گیا علماے امت مین کسیکو کلام نہین یعنی جب بی
لوگ مسلمان ہو کر امام کے پاس آوین اور توبہ کرین اور دار اونکا دار الحرب نہ رہے بلکہ دار الاسلام
ہو جاوے اور امام کو مصلحت وقت اسی مین معلوم ہووے کہ اونکے سبایا کو اونکے حوالے کر دے
تو اوسکو اختیار ہی کہ سبایا کو چھوڑ دے اور بشرط رضامندی غانمین کے جن لوگون کے

حصے مین باپا آگئے ہون اونسے بھی پھیر وادی یہ من اصطلاحی نہین ہی بلکہ درحقیقت احسان اعتاق ہی چنانچہ حدیث مسلم مین اس احسان کو بلفظ اعتاق ہی تعبیر کیا ہی اور اعتاق حالت کفر مین جائز ہی یعنی چھوڑ دینا از قسم منّ مابہ النزاع نہین اس قسم کے منّ کو تو امام الائمہ ابو حنیفہ بھی ناجائز نہین کہتے اونکے نزدیک بھی وہی منّ ناجائز ہی جو بر حالت کفر کے دار الحرب کے جانے کو چھوڑ دیا جاوے چنانچہ صاحب ہدایہ معظمہ لکھتے ہین کہ لا یجوز ان یردھم الی دار الحرب لان فیہ تقویتھم علی المسلمین فان اسلموا لا یقتلھم لانہ قد اندفع الشر بدونہ ولہ ان یسترقھم توفیرا للمنفعۃ بعد انعقاد سبب الملک بخلاف اسلامھم قبل الاخذ لانہ لم ینعقد السبب بعد ولو اسلم الاسیر فی ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر فی ایدیھم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وھو مامون علی اسلامہ انتھے نہین جائز ہی پھیر دینا اونکا دار حرب کو اسلیے کہ اس پھیر دینے مین تقویت کفار کی ہی مسلمانون پر پس اگر قیدی مسلمان ہو جاوین تو نہ قتل کرے اونکا امام بسبب اسکے کہ شر بدون قتل بھی دفع ہو گئے اور اوسکو جائز ہی کہ رقیق بنا لیوے واسطے توفیر منفعت کے بعد انعقاد سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا کے برخلاف مسلمان ہو جانے اونکے کے قبل اسیری کے یعنی اس حالت مین رقیق کرنا بھی جائز نہین اسلیے کہ سبب بعد اسلام کے منعقد نہین ہوا اور اگر اسلام لاوے اسیر بعد اسکے کہ ہمنے اوسکو پکڑ لیا تو نہین جائز ہی کہ اوسکو فدیے مین کسی مسلمان کے جو کفار کے ہاتھ مین قید ہو دیا جاوے کیونکہ اسمین کچھہ فائدہ نہین مگر اوس صورت مین کہ خود وہ اس بات پر راضی ہوا اور اوسکے اسلام پر اطمینان ہووے **قال** وراوس حدیث کے ان الفاظ سے کہ من احب منکم ان یطیب علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیٔ اللہ علینا بخوبی ثابت ہی کہ غازیون کا حق اسارے پر بجز فدیہ لینے کے اور کچھہ نہین ہی **اقول** کیا خوب استدلال ہی کہ نہ بعبارۃ النص ہی نہ باشارۃ النص ہی نہ بدلالۃ النص ہی نہ باقتضاء النص ہی صرف ایک توہم جاہلانہ ہی غور کیجیے کہ اگر کوئی شخص صاحب التکریم ہمسے یہ فرماوے کہ اگر تم کو بہتر معلوم ہو تو اپنا یہ گھوڑا زید کو دیدو ہم تمکو اپنے اصطبل مین سے

اسکے بدلے کا گھوڑا دیدینگے اور ہم اوسکے فرمانے سے اپنا گھوڑا زید کو دیدین تو کیا اس سے
یہ بات لازم آتی ہی کہ ہمارا حق اپنے گھوڑے پر بجز اسکے کہ ہم بدلے مین اوسکے ایک گھوڑا
لے لین اور کچھہ نتھا جناب مجتہد صاحب اگر یہی آپکا اجتہاد ہی اور ایسے ایسے ہی استدلال ہی
آپکے اجتہاد کی بنا ہی تو اپنے مقلدون کی بہت ہی حق تلفیان کراؤ گے اگر مجتہد لوگ مین
انصاف کرین تو سمجھہ لین کہ یہ کلمات حدیث کے مثبت رقیت مقبلہ ہین کیونکہ پیغمبر صلعم نے
غانمین سے وعدہ فرمایا تھا کہ آیندہ جو ہمکو غنیمت مین سبایا دیگا تو انکی بدلے مین ہم ہمکو دینگے
اگر آیندہ استرقاق ممنوع ہوتا تو ایسا وعدہ ہرگز نفرماتے اور اس مبادلے کو جو مجتہد نے
فدیہ سمجھا ہی غلطی فاش ہی دوسری غلطی یہ کی ہی کہ مایفی کا ترجمہ مال کیا حال آنکہ لفظ ما عام
ہی شامل ہی سبایا اور اموال کو جیسا کہ اوپر گذر گیا **قال** چہارم اساری ثقیف کے
قیدیون کو بھی رسول اللہ صلعم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا **اقول** قیدیون کا لفظ بصیغہ جمع
غلط ہی ایک قیدی تھا کہ بسبب مسلمان ہونیکے چھوڑ دیا تھا اور اوسکے بدلے دو آدمی مسلمان
جو ثقیف نے قید کر لیے تھے منگا لیے تھے پس احتجاج مجتہد عصر کا اس واقعہ سے اونکے مدعا
کے مفید نہین بلکہ یہی حدیث ہی ماخذ قول صاحب ہدایۂ معظمہ کا ولو کان اسلم الاسیر فی
ایدینا لا یفادی بمسلم اسیر فی ایدیھم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وھو مامون
علی اسلامہ انتہی ترجمہ اسکا ہم ابھی اوپر لکھہ چکے ہین **قال** چنانچہ صحیح مسلم مین ہی کہ عمران
بن حصین کہا کان ثقیف حلیفا لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم
واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفائکم ثقیف فترکہ ومضی
فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع قال ما شانک فقال انی مسلم فقال لو
قلتھا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم بالرجلین اللذین
اسرتھما ثقیف انتہی **اقول** ترجمہ یہ ہی کہ تھے ثقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس پکڑ لیا ثقیف نے

دو آدمیون کو صحابۂ پیغمبر خدا صلعم مین سے اور قید کر لیا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی بنی عقیل
مین سے پس باندھ لیا اوسکو پس ڈال دیا اوسکو دھوپ مین پس گذرے رسول اللہ صلعم
اوسکے پاس کو تو پکارا اوسنے ای محمد ای محمد کس سبب سے پکڑا گیا ہون مین فرمایا پیغمبر صلعم نے
گناہ مین ثقیف کے جو تمھارے ہم عہد ہین پھر اوسکو اوسی طرح چھوڑے ہوئے چلے گئے
پیغمبر صلعم پھر پکارا اوسنے ای محمد ای محمد پھر رحم فرمایا اور پیغمبر صلعم نے پھر پھر آئے کہا کہ کیا
حال ہی تیرا کہا اوسنے کہ مین مسلمان ہون فرمایا پیغمبر صلعم نے اگر تو یہ کہتا اوس حال مین کہ تو اپنے
اختیار مین تھا تو بھلائی پاتا بالتحقیق تو تمامتر بھلائی کہا عمران بن حصین نے کہ فدیے مین بھیجا
اوسکو پیغمبر صلعم نے بعوض اون دونون آدمیون کے کہ جنکو قید کر رکھا تھا ثقیف نے دیکھو اوس
حدیث سے کچھ بھی مدعا مجتہد عصر کا ثابت نہین ہوتا یہ شخص مسلمان ہو گیا تھا اور اسکا حکم وہی ہی
جیسا کہ اوسکے ساتھ عمل مین آیا اور اسی بنا پر ہی وہ مسئلہ جو صاحب ہدایۂ معظمہ نے لکھا ہی اسکا
قتل ہرگز جائز نتھا اس بیان پر جناب مجتہد عذر بدتر از گناہ پیش فرماتے ہین **قال** یہ سمجھنا
چاہیے کہ اس شخص کو بوجہ مسلمان ہو جانے کے چھوڑ دیا تھا اسلیے کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا
جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون **اقول** صراحۃً ایک شخص کہتا ہی کہ انی مسلم اور اپنے قول
کو موکد بلفظ (اِنَّ) کرتا ہی اور پیغمبر خدا صلعم کچھ تکذیب اوسکی نہین فرماتے مجتہد ہر زہ بافان
اوسکے کہتے ہین کہ جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ مین مسلمان ہون اوسکی تکذیب کی آپکے پاس کیا
دلیل ہی یاد کرو احادیث اسامہ بن زید رضہ اور خالد بن ولید رضہ وغیرہما کو کہ ایسی سمجھ پر
کسقدر اونپر تہدید ہوئی ہی **قال** چنانچہ مرقاۃ مین لکھا ہی کہ اس شخص کو رسول خدا صلعم نے بعد
اسکے کہ اوسنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا اسلیے دار الحرب مین بھیجدیا کہ آپ جانتے تھے کہ وہ سچا
نہین ہی لیکن یہ بات رسول خدا صلعم کے لیے خاص ہی **اقول** واہ جناب مجتہد امام ابو حنیفہ رحم
کی تقلید سے تو شدّ انکار اور اونکے ایک مقلد کے اسقدر فرمان بردار آپ تو یہ فرماتے تھے
کہ ہم کسی مُلّا کی تقلید سے گمراہی مین نہ پڑینگے یہان ملا علی کے ایک قول ضعیف کی تقلید

کیون گمراہ ہوگئے حال آنکہ ملا علی قاری کا بھی یہ قول نہین بلکہ اونھون نے بلفظ قیل
اسکو لکھا ہی چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ یہ ہی فقیل انما ردہ صلعم الی دار الحرب بعد اظہار
کلمۃ الاسلام لانہ قد علم انہ غیر صادق فہذا خاصۃ بہ صلعم کہا گیا ہی کہ اوسکو
جو پیغمبر صلعم نے دار حرب کو لوٹا دیا بعد اظہار کلمہ اسلام کے تو صرف اسلیے کہ پیغمبر صلعم نے
جان لیا تھا کہ وہ سچا نہین پس یہ امر مخصوص ہی پیغمبر صلعم کے ساتھ بعد اسکے دوسرے
قول مین آپکے اس قول مستندہ کو خود وہی رد کرتے ہین چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ
لکھی جاتی ہی وقیل ردہ واخذ الرجلین بدلہ لا ینافی اسلامہ لجواز ان یکون
الرد شرطا بینہم فی المعاہدۃ انتہی اور کہا گیا ہی کہ پھیرنا اوسکا اور لے لینا دو
آدمیونکا اوسکے بدلے اوسکے اسلام کا منافی نہین بسبب جائز ہونے اس بات کے
کہ پھیر دینا باہم معاہدہ مین شرط ٹھہرا ہو آپنے یہان محض تقلید ہی پر اکتفا نکی بلکہ کچھ مرقاۃ
کی عبارت مین خیانت بھی کی اور اوس سے بھی کچھ مدعا ثابت نہوا کہ دوسری قیل نے آپکی مستندہ
قیل کو رد کر دیا پس یہ قول آپکا کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا محض بے دلیل بلکہ محض جھوٹھ بات
ہی اور بلا شک و شبہ یہی سمجھنا چاہیے کہ اوسکو بوجہ مسلمان ہوجانیکے چھوڑ دیا تھا قال فی نجم
اسارے بنی تمیم بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکھا ہی کہ ابن اسحق نے کہا ہی کہ ذکر ہی غزوہ
عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر پر جو بنی تمیم سے ہی رسول اللہ صلعم نے
اون لوگون پر اون کو بھیجا تھا اونھون نے وہان لوٹا اور آدمیون کو مارا اور عورتون کو
قیدی بنا لائے **اقول** اگرچہ ہمکو اسکے ثبوت مین کلام ہی کیونکہ ابن اسحق تبع تابعی
ہین اونھون نے یہ واقعہ دیکھا نہین اور اسناد کچھ بیان نہین کی پس یہ بیان اونکا قابل
اسکے نہین کہ ماخذ کسی مسئلہ فقہیہ کا ہو سکے مگر ہم مجتہد عصر کی خاطر سے اسکو تسلیم
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ جناب یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہی اور جب تک کہ آپ یہ
بات ثابت نکر دین کہ اون قیدیون کو فدیہ لیکر یا احسان رکھکر بحالت کفر دار الحرب کو

لوٹا دیا تب تک مدعا ہمارا ہی ثابت ہوتا ہی اور آپکے حق مین مضر ہی قال بخاری نے یہ حدیث
لکھی ہی کہ عن ابی ھریرۃ قال لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلث سمعتہ من رسول اللہ صلعم
یقول لہا فیہم ہم اشد امتی علی الدجال وکانت منہم سبیۃ عند عایشۃ رض فقال
اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتہم فقال ھذہ صدقات قوم
او قومی ابوہریرہ نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست رکھتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت تین باتین
رسول اللہ صلعم سے سُنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تھے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے
دجال پر اور اونھین لوگون مین سے ایک عورت حضرت عایشہ رض پاس بندی مین تھی تو پیغمبر صلعم نے
فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد مین سے ہی اور اونکے پاس سے جب صدقات آئے
تو آپنے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کی صدقات ہین اقول
اگرچہ یہ ترجمہ بہت ہی غلط ہی مگر ہم اسمین آخر مین گفتگو کرینگے اس جگہہ ہم اس ترجمے کو صحیح فرض کرکے
بحث کرتے ہین مخفی نرہے کہ استدلال مجتہد عصر کا موقوف ہی اوپر ثبوت امور مفصلہ
ذیل کے اول یہ کہ سبیہ جو حضرت عایشہ رض کے پاس تھی بطور کنیز کے نہ تھی بلکہ اونکی حراست
مین ایک عُرہ بطور قیدی کے تھی دوسری یہ کہ لفظ اعتقیہا جو حدیث مین آیا ہی اوسکے
معنی یہ نہین ہین کہ آزاد کردے بلکہ یہ معنی ہین کہ قید سے رہائی دیدے تیسری یہ کہ سبیہ منجملہ ان
سبایا کے تھی کہ جو بقول ابن اسحق بعث بنی تمیم مین پکڑی گئی تھی چوتھی یہ کہ بعد پہونچنے سبایای
مذکور کے مدینہ مین اوسی روز یا اوس سے بہت ہی قریب پیغمبر خدا صلعم نے اوسکو چھڑوا دیا
پانچوین یہ کہ حضرت عایشہ رض کی حوالات مین وہ کس جرم مین رکھی گئی تھی اور کیون قید کی
گئی تھی چھٹی یہ کہ وہ سبیہ مسلمان تھی بلکہ حالت کفر ہی چھوڑی گئی تھی ساتوین یہ کہ قولہ صلعم
فانہا من ولد اسمعیل تعلیل اعتقیہا کی نہین ہی بلکہ لغو ہی اگر امر اول ثابت نہوگا تو یہ احتمال
قائم ہوگا کہ بطور کنیز کے وہ عایشہ رض کے پاس تھی تو مدعا مجتہد کا ثابت نہوگا بلکہ
خلاف اونکے مدعا کے متحقق ہوگا اگر امر دوم ثابت نہوگا تو یہ احتمال رہے گا کہ مراد

لفظ اعتقیہا سے یہی کہ آزاد کر دے تو اوسکو یقین بالضرورت بدلالۃ النص اوپر ثبوت قرب کے دلالت کریگا اگر امر سیوم ثابت نہوگا تو یہ احتمال ناشی ہوگا کہ وہ کسی وطرح پر حضرت عائشہ رض کے پاس تھی منجملہ اون اسار کے بنی تمیم کے تھی جو اوس لڑائی مین پکڑی آئی تھی یعنی محتمل ہے کہ بذریعہ خرید یا ہبہ یا ہدیہ کے اونکے پاس تھی یا کسی اور جرم مین مقید تھی اور چونکہ یہان بحث اسیران جہاد مین ہے لیس ناشی ہونا ایسے احتمال کا ہر آئینہ مبطل استدلال مجتہد عصر کا ہو جاویگا امر چہارم اگر ثابت نہوگا تو فرضیت من و فدا ثابت نہوگی کیونکہ امتثال حکم وجوبی کا بغیر در پیش ہونے کسی عذر کے بہت جلد ہونا چاہیے اور اس وجوب کے لیے کوئی وقت معہود نہیں کہ اوس وقت کو اوسکا ظرف یا معیار ٹھہرایا جاوے کہ اوس وقت تک اوسکی تعمیل اختیار مین رہے امر پنجم اگر کوئی جرم ثابت نہوگا تو قید کرنا اوسکا صاف دلیل اسکی ہے کہ سوا من و فدا کے ایک اختیار اسکا بھی ہے کہ اسیر کو قید کیا جاوے پس حصر جو اہم مدعی مجتہد عصر ہے باطل ہو جاویگا چھٹی بات اگر ثابت نہوگی تو محتمل ہوگا کہ وہ اسلام لائے اور جب وہ اسلام لائے تو بیشک اوسکے چھوڑ دینے کے جواز مین کچھ کلام نہین ساتوان امر اگر ثابت نہوگا تو صاف ظاہر ہوگا کہ علۃ اعتاق وجوب من و فدا نہین بلکہ بسبب کرامت اولاد اسمعیل عم کے اوسکو چھوڑا گیا اور گو کہ چھوڑ دینا واجب نہو مگر کرامت مذکور مقتضی استحباب اور اولویت چھوڑ دینے کی اس نمط پر ہے کہ بنسبت چھوڑ دینے اور ونکے چھوڑ دینا اولاد اسمعیل کا زیادہ تر موجب ثواب کا ہے یعنی علت استحباب اعتاق کرامت اولاد اسمعیل ہے نہ وجوب من فقط اب ہم دیکھتے ہین کہ امور مذکورہ مین سے کے امر ہین کہ مجتہد عصر نے اونسے تعرض کیا اور کے امر ہین کہ اونسے کچھ بھی تعرض نہین کیا اور جنسے تعرض کیا اونکو بدلائل قویہ ثابت پہونچا دیا یا بجز تقلید کے اور کچھ دلیل پیش نکر سکے اور تقلید بھی کی تو کسی مجتہد جلیل القدر کی کی یا کسی غیر مجتہد مقلد کی قال الحدیث سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ غزوۂ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ رض پاس بطور لونڈی کے تھی اور اوسکے آزاد کرنیکا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تھا اقول اگرچہ ایسا سمجھنا کچھ واجب نہین

لیکن اس احتمال کے نفی پر بھی کیا دلیل ہے اور چونکہ مجتہد مستدل ہین اور اپنے دعوے پر اس
واقعہ کو دلیل لائے ہین اور بسبب بیان مرقوم امر سوم کے اون پر اس احتمال کا قطع واجب ہے
پس وے ہمسے کیا فرماتے ہین کہ ایسا نہ سمجھنا چاہیے اور ویسا نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ وے سمجھتے
ہین اوسکو ثابت کرنا چاہیے تاکہ کوئی اور احتمال مبطل استدلال باقی نرہے اثبات دعوے اونکے
ذمہ ہے ہمارے احتمالات کے عدم ثبوت سے اونکا دعوے ثابت نہین ہوسکتا فرض کیجیے کہ ہمارے احتمالات
ثابت نہین مگر جب اونکا بھی دعوی ثابت نہین تو دعوی اونکا اور ہمارے احتمالات ایک درجے
مین رہے فاذا قام الاحتمال بطل الاستدلال جب قائم ہوگیا برابر کا احتمال تو باطل ہوگیا استدلال
قال بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اونمین سے ایک عورت حضرت عایشہ پاس
تھی **اقول** جناب اسی کا ثبوت تو ہم امر سوم مین طلب کرتے ہین ثبوت اسکا دیجیے بیہودہ
بات پر تو ہم التفات بھی نہین کرتے **قال** جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے
کو فرمایا تھا **اقول** جناب حدیث مین تو ولد اسمعیل ہے آپنے ابراہیم کسطرح پر لکھدیا اور آپکی
اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سبب اعتاق ہونا اوسکا اولاد ابراہیم یا اسمعیل ع م سے تھا نہ وجوب من
پھر ہم آپسے استفسار کرتے ہین کہ صیغہ امر یعنی اعتقیها واسطے وجوب کے ہے یا استحباب کے اگر واسطے
وجوب کے ہے تو اور قیدی جو اولاد اسمعیل ع م سے رقیق بنائے گئے وہ کیون نہ چھوڑے گئے کیونکہ
علۃ منصوصہ اعتاق کی تو اون مین بھی موجود تھی علاوہ بران اگر امر وجوب کے واسطے ہے تو اعتاق
ہی واجب ہوا اور حکم فدا منسوخ ہوگیا اور اگر امر استحبابی ہے تو کچھ آپکے حق مین مفید نہین غایۃ
الامر یہ ثابت ہوگا کہ من مستحب ہے **قال** کیونکہ تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکھکر
اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب لدنیہ مین بالتفصیل لکھا ہے **اقول** یہ قول مجتہد کا
بے دلیل محض اور بسبب عدم ثبوت کے اصلا قابل توجہ اور التفات کے نہین اور استدلال مواہب لدنیہ
پر جناب مجتہد کو سلام کرتا ہون جیسے مجتہد ویسا ہی خدایا ابن شور اشوری کہ صحاب
پیغمبر صلعم کی بھی نہ سنون گا یا یہ نہ سمجھی کہ ایک ایسی غیر مستند کتاب کی تقلید کہ کوئی مقلد بھی

اوسکو ماخذ احکام فقہیہ نہین قرار دیتا مصرعہ بر خرقہ تو نہ بود داغ شراب حیثیت ۴ جناب اس مواہب لدنیہ کو طاق مین رکھیے یہان ایک مسئلہ فقہ مین بحث ہی روایت معتبر صحاح مین سے سند لائیے چونکہ سپنے التزام کیا ہی کہ غیر ثابت اقوال سے نہ خود سند لاؤنگا نہ آپکی سند قبول کرونگا لہذا آپنے جو عبارت مواہب لدنیہ کی نقل کی ہی اوسپر مین ایک ذرہ بھی توجہ نہین کرتا اور خوب یقین کرتا ہون کہ آپ اپنے قول کے اثبات سے سراسر عاجز ہو گئے قال سبی اور سبایا کا لفظ عام ہی اونپر بھی اطلاق کیا جاتا ہی جو قیدی لونڈی و غلام بنائے گئے ہون اور اونپر بھی بولا جاتا ہی جو قیدی ہون اصل مین وہ لفظ لڑائی مین جو لوگ پکڑے جاوین اونکے لیے موضوع ہوا ہی مگر چونکہ عرب مین ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی و غلام بنا لیے جاتے تھے اسلیے سبی سے لڑائی مین پکڑے ہوئے لونڈی و غلام مراد ہونے لگے مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بھی مستعمل ہین اقول آپکے اس اقرار سے ثابت ہوا کہ لفظ سبی اگرچہ بمعنی الحقیقت نہین ہی مگر بمعنی لونڈی و غلام کے بطریق مجاز متعارف کے مستعمل ہی جب یہ حال ہی تو آپکے ذمہ اثبات اسکا واجب تھا کہ معنی متعارف مراد نہین ہین مگر وہ آپسے نہو سکا قال عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہین بولا جاتا بلکہ نہایت عام معنون مین اور قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی مستعمل ہی اقول بے سند بات تو سننا بھی نہین اور اوسکو لغو محض سمجھکر اوسپر اونے التفات بھی نہین کرتا مجتہد عصر پر واجب تھا کہ لغت کی رو سے اس دعوے کو ثابت کرتے اور اگر ایسا ہی حال ہی تو مجتہد صاحب نے اول رسالہ مین جو ایک حدیث نقل کی ہی ما خلق الله شيئا على وجه الارض احب اليه من العتاق اور اوسکا ترجمہ کیا ہی کہ اللہ نے زمین کے پردے پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی ہی اوسکا ایسا ترجمہ کیون نہین کیا کہ عام ہوتا غرضکہ یہ قول مجتہد کا محض غلط ہی مگر ہم اس جگہ بطور فرض محال تسلیم کر کے کہتے ہین کہ ہمنے مانا کہ قیدیون کے چھوڑ دینے مین بھی لفظ اعتاق حقیقۃً مستعمل ہو مگر چونکہ خود آپ ہی کے اقرار سے ثابت ہی کہ غلام کے آزاد کرنے مین ہی مستعمل

ہوتا ہی پس اثبات اسکا کہ اس حدیث مین ارادہ آزادی غلام کا بسبب کسی قرینہ قویہ کے ممتنع ہی
آپکے ذمہ تھا مگر آپ سے یہ بھی نہو سکا مین یہ نہین کہتا کہ لفظ اعتاق بمعنی اطلاق کسی مقام
پر مجازاً مستعمل نہین ہوا بلکہ میرا قول یہ ہی کہ اعتاق حقیقۃً بمعنی آزاد کرنے رقیق کے ہی اور
عرف مین بھی انھین معنی مین مستعمل ہی اور جبتک قرینہ اسپر قایم نہو کہ معنی حقیقی مراد نہین ہی معنی
حقیقی متروک نہونگے اور جسطرح کہ لفظ اسد سے بدون قیام قرینہ مرد شجاع مراد نہین ہو سکتا
اسی طرح لفظ اعتاق بمعنی اطلاق مستعمل نہین ہو سکتا چنانچہ یہ امر فن معانی اور اصول مین مبرہن
ہو چکا ہی قال اوس سے یہ سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تھی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہی اقول
اگر یہ بہت بڑی غلطی فاش ہی تو یہ بھی سمجھنا کہ وہ عورت قیدی تھی زیادہ تر بہت بڑی غلطی
فاش ہی کیونکہ جب کوئی دلیل تعین احد المعنیین کی نہین ہی تو اگر تعین ایک معنی کا غلطی فاش
ہی تو تعین معنی دوسری کا بھی بہت بڑی غلطی فاش ہی پس دونون احتمال علی السویہ قایم رہی اور
چونکہ آپ اس مقام مین مستدل ہین واذا قام الاحتمال بطل الاستدلال چونکہ یہان تک
تقریر مجتہد صاحب کی توجیہ استدلال مین ختم ہو چکی تو اب ہم نظر کرتے ہین کہ مجتہد صاحب نے امور
سبعۂ مذکورہ مین سے کس کس امر کو ثابت کر دیا اور کس کس سے تعرض بھی نکیا سوا اونکی تقریر مذکورۂ
بالا اور ہمارے مواخذات سے ظاہر ہی کہ نسبت امر اول کے تو اونھون نے صرف یہی بیان کیا کہ
لفظ سبی مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت مستعمل ہی اور لونڈی غلام کے معنی مین بھی بطور
متعارف کے مستعمل ہی جب ایسا حال ہی اور کوئی دلیل ارادہ قیدی کی نہین تو دونون احتمال
برابر موجود ہین بلکہ مجاز متعارف ہی کو ترجیح ہی چنانچہ بحث اسکی فن اصول مین مفصلاً مرقوم ہی
امر دوم کی بابت یہ فرمایا کہ لفظ اعتاق غلام کے آزاد کرنے مین بھی اور قیدی کے چھوڑ دینے
مین مستعمل ہی اگرچہ یہ بات غلط ہی مگر ہمنے تسلیم کر لی یہان بھی دونون احتمال برابر کے قایم رہی
امر سوم کا کچھ بھی ثبوت پیش نکیا صرف دعوی ہی کرکے رہگئے کہ وہ سبیہ تھا اسمار سے
ہی تمیم کے تھی پس یہان سب احتمالات مخالف باقی رہگئے امر چہارم کی بابت یہ تو فرمایا

کہ تمام قیدی اوسی وقت چھوڑ دیئے گئے تھے مگر کچھ ثبوت پیش نکیا امر پنجم و ششم سے کچھ تعرض
بھی نکیا امر ہفتم کا خود اقرار کیا کہ سبب کلم اعتاق کا ہونا اوسکا اولاد ابراہیم ہونا ہے چنانچہ خود لکھتے ہین کہ
جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا اب ہم مجتہد صاحب سے استفسار
کرتے ہین کہ یہ حدیث آپنے واسطے اثبات اپنے مدعا کے کیون پیش کی ہمنے مانا کہ احتمالات موافقہ
اور مخالفہ دونون برابر ہین مگر جبکہ دونون احتمال برابر کے ہین تو آپکا استدلال اوس سے کیونکر
صحیح ہوسکتا ہی جب تک آپ سب احتمالات مخالفہ کو باطل نکردین تب تک آپکا مدعا کچھ ثابت نہین
ہوتا اور یہ سب خامہ فرسائی آپکی بیفائدہ محض ہی آب ہمسے سنیئے تائید ہمارے مدعا کی نسبت
امر اول کے ہم کہتے ہین کہ مراد لفظ سبیہ سے زیر حوالات نہین کیونکہ محل حراست مین لفظ
حرس مستعمل ہوتا ہی کما قال امرء القیس تجاوزت احراسًا الیہا و معشرًا علی حراصًا لو یسرون مقتلی
اور یہان لفظ حرس نہین بلکہ لفظ عند ہی کہ جس سے کسی طرح حراست مراد نہین لی جاسکتی علاوہ
برآن حضرت عایشہ کا مکان قید خانہ نتھا نہ وہ قیدیون کی حراست پر مامور ہوسکتی ہین پس ارادہ
ایسے احتمال بعید کا باوجود قائم ہونے قرینہ لفظی کے اوپر انتفای اوس ارادہ کے قطعًا ممنوع ہی
نسبت امر ثانی کے ہم کہتے ہین کہ لفظ اعتاق قیدی کے چھوڑ دینے مین ہرگز حقیقۃً مستعمل
نہین ہوسکتا بلکہ لفظ فک مستعمل ہوتا ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی فکوا العانی یعنی الاسیر و اطعموا
الجائع و عودوا المریض اور مجتہد عصر نے کوئی سند اوس معنی مطلق چھوڑ دینے کے پیش نہین کی
پس جب آیا کہ اوسکے معنی یہی متعین ہووین کہ آزاد کریجے تو اوسکو رقیت سے کیونکہ از روے
لغت کے معنی حقیقی اعتاق کے آزاد کرنا رقیق کا ہی اور جب تک کوئی قرینہ خلاف قائم نہوگا
معنی حقیقی کو ہرگز ترک نکیا جاویگا اور چونکہ خود مجتہد صاحب نے حدیث ما خلق اللہ شیئًا
علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق مین جو لفظ عتاق ہی اوسکے معنی غلام آزاد کرنے ہی
کے لیے ہین پس یہان کیون وہی معنی مراد نہین لیتے وہان کیا چیز داعی تھی اور یہان کیا چیز مانع
ہی ہرگاہ کہ یہ دونون امر ہمارے مدعا کے موافق طی ہوگئے تو حدیث کا ترجمہ صحیح یہ ہوا کہا ابو ہریرہ نے ہمیشہ مین دوست

رکھتا ہون بنی تمیم کو بعد تین خصلتون کے سُننے کے جو مینے سنی ہین رسول اللہ صلعم سے کہتے تھے پیغمبر صلعم اونکی نسبت کہ وہ میری تمام امت مین زیادہ تر سخت ہین دجال پر اور تھی اونمین کی ایک لونڈی عایشہ رض کے پاس پس کہا پیغمبر صلعم نے کہ آزاد کردے تو اسکو کہ یہ اولاد اسمعیل سے ہی اور آئے تھے صدقات اونکے تو کہا تھا پیغمبر خدا صلعم نے کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا یہ کہا کہ میری قوم کے صدقات ہین پس اس حدیث سے ہمارا مدعا ثابت ہی مجتہد عصر کا بعد اسکے جو مجتہد عصر نے ایک حدیث کشف الغمہ کی لکھکر اوسپر اعتراض کیا ہی ہمکو اوسمین کچھہ بحث نہین مگر اسقدر شکایت مجتہد صاحب سے ہی کہ جیسے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض بے جوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہی اگر ایسے لغویات پر مسائل مذہب اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہی اسیطرح جو مواہب لدنیہ سے اونھون نے استدلال کیا ہی اوسکی نسبت بھی یہی کلمات بلکہ اس سے بھی بڑھکر فرمادین سب سے زیادہ دیر ملامت کرین جو خلاف لغت محاورہ عرب اپنے دل سے جوڑ باندھے آگے اس سے مجتہد صاحب نے بربنائے اقوال بعض فقہا بہ نسبت عدم جواز استرقاق عرب بہت تطویل کی ہی ہمارا یہ مذہب نہین پس ہمیں اوسکی نسبت کچھہ تعرض ضرور نہین مگر ہان اسقدر البتہ ہم کہینگے کہ مجتہد عصر کو کچھہ چارہ اس سے نہین کہ یہی مذہب قبول کرین اور آپ ہی اپنے اعتراضات اور مطاعن کے مورد و مطعون ہون کیونکہ جب اونھون نے صیغہ امر اعتقی کو واسطے وجوب کے ٹھہرایا اور علت اوسکی خود یہ ٹھہرائی کہ انہ من ولد اسمعیل تو بموجب اس علت منصوصہ کے یہ لازم آیا کہ عرب جو اولاد اسمعیل ع م سے ہین اونکا استرقاق اصلا جائز نہو فرمائیے جناب مجتہد دہر اسکا کیا جواب ہی اور اگرچہ یہ مذہب الزاما آپکا نہو مگر لزوما تو یہ مذہب آپ ہی کا قرار پاتا ہی بروقت ترجمہ حدیث کے اسکی کچھہ تقریر یاد رہی

قال پس ان حدیثون اور اقوال علما سے ظاہر ہو کہ قبل نزول آیت منا و فدا کی قوم عرب کے لونڈی و غلام بنانا رائج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کے احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ نتھا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ اسی آیت کے حکم کی مطابق چھوڑا تھا

اقول یہ سب مجتہد عصر کی غلطی ہی تمام بحث ختم کر چکے مگر ایک حدیث سے بھی یہ ثابت نہوا کہ کسی قیدی کو اوسپر حالت کفر کے فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑا ہو و البتہ اساری بدر کو تو چھوڑا تھا

اونکے بعد کسیکو نہین چھوڑا چنانچہ بحث اسکی اوپر گذر گئی **قال** تمام کام جو رسول اللہ صلعم نے کیے اور تمام احکام جو رسول مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا **اقول** ہم اسکا جواب مجتہد عصر کو شروع مین دے چکے ہین ضرورت اعادہ نہین **قال** یہانتک کہ غزوہ طائف مین عام منادی کردی تھی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے **اقول** اسوقت ہم مجتہد عصر کا امتحان لیتے ہین کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہین یا نہین اور اس معاملے مین بحوالہ کسی کتاب معتبر کے لکھتے ہین یا بحوالہ اوس قسم کے کتاب کے جسکی سند اگر فریق ثانی لاتا ہے تو بڑی ہی طیش و غضب سے فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض لغو اور بے جوڑ ہے الخ اب دیکھیے سند مجتہد صاحب کی **قال** مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ ثم نادی منادیہ علیہ الصلوۃ والسلام ای عبد نزل من الحصن وخرج الینا فھو حر رسول اللہ صلعم کے منادی کرنے والون نے منادی کی کہ جو غلام قلعے مین سے نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہے پس جو کہ غلامون کو ایسے عام منادی سے آزاد کرتا تھا وہ آزادون کے غلام بنانے پر کبھی رضی نتھا **اقول** اسکا جواب ہم مجتہد عصر کو بالفاظ جناب مخدوم و مکرم ایس آئی سید احمد خان سلمہ اللہ تعالی کے دیتے ہین کہ یہ بات محض بے جوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہے اگر ایسے لغویات پر مسائل اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہے انتہے + الحمد للہ والمنۃ کہ اس باب مین بھی ہمنے مجتہد عصر کی غلط کاری اور ناواقفی اونکی علوم عربیہ سے بخوبی ثابت کردی اور قبل شروع کرنے بحث اس باب مین ہمنے یہی بخوبی ثابت کردیا ہے کہ بعد فتح مکہ کے بھی سبایا کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اور مجتہد عصر سے اونکا دعوی اصلا ثابت نہوسکا بلکہ من وجہ اوس قسم کا جسکو امام ابو حنیفہ رح ناجائز کہتے ہین اونسے مطلقاً ثابت نہوا اب آگے اس سے جو اوصون نے باب ہفتم مین کچھ بیان ہو گی ہے وہ سب حرکت مذبوحی ہے مگر ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ہم اس بحث مین اونکو خوب مغلوب کرینگے لہذا اس باب ہفتم مین بھی اونکے اجتہاد کی خبر لیتے ہین **قال** باب ہفتم اون حدیثون اور روایتون کے بیان مین جنسے لونڈی غلام بنانے کا فعل رسول خدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہے تمام علماء اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم

کا نسبت جواز استرقاق کے بیان نہین کر سکتے اور جب وسکے بیان سے عاجز ہوتے ہین تو
کہتے ہین کہ فعل رسول اللہ صلعم ہمارے لیے حجت ہی **اقول** کسی دن علماے اسلام بیان سے عاجز ہوئے ہین آپکے سامنے
کس عالم نے عجز بیان کیا علمانے آیات واحادیث صحیحہ سے حکم استرقاق وقتل کو ثابت کر دیا ہی اور مزید بران فعل
رسول اللہ صلعم سے کہ جنکے افعال امور دینیہ مین بموجب وحی کے واسطے ہدایت کافہ انام کے
ہین اپنے مدعا کو اور آپکے دعوے کے بطلان کو باحسن الوجوہ بپایۂ اثبات کو پہونچا دیا با اینہمہ
اگر آپ اپنی آنکھہ حق کی طرف سے بند کرلین تو مجبوری ہی **قال** اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہین
اور فعل رسول خدا صلعم کو مثل آپکے قول کے سر پر اور آنکھون پر رکھتے ہین **اقول** **شعر**
ای آنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست ٭ طوطی الکن زبان تو بادل موافق ست ٭
قال مگر فعل کی تفتیش پر اوسوقت متوجہ ہوتے ہین جب کہ قول یا حکم موجود نہو **اقول** واہ کیا
خوب آپنے فعل کی تائید فرمائی اسیکا نام مماثلت ہی جسکے آپ مدعی تھے کہ فعل کو مثل قول کے
سر اور آنکھون پر رکھتے ہین اس سے عدم التفات اور عدم توجہی کا نام ہی سر آنکھو پر دھرنا جناب
آپ تو مجتہد ہین آپ ہی کا کام ہی مجتہد کا کہ صرف قول یا حکم کو دیکھے اور فعل سے غفلت کرے کیا افعال
پیغمبر ونکے برخلاف اقوال و احکام کے ہوتے ہین کیا وے مقدس لوگ کہتے کچھہ ہین کرتے
کچھہ ہین ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہی کہ افعال انبیای کرام تمامتر
مطابق احکام کے ہین اگر ایسا نہو تو اونمین اور فساق مین کیا فرق رہے اور افعال انبیاے
کرام کے مفسر کلام اور احکام خدای تعالی کے ہوتے ہین کہ جنسے آیات واحادیث مجملہ درجۂ
اجمال سے نکلکر مفسر ہونے کے درجے کو پہونچ جاتے ہین پس کیا آپکا اجتہاد ہی کہ ایک بڑی
اصل سے آپ عمداً غفلت کر رہے ہین اور اوسکی طرف توجہ نہین فرماتے کیا وہ حدیث متفق
علیہ آپکی نظر نہین پڑی مابال اقوام يتنزهون عن الشيء الذي اصنعه فوالله اني لاعلمهم
بالله واشدهم له خشية کیا حال ہی اون قومون کا جو اپنے تئین منزہ کرتے ہین اوس چیز
سے کہ جسکو مین کرتا ہون پس قسم ہی خدا کی کہ مین ہر آئینہ زیادہ تر جاننے والا ہون سب سے خدا کو

اور سب سے زیادہ خوف خدا کا کرتا ہوں وہ آیت قرآن کی ابھی تک آپ نے نہیں سمجھی لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ بیشک ہی تمکو پیروی نیک رسول خدا کی **قال** اور اس باب مین حکم قرآنی فاما منًا بعد واما فداءً موجود ہی جسمین کچھ شبہہ نہین **اقول** حکم مین تو کچھ شبہہ نہین مگر اوندھی سمجھ کا کچھ علاج نہین اوس حکم کو بسبب ناواقفی کے زبان عربی سے آپ خود نہین سمجھ سکتے غلبۂ توہمات اور تقلید گمراہون کے سبب مفسرین کے سمجھانے سے نفرت کر ہو گیا پیغمبر خدا صلعم کا عمل اس آیت کے برخلاف تھا پیغمبر صلعم کے افعال کو مفسر اس آیت کا سمجھنا چاہیے برخلاف اوسکے سمجھنا نچاہیے اور تشریح معنی آیت کی ہم بخوبی کر چکے ہین تقلید گمراہون سے اور پاس خاطر احباب سے دست بردار ہو کر اوسکو ملاحظہ کیجیے اور اگر کچھ شک رہ جاوے تو استفسار کر لیجیے **قال** جو کام رسول خدا صلعم نے کیے یا آپ کے سامنے ہوئے اور اخیر زمانہ نبوت تک اوسکے مخالف کوئی حکم آیا نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ شرعی کے بنیاد ہو سکتے ہین **اقول** ہداک اللہ الی الرشاد ہم شروع سے یہی منادی کر رہے ہین پر آپ بات زبان سے تو کہتے ہین مگر دل سے نہین مانتے اور نہ اوسپر عمل کرتے ہین **قال** اس معاملے مین جسمین ہم بحث کر رہے ہین ہمنے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہی **اقول** اول تو یہ دیکھنا لازم تھا کہ آیۂ مذکورہ وجوب من یا فدا مین نص ہی یا نہین اور اگر نص ہونا معلوم ہو تو اس امر کا لحاظ ضرور ہی کہ آیا یہ محکم ہی یا منسوخ سو ہم دونون شقون پر آپ سے اوپر بحث کر چکے ہین اور آپکے استدلال کو باطل ٹھہرا چکے ہین اور آپنے ایک حرف بھی اوس آیت کا اور اور آیات کا جو اس بحث سے متعلق ہین نہین سمجھا **قال** اور یہ ثابت کیا ہی کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہی اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا **اقول** بحث اسکی مفصل گذر چکی ہی اور یہ ثابت ہو چکا ہی کہ اس آیت کے بعد استرقاق اور قتل بفعل و فرمان پیغمبر صلعم کے ہوا **قال** تو ہمکو اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسول اللہ صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہین ہی کیونکہ اس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر مسئلہ شرعی کی بنیاد اوسی حکم صریح پر

یا اوس فعل پر جو مابعد اوسکے ہوا ہی قائم ہوگی **اقول** اس حکم کا زمانہ جو آپنے خود رائی سے
قائم کیا ہی محض غلط اور بے بنیاد ہی کچھ اصل اوسکی نہین ہی کوئی دلیل آپ نے اوسپر پیش نہین کی
پس مجرد قول آپکا شرعیات مین کب معتبر ہو سکتا ہی دیکھو فائدۂ جلیلہ بحث اول کا اور ہمنے اگرچہ
بالتعیین تو نہین مگر دلیل قطعی سے نزول اوسکا پیشتر از واقعۂ بدر ثابت کر دیا ہی پھر اوسکے بعد
جو افعال و اقوال جناب رسالت مآب صلعم کے ہین اور جو آیات نازل ہوئی ہین ہمنے اونکو لکھدیے
ہین اور بعض اونمین سے آپکو بھی معلوم ہین بلکہ ہمنے تو غزوۂ اوطاس اور طائف جو بعد فتح
مکے کے ہی اور آپکے قول کے مطابق بھی بعد نزول آیۂ مذکورہ کے ہی وہان تک کے حالات سے
اور اوس روز کی اوتری ہوئی آیت اور اوس روز کے اقوال پیغمبر خدا صلعم سے آپ کی تکذیب کی ہی
اور قول پیغمبر صلعم سے جو درباب اہل فارس کے نقل کیا ہی ثابت کر دیا ہی کہ حکم استرقاق تا قیامت قائم
اور محکم ہی ذری آنکھین کھولکر دیکھیے **قال** لیکن باینہمہ ہم اون حدیثون اور روایتون کا
بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی و غلام بنانے کا فعل جناب رسول اللہ صلعم کی نسبت قبل
نزول آیت اما منا بعد و اما فداء کے منسوب کیا جاتا ہی **اقول** آپ یہان مدعی اسکے ہوئے
ہین کہ وہ فعل قبل از آیت من و فداء کے ہی اور جو دعوی نزول آیت کا بروز فتح مکہ آپنے پیشتر کیا تھا
اوسکو ثابت نکر سکے لیس اب ہر واقعہ مین اثبات اسکا لازم ہی کہ یہ واقعہ قبل از نزول آیۂ متلوہ
ہی مگر عموما ہم بیان لکھے دیتے ہین کہ آپ اثبات اس امر سے کہ یہ واقعہ قبل نزول آیۂ متلوہ کے ہی آپ
قاصر رہے ہین **قال** جو لطیف لطیف نکتے انمین ہین اونکو بھی بغیر بیان کیے نہین چھوڑینگے
اقول ماشاء اللہ کلمات قرآن کو تو سمجھتے ہی نہین احادیث کے ترجمے اکثر غلط فرماتے
ہین کلام عرب اور علم ادب سے کچھ بھی آگاہ نہین باینہمہ کمالات نکات اور لطائف کلام مقدس
کے ضرور بیان فرماوینگے البتہ فن تحریف اور تشنیع مین جو دستگاہ کامل ہو گئی ہی اونکو بیشک
بغیر بیان کیے نچھوڑینگے **قال** سب سے بڑا واقعہ (الی قولہ) غزوۂ بنی قریظہ ہی مگر غزوہ قبل فتح مکہ
کے ہی **اقول** مسلم ہی بیشک بڑا واقعہ ہی اور قبل از فتح مکہ ہی **قال** اور قبل نزول آیت

حربیت واقع ہی اقول اتنی ہی جھوٹھ بات ہی اگر کچھ ثبوت رکھتے ہو تو بیان کرو قال
اور نکتہ باریک اسمین یہ ہی کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم بموجب
نہین کیا گیا تھا بلکہ موافق رسم وعادت عرب کے جو اوس زمانہ مین تھے سعد بن معاذ حکم قرار دیے گئے
تھے اور یہ ٹھہرا تھا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی مین قید نہین ہوئے تھے بلکہ خود انھون نے
اپنے تئین سپرد کر دیا تھا جو فیصلہ سعد بن معاذ کردین اور جو حکم وہ دین وہ کیا جاوے پس جو کچھ
انکے ساتھ ہوا وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ حکم خدا کا اقول یہ بحث مفصل اوپر گذر چکی ہی
اور ہم اس بناوٹ کی تقریر کو بھی بذافیرہ باطل کر چکے ہین ضرورت اعادہ کی نہین مگر ہمارے قول
کی تصدیق در بیان اپنے باریک نکتہ کے دیکھ لیجیے کہ آپنے ایک الزام تو سعد بن معاذ صحابی
جلیل القدر پر عائد کیا کہ برخلاف حکم خدا ناحق ایک جماعت کا خون اپنی گردن پر لیا اور درباب
استرقاق ذریت کے مرتکب جرم فخیم ہوئے دوسرا الزام آپنے پیغمبر صلعم پر عائد کیا کہ ایسے ظالم کے
فیصلے پر جو سراسر برخلاف حکم خدا تھا اور مبنی بر ظلم عظیم تھا عمل فرما کر ایک جماعت کو قتل کر دیا
اور ذریت کو لونڈی غلام بنا لیا اور اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا واہ کیا خوب نکتہ باریک بیان
کیا کہ بڑا موٹا الزام پیغمبر صلعم اور بڑے صحابی جلیل القدر پر دھر دیا اینٹ کے لیے مسجد ڈھا دی
قال روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ صحیح مسلم مین یہ حدیث ہی (عن سلمة) قال غزونا
فزارة وعلينا ابوبكر رضي الله عنه أمّره رسول الله صلعم علينا فلما كان بيننا وبين الماء
ساعة أمرنا ابوبكر رضي الله عنه فعرسنا ثم شن الغارة فورد الماء فقتل من قتل
عليه وسبا وانظر الى عنق من الناس فيهم الذراري فخشيت ان يسبقوني الى الجبل
فرميت بسهم بينهم وبين الجبل فلما رأوا السهم وقفوا فجئت بهم اسوقهم وفيهم امرأة
من بني فزارة عليها قشع من ادم قال القشع النطع معها ابنة لها من احسن العرب
فسقتهم حتى اتيت بهم ابابكر رض فنفلني ابوبكر رض ابنتها فقدمنا المدينة وما كشفت
لها ثوبا فلقيني رسول الله صلعم في السوق فقال يا سلمة هب لي المرأة فقلت يا رسول الله صلعم

لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا ثم لقيني رسول الله صلعم من الغد في السوق فقال يا سلمة هب لي المرأة لله ابوك فقلت هي لك يا رسول الله فوالله ما كشفت لها ثوبا فبعث بها رسول الله صلعم الى اهل مكة ففدا بها ناسا من المسلمين كانوا اسروا بمكة

ہم بنی فزارہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم نے ابوبکر رضہ کو ہمپر سردار کیا تھا پس جبکہ رہگیا ہم سے اور پانی سے تھوڑا سا فاصلہ حکم دیا ہمکو ابوبکر نے ٹھہر جانیکا پس ٹھہرے رہے ہم رات کو اور پھر متفرق کیا چار طرف سے اور پانی پر آگئے پس جو مقابل ہوا اوسکو قتل کرڈالا اور کچھ لوگون کو قید کیا اور ایک جماعت مینے دیکھی کہ اوسمین بچے اور عورتین تھین پس مجھکو اندیشہ ہوا کہ یہ بچکر پہاڑ پر نہ چڑھ جاوین چنانچہ مینے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے اور پہاڑ کے درمیان مین گرا جب اونھون نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہوگئے اسی عرصے مین مینے اونکو جالیا اور اونکو اسطرف پھیرا اور اس جماعت مین ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تھی اور وہ ایک چادر چمڑے کی اوڑھے تھی اور اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت پس سبکو گھیر کر مین حضرت ابوبکر کے پاس لے آیا حضرت ابوبکر رض نے اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اسکے بعد ہم سب مدینہ منورہ کو چلے آئے اور مینے اوس لڑکی کا کپڑا تک نہین کھولا تھا (کپڑا نہ کھولنا اشارہ ہی جماع نہ کرنے کی طرف) اتفاقاً مدینہ کے بازار مین مجھکو حضرت رسول خدا صلعم ملے اور ارشاد فرمایا کہ اے سلمہ تو وہ عورت مجھکو بخشدے پس مینے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجھکو نہایت پیاری لگتی ہی حالانکہ مینے ابھی تک اوسکا کپڑا بھی نہین کھولا پھر دوبارہ ملے مجھکو رسول خدا صلعم دوسرے دن بازار ہی مین اور پھر فرمایا کہ اے سلمہ بخشدے تو مجھکو وہ عورت تب مینے جواب دیا کہ لے لین آپ یا رسول اللہ اور قسم ہی خدا کی کہ مینے ابھی تک اوسکا کپڑا ابھی نہین کھولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بھیجا اور اہل مکہ سے اوسکے عوض مین بہت سے مسلمانونکو جو کفار کے قید مین تھے چھوڑ دیا **اقول** اگرچہ ترجمہ حدیث کا خوب صحیح نہین ہی مگر اصل مدعا مین سوا اسکے کہ نام قبیلہ مین غلطی کی ہی فزرہ بالزای المعجمة ثم المہملة کی جگہہ فزارہ بالمہملة ثم المعجمة لکھدیا ہی اور کچھ غلطی نہین ہی غرضکہ اس واقعے سے

یہ بات ثابت ہی کہ اس لڑائی مین اسرائے کفار لونڈی غلام بنالئے گئے اور پیغمبر خدا صلعم کو بھی
اوسکی اطلاع ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے حکم فسخ استرقاق اور عدم جواز ملکیت کا صادر نفرمایا بلکہ سلمہ رض
مالک کنیز مذکور سے سوال کیا کہ یہ کنیز مجھکو ہبہ کردے للہ ابوک کہ دلیل کامل ہی اور ثبوت تمام
سلمہ کے نسبت کنیز مذکورہ کے مجتہد عصر اوسکا یہ عذر کرتے ہین **قال** اس حدیث سے
بھی بلاشبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلعم کا اس بات سے کہ اسارے بنی فزارہ لونڈی و غلام بنائے گئے
ثابت ہوتا ہی مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہی کہ یہ واقعہ فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا تھا اور
اسلیے ہمارے استنباط مین کچھہ نقصان نہین ڈالتا **اقول** یہ تو آپکا ایک معمولی عذر غیر ثابت
ہی مگر بڑی قسمت ابوبکر صدیق رض کی کہ یہان آپکے طعن سے بچ گئے ورنہ کچھہ بعید نہ تھا کہ اس فعل
کا الزام مانند سعد بن معاذ کے اونپر دھر دیتے اور پیغمبر خدا صلعم کو جائز رکھنے مین اس فعل کے
تابع اونکی مرضی اور رسم جاہلیت کا کردیتے **شعر** قتل این خستہ بہ شمشیر تو تقدیر نبود
ورنہ ہیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود **قال** روایات غزوہ بنی المصطلق **اقول** بعد تمہید کرنے
عذر معمولی کے فرماتے ہین **قال** معتد بہ زیادہ تفصیل اس غزوہ کے اسارے کی ہمکو نہین ملی اور
جسقدر ملی ہی اوسکو ہم جویریہ کے حال کے ساتھہ بیان کرینگے جو منجملہ سبایا غزوہ ہذا سے تصور
ہوئے ہین **اقول** بہت ہی جلد مجتہد صاحب اس غزوہ کے اسارے کی تفصیل بھول گئے ایک صفحہ
پہلے اس سے یعنی صفحہ ۲۶۱ پر خود حدیث بخاری کی ابن محیریز سے نقل کرچکے ہو یہان بھول گئے
ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابن محیریز قال رایت ابا سعید رض فسالتہ فقال خرجنا مع رسول
اللہ صلعم في غزوۃ بنی المصطلق فاصبنا سبیا من سبي العرب فاشتہینا النساء
فاشتدت علینا العزبۃ فاحببنا العزل فسالنا رسول اللہ صلعم قال ما علیکم الا
تفعلوا ما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیمۃ الا وھي کائنۃ ابو سعید خدری رض کہتے ہین
کہ ہم پیغمبر صلعم کے ساتھہ غزوہ بنی المصطلق مین گئے پس پایا ہمنے سبایا کو سبایا عرب سے پس خواہش
کی ہمنے عورتون کی پس دشوار ہوا ہمپر تجرد پس پسند کیا ہمنے عزل کو پھر پوچھا ہمنے رسول اللہ صلعم سے

فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی تم پر کہ نہ کرو تم نہیں ہی کوئی جان پیدا ہونیوالی قیامت کے دن تک مگر
وہ پیدا ہی ہوویگی دیکھیے اس غزوہ مین بھی بہت عورتین لونڈیان بنائی گئین اور باطلاع
پیغمبر صلعم یہ معاملہ ہوا صحیح مسلم مین نافع سے روایت ہی قد اغار رسول اللہ صلعم علی بنی
المصطلق وھم غارّون وانعامھم تسقی علی الماء فقتل مقاتلھم وسبی سبیھم
واصاب یومئذ قال یحیی احسبہ قال جویریۃ او البتۃ بنت الحارث قال وحدثنی
الحدیث عبد اللہ عمر وکان فی ذلک الجیش حدثنا محمد بن مثنی قال حدثنا
ابن ابی عدی عن ابن عون بھذا الاسناد مثلہ وقال جویریۃ بنت الحارث ولم یشک
تحقیق تاخت کی رسول اللہ صلعم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے اور چوپائے اونکے پانی پلائے
جاتے تھے پانی پر پس قتل کیا لڑنے والونکو اور لونڈی غلام بنالیا اونکے سبایا کو اور پایا اوس روز
جویریہ بنت الحارث کو (یحیی راوی یہان شک کرتے ہین کہ اونکے شیخ سلیم نے یا تو بگمان
جویریہ کہا یا بالیقین جویریۃ بنت الحارث کہا) کہا نافع نے کہ یہ حدیث مجھسے بیان کی عبد اللہ
بن عمر نے اور وہ تھے اس لشکر مین مسلم کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی
ہمسے ابن ابی عدی نے ابن عون سے اسناد مذکور حدیث سابق سے مانند اسی حدیث مذکورہ کے
کہا جویریۃ بنت الحارث اور نہ شک کیا یعنی اس طریق مین وہ شک جو یحیی نے کیا تھا کہ سلیم نے
کیا لفظ کہی تھی نہیں ہی بلکہ اس طریق مین جویریہ بنت الحارث بلا شک مروی ہی مین حیران
ہون کہ مجتہد اب وکس تفصیل کے امیدوار ہین مگر یہ کہ مزاولت ادر تتبع احادیث نبوی سے
محروم ہین قال اور اوسی کے ساتھ اون تمام اختلافات روایات کو بھی جو اس معاملے مین
ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے اقول ذرا سمجھ سوچ کے نام اختلاف اور تعجب کا
لیجیو ایسا نہو کہ پشیمانی اوٹھانی پڑے قال ذکر آنحضرت کے سراری کا ماریہ قبطیہ کے
بطور تحفہ آتے ہین اور نیز رسول خدا صلعم کے تصرف مین آنے مین اور اونسے حضرت ابراہیم
کے پیدا ہونے مین کچھ شبہ نہیں ہی مگر شبہ اس بات مین ہی کہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا

جواز استغراق کی دلیل ہو سکتی ہے یا نہین اقول اسمین تو کچھ شک نہین کہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا محمول بر فسق اور فجور اور ارتکاب امر نا مشروع اور اتباع جاہلیت کے نہین ہو سکتا ہے جس فعل پر آپ بعد وفات تک قائم رہے اوسکے جواز مین تو کسی طرح کوئی مسلمان کلام ہی نہین کر سکتا **قال** ہم کہتے ہین کہ نہین ہو سکتے اسلیے کہ قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین تو حکم و علت و سبب طاری ہونے رقیت کا کسی جگہہ مذکور نہین ہے **اقول** حکم طاری ہونے رقیت کا تو قرآن و حدیث مین ایسا صاف موجود ہے کہ کوئی اس سے انکار نہین کر سکتا اور جس جس صورت سے سبایا مملوک گردانی گئی وہ بھی بہت ظاہر آیات اور احادیث مین مذکور ہے خود مجتہد عصر اوس سے اقرار کرتے چلے آتے ہین باقی رہا سبب رقیت اسکا دریافت کرنا ہمارا اور آپ کا کام نہین یہ کام علماے مجتہدین کا ہے سو اونکے اقوال بھی ہمنے مع وجوہ ثبوت کے اوپر لکھدیے ہین علت و سبب رقیت اور ملک یمان کی بیان کیا بحث ہے یہان تو یہ بحث ہے کہ فعل پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا کے ہے یا نہین آپ کہتے ہین کہ نہین ہم کہتے ہین کہ بیشک ہے جو کام پیغمبر صلعم نے کیا اور اونکے حضور صحابہ بھی وہ کرتے رہے اور کسیکو اوسکی ممانعت نہ فرمائی گئی تو جواز اوس فعل کا بہر حال ثابت ہو گیا خواہ اوسکی علت یا سبب ہمکو معلوم ہووے یا نہووے حدیث متفق علیہ مین آیا ہے عن عایشة صنع رسول اللہ صلعم شیئاً فرخص فیه فتنزه عنه قوم فبلغ ذلک رسول اللہ صلعم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال اقوام یتنزهون عن الشیء اصنعه فواللہ انی لاعلمهم باللہ واشدهم له خشیة عایشہ رض سے روایت ہے کہ کیا پیغمبر صلعم نے ایک کام پس اجازت دی اوسکی پھر اپنے تئین بچایا اوس کام سے کچھ لوگون نے پھر پہونچی یہ بات پیغمبر صلعم تک تب پیغمبر صلعم نے خطبہ پڑھا خدا کی حمد کی پھر فرمایا کہ کیا حال لوگون کا ہے کہ اپنے تئین بچاتے ہین اوس کام سے کہ جسکو مین کرتا ہون قسم ہے خدا کی کہ مین ہی البتہ بہت زیادہ جاننے والا ہون خدا کا نسبت اونکے اور زیادہ تر خائف ہون بہ نسبت اونکے قرآن مین موجود ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ البتہ ہے تمکو نیک پیروی و اقتدا پیغمبر صلعم کی ہے پس ہمکو ایسے صریح معاملے مین علت و سبب ڈھونڈھنے

کی کیا ضرورت ہی یہان یہ بات مجتہدون پر واسطے تفریع احکام غیر منصوصہ کے واجب ہی سو ہمنے نے سبب و علت سب کا پتہ لگالیا ہی چنانچہ بحث اوسکی اوپر مفصل گذر گئی **قال** اور ہمکو قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہی کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئی تھی تمام ازدواج موافق رسم عرب کے جو اوس زمانہ مین جاری تھی ہوتی تھی **اقول** ہمکو قرآن سے ثابت ہی کہ جسقدر امور عرب مین جاری تھے سب کے سب ممنوع نتھے بہت سے اونمین حضرت ابراہیم و اسمعیل ع م کے عہد سے مشروع چلے آتے تھے اور بعض امور غیر مشروع بھی باتباع رسم آبا کے جاری ہوگئے تھے سو جو امور کہ مبنی بر رسم جاہلیت تھے ابتدا ئے زمانہ اسلام سے اونکی اجازت نہین دی گئی اور نہ کبھی کوئی امر منجملہ اون امور کے اہل اسلام مین رائج ہوا اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ جسقدر اقسام ناجائز نکاح کی تھین اور طریق ناجائز استرقاق کی تھی وہ سب ابتدا ئے بعثت سے ہی ممنوع تھی **قال** نہ اون رشتون پر جو بعد کو حرام ہوگئے خیال تھا نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی **اقول** بعض رشتون کا بیشک شبہ پہلے ہی سے خیال تھا مثلاً ممانعت تزوج زوجۂ پدر اسکا پہلے ہی سے خیال تھا کبھی کسی نے بعد ظہور اسلام کے مسلمانون مین سے نہین کیا اور اگر کسی نے کیا تو اوسپر حکم قتل نافذ ہوا مگر بعض رشتون کا خیال اس سبب سے نتھا کہ وہ اوائل مین مشروع تھے مثلاً جمع بین الاختین اسکی کچھ ممانعت شریعت ابراہیمی مین نتھی پس جب تک وہ بات منسوخ نہوئی تب تک ہر آئینہ مشروع تھی اسکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ پابندی رسم جاہلیت عرب سے بلا اجازت شارع یا خلاف مرضی خدا کے جاری تھی تحدید ازدواج مین اوائل اسلام مین نتھی بلکہ جہان تک عورتین کوئی نکاح مین لا سکتا شروع تھین اور شرعاً گناہ نتھا یہ بات نہین کہ بسبب رواج اور رسم جاہلیت کے گناہ نتھا بلکہ اجازت شرعی ہی تھی اور شرائع سابقہ مین بھی کچھ تحدید ازدواج مین نہوئی تھی **قال** اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازدواج کے لیے مقرر ہوئی جس سے حقیقۃً معدومیت تعدد ازدواج لازم آتی ہی **اقول** اگرچہ اسکا کچھ ثبوت مجتہد کے پاس نہین ہی کہ عدل کا کچھ خیال نتھا مگر ہمنے فرض کیا کہ پیشتر عدل کا بھی خیال نتھا اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ عدل فرض نتھا دیکھو کہ روزے رمضان کے فرض نتھے اس سبب سے

کسی کو اونکا خیال نتھا اس سے کچھہ یہ لازم نہین آتا کہ باتباع رسم جاہلیت پیغمبر صلعم یا کوئی مسلمان مرتکب کسی جرم قانون قدرت کا ہوگیا اور یہ امر اس قابل بھی نتھا کہ مجتہد عصر اسکو بیان مین لاتے مگر ظاہرا بتقلید بعض گمراہون طاعنین اسلام کے مدعا صرف اشارہ بطرف عقیدۂ عدم جواز تعدد نکاح کے ہی کہ جسکو خدا نے جائز رکھا ہی **نظم** حاشا الرقیب فخانت ضمائرہٗ وغیض الدمع فانهلت بوادرہٗ وکاتم الحب یوم البین منهتکٌ وصاحب الدمع لا یخفی سرائرہٗ

اگرچہ جی یہ چاہتا تھا کہ اس باب مین اسی جگہہ مجتہد عصر کو ایسا روکا جاوے کہ آیندہ تعدد نکاح کے باب مین مانند غلامی کے اوسکے باب مین کوئی لکچر نہ تیار کرین مگر چونکہ خلط مبحث سے بچنا ضرور تھا لہذا اسوقت اوس باب مین کچھہ بحث نہین کرتا منتظر چھپنے لکچر کا ہون اب تو بحث ما نحن فیہ کی طرف رجوع کرتا ہون مجتہد صاحب نے یہ دعوی کیا کہ استرقاق کو جو پیغمبر خدا صلعم نے جائز رکھا اوسی کی بنا پر ماریۂ قبطیہ رض کو سریہ بنایا تو یہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا دلیل جواز استرقاق نہین ہوسکتا اور بعد ازان ایک لفظ اسلیے لکھا تین چار جملے اوسکے بعد رقم فرمائے کہ جنکو ہمنے اوپر نقل کیا ناظرین دیکھہ لین کہ ابھی تک کسی جملے سے یہ بات ثابت نہین ہوسکی کہ اتباع اور اقتدا پیغمبر صلعم کی نسبت اس فعل کے جائز نہین اب ایک نئی طرز پر مجتہد صاحب چلے **قال** معلوم ہوتا ہی کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اس باب مین نتھی **اقول** عجب نا واقف مجتہد سے کام پڑا ہی کہ اتنا بھی نہین سمجھتے کہ شارع عم کے کام نسبت نکاح و استرقاق و عتاق وغیرہ شرائع کی عموما مطابق وحی کے تھے شاذ و نادر ایسا ہوا ہی کہ کوئی فعل اجتہاد سے بعد انتظار وحی کے کیا ہی مگر اوسکا بھی یہ حال ہی کہ اگر اجتہاد مین کچھہ ذرا بھی زلت لغزش ہوئی ہی تو بہت ہی جلد وحی اوسکے تدارک مین نازل ہوئی ہی پس سراسر بے علمی مجتہد کی ہی کہ یہ کہتے ہین کہ معلوم ہوتا ہی الی آخرہ مین حیران ہون کہ اس علم پر کیا دلیل ہی اور کس چیز سے اونکو یہ معلوم ہوتا ہی اگر کہین کہ قرآن مین بتشریح کچھہ ذکر اسکا نہین اس سے معلوم ہوتا ہی تو جواب اوسکا یہ ہی کہ وحی کے واسطے یہ ضرور نہین کہ قرآن ہی مین ہو و الا انی اوتیت القرآن و مثلہ معہ

الحدیث رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ آگاہ ہو کہ مین دیا گیا ہون قرآن اور مثل اوسکے ساتھ اوسکے **قال** اس لیے ازدواج اور نیز سراری کا تصرف موافق اوسی رسم عرب کے ہوا تھا جو محض بے عیب و بیگناہ تھا **اقول** بار شکر خدا کا ہے کہ مجتہد صاحب اسکے تو قائل ہوئے کہ تصرف سراری کا بے عیب و بیگناہ تھا آپ مین یہ کہتا ہون کہ اس اقرار سے مجتہد کے سب دعاوی اور تمہیدات اونکی جڑ پیڑ سے ہلکر گر پڑے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ رسم و عادات مشرکین عرب موجب بیگناہی اور بے عیبی کسی فعل کی ہو نہین سکتین بلکہ حسن و قبح ہر شے کا علی اختلاف القولین یا عقلی ہے یا شرعی ہے ان دونون سے خالی نہین پس اگر تصرف سراری جو مستلزم جواز رقیت ہے مستحسن عقلی ہے یعنی عقلاً اوسمین کچھ عیب و گناہ نہین اور شارع عم نے اوسپر عمل فرمایا تو استحسان اوسکا عقلاً اور شرعاً دونون طور پر ثابت ہوگیا اور تمام تمہیدات شروع رسالے مجتہد عصر اور تمہیدات دیگر جو بیان گھڑ رہے ہین باطل اور بے بنیاد ہو گئین اور اگر بے عیبی و بیگناہی امر شرعی ہے یعنی حکم شارع سے معلوم ہوتی ہے تو عین مدعا ہمارا ہے پس ظاہر ہوا کہ اتخاذ سراری اور ثبوت رقیت بموجب حکم شارع کے ہے اور رسم و رواج عرب کو جو مجتہد عصر بار بار زبان پر لاتے ہین محض لغو اور فضول بات ہے کہ ثبوت بے عیبی اور بیگناہی مین اوسکو کچھ دخل نہین بہر حال بعون اللہ تعالی خود مجتہد صاحب کے اقرار سے مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہوگیا والحمد للہ علی ذلک فالحق یعلو ولا یعلی **قال** بعد اسکے رسول خدا صلعم کی نسبت درباب ازدواج احکام صادر ہوئے **اقول** صادر ہونا احکام کا بذریعہ وحی قرآنی کے مستلزم اسکا نہین ہے کہ اوس سے پیشتر مطلقاً کوئی حکم نہو بہت احکام ہین کہ بذریعہ ایسی وحی کے جو داخل قرآن نہین ہے نافذ ہوئے ہین پس جو احکام کہ نسبت ازدواج پیغمبر صلعم کے قرآن مین نافذ ہوئے ہین ان احکام سے یہ گمان کرنا کہ ابتداءً یہی احکام صادر ہوئے ہین پیشتر انسے کوئی حکم شرعی نسبت نکاح پیغمبر صلعم کے نتھا سراسر خطا اور جہل ہے اور جن احکام کو مجتہد ابتدائی ظاہر کرتے ہین اوس سے پیشتر تو نسبت تزویج زینب بنت جحش کے

قرآن مین ہی حکم موجود ہی پس کمال غفلت مجتہد عصر کی ہی کہ اوس حکم کو ابتدائی سمجھے ہے ہین
قال اور وہ حکم یہ ہی کہ جسقدر ازواج وسراری تمھارے تصرف مین آچکے اونکو تو ہم حلال
رکھتے ہین مگر اب کوئی عورت مت کرو اقول جناب آپ کیسے مجتہد ہین آپکو اسقدر بھی
علم نہین کہ وہ آیت جسکا آپنے یہ ترجمہ کیا اس باب مین سب سے پہلے نازل ہوئی ہی یا اس سے
پہلے اور کوئی آیت بھی اوتر چکی ہی ذری آنکھ کھولو اس آیت سے پہلے ایک اور آیت قرآن
مین لکھی ہوئی موجود ہی اور غالب ہی کہ آپ بھی اوس آیت کو نزولا اس آیت سے متقدم
تسلیم کرینگے پھر آپ پر واجب تھا کہ پہلے اوسکو بیان فرمایا ہوتا بعد اوسکے اس آیت کا تذکرہ کیا
ہوتا اور علاوہ برآن اس آیت کے ترجمے مین آپ دیدہ و دانستہ تحریف کو کام مین لائے ہین
کہ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ کا ترجمہ بالکل اوڑا گئے ایسے ہی وجوہ سے حقیقت آپ کی جو مخفی
تھی کھل گئی ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ نہین حلال ہین تجھکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ تبدیل کرے
تو انکے بدلے اور بیبیان اگرچہ پسند آوے تجھکو حسن اونکا مگر وہ کہ جنکے مالک ہوو ین ہاتھ
تیرے یعنی حکم نفی حل نسائے مملوکات مستثنے ہین وہ حکم صرف نسبت ازواج ہی کی ہی
قال پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہی کہ واقعات سابق منسوخ جب سے رسم مروجہ عرب ہوگئے تھے
اقول یہ خوب اجتہاد ہی کہ تین چار باتین از قسم آئین بائین شائین لکھکر یہ لکھدیا کہ اس سے
پایا جاتا ہی الخ وہ کون سی دلیل ہی جس سے یہ بات پائی جاتی ہی آیا صرف قرآن مین موجود
ہونا کسی اور حکم کا دلیل اسکی ہی اگر صرف یہی دلیل ہی تو یہ دلیل مثبت مدعا نہین چنانچہ
بیان اوسکا اوپر گذر گیا اور اگر کوئی اور دلیل ہی تو اوسکو کس وقت کے لیے دل مین رکھ
چھوڑا ہی اوسکو بیان کیجیے قال چنانچہ وہ آیتین جنپر ہمنے استدلال کیا یہ ہین
اقول استدلال کسی دعوی پر ہوتا ہی اور ظاہرا دعوی آپکا یہ ہی کہ تصرف سراری پیغمبر خدا
صلعم بدون حکم شرعی و بدون حکم خدا کے صرف بموجب رسم عرب کے کہ رسم جاہلیت تھی تھا یا قطع نظر اور سب امور
کے وہ آیات جو آپ لکھتے ہین اون مین سے ایک کلمہ بھی اس مدعا پر دلالت نہین کرتا چنانچہ

بیان اوسکا آپکے استدلال کے ضمن مین کیا جاتا ہی قال اللہ تعالی سورہ احزاب مین
فرماتا ہی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ اللّٰتِیْ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا
مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ ای نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے تیری جورو ین
جنکا مہر تو دیچکا ہی اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین اونمین سے جنکو اللہ نے تجکو دیا ہی
اقول قطع نظر اونغلطیون ترجمے کے کہ جنکا ذکر بحث کلمہ ما ملکت مین ہم کرچکے ہین اس
جگہہ ہم صرف یہ کہتے ہین کہ اس آیت سے کسطرحپر ثابت ہوا کہ تصرف پیغمبر صلعم کا سراری پر بموجب
رسم جاہلیت کے تھا آیا کوئی کلمہ اس آیت مین اس مدعا پر دلالت کرتا ہی ہرگز نہین ہرگز نہین دیکھو
یہان ازواجک معطوف علیہ ہی او ماملکت معطوف ہی اور اصل وضع عطف کی درحالت نہونے کسی قرینہ
مخالف کے مقتضی تغایر کی ہی درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے پس ظاہر ہوا کہ دو صنف
حلال تھین ایک ازواج دوسری مملوکات اورجسطرحپر ازواج صیغہ جمع عام ہی اسیطرح پر کلمہ ما
بھی عام ہی حرف من جو ما پر داخل ہی ہم اوسکو بیانیہ کہتے ہین مجتہد دہر اوسکو تبعیضیہ کہتے
ہین ہمنے وتخصیص کا قول فرض کرلیا اونکے قول پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ مملوکات پیغمبر صلعم
کی متعدد تھین جسمین سے بعض فی تھین غرضکہ ہرطرحپر مدعا ہمارا حاصل ہی اور خوب ثابت ہیکہ خود
پیغمبر صلعم کے پاس بھی مملوکات متعدد تھین خواہ سراری مین سے ہون یا نہون کیونکہ ہمکو سراری
سے کچھہ بحث نہین صرف ثبوت مملوکات سے بحث ہی عام اس سے کہ وہ سراری ہون یا نہون
اور چونکہ خود اسی آیت مین حکم قرآنی درباب جواز سراری کے نافذ ہی پس دعوی کہ تسری
پیغمبر صلعم کے بموجب رسم جاہلیت کے تھی صاف صریح جھوٹھا ہوگیا کہ اس سے حلال ہونا
مملوکات کا بموجب حکم تشریعی خدای تعالی کے بنص صریح ثابت ہی قال اور یہ بی بی
جنکی نسبت خدانے فرمایا وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ صرف حضرت ماریہ
قبطیہ ہین اقول اگر مراد بی بی سے زوجہ ہی تو غلط صریح ہی اور اگر بحسب محاورہ لفظ
بی بی تعظیما ہی تو تخصیص ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مین کلام ہی کیونکہ تخصیص پر کوئی دلیل نہین

شاید کوئی اور بھی ہو **قال** اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ مین پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو حکم دیا
لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَکَ حُسْنُهُنَّ
اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ نہین حلال ہین تجکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورو ون کے بدلے
اور جوروین کرے اگرچہ اونکا حسن تجکو اچھا لگتا ہو **اقول** یہان بھی ترجمے مین مجتہد صاحب نے
باتباع ہوائے نفسانی تحریف سے باز نہ آئے کہ ترجمہ اِلَّا مَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ کا یک قلم اوڑا گئے
پس ترجمہ صحیح یہ ہی کہ نہین حلال ہین تجکو عورتین بعد انکے اور نہ یہ کہ انسے بدلے اور زوجات
اگرچہ پسند آوے تجکو حسن اونکا مگر جنکے مالک ہوئے ہین ہاتھ تیرے اس آیت کی تفسیر ہم بحث
با ملکت یمینک مین بہت اچھی طرح لکھ چکے ہین ضرورت تکرار کی نہین دیکھ لو اس سے بھی دعوے
مجتہد کا کہ سریہ بنانا صرف بموجب رسم و رواج جاہلیت عرب کے تھا ثابت نہین ہوتا کوئی کلمہ
اس آیت مین ایسا نہین کہ ثبوت دعوے مجتہد پر دلالت کرتا ہو بلکہ ہمارا مدعا ثابت ہی کہ باوجودیکہ
احکام ازواج مین کچھ ترمیم ہوئی اور وہ اختیارات جو آیت اولے سے حاصل تھی باقی نرہے مگر ما
ملکت یمینک مین کچھ ترمیم نہین ہوئی بلکہ مملوکات حکم نفی حل سے اس آیت مین مستثنے رہین
قال اس آیت مین جو لفظ النساء کا تھا جسکے معنی عورتون کے ہین ایسا عام تھا جس سے ما ملکت
یمینک سے بھی حکم امتناعی تعلق ہوتا تھا اسلیے خدا تعالیٰ نے اوسکو مستثنی فرمایا **اقول** مسلم ہی
ہم بھی کہتے ہین کہ حکم نفی حل سے مملوکات مستثنی ہین یعنی یہ حکم کہ آیندہ تمکو عورتین حلال
نہین مخصوص ساتھہ منکوحات کے ہی اور مملوکات اس سے مستثنے ہین یعنی نکاح آیندہ کی ممانعت
ہی اور واسطے تصرف آیندہ کے نسبت مملوکات کے ممانعت نہین **قال** وردہ جو مستثنے ہوئین
صرف حضرت ماریہ قبطیہ تھین **اقول** تخصیص ماریہ قبطیہ رض کی جو مجتہد نے ظاہر فرمائی ہی اسپر کیا
قرینہ ہی لفظ ما عام ہی لہذا اوسکو مخصوص فرد واحد کے ساتھہ کرنا تمامتر بیجا ہی اور اگر تقدیر مضاف
الیہ بعد کے (التسع) جیساکہ ہمنے اوپر کی ہی نہ کیجاوے بلکہ اور کچھ تقدیر کیجاوے تو ماریہ سبب
قید بعد کے حکم نفی حل سے برائینہ محفوظ تھین پھر استثنا ماریہ رض کا باوجود محفوظ ہونیکے کیا معنی

بجز اسکے کہ محفوظی سے مستثنے ہون اور یہ بات بالبدیہہ باطل ہے کیونکہ وہ آخر عمر پیغمبر صلعم
تک اونکی سریہ ہین اور حلال رہین محفوظ ہونے سے کسی طرح بھی مستثنی نہین ہو سکتین اسمین مصداق
استثنا ماریہ رضہ نہین ہو سکتین بلکہ یہ عام اجازت واسطے آیندہ کے ہے کہ تصرف سراری حکم نفی
حل آیندہ سے مستثنے ہے **قال** آپ کہ ان آیتون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم
زمانہ عرب ہوئے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جائز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استرقاق کی دلیل
نہین ہو سکتی **اقول** جناب بالتخصیص جائز رہنے کے کیا معنی کوئی دلیل تخصیص بیان کیجیے
ورنہ ایسے لغویات تو قابل التفات کے بھی نہین ہم ہر فقرہ پر مجتہد صاحب کے تعرض کرتے جاتے
ہین کہ اس سے یہ دعوی ثابت نہین ہوتا اور آپ پھر کہتے ہین کہ آیات مذکور کے کونسے لفظ سے
یہ دعوی مجتہد صاحب کا ثابت ہوتا ہے اہل انصاف دیکھ لین کہ آیات مین ایک کلمہ بھی ایسا
نہین کہ جس سے اس دعوی مجتہد صاحب کا ثبوت متوہم بھی ہوتا ہو چہ جای آنکہ ثابت ہو پس
مین حیران ہون کہ مجتہد صاحب کیا خیال پلاؤ پکا رہے ہین غور کرو کہ جب آخر عمر پیغمبر صلعم
تک ماریہ قبطیہ اونکی سریہ رہین اور کوئی حکم ممانعت سریہ بنانیکا نافذ نہوا بلکہ آیت اخیرہ مین صاف
اجازت عموما واسطے آیندہ کے بھی دیدی گئی اور ایک ناپاک کلمہ رسم و رواج جاہلیت
کا جو زبان پر مجتہد عصر کے ہے کسی طرح بھی ثابت نہین لیس جمیع امت کو جواز اقتدا ای اس امر جائز مین کیا
کلام رہا اور اگر فرض کیا جاوے کہ اس باب مین معاذ اللہ جیسا کہ مجتہد کا قول ہے پیغمبر صلعم تمام عمر تابع رسم
جاہلیت رہے تو وہ رسم جاہلیت بھی جسکے تابع پیغمبر صلعم رہے ہمارے حق مین سنت ہے اور وہ رسم
ہزاران درجہ رسوم علم سے بہتر ہے **ابیات** آن نگہ نحرست تو خونش مخوان پست
از غفلت مجنون نش مخوان ❊ خون شہیدان راز آب اولی ترست ❊ این خطا از صد
صواب اولی ترست ❊ **قال** خصوصا جبکہ غلبہ و استیلا جو نذر و ہدیہ مین بھی متحقق ہوتا ہے
باعث رقیت نہین رہا **اقول** آپ کچھ سمجھتے بھی ہین یا بقول آنکہ **شعر** حرف درویشان
بدزدد مرد دون ❊ تا بخواند بر سلیمی صد فسون ❊ دو لفظ فقہا کے دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے

اونپر حرف گیری کرنے لگے **شعر** منطق الطیران خاقانی صد بست ٭ منطق الطیر سلیمانی بجا ست ٭ یہ کون کہتا ہی کہ استیلا سبب رقیت ہی یہ بات آپ کسکے کلام مین دیکھی ہی کہین نشان تو دیجیے یا یہ کہ اپنے جی سے ایک بات گڑھتے ہین جب آپکو رقیت اور ملکیت مین تمیز نہین پھر آپ کیا خاک اجتہاد کر سکتے ہین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سبب رقیت کفر ہی یعنی جب بسبب کفر کے سبد حریت اختیار کچھ کھو دیا اور نفس بہیمی غالب آگیا تو خصائل نفس بہیمی سکے سوا کی نجملہ اونکے ایک خاصیت قابل التملک بھی ہی اور کچھ باقی نرہا اور خصوصت حریت زائل ہوگیی یہانتک اور بہائم وحشیہ کے اس قابل ہوگیا کہ جو کوئی اوسپر غالب آکر پکڑ لے اوسیکا مملوک ہی پس سبب رقیت کفر ہی اور سبب ملکیت استیلا ہی دیکھ لو کہ بہائم وحشیہ اور طیور اور جانوران آبی و دریائی اگرچہ قابل التملک ہین مگر جب تک کہ کوئی اونکو پکڑ نہ لے تب تک کسیکی مملوک نہین جب کسینے اونکو پکڑ لیا تو وہ اوسکے مملوک ہوگئے اور یہ ایسی اصل محکم ہی کہ اسی پر غلامی بنی ہی اور شارع نے اوسکو جائز رکھا ہی چنانچہ ہم اس باب مین شروع رسالے مین کلام مفصل لکھ چکے ہین یہی وہ مستحکم بات ہی کہ اسکے بابت ہم کہہ سکتے ہین مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا برخلاف آپکے اصل رسم ورواج جاہلیت کے کہ موجب تشنیع جمیع انبیا عم اور اصحاب و عترت اہل بیت ہین اور کہ مصداق مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ اِجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ہی اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ نذر و ہدیہ مین بھی استیلا تحقق ہوتا ہی غلط محض ہی نذر و ہدیہ سبب نقل ملکیت ہی مانند بیع کے بڑا تعجب ہی کہ کچھ پیشتر خود آپنے بحر الرائق کی عبارت نقل بھی کی مگر پھر بھی اقسام تملک جو اوسنے لکھے ہین اب تک اوسکو نہ سمجھے بحر الرائق کو پھر ملاحظہ کیجیے الغرض جب یہ امر ثابت ہی کہ حضرت ماریہ قبطیہ رض بطور سریہ کے آخر عمر تک پیغمبر صلعم کے تصرف مین رہین اب مجتہد صاحب کوئی دلیل اسپر کہ آیندہ کے لیے سریہ بنانا ممنوع کیا گیا ہرگز پیش کر سکتے یا یہ کہ تسری منجملہ خصائص پیغمبر صلعم کے ہی کبھی ثابت نکر سکے

پس اب ہمکو اس باب مین زیادہ بحث نسبت دیگر امور کے ضرور نہین کیونکہ حکم جواز جیسا سوے ثابت ہو سکتا ہی ایک سے بھی ویسا ہی ثابت ہو سکتا ہی پھر کیا ضرور ہی کہ بحث کو طول دیا جاوے جو مدعا تھا وہ ثابت ہو گیا واللہ یحق الحق ولو کرہ المبطلون آب ہم یہان ایک اور بات بھی لکھتے ہین کہ جس سے سب عجب تین مجتہد عصر کی قطع ہوتی ہین کہ سورہ معارج بالاتفاق مکیہ ہی یعنی قبل از ہجرت نازل ہوئی ہی اور حضرت ماریہ قبطیہ رض کو مقوقس نے بعد از ہجرت کے ششم ہجری مین بطور ہدیے کے پیغمبر صلعم کے پاس بھیجا تھا اور اونکو پیغمبر صلعم نے بطور سریہ کے اپنے تصرف مین رکھا تو سورہ معارج مین جو بہت پیشتر اس واقعے کے نازل ہوئی ہی اور جسمین یہ حکم ہی وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَاءَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ یعنی وہ لوگ جو اپنے شرمگاہون کی حفاظت کرنے والے ہین مگر اوپر ازواج اپنی کے یا اوپر اونکے جنکے وہ مالک ہوئے ہین تو وہ لوگ غیر ملامت کردہ شدہ ہین پھر جسنے سوا اسکے قصد کیا وہ ہی ہین زیادتی کرنے والی تو اس حکم کی رو سے بموجب مجتہد کے تفسیر کے تو پیغمبر صلعم بسبب تصرف جناب ماریہ قبطیہ رض کے غیر ملومین سے خارج ہو کر داخل عادون ہو گئے کیونکہ مجتہد نے ملکت ایمانہم کے یہ معنی لکھے ہین کہ مالک ہو چکے ہین حال آنکہ نزول آیت تک پیغمبر خدا صلعم مالک اونکے نہ ہو چکے تھے بلکہ زمان استقبال مین روز نزول آیت سے بہت عرصے کے بعد مالک ہوئے تھے اسکا جواب بھی عنایت کیجیے **قال**

ذکر آنحضرت کی بعض ازواج مطہرات کا **اقول** یہ وہ باب ہی کہ جسمین مجتہد عصر نے اختلافات روایات اور حکایات تعجب انگیز کے اظہار کا دعوی پیشتر کیا تھا اور ہمنے وہین اونکو روکا تھا کہ فرصت سنبھل کر اختلافات اور تعجب کا نام لیجیو یہ باب لائق دیکھنے کے ہی کہ اسمین سب سے زیادہ حال بد دیانتی اور تحریف اور بیعلمی مجتہد صاحب کا کھلتا ہی **قال** حضرت جویریہ بنت الحارث رض آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات مین سے ہین اونکا بھی کچھ ذکر اس مقام پر لکھنا ضرور ہی اونکی ازدواج کی نسبت اسقدر مختلف روایتین ہین کہ اونکو دیکھکر

تعجب معلوم ہوتا ہی **اقول** خیر یہی جناب مجتہد صاحب کیسا تعجب معلوم ہوتا ہی ایسا تعجب تو
نہین جیسا کہ ایک کریہ منظر شخص نے آئینہ مین اپنا مونہہ بھونڈا دیکھکر تعجب سے
آئینہ کو بد شکل سمجھکر پھینک دیا تھا مجکو تو کچھہ ایسا ہی حال نظر آتا ہی چنانچہ جو کچھہ
معاملہ ہی سامنے آیا جاتا ہی مخفی نرہے کہ جناب فضیلت مآب مجتہد عصر فرید دہر کا دستور
یہی کہ جب الزام دیتے ہین مسلمانون کے کمر ہمت باندھتے ہین تو ایسی ایسی کتابون کے
حوالے سے الزام دیتے ہین کہ اصلا اہل اسلام کے نزدیک کچھہ بھی قابل اعتبار کے
نہین کبھی کسی مجتہد وفقیہ نے اونپر اعتماد نہین کیا بلکہ علی العموم سب علما اونکو محض نا معتمد
ٹھہراتے چلے آئے ہین پس جو کچھہ بحوالہ اون کتابون کے مجتہد صاحب رقم فرماوینگے
تو اونپر ہم کچھہ بھی التفات نکرینگے اور اونکی بناپر جو کچھہ مجتہد صاحب لکھینگے اوسکو لغو
محض سمجھکر اوس سے کچھہ تعرض بھی نکرینگے مگر ہان صحاح مین جو اختلاف نکالین گے
تو اوسکے جوابدہی مسلمانون کے ذمے ہی **قال** صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم
ہوتا ہی کہ حضرت جویریہ قبل ہجرت مکہ مین حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھین اور کام
جو نماز پڑھنے مین آنحضرت صلعم کو ستاتے تھے اوسمین آنحضرت کی مدد کرتی تھین
جس سے اونکے اسلام پر استدلال ہوسکتا ہی **اقول** خدا سے ڈرو کیا مونہہ لیکر یہ بات کہتے
الا یوجد لیس فیہ حیاء تم کیسے مجتہد دیانت دار ہو تمنے تو غضب ہی کیا ہی کونسا صاحب
ایمان ہوگا کہ بعد دریافت کرنے اس تحریف وبددیانتی کے تمھاری بات پر اعتماد کریگا
شرح اس خیانت اور تحریف کی ضمن نقل حدیث مین کیجاوے گی اور ہمنے دو حدیثین صحیح مسلم
اور ایک بخاری کی اوپر باب بیان غزوۂ بنی المصطلق مین نقل کی ہین اونسے بخوبی ثابت
ہی کہ جویریہ بنت الحارث غزوۂ بنی المصطلق مین پکڑی آئی تھین **قال** پھر اوسی صحیح مسلم
کی دوسری حدیث مین ہی کہ اونکو بنی المصطلق کے غزوے مین جناب رسول خدا
صلعم نے بطور لونڈی کے قید کیا **اقول** بیشک یہ روایت موجود ہی صحیح مسلم

مین شرح کتاب الجہاد مین **قال** پھر ایک روایت مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر
اونکو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان ہو گئین اور رسول خدا صلعم نے اونسے نکاح کیا **اقول** یہ
کسی روایت صحیح مین نہین ہے **قال** ایک روایت مین ہے کہ ثابت بن قیس کے قید مین
پڑین اور اونھون نے لونڈی بنایا پھر رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا
پھر آزاد کیا پھر نکاح کیا **اقول** یہ بھی کسی صحیح روایت مین نہین **قال** ایک روایت مین ہے
کہ ثابت نے اونکو مکاتب کیا وہ رسول خدا صلعم کے پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت صلعم نے
بدل کتابت کو ادا کر دیا اور نکاح کر لیا **اقول** البتہ یہ روایت ابو داؤد مین ہے کہ غزوہ
بنی المصطلق مین وہ پکڑی آئین اور قسمت غنائم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس رض
کے حصے مین آئین اور اونھون نے اونکو مکاتب کر دیا پھر وہ پیغمبر صلعم کے پاس آئین اور سوال
بدل کتابت کا کیا حضرت صلعم نے بدل الکتابت دیکر اونکو آزاد کرا دیا اور پھر اونکے ساتھ نکاح کر لیا چنانچہ الفاظ حدیث کے
یہ ہین قالت انا جویریۃ بنت الحارث وانما کان من امری ما لا یخفی علیک وانی
وقعت فی سہم ثابت بن قیس بن شماس وانی کاتبت علی نفسی فجئت اسألک
فی کتابتی فقال ہل لک الی ما ہو خیر منہ قالت وما ہو یا رسول اللہ قال اودی
عنک کتابتک واتزوجک قالت قد فعلت الحدیث اور اس حدیث اور حدیث
مسلم مین کچھ تعارض نہین ہے اوس حدیث مین جو یہ الفاظ ہین اصاب یومئذ جویریۃ اوس سے
یہ ثابت نہین ہوتا کہ پیغمبر خدا صلعم کے خمس مین وہ آئی ہون یا حضرت صلعم کے سہم
صفی مین آئی ہون اوسکے معنی یہ ہین کہ پایا اوس روز جویریہ کو سو اسمین کچھ شک نہین
کہ وہ اوس روز پائی گئی تھین نسبت پانے قیدیون کے اور قتل کرنے محاربین کے
اکثر بطرف امیر کے ہی کی جاتی ہے چنانچہ اسی حدیث مین ہے قتل مقاتلہم وسبی سبیہم
یعنی قتل کیا اونکے لڑنے والون کو اور لونڈی غلام بنایا اونکے سبایا کو حالانکہ قتل
اونکا اور لونڈی غلام بنانا اونکے سبایا کا خود نفس نفیس پیغمبر صلعم کے ہی ہاتھ سے

واقع نہین ہوا تھا ایسے ہی لفظ اصابت کا بھی ہے **قال** چنانچہ یہ سب پریشان روایتین
اس مقام پر لکھی جاتی ہین **اقول** شعر چونکہ برگردی وبرگرد دسرت ٭ عالمی گردندہ
آید در برت ٭ جناب مجتہد صاحب کیا خوب پریشان دیکھ رہے ہو آپکی پریشانی آپکے
مقلدونکی جمعیت پر ابھی کھل جاتی ہے مگر سیرت ہشامی اور مواہب لدنیہ اور استیعاب کو بکس
مین بند کر کے میز ہی پر رکھ لیجیے اوسکو بمقابلہ مسلمانون کے سند نہ لائیے ہم اوسکو در باب
استنباط مسائل فقہیہ کچھ سند نہین کرتے ہمارے ہان چار اصول ہین کتاب اللہ سنت
رسول اللہ جو بہ سند معتبر ثابت ہوا جماع امت قیاس مجتہدین ان چار اصول سے ہم حجت
لائیے کتب سیر وتواریخ کی روایات کا ہم کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم آپکے اقوال سے
جو مبنی اوپر روایات غیر ثابتہ کتب سیر وتواریخ کے ہین اصلا کچھ تعرض نکرینگے اور اونکو محض
مہمل اور غیر قابل التفات سمجھینگے **قال** صحیح مسلم مین ابن مسعود رضہ سے یہ حدیث ہے عن ابن
مسعود قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عند البیت وابو جہل و
اصحاب لہ جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جہل ایکم یقوم الی سلا
جزور بنی فلان فیاخذہ فیضعہ فی کتفی محمد اذا سجد فانبعث اشقی القوم
فاخذہ فلما سجد النبی صلعم وضعہ بین کتفیہ قال فاستضحکوا وجعل بعضہم
یمیل الی بعض وانا قائم انظر لو کانت لی منعۃ طرحتہ عن ظہر رسول اللہ صلعم
والنبی صلعم ساجد ما یرفع راسہ حتی انطلق انسان فاخبر فاطمۃ فجاءت وہی
جویریۃ فطرحتہ عنہ ایک دفعہ رسول خدا نزدیک خانۂ کعبہ کے نماز پڑھتے تھے
اور ابو جہل اپنے یارون مین بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور وہان اونٹ ذبح ہوئے تھے کہ
ابو جہل نے اپنے یارون سے کہا کہ بھلا کون ایسا شخص ہے جو اوٹھکر اونٹ کی اوجھڑی وغیرہ
آنحضرت صلعم کے دونون شانون کے درمیان مین رکھ دے جبکہ آنحضرت سجدے مین
جاوین پس ایک بڑا شقی اوٹھا اور جب آنحضرت سجدے مین گئے تو اوسنے وہ اوجھڑی

آپکے دونون شانون کے درمیان مین رکھدی اور پھر سب کے سب ہنسنے اور ایک دوسرے
کو اشارہ کرنے لگا اور عبد اللہ بن مسعود رض کہتے ہین کہ مین کھڑا ہوا دیکھتا تھا اگر مجکو
مجال ہوتی تو مین اوسکو پھینک دیتا پس آنحضرت سجدے مین ٹھہرے رہے آپ نے
سر نہ اوٹھایا یہان تک کہ ایک شخص نے حضرت فاطمہ رض کو خبر دی جب حضرت فاطمہ اور جویریہ
نے اوسکو پھینکا **اقول** اگرچہ ترجمہ بہت الفاظ کا غلط ہی مگر چونکہ وہ لفظ مدار بحث نہین
ہم اونسے تعرض نہین کرتے مدعا مجتہد عصر کا یہ ہی کہ جویریہ رض مکے مین مسلمان تھین
پس جو اونکا پکڑا جانا غزوۂ بنی المصطلق مین اور حصے ثابت بن قیس کے مین آنا اور
روایات مین ہی یہ اختلاف صریح تعجب انگیز ہی اور اس حدیث کو اس عا پر سند لائے
ہین کہ اس سے ثابت ہی کہ جویریہ رض حضرت فاطمہ رض کے ساتھ گئین اور اونھون نے
اور حضرت فاطمہ رض نے وہ اونٹنی کے بچہ دان کی جھلی جسکا فرون نے حضرت صلعم کے
شانون پر رکھدی تھی اوتار کر پھینکی اور با این الفاظ حدیث کے نقل کی ہی
(فجاءت هي وجويرية فطرحته) اب دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت یہ الفاظ صحیح مسلم
مین ہین یا مجتہد صاحب نے ازراہ بددیانتی کے اپنی طرف سے گڑھ کر الفاظ حدیث کو
بدل ڈالا ہی + مین کہتا ہون کہ صحیح مسلم ایسی کتاب نہین کہ کمیاب ہو کوئی ولایت ایسی
نہوگی کہ جسمین اوسکے متعدد نسخجات موجود نہون اونمین ہرگز یہ الفاظ نہین مجتہد
صاحب کی تحریف ہی مسلم تو ہزار نسخہ مطبوعہ اور قلمی جمع کر کر دیکھ لو اونمین عبارت
منقولہ مجتہد اصلا نہین اصلا نہین اصلا نہین بلکہ یہ عبارت ہی کہ (فاخبر فاطمة رض
فجاءت وهي جويرية فطرحته عنه) اور اوسکے معنی یہ ہین کہ خبر دی اوسنے
فاطمہ رض کو پھر آئی فاطمہ اور حال فاطمہ کا یہ تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تھی پھر اوتار پھینکا فاطمہ رض
نے اوسکو پیغمبر خدا صلعم سے بھلا کہان جويرية علم غیر منصرف کہان جویریہ اسم منصرف
تصغیر جاریہ کہان ہی وجويرية وصل معطوف ومعطوف علیہ ہوا و عاطفہ کہان

وہی جویریۃؓ جملہ حالیہ ہوا و حالیہ پھر ایک تھریہ تو دیکھو کہ ترجمہ طرحتہ کا لکھتے ہین کہ فاطمہؓ
اور جویریہ نے اوسکو پھینکا میزان الصرف کا پڑھنے والا بھی یہ سمجھتا ہی کہ طرحت واحد مونث
کا صیغہ ہی فاطمہؓ اور جویریہ رضؓ دو عورتین اوسکی فاعل نہین ہو سکتی ہین اگر ایسا ہوتا
تو لفظ طرحتاہ ہوتا جس سے یہ بات سمجھی جاتی کہ پھینکنے والی دو عورتین تھین طرحتہ کہ
صاف باعلان تمام دلالت کر رہا ہی اسپر کہ پھینکنے والی صرف اکیلی فاطمہؓ تھین اب فرمایئے
جناب مجتہد صاحب باینہمہ بد دیانتی اور تحریف کتب مقدسہ کے آپ کو کیا توقع ہی کہ
مسلمان آپ کو اپنا خیر خواہ اور مومن صادق سمجھینگے مین جناب مین ملتمس ہوں
کہ آپنے کہین (وہی جویریۃؓ) کی جگہہ (ہی و جویریۃ) اصل کتاب مین تو نہین بنا دیا
اگر ایسا کیا ہو تو بہر خدا اوسکو صحیح کر دیجیے ورنہ آیندہ اسکا بڑا ہی وبال آپکی گردن پر
رہیگا آمدم بر سر مطلب جب یہ بات ثابت ہو لی کہ مجتہد صاحب نے عبارت مسلم مین تحریف
کی ہی اور تحریف کو اپنا مستند کیا ہی اور حقیقت مسلم مین ہی جویریۃ نہین ہی بلکہ وہی جویریۃ ہے اور جویریۃ تصغیر
جاریہ ہی نہ علم تو مجتہد صاحب جو بڑے لاف و گذاف سے مدعی اختلاف روایات ہو کر
اوسکو معاملہ تعجب انگیز بیان فرما رہے ہین در حقیقت رشت روئی اونھین کی ہی آئینہ کا
قصور کچھہ نہین ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا
يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا۔ **قال** باینہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھہ ہوا قبل نزول
آیت من و فدا ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح پر ہوے ہون بنیاد مسئلہ استرقاق
نہین ہو سکتی **اقول** اتنا طول طویل جو آپنے دیا عبث تھا یہی معمولی عذر پیش فرما کر خاموش
ہو رہے ہوتے ع گفتن ہین بس ست کہ اسپ من ابلق ست ؛ حدیث کے الفاظ مین
آپنے کیون تحریف کی صرف یہی معمولی عذر پیش کر دیا ہوتا **قال** حضرت صفیہ بنت
حیی بن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہی کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین
اور بطور لونڈی کے وحیہ کلبی کے حصے مین آئین اونسے مول لیکر رسول خدا صلعم نے

اونسے نکاح کیا **اقول** مول لینے کی تصریح تو کسی روایت مین نہین ہی مگر یہ بات ہی کہ صفیہ رض خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین اور وحیۂ کلبی کے حصے مین آئین اور پھر اونکے پاس سے پیغمبر خدا صلعم کے پاس آگئین خواہ بذریعۂ بیع آئی ہون خواہ حضرت صلعم نے اونکے بدلے خمس مین سے دوسری لونڈی دیدی ہو یا اور کسی طرح غرض پھر حضرت صلعم نے اونکو آزاد کرکے اونکے ساتھ نکاح کر لیا اور آزادی اونکی اونکا مہر مقرر ہوا چنانچہ بخاری مین روایت ہی عن انس رض قال صلے النبی صلعم الصبح قریبًا من خیبر بغلس ثم قال الله اکبر خربت خیبر انّا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ وکان فی السبی صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل عتقہا صداقہا الحدیث نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے صبح کی قریب خیبر کے تاریکی مین پھر کہا اللہ اکبر خراب ہوگیا خیبر بیشک ہم جب نازل ہوتے ہین میدان مین کسی قوم کے تو کیا بری ہی صبح ڈرائے گیون کی پس نکلے وہ پھرتے تھے کوچون مین پھر قتل کیا پیغمبر خدا صلعم نے لڑنے والون کو اور لونڈی غلام بنایا ذریت کو اور اوس ہی مین صفیہ بھی تھین پس ہوگئین وہ دحیۂ کلبی کی بعد اوسکے ہوگئین پیغمبر صلعم کی پھر اونکی آزادی کو پیغمبر صلعم نے اونکا مہر ٹھہرایا **قال** سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہی جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہی کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجھا ہی نہین **اقول** مجتہد صاحب کی یہ سمجھ غلط ہی اوپر بخاری کی حدیث جو ہمنے نقل کی ہی اوس سے ثابت ہی کہ وہ منجملہ سبایا کے تھین اور پھر آزاد کردی گئین اور اونکی آزادی ہی اونکا مہر قرار پایا اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد صاحب کی حدیث مستندہ سے یہ دعوی اونکا ثابت ہوتا ہی کہ صفیہ رض کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجھا ہی نہین یا برخلاف اوسکے ثابت ہوتا ہی اور وہ حدیث یہ ہی کہ آخبرنی حمید اسمع انس بن مالکؓ قام النبی صلعم بین خیبر والمدینۃ ثلث لیال

ببني عليه بصفية فدعوت المسلمين الى وليمته وما كان فيها من خبز ولا لحم وما كان فيها الا ان امر بلالا بالانطاع فبسطت فالقى عليها التمر والاقط والسمن فقال المسلمون احدى امهات المؤمنين او ما ملكت يمينه قالوا ان حجبها فهي احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبها فهي مما ملكت يمينه فلما ارتحل وطّا لها خلفه ومدّ الحجاب ٹہ قیام فرمایا پیغمبر صلعم نے درمیان خیبر و مدینہ کے تین رات زفاف کرتے تھے ساتھ صفیہ رض کے پس بلایا مینے مسلمانون کو اونکے ولیمے کے کھانیکے طرف اور نتھی اوس ولیمہ مین کوئی چیز روٹی اور گوشت سے اور کچھ بھی نتھا اوسمین مگر یہ کہ حکم دیا پیغمبر صلعم نے ایک چمڑے کی بساط کا بلال کو کہ بچھائی گئی پس رکھدے گئے اوسپر خرما اور پنیر اور مسکہ پس کہا مسلمانون نے یہ ایک منجملہ امہات المومنین کے ہین یا ایک منجملہ مملوک یمین کے ہین کہا لوگون نے اگر پردہ مین رکھا اونکو پیغمبر صلعم نے تو یہ ایک منجملہ امہات المومنین ہین اور اگر نہ پردے مین رکھا تو یہ مملوک یمین ہین پس جب کوچ کیا پیغمبر صلعم نے تو پیچھے اپنے سوار کیا اونکو اور کھینچا پردہ مجتہد عصر نے بھی یہ حدیث لکھکر ترجمہ کیا ہی مگر مجتہد کے ترجمے مین چند غلطیان ہین کہ ہم اونسے تعرض نہین کرتے مگر ایک بات جو اونھون نے خلاف قاعدۂ زبان عرب لکھی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکو کچھ بھی واقفیت زبان عرب سے نہین ہی اوسکو ہم واسطے اظہار کمال زبان دانی مجتہد کے لکھتے ہین اس عبارت کا (فدعوتُ المسلمين الى وليمته) ترجمہ یہ طور فرماتے ہین کہ اونکے ولیمے کے واسطے خود مینے ہی مسلمانون کو بلایا یہ قصر اونکا سراسر غلط ہی از بسکہ قصر کیطرف اونکو توجہ زیادہ ہی اسلیے ہر جگہ اوسکو دخل دیتے ہین یہان کیا چیز ہی کہ دلالت کرتی ہی اوپر قصر الصفة على الموصوف کے یہ تو نہ باب انا سعيت في حاجتك سے ہی نہ کوئی حرف قصر کا یہان ہی ضمیر واحد متکلم کی دیکھ کر بسبب ناواقفی کے بالفاظ قصر غلط ترجمہ کردیا اب ہم اصل مدعا کیطرف رجوع کرتے ہین اس حدیث مین کوئی لفظ ایسا نہین کہ صفیہ رض کی

ابتداءً انہ مملوک ہونے پر دلالت کرے یا وہ حدیث جو ہمنے بخاری سے نقل کی ہی اوسکی
معارض ہو بلکہ یہ حدیث تمامتر مؤید اوسکی ہی کہ جب وہ ابتدا مین مملوک بنائی گئی تھین
اور پھر پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھ زفاف کیا اور طعام ولیمہ کی دعوت کی تو جو لوگ
کہ اونکے آزاد کردینے سے واقف تھے اونھون نے اسمین شک کیا کہ آیا صفیہ بی بی
منکوحہ بنائی گئین یا کہ بطور مملوکۃ یمین کے اونکے ساتھ زفاف ہوا اگر یہ قول مجتہد عصر
کا سچا ہوتا کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ماملکت یمانکم سمجھا ہی نہین تو اصحاب پیغمبر
صلعم اوسمین شک کیون کرتے بلکہ بالیقین یہی سمجھتے کہ یہ منکوحہ ہین بس مین حیران
ہون کہ مجتہد صاحب کی سمجھ کہان تشریف لے گئی ہی کہ ایسی صاف بات کو بھی نہین
سمجھتے اور غایت اعوجاج سے سیدھی بات کو اولٹی سمجھ کر کج بحثی پر سیدھے ہو جاتے
ہین **قال** در اصل واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہی کہ اونکا شوہر خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ
رہ گئین اون سے حضرت نے نکاح کر لیا **اقول** یہان تک بیان مجتہد کا صحیح ہی واقع
مین اونکا شوہر جنگ خیبر مین مارا گیا تھا اور وہ نوعروس تھین چنانچہ بخاری مین یہ روایت
موجود ہی اور نکاح کرنا بھی حضرت صلعم کا اونکے ساتھ ثابت ہی اور ہم خود اوسکا اقرار کرتے
ہین لیکن یہ امور مستلزم اسکے نہین کہ وہ داخل سبایا نہون اگر داخل سبایا نتھین تو لشکر
مین حضرت کے کسطرح آگئین کیا خیبر سے کہین اور چلی گئی تھین اور وہان سے خود بخود تشریف لے آئی
تھین اگر کچھ ثبوت اسکا مجتہد کے پاس ہو تو پیش کرین تا کہ ہم اوس خبر صحیح مستند مرفوع مین بخاری
سے ہمنے نقل کی ہی کسی طرحکا شک کرین یا دونون حدیثون مین کسی قسم کا تعارض سمجھین
یا کسی راوی کے سہو یا غلطی یا بناوٹ پر محمول کرین بلا وجہ موجہ ثقات لوگون پر تہمت لگانا
گمراہ لوگون کا کام ہی جیسا کہ مجتہد عصر نے غایت تعصب و عناد سے تہمت لگائی چنانچہ
فرماتے ہین **قال** راویون نے اونکو سبایا مین سمجھا اور اوسپر عجیب سا قصے بناوٹ لے
اقول آپ کی ہی بہادری ہی کہ یہ کلمہ بلا وجہ موجہ ایسے ثقات لوگون کی نسبت کہا جاوے

کہ جنکی روایت پر اکثر مسائل دینیہ مبنی ہین ایسا بیہودہ کلمہ نسبت اونکی کہنا گویا تمام صحیح بخاری بلکہ تمام صحاح کو بے اعتبار ٹھہرانا ہے اور در پردہ عداوت دین متین کی ہے وہ احادیث جنمین صاف لفظ سبی کا نسبت صفیہ رضہ کے موجود ہے انس بن مالک ہی سے مروی ہین ایک حدیث کو ثابت دوسری کو عبد العزیز بن صہیب انس رضہ سے روایت کرتے ہین عبد العزیز بن صہیب لفظ سمعت بیان کرتے ہین اور ثابت یہ کہتے ہین عن انس قال یعنی ایک راوی کہتے ہین کہ سنا مینے انس سے دوسرے کہتے ہین کہا انس رضہ نے تو اور راویون کا قصور کچھ نہین معلوم ہوتا اگر قصہ قیاسی بنایا ہوگا تو انس بن مالک انصاری صحابی خادم رسول اللہ صلعم نے ہی بنایا ہوگا اور جب حضرت انس جو بڑے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ صلعم ہین ایسے جھوٹھے قصے حضرت پر بنانے لگے تو اور کسکا اعتبار رہا جناب مجتہد صاحب کچھ تو خدا سے ڈرو کہان تک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیے چلے جاؤگے گمراہون کی تقلید سے ہادیان دین کو کہان تک مطعون کروگے مثنوی

بوی کبر و بوی خشم و بوی آز
از پیاز و سیر تقوی کردہ‌ام
بس دعاہا رد شود از بوی آن
چوب رد باشد جزای ہر دعا

در سخن گفتن بیاید چون پیاز
آن دم سوگند غمازی کند
آن دل کژ می نماید در زبان

گر خوری سوگند من کی خوردہ‌ام
بر دماغ ہمنشینان بر زند
اہبطوا آمد جواب آن دعا

قال پس ان مختلف روایتون سے یہ بات کہ درحقیقت کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کسطرح اور کس سبب سے واقع ہوا بخوبی ثابت اور متحقق نہین ہوتا **اقول** جو واقعہ درحقیقت پیش آیا اور جسطرح پر فعل جناب رسول اللہ صلعم واقع ہوا وہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت و متحقق ہے ہم نہین جانتے بخوبی ثابت ہونا مجتہد صاحب کے نزدیک کس چیز کا نام ہے **قال** اور اسلیے یہ واقعات کسی مسئلہ عظیمہ شرعیہ کی بنیاد نہین ہوسکتے **اقول** واہ کیا خوب اجتہاد مجتہد عصر کا ہے کہ افعال پیغمبر صلعم بنیاد کسی مسئلہ شرعیہ کی نہین ہوسکتے اور طریقہ پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا نہین جناب مجتہد صاحب

ہمارا تو دین و ایمان اقتدا اور پیروی فعال پیغمبر صلعم کی ہی اگر آپ اس سے ناراض ہین تو آپ کو اختیار ہی مگر صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ بات جو پیشتر آپنے فرمائی تھی کہ فعل رسول اللہ صلعم مانند قول کے سر اور آنکھوں پر صرف زبانی قول لوگوں کے دکھانیکو بلا اعتقاد قلب تھا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ اللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ **قال** معہذا اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسی طرح پر واقع ہوئے تھے اور استرقاق اسارا عمل مین آیا تھا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت من و فدا کے ہین اور اسلیے بنیاد مسئلہ استرقاق اساری نہین ہو سکتے **اقول** نے سبب اور عبث اسقدر باتین لکھین اور ہمکو بھی تکلیف تحریر جواب کی دی یہی معمولی عذر پیش کرنا تھا جسکو ہم ہر جگہہ نامنظور کرتے چلے آئے ہین **قال** روایات متفرقہ بخاری اور مسلم مین ابو ہریرہ رضہ سے یہ روایت ہی کہ اهدى رجل لرسول الله صلعم غلاما يقال له مدعم فبينما هو يحط رحلا لرسول الله صلعم اذ اصابه سهم عائر فقتله ایک شخص نے رسول خدا صلعم کے واسطے ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم تھا پس ایکمرتبہ وہ آنحضرت صلعم کا اسباب اتار رہا تھا کہ ناگاہ اوسکے ایک مقام پر تیر آلگا اور اس سے وہ مر گیا **اقول** مجتہد صاحب اصابه سهم عائر کا ترجمہ کرتے ہین اوسکے ایک مقام پر تیر آلگا حال آنکہ یہ ترجمہ غلط ہی جناب مجتہد صاحب کو عائر کے معنی معلوم نہین ظاہرا (ایک مقام) جو ترجمہ مین لکھا ہی وہی معنی عائر کے سمجھے ہین حال آنکہ عائر کے معنی ایک مقام نہین بلکہ سهم عاير اوس تیر کو کہتے ہین کہ جسکا پھینکنے والا معلوم نہو **شعر** تقولين سهم عائر قد اصابكا ٭ وقلبي الى الحاظ عينيك ناظر ٭ یعنی کہتی ہی تو کہ تیر عائر تیرے آلگا ہی حال آنکہ دل میرا تیری ترچھی نگاہون کو دیکھ رہا ہی **قال** الجوهري العائر من السهام والحجارة التي لا يدري من رماه يقال سهم عائر يعني عاير سہام اور حجارہ سے وہ ہی کہ نہ معلوم ہووے کہ کس نے پھینکا کہا جاتا ہی اصابه سهم عائر یعنی آلگا اوسکے ایک تیر کہ پھینکنے والا اوسکا معلوم نہین پس صحیح ترجمہ یہ ہی کہ ایک تیر جسکا پھینکنے والا معلوم نہین آلگا اگرچہ یہ بات امر مانحن فیہ سے کچھ تعلق نہین رکھتی مگر ایسے ایسے امور جو ہمنے ظاہر کیے ہین انسے

ظاہر ہی کہ رکن عظیم قابلیت اجتہاد کا یعنی مہارت اور مداخلت عربیت مین مجتہد عصر سے
فائت ہی اور اسی سبب سے وہ غلطی مین پڑے ہین **قال** یہ حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہی
اسلیے کہ ابتدا سے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے **اقول**
مگر اس حدیث سے یہ بات تو خوب معلوم ہوئی کہ ابتدا سے مالکیت سے تا روز مرگ مدعم کہ تھوڑے
دنون بعد غزوۂ خیبر سے وہ تیر کے زخم سے مرگیا ہی یعنی شنہ ہجری تک پیغمبر صلعم نے اوسکو
آزاد نہین کیا پس معلوم ہوا کہ شارع عم کو معدوم کردینا غلامی کا جیساکہ مجتہد صاحب اکثر
جگہہ دعوی کرتے ہین منظور نہ تھا گو کہ جمیع دعاوی مجتہد صاحب کے یہ حدیث خلاف نہو پھر بھی
بعض دعاوی کے تو بیشک مخالف ہی یہان تک مجتہد عصر نے بحث آیات قرآن اور احادیث او
افعال پیغمبر صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین کی اور بعون اللہ و قوتہ ہمنے ہر مقام پر اونکو خوب
ہی مغلوب کیا یقین تو یہ ہی کہ بعد ملاحظۂ اس رسالے کے اس بحث مین کوئی حرف زبان پر
نہ لاوینگے مگر اب ہمکو یہ بھی منظور ہی کہ منجملہ ثقلین کے عترت پیغمبر صلعم کے حال سے بھی استدلال
کرین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہی انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا
بعدی کتاب اللہ و عترتی اهل بیتی مین چھوڑے جاتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر اوسکے
ساتھ تمسک کرتے رہوگے میرے بعد گمراہ نہوگے ایک کتاب اللہ کی ہی دوسرے عترت میری
اہل بیت میرے پس دیکھنا چاہیے کہ اہل بیت رسول اللہ صلعم کا بعد وفات پیغمبر صلعم کے اس باب مین
کیا عمل رہا اور کیا حکم رہا باب العلم جناب علی مرتضی کہ امام المتقین تھے خولہ بنت جعفر بن قیس
حنفیہ اونکی سریہ تھی کہ جس سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوے ایک روایت تسری علی بن ابیطالب رض
کی ہم اوپر بھی لکھہ چکے ہین جناب سید الشہدا امام المسلمین ریحانۃ الجنۃ امام ہمام حسین بن علی رضی اللہ
عنہ اونکی سریہ بانو دختر یزدجرد بن شہریار بادشاہ عجم تھین اونکا حال بلا خلاف سب کو معلوم ہی
جناب امام ہمام امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اونکے تصرف مین حمیدہ ام ولد تھین کہ جنسے جناب
امام موسی کاظم رض متولد ہوے جناب امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد تھین کہ جنسے

جناب امام علی الرضا رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جناب امام محمد تقی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد ماور امام علی نقی
تھیں جناب امام علی نقی ع انکے پاس بھی ام ولد تھیں جنسے امام حسن عسکری متولد ہوئے امام حسن عسکری
انکے پاس بھی نرجس نامی ام ولد تھیں کہ جنکے بطن سے امام محمد مہدی متولد ہوئے دیکھو یہ وہ ذوات
مقدسہ وارث علم انبیا ہین کہ انکی اقتدا بموجب خبر مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام کے ہماری ہدایت
ونجات کی موجب ہے یہ وہ پاک متقی ہین کہ اگر ہم کہین کہ وے سب کے سب کسی باب مین خلاف احکام
قرآن کے مرتکب ہوئے تو ہماری عین شقاوت ہے یہ وہ ابواب مدینۃ العلم ہین کہ اگر ہم یہ کہین کہ وے
آخر عمر تک قرآن کی کسی آیت کو نسمجھے تو ہمارا جہل مرکب اور باعث بدبختی ہے پھر جب ان اکابر وذخیرہ
علوم اولین وآخرین نے استرقاق جائز رکھا تو بیشک وشبہ جاننا چاہیے کہ فی الحقیقت استرقاق
جائز ہی ہے اور جو انکے خلاف کہتا ہے وہ گمراہ ہے الغرض کہ ہم قرآن وحدیث اور افعال پیغمبر علیہ
السلام اور اصحاب کرام اور عترت ذوی الاحترام سے جواز استرقاق ثابت کر چکے اب
اصل ثالث یعنی اجماع امت مین بحث رہی ہم یہ کہتے ہین کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آجتک
بلا خلاف جواز استرقاق پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ اسمین قرون ثلثہ وعترت رسول اللہ صلعم اور
جمیع ائمہ مجتہدین شامل ہین اور کسی فقیہ مجتہد محدث عالم نے اختلاف نہین کیا پس یہ اجماع البتہ
حجت ہے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ وید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار
رواہ الترمذی بتحقیق خدا جمع نکریگا امت میری کو گمراہی پر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا
پھینکا گیا دوزخ مین۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار پیروی کرو
گروہ اعظم کی تحقیق جو جدا ہوا ڈالا گیا دوزخ مین رواہ ابن ماجۃ من فارق الجماعۃ
شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ جسنے مفارقت کی جماعت کی بالشت بھر پس
تحقیق نکالا ربقہ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ ابو داؤد واحمد ہر چند کہ بوجوہ دلائل
قطعیہ حجت ہونا اجماع امت محمدیہ کا ثابت ہے اور اہل سنت اور اثنا عشریہ اور اور سب فرقہ اوسکی حجت
ہونیکو تسلیم کرتے ہین مگر چونکہ مجتہد بعصر اوس سے منکر ہین لہذا ہمکو بھی بربنای حجت ہونے اجماع کے

کچھ بحث ضرور نہین اسلیے کہ ہم اپنا مدعا قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکے اگر ہم بربناے حجت ہونے
اجماع امت کے کچھ بحث کرین تو ہم پر اولًا یہ بات واجب ہوگی کہ ہم قرآن و حدیث سے حجت قطعی ہونا
اجماع کا ثابت کرین اور ایک طویل کلام بر اسمین لکھنا پڑیگا پس ہم اسقدر تطویل کی کچھ
ضرورت نہین سمجھتے مگر ہم اس بنا پر بحث کرتے ہین کہ آیا معنی قرآن کے قرون ثلثہ مین ایسے
ہی سمجھے گئے جیسے کہ ہمنے سمجھے ہین یا جیسے مجتہد عصر نے سمجھے ہین اور علی ہذا القیاس مجتہدین کبار
نے معانی آیات کے ہماری تفسیر کے مطابق سمجھے یا مطابق بیان مجتہد عصر کے اس بات کو گو نہ مانو
کہ اجماع حجت ہی مگر یہ تو بیشک ماننا چاہیے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم کا اکثر اوسی قوم مین سے تھے کہ جنکے
زبان مین قرآن نازل ہوا ہی لغت عرب و طرق استعمال کلام کو اونسے زیادہ کوئی نہین
جان سکتا اور بعض بعض تو اونمین ایسے تھے کہ افصح الفصحا اور ائمہ عربیت کے نزدیک مستند
چلے آتے ہین اور باقی علوم عربیہ مین ایطرحپر ائمہ مجتہدین کبار مین بھی اکثر خاص عرب بلکہ اوسی قوم
کے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی اور یہ بھی مسلم ہی کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اور ائمہ اہلبیت اور
ائمہ مجتہدین فاسق فاجر بھی نتھے کہ کسی غرض سے کتاب اللہ کو برخلاف اوسکی مراد کے محمول کرتے
اور یہ بھی مسلم ہی کہ قرآن مجید ہمیشہ اونکی قراولت و تلاوت مین رہتا تھا اور وہی جامع قرآن بھی
تھے پس اب دیکھنا چاہیے کہ اونھون نے معنی قرآن ایسے ہی سمجھے ہین جیسے کہ ہمنے سمجھے یا جیسے
کہ آپنے سمجھے شک ہمین نہین کہ اساری سے استغراق کا کسینے انکار نہین کیا اور اوسی پر عمل ہوتا
رہا چنانچہ آپ بھی صفحہ ١٦٠ پر اسکے معترف ہین پس جو مدعا ہمارا تھا کہ امّا جوامّا منًّا بعد و امّا فداءً
مین ہی باتفاق اہل زبان اور باتفاق اون لوگون کے جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی
مبطل استغراق و مفید حصر جیسا کہ آپکا دعوی ہی نہین ہی جب باتفاق اہل زبان اور باتفاق
ائمہ قریش کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی لفظ اما کے معنی ہمارے موافق ثابت ہوے تو
برخلاف لغت کے معنی اما کے بیان کرنے اور اوسکے مطابق قرآن کے تحریف پر باتباع
و تقلید گمراہ لوگون کے آمادہ ہونا صاف و صریح ضلالت ہی اب ہم بعض اقوال مجتہد صاحب کے

اس باب مین متوجہ ہوتے ہین **قال** اگرچہ ہماری اس تحریر سے بخوبی تشفی ہوتی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم
نے غلامی کو مذہب اسلام سے معدوم کر دیا تب بھی بلا شبہ مسلمانون کے دل مین دو شبہے پیدا
ہونگے **اقول** جھوٹھی بات تو ہم سنا بھی نہین کرتے ہم اس قول مجتہد کا جھوٹھا ہونا ثابت کر چکے
ہین **قال** ہمکو احکام مذہبی بجا لانے مین اول قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیے پھر حدیث پر پھر قیاس منصوص
العلة پر اور اجتہاد پر **اقول** یہ سچ ہے کہ اول اللہ ہی ہو مین قرآن کو مقدم رکھنا چاہیے پھر حدیث کو
مگر اسمین کلام ہے کہ قیاس اجماع پر مقدم ہے یا اجماع قیاس پر مقدم ہے مسلمانونکا عقیدہ ہے کہ قیاس کو
اجماع سے ترک کیا جاویگا مجتہد عصر برخلاف اوسکے فرماتے ہین بہر حال یہ بحث دوسری ہے اسمین یہان
گفتگو ضرور نہین اس جگہہ جیسا مجتہد عصر فرماتے ہین اوسی کو فرض کر لیا جائے بعد فرض کرنے اس امر کے
ہم کہتے ہین یہ اوس شخص کے حق مین ہے جو قرآن و حدیث اور قیاس اور علة منصوصہ و غیر منصوصہ کو
سمجھتا ہو اور جو شخص کہ آپ کے مانند ہین کہ صرف نحو تک بھی نہین سمجھہ سکتے زبان عرب سے آگاہ نہین
جویریہ تصغیر جاریہ کو نام جویریہ ام المومنین کا سمجھتے ہین طرحت فعل مونث واحد کو صیغہ تثنیہ
مونث کا سمجھتے ہین اصابتہ سہم عایر کے یہ معنی کہتے ہین کہ ایک جگہہ تیر آ لگا الی غیر ذلک ایسے لوگونکو
اجتہاد کرنا کسی طرح نہین پہونچتا اونکو تو ہر آئینہ تقلید علما ہی واجب ہے کیونکہ وہ دلایل شرعیہ
پر نظر کرنے سے بسبب نا واقفی و بعلمی کے معذور ہین اور مراد ہماری تقلید سے یہ ہے کہ جو مسئلہ
پیش آوے اوسمین کسی عالم شرائع سے دریافت کرے کہ اسمین حکم شریعت غرا کا کیا ہے اور چونکہ وہ خود
کلام خدا اور خدا کے رسول کو نہین سمجھہ سکتا پس او سکو اوس عالم کے فتوی پر عمل ضرور ہے فاسئلوا
اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ دیکھیے کہ آپنے حدیث اعتاق کنیز قبیلہ بنی تمیم مین روایت
بخاری سے نقل کی کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل اس حدیث مین علت اعتاق منصوص ہے چنانچہ
آپنے بھی اوسکی علت کے معترف ہین جیسا کہ آپ کے ترجمے سے ظاہر ہے باوجود اسکے اور بھی باوجود
محمول کرنے صیغہ امر کے وجوب پر پھر آپ ایسی فاحش غلطی مین پڑے کہ اولاد اسمعیل ہونیکو باوجود علت
منصوصہ ہونے کے علت عتق قرار نہین دیتے اور اسی بنا پر قول قدیم شافعی اور فقہ رانے یہ مقتضی ہے

پس ایسے ناواقف غلط کار کو ہرگز اجتہاد روا نہین ہی **قال** پھر جب کہ ہم اساری کی نسبت نص صریح
قرآن مجید مین پاتے ہین اور ضروری برہان ثابت ہوتا ہی کہ روز وفات تک وہی پر رسول خدا صلعم کا عمل
رہا ہی تو اب ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ خلفاے راشدین کے زمانے مین کیا ہوا کچھ حاجت نہین
رہی **اقول** بیان تو آپ یہ فرماتے ہین کہ نص صریح پاتے ہین دوسرے صفحے یعنی صفحہ ۱۶۰ کے نصف
آخر سطر ۱۳ مین لکھتے ہو کہ اونکا لونڈی و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین باطل کیا گیا ظاہرا
آپ کے نزدیک کلمات غیر ظاہر الدلالۃ کا نام نص ٹھہرا ہی لیکن اہل تحقیق و اہل عقل کے نزدیک
اسکا نام نص نہین ہی بلکہ ایسے کلمات کو خفی یا مجمل کہتے ہین آپ خود اس باب مین مذبذب ہو رہے
ہین کبھی کچھہ کہہ دیتے ہین کبھی کچھہ کہہ دیتے ہین ایسے ہی ایسے امور کی بنا پر تو ہم کہتے ہین کہ
آپ قرآن و حدیث کو نہین سمجھہ سکتے پس آپکو ضرور ہی کہ جو مسئلہ پیش آوے اوسمین کسی عالم کی تقلید
کرین اور جو عمل روز وفات تک رسول اللہ صلعم کا رہا وہ یہی ہی کہ آپ کو تسری ماریہ قبطیہ اور واقعات اساے
ہوازن اور اوطاس وغیرہا کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہو چکا ہی پس فی الحقیقت
زیادہ تفتیش کی ضرورت نتھی مگر بنظر مزید احتیاط مناسب ہی کہ دیکھا جاوے کہ آیا کسی نے خلفاے
راشدین مین سے تو اوسکے خلاف نہین کیا اور معنی آیت کے ویسے ہی سمجھتے رہے ہین جیساکہ
حیات جناب ختمی مآب مین سب لوگون نے سمجھے تھے یا اوسکے خلاف اگر اوسی طرح پر سمجھتے رہے ہین
اور اوسی طرح پر عمل فرماتے رہے ہین تو ہمارے قول کے مزید تاکید ہوئی اور اگر بالفرض آپ کے
قول کے موافق کیا ہی تو آپکو فی الجملہ ایک حجت ہاتھہ لگی سو اس نظر سے قطع نظر اوس سے انفرادے
اونکے عمل کو بھی دیکھہ لیجیے **قال** کیونکہ اونکے زمانے مین کچھہ ہی ہوا اور کچھہ ہی اسکا سبب قرار دیا جاوے
ہمکو تو اپنے محبوب رسول کی پیروی ضرور ہوگی **اقول** دعوی محبت کا زبانی ہمکو پسند نہین ہی
ای تنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست چو طوطی لک از زبان تو با دل موافق ست ہی محبان
صادق کی جو علامات ہین ہم وہ جن لوگون مین دیکھتے ہین کہ جنکے افعال سے آپ بیان فرما
ہو رہے ہین آپ ہین اونکی نسبت ایک ذرہ بھی نہین پاتے دیکھہ تو لو کہ اونکے کیسی پیروی

کی ہی یا یہ آپکا نام آپ کی سی پیروی کی ہی یا واقعی پیروی کی ہی **قال** اور مسئلہ اسلام کا تو وہی
قرار پاویگا جو قرآن مجید مین ہی نہ اور کوئی **اقول** واقعی یہی بات ہی مگر اسکو بھی تو دیکھ لو کہ اونھون
نے اس مسئلہ کو قرآن کے موافق جاری رکھا ہی یا خلاف قرآن کے **قال** مگر مشکل یہ ہی کہ
جو محاربات کہ خلفاے خمسہ راشدین کے وقت مین ہوئے اونپر لائق اعتماد اور طمانینت کے اطلاع حاصل
ہونیکو کوئی ذریعہ موجود نہین ہی **اقول** یہ دوسری بات ہی پہلے ہی سے یہ بات کیون نہین
فرمائی اس داو پیچ اور مغالطات سے جو پیشتر سے کرتے چلے آئے کیا حاصل ہوا عمل خلفاے راشدین کو
جیسا کچھ کہ تھا جسکو ثابت کرنا منظور ہوگا ثابت کردیگا اسی صفحے کے نصف اخیر کی سطر ۱۶ پر باز
داب کر اوسکا اقرار کرتے ہو چنانچہ لکھتے ہو صحابہ کے زمانے مین اوسپر خیال نہونا یہ جو بات مذکورہ
بالا کچھ تعجب کی بات نہین ہی معتمد کتب احادیث مین موجود نہونا کسی چیز کا مستلزم عدم ثبوت
چیز مذکور کا نہین اگر باخبار متواترہ زبانی لوگون کے بتواتر کوئی بات ثابت ہوجاے تو ہر آئینہ مفید
یقین ہی مثلاً پکڑا جانا بانو دختر کسری کا غزوۂ فارس مین اور دیا جانا اونکا جناب سید الشہدا
ریحانۃ الجنۃ سبط رسول اللہ صلعم امام المسلمین حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور متولد ہونا جناب
امام المومنین قدوۃ العارفین سید السادات امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اونسے باخبار
متواترہ ثابت ہی پس اوسکے یقینی ہونے مین کیا شک و شبہ ہی یقین تو یہ ہی کہ آپ بھی اسکا انکار نہ کرینگے
اور اپنے تئین اونھین کی اولاد مین سے ظاہر کرینگے **قال** وہی برحال کتب سیر و تواریخ کے کہ اونسے تو بجز
چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع کے اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا **اقول** ہم
بھی یہی کہتے ہین کہ اونسے استدلال صحیح نہین چنانچہ ہمنے اب تک اونسے کسی واقعہ پر استدلال
نہین کیا اور نہ آیندہ کرینگے مگر وہی برحال جناب سامی کہ ابتدا سے فرماتے تو یہی سہی لیکن
استدلال بھی اونسے کرتے رہے فعل آپکا آپکے قول کی ابتدا سے خلاف ہی رہا آپ یہ فرمائیے
کہ وہ چند واقعے ناقابل الاشتباہ جنکا آپنے تذکرہ فرمایا کون کون سے ہین کچھ تفصیل اونکی معلوم ہو تو
فرمائیے یا یہ آپکی راے پر مفوض ہین جنکو آپ قابل الاشتباہ فرمادین وہ ناقابل الاشتباہ ہو جاوین

اور جنکو مشتبہ قرار دین وہ مشتبہ ہو جاوین یا کوئی ضابطہ مشتبہ اور غیر مشتبہ کے دریافت کرنیکا
مقرر ہی اور اگر کوئی ضابطہ ہی تو آیا وہی ضابطہ ہی جو ہمنے لکھا ہی یعنی تواتر اعتبار یا اور کچھ ہی اگر اور
کچھ ہی تو اوسکو بیان کیجیے **قال** اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسائل مذہبی مین دخل دین
تو ہم صاف صاف ہندؤنکے مقلد ہونگے جنھون نے مہابھارت کو اپنے ہان کتب متقدسہ
مین داخل کر لیا ہی **اقول** ہم اس قول کو آپکے بہت جان و دل سے پسند کرتے ہین اور اہل اسلام
کا یہی مقولہ ہمیشہ سے چلا آتا ہی اور ہمارے قرآن و احادیث نبویہ سے بھی یہی بات ثابت ہی اور اسیواسطے
ہمارے علماے متقدمین رحمۃ اللہ علیہم نے اخبار کے معاملہ مین بہت چھان چھوڑ کی ہی اور رواۃ کے
حال کی بہت ہی تحقیق کی ہی اوسکا ہم بہت شکر ادا کرتے ہین کہ اونکی تحقیقات سے ہم خبر صحیح اور ضعیف
اور موضوع مین ہر وقت تمیز کر سکتے ہین مگر آپکا یہ قول صرف زبانی ہی ہی کہ عمل اوسکے برخلاف ہی
چنانچہ مباحثہ سابقہ سے خوب ظاہر ہو رہا حال مہابھارت کا سو کیفیت اوسکی یہ ہی کہ اوسکے
مولف یعنی بیاس جی کو وے لوگ صاحب وحی و الہام بتاتے ہین اور اونکے اعتقاد مین یہ ہی
کہ مہابھارت و بھاگوت وغیرہ اٹھارہ پوران وحی الہام سے لکھے گئے ہین چنانچہ اوسی مہابھارت
مین لکھا ہی کہ بیاس جی کو نارائن سمجھو اگر وہ نارائن نہوتے تو مہابھارت وغیرہ کسطرح تالیف کرتے
اس باب مین اعتقاد ہنود کا بجمیع الوجوہ ایسا ہی ہی جیسا کہ آپکا اعتقاد ہی در باب تالیف کتب عہد جدید
کے کہ آپ بھی اونکے تالیف کو محمول اوپر ایسے لوگون کے فرماتے ہین کہ جو نبی تو نہین مگر صاحب
الہام ہین اور جو حال کہ معدوم ہونے سلسلہ روایت کا بیاس جی تک و در تا ثابت ہونا اوسکا بروایت
صحیح مرفوع متصل بیاس جی سے ہنود مین ہی اوس سے زیادہ تر حال کتب عہد جدید کا ہی غرض ہماری اس تحریر سے اسوقت
صرف آپکا اطلاع دینا ہی کہ ہم آپکے اس مقولے کو تعلیقات تبیین الکلام مین حجت پکڑینگے
اور اسی قول کی بنا پر آپسے مواخذہ عظیم کرینگے یاد رکھیو **قال** دوسرا شبہ تو نہایت ہی لغو ہی
اور ناقابل التفات ہی **اقول** دوسرا شبہ مطابق آپکی تحریر کے یہ ہی کہ تیرھوین صدی مین تمام
اہل قبلہ اور اجماع امت کے برخلاف مسئلہ کیونکر تسلیم ہو سکتا ہی اور مراد اسکی یہ ہی کہ معنی قرآن جو تمام

اہل قبیلہ تیرہ سو برس سے برابر ایک نمط پر سمجھتے رہے ہین اور اونمین بڑے بڑے زبان دان محاورہ دان عالم لغت قرآن واقف مواقع نزول اہل درایت ہین اور اون معانی مین کسی نے اختلاف نہین کیا آج ایک شخص ناواقف بعلم کے کہنے سے اون معانی کو ہم کیونکر بدل سکتے ہین یہ بات تو بہت ہی پکی او مستحکم اور ہر آئینہ قابل التفات ہی آپ اوسکو کسطرح لغو اور غیر قابل التفات فرماتے ہین قال یہ مسئلہ کہ اجماع امت سے کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہوجاتا ہی غلط محض ہی اقول یہ کون کہتا ہی کہ ہم حکم اجماعی کو حکم منزل من اللہ کہتے ہین مگر ہان یہ کہتے ہین کہ اجماع تمام امت محمدیہ کا بموجب خبر مخبر صادق کے گمراہی اور غلط بات پر نہین ہوسکتا اگر ایسا ہو تو خبر مخبر صادق کی غلط ہوجاوے اور یہ محال ہی پس اجماع امت کا گمراہی اور غلط بات پر بھی محال ہی قال لا تجتمع امتي علي الضلالة اور من شذ شذ في النار کی صحت کی تسلیم کرنیکے بعد بھی کبھی اسکا یہ مطلب کہ خدا یا رسول خدا صلعم نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تھا یا اوسکو معصوم یا ناقابل سہو وخطا ٹھہرایا تھا یا نہ تھا اقول آپ اونکو بطور فرض تسلیم نہ کیجیے اور اونمین مین گفتگو کرتے رہیے خواہ مطابق اوس ضابطے کے جو آپ نے بہ تقلید شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما کے قایم کیا ہی خواہ مطابق اور کسی ضابطے کے ان احادیث مین گفتگو کر لیجیے کوئی بات باقی نہ رہے دل کی حسرتین سب خوب کھلکر نکال لیجیے مسلمانون کے ضوابط عقلیہ بنسبت اخبار کے ایسے نہین کہ کوئی صاحب عقل اونمین کچھہ سقم نکال سکے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ خدا یا رسول خدا نے آنکو آپ اسکو سمجھہ لیجیے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہین ید اللہ علی الجماعۃ من شذ شذ فی النار کہ خدا کا ہاتھہ جماعت پر ہی جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ مین ڈالا جاویگا غور کر لیجیے کہ جسپر خدا کا ہاتھ ہوا یا اوسکا غلطی مین پڑنا محتمل ہی یا نہین اور اگر وہ غلطی مین پڑسکتا ہی تو اوسکا مخالف جو حق پر ہی دوزخ مین کسطرح پڑسکتا ہی اسکو سمجھہ کر چاہے خدا کے ہاتھہ کے نیچے آئیے خواہ شق ثانی اختیار فرمائیے اور قیل وقال ضرور نہین وما علینا الا البلاغ المبین قال اسکی بحث کے لیے ایک دوسرا رسالہ چاہیے اقول دوسرا رسالہ بھی تحریر فرمائیے ہاتھہ مین قلم موجود ہی مانع مزاحم کوئی نہین اوسکو

بھی دیکھا جاویگا **قال** مگر اس مقام پر اسقدر لکھنا چاہیے کہ صحیح مسئلہ اسلام کا یہ ہے کہ جسطرح ایک
آدمی کا خطا میں پڑنا ممکن ہے اسیطرح ایک گروہ کا بلکہ ایک زمانے کے لوگون کا خطا مین پڑنا ممکن ہے
اقول اسلام کا تو یہ مسئلہ نہین آپکی طبیعت کا گھڑا ہوا مسئلہ ہے پیشوائے اسلام تو یہ فرماتے ہین ان اللہ لا یجمع
امتی علی الضلالۃ آپ اوسکے خلاف کہکر اپنی علت اسلام پر لگاتے ہین جب ہمکو مخبر صادق کے
خبر پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی تو ہم مسلمانونکا اعتقاد صحیح مسئلہ یہ ہے کہ امت محمدیہ کا خطا پر مجتمع ہونا ممتنع ہے گو ممتنع الذاتی
نہو مگر ممتنع بالغیر ہے **قال** پس اجماع امت ہر ایک شخص پر جو اوس اجماع کو غلط یا غلط بنیاد پر سمجھتا ہو واجب العمل نہین ہے
اقول جو شخص کہ اجماع امت کو غلط یا غلط بنیاد پر سمجھے تو اوسکی سمجھ کی غلطی ہے اور اسی سبب سے بموجب خبر مخبر صادق کے وہ خدا کے
ہاتھ سے خارج ہوکر دوزخیون میں داخل ہے قول مخبر صادق کا آپ نے سچا ہے اوسکا غلط ہونا ممتنع ہے وہ پورا ہی ہو کر رہیگا **قال** علاوہ
بریں جو اجماع امت ہوا ہے اب اوسکی غلطی علانیہ ظاہر ہوتی ہے **اقول** بیشتر غلطی علما کے پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے مگر خدا کی قدرت دیکھو
کہ تمہاری ایسی ایسی غلطیاں فاش پکڑی گئین کہ اگر کچھ بھی تم وہ منفعل رکھتے ہوتے تو کسی کی غلطی پکڑنیکا آئندہ نام نہ لوگے واذا
لم تستحی فافعل ما شئت آپ اجماع کی غلطی کے بیان پر مستعد ہوئے ہو خیر فرمائے اوسکو بھی دیکھین **قال** اول تو نص صریح قرآنی
کے برخلاف ہے **اقول** پہلی ہی جو میں غلطی اپنی پکڑوائی دیکھو سطر ۱۲ صفحہ ۱۰ نصف اخیر کے اوسمین خود تم لکھتے ہو کہ اونکا لونڈی
غلام بنانا الفاظ صریح سے باطل نہین کیا گیا جب الفاظ صریح سے لونڈی غلام بنانا باطل نہین کیا گیا تو پھر نص صریح کہان رہی
میں حیران ہون کہ آپ نص صریح کسکو کہتے ہین اور کیا خیال پکا کے بیٹھے ہین یہ تو اجماع مطابق ہے اون سب نصوص صریحہ قرآنی کے جو دال
ہین اوپر جواز استرقاق کے کہ ہم اونکو تفصیل بیان کر چکے ہین ایک نص نہین بلکہ بہت ہین اور جو کوئی اون نصونکو ملاحظہ کریگا
آپکی غلطی اور غلط فہمی اوسپر بخوبی کھل جائیگی **قال** دوسرے اوس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی سے
نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اوس آیت سے غفلت ہوگئی **اقول**
کیسے غلطی مین پڑے ہو غلطی مین نہین پڑے ہو بلکہ دیدہ و دانستہ گمراہون کی تقلید سے حق
بات چھپاتے ہو اور جھوٹی بات زبان پر لاتے ہو خلافت خلفائے راشدین کا عین عرصہ جہاد کا
تھا اور اوسمین روزانہ معاملہ اساری کا واقع ہوتا تھا پھر اجماع اصحاب رسول اللہ صلعم کا مسئلہ
اساری پر بلا سبب کسطرح کہا جا سکتا ہے اور اوسکو امر اتفاقی طبعی بجز کسی نادان کے کون

کہہ سکتا ہی کیسے مجتہد اسلام ہو کہ عترت رسول اللہ صلعم اور اصحاب رسول اللہ صلعم کو باوجود دواعی
شدید لحاظ آیت مذکورہ کے آیت مذکورہ سے غافل بنا کر اون سب کو مصداق آیت وَ
الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ کا ٹھہراتے ہو وہ تمہی لوگ تمھاری طرح بیعلم اور نافہم تھے
کہ عین وقت ضرورت شدید مین حکم خدا سے غافل ہوتے فرض کرو کہ ابوبکر صدیق رضی غافل
ہوگئے تھے تو عمر بن خطاب رضی اور عثمان بن عفان رضی اور علی بن ابی طالب رضی اور جمیع اصحاب کبار
پر کیا پردہ غفلت کا پڑ گیا تھا اسقدر جم غفیر کا غافل ہو جانا ایک ایسے حکم سے کہ بقول آپکے
نص صریح ہی ہر آئینہ عادۃً محال اور ممتنع ہی ذری ذری سی بات پر تو باہم گفتگو اور موشگافیان
کرتے تھے اور برابر قرآن و حدیث سے تمسک کرتے تھے ایسی نص صریح سے اسقدر جم غفیر
کہ ہر ایک پر نوبت پہونچی تھی کیونکر غافل ہوگئے کسی طرح یہ بات کسی صاحب عقل کے سمجھ
مین نہین آسکتی اور پھر دلیل اسکی کیا ہی کہ وہ سب کے سب غافل ہوگئے بلا وجہ موجہ الزام غفلت کا
ایسے ایسے ابرار و اخیار امت پر دھرنا سخت ناروا ہی سے آتشے گر نامدت این دو وچہ بیت
جان سیہ گشت و روان مردود چہ بیت ہی طرفہ یہ ہی کہ بنی جذیمہ کی لڑائی کے بیان مین بیشتر
اس سے خود یہ لکھ چکے ہو کہ بہت سے اصحاب کا قتل اساری سے انکار کرنا دلیل اسکی ہی کہ وہ نزول آیت مین
وفدا سے واقف تھے یہان برخلاف اسکے یہ کہتے ہو کہ اس اجماع کا سبب اتفاقیہ طبعی ایسا
تھا کہ ناد انستہ اس آیت سے غفلت ہوگئی کہین اونکو واقف ٹھہراتے ہو کہین ناواقف
بناتے ہو عجب چال ہی آپکا اپنی غلطی کا اقرار کیون نہین کرتے جو اوپر الزام غفلت کا دھرتے
ہو **قال** چند روز اتفاقیہ غفلت رہی **اقول** خدا سے ڈرو خود اقرار کرتے ہو کہ تیس برس
خلافت عدل رہی ان تیس برس کو بلفظ چند روز جو تعبیر کرتے ہو کچھ بھی خدا کا خوف ہی
بڑا تعجب ہی کہ ویسے ایسے عاقل ایسے ایسے خدا کا کلام سمجھنے والے قرآن کے جمع کرنے والے
احکام قرآن کے بشدت تمام جاری کرنے والے متقی متورع تیس برس تک غفلت اتفاقی مین
پڑے رہین **قال** اوس زمانہ کے بعد کے لوگون نے اوس فی ہول کو امر قصدی اور ارادی سمجھا

اقول ذہول کا ثبوت بھی کچھ ہی یا بیدلیل جو دل مین آتا ہی لکھ رہے ہو واقع مین وہ ذہول
نتھا بلکہ عین مدعا قرآن تھا جسپر اونھون نے اجماع کر کے عمل فرمایا اور واقع مین اوس زمانہ کے
لوگون نے اونکے فعل کو امر قصدی اور ارادی ہی سمجھا تھا اور جیسا اونھون نے سمجھا تھا حقیقت
مین ویسا ہی تھا اگر تمھارے پاس کوئی دلیل غفلت کی ہی تو پیش کیون نہین کرتے **قال**
اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندھیرا کر دیا **اقول** قبل از ظلمت تقلید تو اندھیر نتھا
اوس زمانہ مین اگر کسینے اصحاب کبار کے برخلاف مدعا آیت کا سمجھا تھا تو اوسنے کیون نہین
مشعل روشن کی مگر یہی آگ آپنے بارادہ اطفا نور قدیم کے جلائی ہی یُرِیدُونَ لِیُطْفِؤا
نُورَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُونَ ۝ آپکی وہی مثل ہی جو قرآن مین
وارد ہی مَثَلُھُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَہٗ ذَھَبَ اللّٰہُ
بِنُوْرِھِمْ وَتَرَکَھُمْ فِیْ ظُلُمَاتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝
پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ باب تقلید تو بہت مدت بعد کھلا ہی ائمہ مجتہدین تو مقلد صحابہ تھے امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو صحابی کی تقلید سے قیاس کو بھی ترک نہین کرتے چنانچہ وہ فرماتے
ہین کہ نحن رجال وہم رجال ہم بھی آدمی ہین اور وہ بھی آدمی تھے بھلا ایسا شخص جو قیاس کو بھی
صحابی کے قول پر مقدم رکھتا ہی نص صریح کے مقابل مین اصحاب کی تقلید کسطرح کر سکتا ہی
ہان امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ البتہ زیادہ تر متوجہ بطرف تقلید اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہین
سو وہ بھی اسیقدر جائز رکھتے ہین کہ قیاس کو اونکی تقلید سے چھوڑ دیا ہی نہ یہ کہ نص صریح کے مقابل
مین بھی تقلید صحابی کی کی جاوے چونکہ ائمہ اربعہ تک تقلید کا تذکرہ بھی بہت ہی کم تھا اور بعد اونکے
بھی ایک مدت مدید تک علما ایسے ایسے مجتہد ہوئے کہ پابند تقلید نتھے بلکہ اکثر ائمہ اربعہ سے مسائل
مین خلاف کرتے تھے پس مقولہ مجتہد کا کہ اوسکے بعد دنیا مین ظلمت تقلید نے اندھیرا کر دیا صاف
غلط اور محض دھوکا بازی اور ضلالت اور ضلال ہی **قال** اور از خود بلا قصد اجماع اسپر
اجتماع ہو گیا **اقول** بھلا کوئی شخص بجز مجنون یا سفیہ کے یہ بات کہہ سکتا ہی کہ بلا قصد اجتماع

ہوگیا کیا یہ اقوال مجتہدین علماے امت درباب جواز استرقاق بلا قصد حالت خواب مین اونکی زبان سے نکلے تھے یا بطور ہزل کے اونھون نے کہے تھے جو یہ کہا جاوے کہ بلا قصد اجماع ہوگیا ان اغلوطات سے کچھ حاصل نہین **قال** تفصیل اوسکی یہ ہے **اقول** اجمال تو دیکھا گیا کہ اوس سے سراسر الحاد مجتہد کا پیدا تھا اب تفصیل کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اوس سے دیکھیے کیا گند پھیلتی ہے **قال** عرب مین رواج لونڈی غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانیکا ایسا قدیم چلا آتا تھا اور ایسا نے عیب سمجھا جاتا تھا کہ کسی کے دل مین اسکا خیال بھی نتھا کہ اوسکی موقوفی ہوگی **اقول** ہم پہلے ثابت کر چکے ہین کہ شارع علیہ السلام نے ہر طرح کے مروج غلامی کو جائز نہین رکھا صرف اوسی غلامی کو جو مبنی بر قواعد عقلیہ تھے جائز رکھا اور باقی کو بذریعہ حکم صاف کے بند کر دیا اور وہ غلامی جو جائز رکھی گئی تھی صرف یہی تھی جو کفار عرب با یکدیگر لڑکر از روی غلبہ و استیلا کے ایک دوسرون کو یا اونکی ذریت کو قید کر لاوین چنانچہ ابتک اوس طرح کی غلامی شرعًا باتفاق علما جائز ہے اور یہ قول کہ ایسا قدیم چلا آتا تھا الخ محض غلط ہے مجتہد صاحب نے ابتک کوئی دلیل اسپر پیش نہین کی اور بلا دلیل تو ہم اونکی بات پر اعتقاد نہین کرتے علاوہ بران قدامت مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نگذرے اگر اس ملازمہ پر مجتہد صاحب کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش کرین سوا اسکے اور بہت رسمین جاہلیت قدیمہ کی عرب مین تھین اور نے عیب شمار کی جاتی تھین یکلخت موقوف ہوگئین علاوہ بر رسوم جاہلیت کے بعض امور جو شرائع سابقہ مین بھی جائز تھے اور قدیم سے چلے آتے تھے بمجرد ایک حکم کے ایک آن مین موقوف ہوگئین قدامت کسی چیز کی مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل مین خیال اوسکی موقوفی کا نہ آوے اور پھر نگذرنا خیال موقوفی کا کسی کے دل مین مستلزم اسکا نہین کہ بر وقت صدور حکم تحریم کے موقوف نہو جاوے **قال** اس خیال کو بعض واقعات ابتداے زمانہ اسلام نے جسمین لڑائی کے قیدیون کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اور نیز مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے وہ لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے اور

متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے اور بھی زیادہ مستحکم اور پختہ کردیا تھا

اقول اس بناوٹ کی تقریر سے جو سب بالفاظ مجہول ہی کچھ مدعا ثابت نہوا یہ جو کہتے ہو کہ لڑائی کے قیدیون کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اس سمجھا کا فاعل کون ہی یعنی یہ سمجھنے والا کون ہی آیا پیغمبر صلعم ہین یا کوئی اور ہی اگر پیغمبر صلعم ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ اونھون نے مطابق حکم خدا ایسا سمجھا یا برخلاف حکم خدا کے اگر مطابق حکم خدا کے سمجھا تو عین شریعت اور واجب الاتباع ہی اور اگر کوئی شخص پیغمبر خدا کی ایسی سمجھ کو برخلاف حکم خدا کے سمجھتا ہی تو ہر آئینہ کافر و زندیق ہی اور اگر وہ سمجھنے والا کوئی اور ہی تو اوسکی ایسی جاہلیت کی سمجھ کی اقتدا پیغمبر صلعم نے کیون کی غور تو کیجیے کہ جو شخص کہ باعلان تمام یہ فرماوے أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللهِ مُبْتَغٍ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ مبغوض ترین آدمیون کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہی جو اسلام مین رسم جاہلیت کا خواہان ہو بھلا وہ شخص کسطرح کسی کی تجویز کی ہوئی اور سمجھی ہوئی رسم جاہلیت کے اجرا کا روادار ہوسکتا ہی جسکو یہ حکم صریح ہی إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا یعنے اوتاری تجھپر یہ کتاب حق کے ساتھہ تاکہ تو حکم کرے آدمیون مین مطابق اوسکے جو خدا نے تجکو دکھایا ہی اور نہو تو خیانت کرنے والون کیطرف سے جھگڑنے والا یعنی خیانت کرنے والون کا مددگار نہو جسکو یہ حکم صریح ہو وَأَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ أَنْ يَفْتِنُوكَ عَنْ بَعْضِ مَا أَنْزَلَ اللهُ إِلَيْكَ اور یہ کہ حکم کر تو درمیان لوگون کے مطابق اوسکے جو خدا نے نازل کیا ہی اور نہ پیروی کیجیو تو اونکی خواہشون کی اور بچتا رہیو اونسے کہ تجکو فتنے مین نہ ڈالین یعنی نہ ہٹا دین بعض اوس چیز سے کہ خدا نے اوتاری ہی تجھپر قیامت آگئی کہ با اینہمہ تاکیدات شدید وہ شخص خائنین اور جہلا کی پیروی کرے اور خدا کا حکم نمانے تَكَادُ السَّمٰوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا قریب ہی کہ پھٹ پڑین آسمان اس بات سے اور پھٹ جاوے زمین اور گر پڑین پہاڑ ٹکڑے ہو کر اور یہ جو کہتے ہو کہ مذہب اسلام کے اون احکام سے جن سے وہ

لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہوچکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے آپ ہی فرمایئے کہ یہ احکام قرآن و حدیث کے جنکی رو سے رقیت اون رقیقوں کی تسلیم کی گئی تھی کسکی تھی آیا خدا ہی کی تھی یا کسی اور کی تھی اگر خدا کی تھی تو جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم کی گئی اور جب اون احکام سے تسلیم رقیت کو استحکام ہوا تو یہ جو آپ دعوی کرتے تھے کہ بموجب رسم زمانے کے تسلیم کی گئی تھی صاف جھوٹھا ہوگیا اور جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم کی گئی تو یہ تسلیم عین شریعت ہی اور جب تک یہ تسلیم بکلمات لفظ منسوخ نہوگی تب تک ابد الآباد قائم و دائم رہیگی لا مُبَدِّلَ لِحُكْمِهٖ اوسکے حکم کا کوئی بدلنے والا نہین اور یہ جو آپ فرماتے ہین امر متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے الخ اس سے مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہوگیا یعنی بعد ان سب امور کے معاملہ رقیت کا محض رسم و خیال ہی نرہا بلکہ جب احکام قرآن و حدیث اونکی نسبت متعدد صادر ہوگئے اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نے اسارے کو لونڈی غلام بنایا تو اب معاملہ شرعی ہوگیا اور خیال و رسم کا جو شبہہ ہوتا تھا وہ بھی جاتا رہا اور معاملہ پکا شرعی ہوگیا تھا اور معاملات شرعیہ کے پختہ ہوگیا یہان ایک بات اور بھی قابل بیان ہی مجتہد دہر نے اوپر لکھا ہی کہ اس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی سے نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اس آیت سے غفلت ہوگئی یہان یہ فرماتے ہین مذہب اسلام کے اون احکام نے جن سے وہ لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی غلام ہوگئے تھے بطور لونڈی غلام کے تسلیم کیے گئے اور متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے اس تقریر سے مجتہد دہر کی تقریر سابقہ صاف باطل ہوگئی اور ظاہر ہوگیا کہ سبب اجماع یہی احکام مذہبی منصوصہ قرآن و حدیث ہین اور اجماع امت بسبب انہین احکام کے ایسا منعقد ہوا کہ رقیت بلا قید زمان کے عموماً شرعاً جائز ہی اور احکام منصوصہ مخصوص کسی زمانہ کے ساتھہ نہین ہین پس جو شخص کہ مدعی خصوصیت احکام مذکورہ کا ساتھہ زمانہ بدو اسلام کے ہی ہر آئینہ مخالف جماعت و اجماع کے ہی اور قول اوسکا بسبب مخالفت اجماع ہر آئینہ مردود ہی

قال اخیر غزوات مین آیت من و فدا نازل ہوئی **اقول** یہ بات غیر مسلم ہی کہ اخیر غزوات مین نازل

ہوئی اسقدر تحریر طویل مجتہد عصر نے کی مگر اب تک اوسکے اثبات پر کوئی دلیل شرعی بجز توہمات و
تخیلات فاسدہ کے پیش نہین کی مگر تسلیماً اسکی بھی ہم یہ کہتے ہین کہ پھر بھی تو اسارے کا لونڈی و غلام
بنانا پیغمبر صلعم نے جائز رکھا اور قتل بھی جائز رکھا چنانچہ ہوازن کے ایک آدمی کو پکڑوا کر قتل کرادیا
اور ذریات مین سے خمس آپ لیا اور باقی کو اصحاب پر تقسیم کردیا اور خمس مین سے ایک یا دو لڑکیان
عمر بن خطابؓ کو عطا فرمائین اور غزوہ اوطاس مین جسقدر سبایا غنیمت مین آئین اونکو اصحاب
کو بانٹ دیا چنانچہ یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ہمنے ثابت کردیے ہین پس بعد اس آیت کے بھی حکم
جواز رقیت مین بعہد جناب رسالت مآب صلعم کچھ فرق نہ آیا اور بدستور بموجب فرمان پیغمبر صلعم
کے جاری و نافذ رہا **قال** اوس آیت مین بھی قیدیون کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوئے **اقول**
مین احکام محصورہ کو نہین سمجھا آیا یہ کوئی قسم احکام کی ہے جیسا منصوصہ اور مفسرہ اور محکمہ
اور ظاہرہ یا کچھ اور اس سے آپکی کیا مراد ہے عنایت فرماکر اسکی شرح فرما دیجیے **قال** اور لونڈی
و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا **اقول** ہرگاہ کہ بقول مجتہد کے
رسم غلامی رسم قدیم تھی اور اوسکے متروک ہوجانیکا کسیکو خیال بھی نتھا اور احکام قرآن و احادیث
و افعال پیغمبر صلعم سے زیادہ تر استحکام اوسکا ہوگیا تھا پس مقتضای بلاغت قرآن اور مقتضای
حال تو یہ تھا کہ اوسکے ترک اور ممانعت کا حکم بہت تصریح سے بالفاظ صریح بہت ہی تاکید کے
ساتھ نافذ ہوتا جسطرح حکم حرمت خمر و ربا نافذ ہوا ہے نہ یہ کہ بالفاظ غیر صریح مجملہ خفیہ سے اور گو
کہ احکام جواز رقیت ایسی نصوص اور مفسر اور صاف جواز رقیت پر دلالت کرتی ہین کہ اونمین
کسی زبان دان کو شک و شبہ نہین ہے پس خالی اس سے نہین کہ وہ احکام دالہ اوپر جواز رقیت کے
منسوخ ہوگئی یا بدستور باقی ہین اگر بدستور باقی ہین تو دعوی بطلان کا باطل ہے اور اگر منسوخ
ہوگئی تو یہ آیت اونکی ناسخ ٹھہری اور چونکہ آپ خود مقر ہین کہ ابطال استرقاق بالفاظ صریح نہین
پس وہ آیت کسطرح ناسخ احکام منصوصہ مفسرہ کے جو ایسے صریح ہین کہ اونکی صراحت مین آپ
کو بھی شبہ نہین ہے اور اونھین احکام کی بنا پر آپ بھی مقر ہین کہ ابتدا سے اسلام مین

رقیت اسلام مین بھی تسلیم کی گئی نہین ہو سکتی کیونکہ جو احکام مفسر اور بہت صاف ہین وہ کسی دلیل
مجمل اور خفی سے منسوخ نہین ہو سکتے اب رہا حصر سو اوسکا بھی یہ حال کہ کوئی لفظ اوس آیت مین
ایسا نہین کہ حصر پر دلالت کرتا ہو اگر آپ یہ کہین کہ کلمہ اِنَّمَا واسطے حصر کے ہی تو ہم کہینگے کہ غلط
بات ہی ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہی کہ وہ مادّہ مانعۃ الجمع مین بھی جیسا کہ یہان ہی مستعمل ہوتا ہی اور دیگر
معانی مین بھی سوا حصر کے مستعمل ہی پس ادعا حصر بلا دلیل باطل ہی اگر آپ کہین کہ فخر رازی نے
لکھا ہی کہ اما و انما واسطے حصر کے ہی تو ہم کہینگے کہ لغت عرب مین جیسے آپ ویسے فخر رازی فرق
اتنا ہی ہی کہ وہ بلدہ رے عراق عجم کے ہین آپ بلدہ دہلی ہندوستان کے ہین کسی عرب عرباء کا
قول سند لائیے یا کسی نحوی یا عالم اللغت کے قول سے استدلال فرمائیے اور ہرگاہ اہل حجاز قریش
اور دیگر عرب عرباء نے کلمہ انما کو مفید حصر نہین سمجھا تو بالیقین جاننا چاہیے کہ وہ کلمہ ہرگز واسطے
حصر کے نہین اگر واقع مین وہ کلمہ مخصوص واسطے حصر کے ہوتا تو اہل زبان کہ جنکی زبان مین قرآن
نازل ہوا ہی بلا شک ایسا ہی سمجھتے اور بمقتضا حصر کے عمل فرماتے اور اوپر جواز استرقاق کے بلا قید زمان
اجماع نہ کرتے بھلا اورون کا تو مذکور ہی کیا ہی خود صاحب وحی نے بھی کہ جنسے زیادہ کوئی قرآن کو
نہین سمجھتا انما کو اس آیت مین مفید حصر نہین سمجھا اگر ایسا سمجھتے تو اسارے ہوازن اور اوطاس
وغیرہما کو کیون رقیق بنا لیتے اور بعض ہوازن کو کیون قتل کرا دیتے **قال** بعد نزول اس آیت کے
جناب رسول خدا صلعم اگرچہ تمام اسارے پر من و فدا کیا الا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا
تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا **اقول** سراسر جھوٹھ بات ہی اسارے مذکور کو فدیہ لیکر
چھوڑا تھا اوسی حکم صریح ممانعت کا نافذ ہوا اور پھر کسی محارب مقاتل کو نہ فدیہ لیکر چھوڑا نہ احسان
رکھکر بلا فدیہ چھوڑا چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی اور مجتہد عصر جو یہ فرماتے ہین خیال حصر موجودہ
آیت پر نہوا تکذیب اس قول کی خود اونہین کے قول سے جو بیان جنگ بنی جذیمہ مین فرمایا ہی ظاہر ہی
اوس قول سے ظاہر ہی کہ اکثر اصحاب کو اس پر اچھی طرح علم تھا اور اچھی طرح یہ معنی آیت کے سمجھے تھے علاوہ اسکے
ہم کہتے ہین کہ خیال حصر کے کیا معنی برخلاف حصر ہمیشہ عمل مین آتا رہا یہ قضیہ شرطیہ جناب مجتہد دہر کا

کہ (جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا) عجیب
قضیہ قابل تماشا ہی کہ مقدم کو تالی کسیطرح جبر لازم نہین یعنی ہونا عمل کا اوپر قتل و استرقاق و من و فداد
کے قبل از نزول آیت عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز کے درمیان من و فدا کے مستلزم اسکا
ہرگز ہرگز نہین کہ عدم جواز قتل و استرقاق اور حصر جواز من و فدا پر خیال ہووے دیکھو قبل از نزول آیات
تجدید نکاح و منع جمع بین الاختین کے عمل اوپر ازدواج ما فوق الاربع اور ما دون الاربع اور جمع
بین الاختین اور عدم جمع پر ہوتا تھا اگر عمل سابقہ موجب عدم لحاظ ہوتا تو لازم آتا کہ جسطرح بقول
مجتہد آیت من و فدا مین خیال حصر پر نہوا ایسی ہی ان آیات مین تحریم ما فوق الاربع اور تحریم جمع
بین الاختین پر بھی خیال نہوتا و اللازم باطل فالملزوم مثلہ غرضکہ سب قضیہ لائل مجتہد دہر کے
تمامتر وہمیات برخلاف ضوابط علوم اصول میزان و مناظرہ کے ور سب ہیچ و پوچ ہین پھر ہم
یہ دریافت کرتے ہین کہ حصر پر کسکو خیال نہوا آیا پیغمبر صلعم کو نہوا آیا اصحاب کو نہوا اگر پیغمبر صلعم کو خیال
نہوا تو صاف ثابت ہوا کہ واقع مین ادعائے حصر غلط اور خلاف مراد صاحب وحی کے ہی اور اگر اصحاب
کو خیال نہوا تو پیغمبر صلعم نے کیون خیال نہ کرایا اور کیون خیال نہوا کیا تبلیغ اوس آیت کی باعلان
تمام مثل تبلیغ دیگر آیات قرآن کے نہ فرمائی گئی تھی اور تعمیل حکم یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا
اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ کی کچھ بھی نہین کی گئی دیکھو تو علمائے
علم معانی و بیان اس آیت کی تفسیر مین کس خوبی کے ساتھ مین کلمات آیت سے اس بات کو ثابت
فرماتے ہین کہ پیغمبر خدا صلعم نے ذرا سی بات کی تبلیغ مین بھی کسیطرح کی غفلت نہین کی اور جو احکام نازل ہوئے
اونکا ایسا اعلان کیا کہ کسیطرح کا شک و شبہہ تبلیغ مین نرہا چنانچہ بتائید اوسکے بخاری روایت
کرتے ہین عن عایشۃ قالت من حدّثک ان محمداً علیہ السلام کتم شیئاً مما انزل علیہ
فقد کذب وھو یقول یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ عایشہ رض
فرماتی ہین کہ جسنے یہ بات تجسے کہی کہ محمد علیہ السلام نے اوس مین سے جو خدا نے اوسپر اوتاری ہی کچھ
بھی چھپایا تو اوسنے جھوٹھ بولا شان یہ ہی کہ خدا فرماتا ہی اے رسول اچھی طرح سے پہونچا دو لوگون کو کل

اوس چیز کو جو تجھپر اوتری ہی تیرے پروردگار کیطرف سے اور اگر ایسا نکیا تو تو نے اوسکی پیغمبری کی کچھ
بھی تبلیغ نکی اور اگر درحقیقت تبلیغ کامل ہو گئی تھی تو باوجود سمجھ لینے حکم اور تبلیغ کامل کے کیا وجہ
تھی کہ کسیکو بھی خیال نہوا پانچ حال سے خالی نہین کہ یا کلمہ انما کا ازروے لغت عرب کے مفید حصر نہین
یا مفید باب حصر کے اوسمین کچھہ اجمال ہی یا یہ کہ حکم حصر وجوبی نہین یا یہ کہ دیدہ و دانستہ اوس حکم کی تعمیل نہین
کی یا یہ کہ وہ معنی انما سے واقف نتھے صورت خامسہ تو نہایت مستبعد ہی بلکہ ممتنع ہی کیونکہ اصحاب
پیغمبر صلعم خاص عرب تھے اور اونمین اکثر لوگ قریش تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی فانما
یسرناہ بلسانک الآیہ صورت رابعہ کے قائل کو ہم سخت بددین اور ملحد سمجھتے ہین اور واقع
مین انکا قایل ایسا ہی ہی کہ پیغمبر صلعم اور جملہ اصحاب کبار اور خیار امت کو جنکا خیر القرون ہونا بخبر
مخبر صادق ثابت ہو چکا ہی اونکو فاسق اور شر القرون کہتا ہی صورت ثالثہ ہمارے مفید ہی اور صورت
ثانیہ بھی ہمارے مدعا کی مفید ہی کیونکہ درصورت اجمال کے اصحاب رضوان اللہ علیہم پر یہی امر واجب تھا
کہ اوس اجمال کی تفسیر بیان قولی یا فعلی صاحب وحی علیہ السلام سے دریافت کرتے اور چونکہ بیان فعلی
واقعہ ہوازن اور اوطاس وغیرہ سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ انما واسطے حصر کے نہین تو جواز استرقاق
پر جو اونھون نے عمل فرمایا ہی آئینہ عمل اونکا مطابق آیہ مفسرہ کے ہوا صورت اولی عین مدعا ہمارا ہی
قال اور اوسکے بعد قلیل زمانے مین رسول خدا صلعم نے رحلت فرمائی اقول اگر قلت اضافی مراد ہی تو ابتداے
انتہا تک خود زمانہ دنیا ہی قلیل اور چند روز ہی اور اگر فی نفسہ اوس زمانہ کو دیکھیے کہ جس روز سے آپ دعوی
تحقیق ثابت نزول آیت کا کرتے ہین تا روز وفات پیغمبر صلعم کتنا ہی تو دو برس اور چار مہینے ہوتے ہین
یہ کچھ زمانہ قلیل نتھا مدت مدید مین تو بارہا سورہ محمد صلعم نماز مین اور تلاوت مین اصحاب پیغمبر صلعم نے سنی
اور پڑھی بھی ہو گی اور چونکہ یہ آیت بنسبت ایک امر اہم متعلق جہاد کے نازل ہوئی تھی اور اس عرصہ مین
بہت سے سرایا اور بعوث حضرت نے جہاد کے واسطے بھیجے ممکن نتھا کہ اس حکم سے جو منجملہ امور اہمہ متعلقہ
جہاد کے تھا سرایا اور بعوث اور امیران لشکر کو اطلاع نہ دی ہو اسکے بعد جو احکام نازل ہوئے ہین اونکی تو
بہت اعلان کے ساتھہ منادی فرمائی گئی احکام سورہ برات کے واسطے ابو بکر صدیق رض اور علی مرتضی رض اور

مامور ہوئے کہ عین بروز حج اوسکی منادی کرادین طواف عریان کی ممانعت کی بھی ایسی ہی منادی
کرائی گئی بڑا تعجب ہے کہ صرف یہی ایک حکم باوجودیکہ احکام سورہ برأۃ سے اور اور چند احکام سے پیشتر نازل
ہو چکا تھا اعلان و تبلیغ سے باقی رہگیا اور احکام مابعد کے اعلان مین زمانہ قرب وفات کچھہ موثر نہوا
صرف اسی حکم مین موثر ہوگیا علاوہ بران حضرت نے اگر رحلت فرمائی آیت تو قرآن مین موجود تھی وہ
تو نہین اوٹھہ گئی تھی بڑا تعجب ہے کہ کسی صحابی سے نہ حضرت کی حیات مین اوسکو پڑھا نہ بعد وفات کے
پڑھا اور اگر کسی صحابی کو بھی اوسکی اطلاع تھی اور کسیکی تلاوت مین وہ نہین تھی تو وہ متواتر نہ ہوئی
اور جب متواتر نہوئی تو قرآن ہونا بھی اوسکا باطل ہوگیا خلاصہ مدعا یہ ہے کہ یہ آیت متواتر ہے یا نہین
اگر متواتر ہے تو صدہا صحابیوں کا علم اوسپر ضرور ہے اور اگر متواتر نہین تو جزو قرآن نہین بر شق اول
جو باوجود شہرت تامہ اور تواتر عامہ کے کہ زبان زبان و دہان دہان تھی عمل اوسپر صحابہ کا نہوا تو باعث
اوسکا وہی وجوہ خمسہ ہین جو ہمنے لکھین ہین یا اور کچھہ اگر اور کچھہ ہے تو بیان کیجیے اور جو کوئی وجہ
اونھین وجوہ خمسہ سے ہے تو بیان اوسکا اوپر گذر گیا **قال** صحابہ کے سمجھنے مین اوسپر خیال نہوا جو وجہ
مذکورہ بالا کچھہ تعجب کی بات نہین ہے **اقول** کوئی وجہ ایسی کہ باعث زوال تعجب ہو آپ نے
بیان نہین فرمائی بعد تحریر چند کلمات لایعنی کے ایک دھوکے کی بات یہ لکھدی کہ کچھہ تعجب
کی بات نہین دیکھہ لو وجوہ خمسہ مرقومہ بالا کو اوسکے بعد رفع تعجب و استبعاد کے کوئی وجہ
معقول پیش کرو ورنہ ایسے لغویات آپکے تو کوئی صاحب عقل پسند نکریگا **قال** شراب کی حرمت
نازل ہونیکے بعد کوئی نہین سمجھا تھا کہ شراب حرام ہوگئی ہے یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت
نازل ہوئی **اقول** سراسر افترا اور کذب بہتان صریح ہے حرمت کی یہی ایک آیت ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ
وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ الی قولہ تعالیٰ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ
اسکے بعد یہ ہوا کہ تمام مدینہ مین منادی حرمت کی کرادی گئی اور بیع خمر اور تداوی بالخمر حرام
کردی گئی اور خمر جو جسکے پاس تھی پھنکوادی گئی یہانتک کہ اوسکے سرکا بنانے کی بھی اجازت ندی گئی
برتن شراب کے جو معمولی تھے اونکے استعمال کی بھی ممانعت فرمائی گئی اوسکے پینے والے پر

NOT TO BE ISSUED

حکم اجرا حد کا نافذ ہوا اصحاب مین ایسا کوئی نہ تھا کہ جسنے حکم حرمت نہ سمجھا ہو آیت تحریم سے پہلے کی آیت وہ ہی جو سورہ نسا مین ہی چنانچہ یہ بات حدیث ابوداود سے ثابت ہی اور وہ آیت یہ ہی یا ایھا الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون ای مومنو پاس نجاؤ نماز کے اوس حال مین کہ تم نشہ مین ہو جب تک کہ سمجھنے لگو اوس بات کو جو تم کہتے ہو دیکھو اس سے کچھہ حرمت خمر کی ثابت نہین ہوتی صرف حکم ہی کہ جب تک نشہ مین ہو تب تک نماز کو نہ آؤ اور حد تو پیغمبر صلعم نے کچھہ ممانعت فرمائی تھی چنانچہ بعض اصحاب پیتے تھے اور حضرت صلعم کو بھی اوسکی اطلاع تھی اگر ممنوع و حرام ہوئی ہوتی تو بیشک پیغمبر صلعم اونکا تدارک کرتے اور جسطرح بعد نزول آیت تحریم کے منادی تشدد فرمایا پہلے ہی ایسا تشدد اور منادی کرتے البتہ یہ مقدر بیشک ہی کہ پیغمبر ایسی ایسی چیزون کو کہ جنسے عقل مین فتور و فساد آجاتا ہی اور موجب غفلت مین ہمیشہ محترز رہے ہین اور گو کہ اورون کے حق مین قبل از تحریم مباح سمجھتے تھے پھر بھی مکروہ جانتے تھے مگر قبل نزول آیت تحریم حکم تحریم کا نہین دیا اگر بطور فرض محال ہم بھی فرض کرین کہ پہلے کسی آیت مین وہ حرام ہوئی تھی اور بسبب کسی قسم کے اجمال کے کسینے حرمت اوسکی نہین سمجھی تھی اور یہ محتاج بیان کی رہی اور جب بیان اوسکا آیت ثانیہ سے ہو گیا تو وہ آیت بھی مفسر ہو گئی یہ باتین ہمارے مدعا کے موافق ہین نہ مجتہد صاحب کے کیونکہ انکی نظر مین یہ بات ثابت ہوئی کہ آیت من وفدا در باب وجوب من و فدا کے مجمل ہی جسطرح آیت تحریم خمر مجمل تھی اور محتاج بیان کی ہی اب دیکھا جاوے کہ بیان اوسکا قولاً یا فعلاً شارع علیہ السلام کیطرف سے ہوا جیسا کہ بیان آیت تحریم خمر کا ہو گیا یا نہوا اگر نہوا تو متشابہات مین داخل رہی اور عمل اوس پر متعذر ہو گیا اور اگر بیان ہو گیا ہی تو مفسر ہو گئی سو ہم دعوی کرتے ہین کہ از روی بیان فعلی کے واقعہ ہوازن اور اوطاس او ربنی قریظہ و خیبر وغیرہا کے بیان اوسکا ہو گیا اور من وفدا واجب نٹھہرا اسلیے کوئی بیان ایسا کہ جس سے وجوب من وفدا ثابت ہوتا ہو ثابت نہین کیا پس یہ نظیر آپکی ہمارے موافق مدعا ہی نہ آپکے ہم اسکا انکار نہین کرتے کہ کوئی کلام ایسا ہو جسکو اہل زبان نے خوب سمجھا ہو مگر اہل زبان کے سمجھنے سکنے کے واسطے کوئی امر مانع فہم لغت ہو ہم آئندہ ضرور ہی دیکھو وجوہ خمسہ مطرحہ صدر

قال بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر ابتدا عہد خلافت حضرت عمر تک بیع ہوتی رہی

اقول اس سے آپکا مدعا ثابت نہین ہو سکتا آپکا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ جب صحابہ کا اجماع حضرت عمر رض

کی خلافت تک اسپر ہوتا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور چونکہ اجماع صحابہ کا اسپر کبھی نہین ہوا بلکہ دو مین آدمی کا یہ گمان تھا کہ بیع امہات اولاد جائز ہی اور اون تک وہ حکم تحریم نہین پہونچا تھا اور اور صحابہ سب اوس حکم سے مطلع ہو گئے تھے پس ناواقفیت دو تین آدمی کی منجملہ ہزارون آدمیون کے کچھ مستبعد نہین برخلاف مانحن فیہ کے کہ خود باعتراف آپکے کوئی بھی قائل وجوب من وفدا کا نہین ہوا علاوہ بران وہ خبر جسمین ممانعت امہات الاولاد کی ہی متواتر نہین بلکہ خبر مشہور بھی نہین ہی پس بحالت عدم تواتر کے ناواقفیت دو تین یا دس بیس کے منجملہ ہزارون کے کچھ مستبعد نہین مگر چونکہ آیت من وفدا متواتر ہی اوس سے ناواقفی جملہ اصحاب پیغمبر صلعم کی بالبدیہہ باطل ہی **قال** متعہ کے غیر ممنوع ہونیکے پر متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی مرتضی رض کو بھی خیال تھا **اقول** کلام اسمین بعینہ وہی کلام ہی جو بیع امہات الاولاد مین گذرا مگر یہ بات غلط ہی کہ حضرت علی رض کو بھی خیال تھا کیونکہ بخاری اور مسلم اور موطا مین راوی حدیث متعہ کے خود جناب علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہی ہین اور کتب احادیث اثنا عشریہ مین بھی روایت حرمت متعہ کی خود اونھین عالی جناب سے ہی گو کہ وہ کسی طرز پر محمول ہو اور یہ مسئلہ تو کسی طرح بھی نظیر ناواقفی مسئلہ مانحن فیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ ابتک اس مسئلہ مین علماء اسلام کا اختلاف باقی ہی ایک فریق اوسکو جائز دوسرا فریق ناجائز کہتا ہی اور اوس مسئلے پر انعقاد اجماع صحابہ مین بھی باہم کلام ہی **قال** خلفاے راشدین کے زمانے مین اسپر خیال نہونیکا یہ بھی سبب ہوا کہ اونکے وقت مین اس مسئلے پر بحث ہونیکا بہت کم موقع ملا **اقول** اول تو دعوی نہ خیال ہونیکا ہی باطل ہی اوسپر مجتہد صاحب کے پاس کیا دلیل ہی جب برابر حکم استرقاق جاری رہا تو نہ خیال ہونا مجتہد صاحب کا خیال باطل ہی ثانیاً نملنے موقع کا دعوا بھی سراسر باطل ہی موقع بحث کا احکام متعلق جہاد مین جس وقت غلبہ جہاد سے جو خلفاے راشدین کے ہی وقت مین تھا کونسا زیادہ ہو سکتا ہی اگر آیت من وفدا کا مطلب موافق خیال باطل مجتہد کے ہوتا تو بیشک و شبہہ وہی وقت تھا کہ اوس وقت مین اوسپر بحث واقع ہوتی اوس سے زیادہ ضرورت بحث کا وقت ابتک تو کوئی بھی پیش نہین آیا ثالثاً اسیران بنی حنیفہ کے بحث مین خود اقرار کرتے ہین کہ بہت سے صحابہ آیت من وفدا سے واقف تھے اور اسی سبب سے اونھون نے قتل اسیرن سے انکار کیا تھا مین حیران ہون کہ بیان برخلاف اسکے دعوی خیال نہونے کا کس زبان و دہان سے فرماتے ہین لیس ظاہر ہوا

کہ یہ سب مغالطہ مجتہد کا تقلید گمراہوں کے ہے وبس **قال** حضرت ابوبکر صدیق رضی کی خلافت مرتدین کے مطیع
کرنے مین ختم ہوگئی **اقول** جھوٹھی بات اور سراسر افترا ہے مرتدین سے گو زور معاملہ رہا فتوح شام اور جہاد دین
و بلاد دمشق و بعض بلاد روم بہ سپہ سالاری خالد بن ولید کس کی خلافت مین ظہور مین آئی ماشاء اللہ جناب
مجتہد عصر کو جیسا اور علوم مین زیادہ تر دخل ہے علم تاریخ و سیر مین بھی اوس سے کچھ کم نہین علاوہ بران مصروف
رہنا بطرف مرتدین کے مانع اسکا نہین کہ احکام قرآن کے اجرا سے غفلت کی جاوے اور اونکو صفحہ خیال سے
بھی محو کر دیا جاوے آخر ہزارون احکام شریعت کے جاری کیے جاتے تھے تعجب ہے کہ صرف اسی ایک حکم کی اجرا مین
ابوبکر صدیق رض اور جمیع صحابہ کو غفلت ہوگئی **قال** اور حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کے زمانے مین دار الخلافت
سے بہت دور دور کے فاصلے پر لڑائیان ہوئین **اقول** اس سے عدم توجہی یا نہ ملنا موقع بحث کا آیت من و
فدا پر کسطرح پر لازم آیا سنن و مستحبات پر تو صدہا مسائل مین بحث کا موقع ملتا رہا کیا وجہ تھی کہ صرف
اسی ایک امر اہم کی نسبت کسی بات کا موقع نملا اور برخلاف اوسکے عمل فرماتے رہے ایسے خلیفہ نامی کہ
جاری کرنا اونکا احکام قرآن کو بشدت و کد و جہد عالم مین معروف و مشہور ہے کسطرح پر روادار جاری
رہنے ایک امر نامشروع کے جو قرآن سے ممنوع ہے ہوئے **قال** حضرت علی مرتضی رض کی خلافت آپسکے جھگڑے
مین انجام ہوئی **اقول** شاید مجتہد عصر کے ذہن مین یہ ہو کہ تمام مدت خلافت مین کبھی اونھون نے
ختم قرآن نہ فرمایا اور پہلے اوس سے جو قرآن پڑھا تھا یا سنا تھا وہ بھی اون جھگڑے مین بھول گئے کہ آیت
قرآنی خیال مین بھی نرہی **قال** امام حسن علیہ السلام کی خلافت تو آفتاب یوم باران کے مانند تھی
اقول جناب مجتہد صاحب آپکی ان وجوہ فاسدہ سے تو یہ بات لازم آئی کہ موقع توجہ کا صرف اس آیت
کی طرف متعذر یا محال ہے لڑائی جھگڑے بھی مانع توجہ کے ہین خالی بیٹھنا بھی مانع توجہ ہے جہاد اوپر مرتدین
اور کفار بلاد عرب کے بھی مانع ہے بلاد بعیدہ پر جہاد کے لیے لشکر بھیجنا بھی مانع توجہ ہے تھوڑے دنون کی
خلافت بھی مانع ہے بہت دنون تک کی خلافت بھی مانع ہے ایک **حکایت** ایک نیل گو دھونے
والے کی کہ صورت شیر کی اپنے جسم پر گدوانا چاہتا تھا آپکے اس بھی نہین اور وہ بھی نہین پر یاد آئی ہے
کہ لکھتا ہون **مثنوی** این حکایت بشنو از صاحب بیان — در طریق و عادت قزوینیان

بر تن و دست و کتفها بیدرنگ
هین بزن از صورت شیر و پلنگ
بر چنان صورت بیاپی بی گزند

از سر سوزن کبودیها زنند
سوی دلاکی بشد قزوینیی
که کبودم زن بکن شیرینیی

گفت چه صورت زنم ای پهلوان
گفت بر زن صورت شیر ژیان
طالعم شیرست نقش شیر زن

جهد کن رنگ کبودی شیر زن
گفت بر چه موضعت صورت زنم
گفت بر شانه گهم زن آن رقم

چونکه او سوزن فرو بردن گرفت
درد آن در شانه گه مسکن گرفت
پهلوان در ناله آمد کای سنی

مر مرا کشتی چه صورت میزنی
گفت آخر شیر فرمودی مرا
گفت از چه عضو کردی ابتدا

گفت از دمگاه آغازیده ام
گفت دم بگذار ای دو دیده ام
از دم و دمگاه شیرم دم گرفت

دمگه او دمگهم محکم گرفت
شیر بیدم باش گو ای شیرساز
که دلم سستی گرفت از زخم گاز

جانب دیگر گرفت آن شخص زخم
بیمحابا و مواسای و رحم
بانگ کرد او کین چه اندامست ازو

گفت این گوشست ای مرد نکو
گفت تا گوشش نباشد ای حکیم
گوش را بگذار و کوته کن کلام

جانب دیگر خلش آغاز کرد
باز قزوینی فغان را ساز کرد
کین سوم جانب چه اندامست نیز

گفت اینست اشکم شیر ای عزیز
گفت تا اشکم نباشد شیر را
گشت افزون درد کم زن زخمها

خیره شد دلاک و بس حیران بماند
تا بدیر انگشت در دندان بماند
بر زمین زد سوزن از خشم اوستاد

گفت در عالم کسی را این فتاد
شیر بی گوش و دم و اشکم که دید
اینچنین شیری خدا خود نافرید

چون نداری طاقت سوزن زدن
از چنین شیر ژیان پس دم مزن
جناب مجتهد صاحب قبلہ پانچ

صحابیون کی نسبت تو آپنے عذرات بدتر از گناہ پیش کیے مگر ہزارون مرد اور ہزارون عورت کہ جنمین بڑے بڑے فقیہ اور فقیہہ تھین اُنکے خیال کرنیکا کیا عذر ہی ذری ذری سی باتون پر ایک ایک عورت خلفاے عہد سے مسئلہ شرعیہ مین خوب جھگڑتی تھی باہم مسائل شرعیہ اور استنباط قرآن پر بہت گفتگو رہتی تھی اگر اس آیت مین انما مفید معنی حصر تھا تو کیا وجہ ہی کہ اورون نے بھی جواز مسئلہ استغراق پر کہ بڑی دھوم دھام جاری تھا اعتراض پیش کیا اورون کی طرف سے بھی تو کچھ عذر پیش کیجیے عبد اللہ بن عمر رضی اور دیگر صحابہ کہ جنکی نسبت در بیان جنگ بنی جذیمہ آپ بھی فرماتے ہین کہ وہ نزول آیت من وقت اسے واقف تھے انہین کا

خلاف ثابت کر دیجیے حالانکہ وہی خود راوی ہین اوس حدیث کے جسمین بحث دیے جانے چھوکریون کی خمس مین سے منجملہ غنیمت ہوازن کے اوپر گذر گئی ہی علاوہ برین اوس زمانہ مین موالی بہت قرآن کے پڑھنے والے تھے اور اونمین اکثر تو ایسے ایسے فقیہ تھے کہ فقاہت اونکی مسلم الثبوت ہی بھلا احرار کو کچھہ توجہ بسبب خودغرضی کے نہوئی تو نہوئی موالی کا اس آیت کیطرف متوجہ نہونا اور بربنا اس آیت کے دعوی اونکا نکرنا نہایت مستبعد اور خلاف قیاس ہی صاف ظاہر ہی کہ تقلید گمراہون کی آپکو گمراہی مین ڈال رہی ہی جیسا وہ لوگ اپنی نادانی سے تجویز کرتے ہین اونکی تجویز پر آپ ازراہ تقلید محض کے ایمان لا کر مستعد اسکے ہوتے ہین کہ شرع کو تابع اونکے گمراہیون کا کیا جاوے مگر علی رغم الف مبطلان یہ کبھی نہوسکیگا وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ۝ اگر تابع ہوتا حق اونکی خواہشونکا تو البتہ فاسد ہوجاتے آسمان و زمین اور جو کچھہ اونمین ہی بلکہ دیا ہمنے اونکو ذکر اونکا پس وہی اپنے ذکر سے روگردانی کرنے والے ہین **قال** یہ بڑی قوی اسباب تھے جنکے سبب سے آیت من و فدا کا حصر خیال سے خارج رہا **اقول** جھوٹھی باتین بنا کر یہ کہدینا کہ یہ بڑے قوی اسباب تھے الخ بجز دہوکے کے کچھہ مفید نہین جسقدر آپنے باتین گھڑین انمین ایک نے اتفاق ال بھی نہتھی کہ صلاحیت نسبت عدم توجہی کے بطرف حصر کے رکھے چہ جاے آنکہ اوسکو سبب قوی ٹھہرایا جاوے اور جناب اسباب صرف پانچ ہی آدمیون کی نسبت آپنے بیان کیے اور اونکی نسبت تو کچھہ بھی سبب عذرات آپنے پیش نہین کیے لپس اس سے تو احتجاج مین ہمارے خلل نہین پڑ سکتا اور نسبت اون پانچون کے بھی قطع نظر اور امور کے ہم یہ کہتے ہین کہ اسمین خیال اور توجہ کی ضرورت بھی کیا تھی جب ایک لفظ صاف و صریح ایک معنی کے دلالت کرتا ہی تو زبان دان جسوقت اوسکو سُنیگا یا پڑھیگا بجرد پڑھنے یا سُننے کے اوسکا ذہن اون معانی کیطرف انتقال کریگا اسمین کچھہ فکر اور مزید توجہ اور خیال کی ضرورت بھی کیا ہی آیا کچھہ انما کے افادہ حصر مین خفا ہی کہ اہل زبان اوسکو بمعنی حصر بغیر توجہ تام اور انضمام دیگر قرائن اور لحوق بیان شارع کے نہین سمجھہ سکتے تھے یا آپکے ذہن مین یہ ہی کہ یہ پانچون آدمی تیس برس کے عرصے مین تمام قرآن کے معنی سمجھنے سے بسبب اسباب خمسہ مذکورہ قاصر ہوگئے تھے کیونکہ اسباب خمسہ مذکورہ تو کچھہ مخصوص لفظ انما ہی کے واسطے نتھے اگر تھے تو جمیع الفاظ کے واسطے تھے

اور تھے تو کسیکے واسطے بھی تھے پس لازم آتا ہی کہ اونکو معنی لا اور الا پر بھی جو کلمہ لا الہ الا اللہ مین ہیں اون
تیس برس مین بسبب اسباب قویہ کے خیال نرہا ہوگا علی ہذا القیاس جج کوئی اونسے کچھ بات کہتا ہوگا تو اوسپر
بھی بسبب اسباب قویۂ مذکورہ کے کچھ خیال نکرتے ہونگے فیصل قضایا بھی بدون خیال کرنے کے الفاظ دعوے
اور جواب دعوے و شہادت پر فرمایا کرتے ہونگے کیونکہ اسباب قویۂ مذکورہ کو کچھ خصوصیت کلمات قرآن سے نہین
ہی اگر موثر ہین تو سب کلمات مین موثر ہین اور نہین تو نہین الغرض اوس خیر القرون مین بڑا ہی اندھیر حکومت اسلام
مین بقول اہل ہند ہر بوم کا راج ہو رہا ہوگا اور وہان زیادہ تر تو کیفیت قابل تماشا کے یہ ہوگی کہ مدعی و مدعا علیہ
اور گواہ بھی تو اوسی زمرۂ خیال نکرنے والون مین ہی محسوب ہونگے پس ایک عجیب کیفیت عرب و عجم مین صحابۂ کبار کی
ہوگی اور اسباب قویہ بیشبہ مجتہد عقلمند کی کیا بہار غفلت کی ہوگی کہ نہ دکھا رہے ہونگے واہ جناب مجتہد
صاحب خوب تعظیم کی اصحاب کبار اور خیر القرون اور خلافت خلفاء عدل کی آپ سے دوست کے ہوتے دشمن کی
تو کچھ حاجت نہین یہان تک تو جناب مجتہد صاحب کے بیان سے خیر القرون کی مناقب اور خوبیان اور عدم
توجہی بطرف کتاب اللہ کے ظاہر ہوئی آگے وہی متوجہ ہوئے بطرف قرن ثم الذین یلونہم چنانچہ فرماتے ہین **قال**
اوس زمانے کے بعد لوگونکی توجہ اس بات پر زیادہ تر تھی کہ اوس زمانے کے واقعات کو جہان تک
ہو سکے دلائل سے قوی کرین اسلیے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگین اور مجبوری آیت منّ و فدا کو منسوخ
بتانے لگے **اقول** خلاصہ اس تقریر کا یہ ہوا کہ زمانۂ پیغمبر صلعم مین تو تبلیغ اس حکم کی ہوئی جیسے کہ اور احکام
کی ہوتی تھی اور زمانۂ صحابہ مین جواز غلامی کا باعث غفلت اصحاب پیغمبر صلعم کی ہوئی زمانۂ تابعین مین دیدہ
و دانستہ کمر محکم اوپر ابطال حق کے باندھی گئی اور جب کوئی اور بات نہ بن آئی تو کتاب اللہ کی آیت
محکم کو ایسے ہوائے نفسانی کے سبب منسوخ ٹھہرایا گیا غرضکہ پیغمبر صلعم کے عہد سے ہی اس آیت کا یہ حال رہا
کہ درجہ بدرجہ اوسپر ظلم برابر ہوتا رہا اور اوسکی سبب مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوتے رہے پیغمبر صلعم نے تو تبلیغ اسکی
جیسی اونپر فرض تھی ویسی نکی اور مرتکب مخالفت يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ
رَبِّكَ ط کے ہوئے صحابہ نے بکمال غفلت اوسمین کی اور مصداق وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غَافِلُونَ ۝
اور بَلْ أَتَيْنَاهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ۝ کے ہوئے تابعین نے تو یہ قہر کیا

کہ علم محکم اور نص صریح کو اپنی ہوی اور باطل کی تائید کے لیے منسوخ ٹھہرا دیا چہ انبا شد ۵ بر نہیم بر فیہ کہ سلطان تم رواد
زنند لشکر پا لنش ہزار مرغ بسیخ ٭ پس کوئی قرن قرون ثلاثہ سے ایسا نہ رہا کہ مجتہد صاحب کی طعن سے بچ رہا ہو
اور درجہ بدرجہ پیغمبر صلعم کے تیسری قرن تک مجتہد دہر نے سب ہی پر کنایۃً و اشارۃً و صراحۃً طعنہ و تشنیع دیا و امرہ
الی اللہ ہمکو کچھ اسکا شکوہ نہین حسب وہ نہون نے خود خدا تعالی کو بھی تقلید و خوشامد گمراہون کے مطعون کیا
کہ اوسنے توریت مین اجازت غلامی کی جو اقبح القبائح اور جڑ تمام بدیون کی اور خلاف قانون قدرت کے ہی
دی اسپر پیغمبر صلعم اور اصحاب پیغمبر صلعم اور اتباع اونکے اور علما و صلحا کس شمار مین رہگئے پس اپنے اجتہاد اور
کوشش مین تو حتی الوسع اونھون نے کچھ کوتاہی نہین کی اب نئی منتظر اور متوقع حلول وعید فلیبلغ و تنادو
سنلقی الیک ہٰبانیۃ کے رہین پس قال بہرحال جو کچھ ہوا اوسکی نسبت یہ بات تسلیم ہوسکتی ہی کہ اوس
زمانے کے لوگون کی غلامی کی نسبت یہ رای تھی مگر وہ رای مذہب اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل من اللہ نہین قرار
پا سکتا اقول جناب تمہاری ہی تھی وہ رای مبنی اوپر آیات محکمات اور احادیث صحیحہ اور افعال پیغمبر صلعم
کے تھی اور یہ مسئلہ ہر حال میں مطابق وحی من اللہ کے ہی اور مخالفت اوسکی مخالفت خدا اور رسول و جمیع انبیا
علیہم السلام اور جمیع کتب سماویہ کی ہی اور آپکے اس اقرار سے ثابت ہی کہ کلمہ انما مفید حصر نہین اگر ایسا ہوتا
تو رای قرون ثلثہ کی بالاتفاق اوسکے خلاف پر کیونکر ہوسکتی تھی ایا اون ہزارون بلکہ لاکھون آدمیون مین
کوئی ایک بھی فسق سے خالی نتھا قال اور نہ اسلام پر اون لوگون کی رای سے کچھ داغ لگ سکتا ہی اقول
اسمین کیا شک ہی اونکے دل تو نور قدیم سے منور تھے لیکن اونکی رای ایسی نتھی کہ اوس سے اسلام اور پیشوایان
اسلام اور جمیع انبیا علیہم السلام اور خود ملک علام پر داغ لگ سکے ماشاء اللہ یہ تو آپ ہی کی نئی آگ کی
چنگاریان ہین کہ جنسے خدا سے لیکر اخیار و ابرار تک کوئی بھی انکے ہاتھ سے بدون نہیج نہین بچ سکتا قال مگر یہ بات
ظاہر ہی کہ یہ بحث جو ہمنے شروع کی ایک بحث ہی کہ ساڑھے بارہ سو برس کے درمیان میں شاید کسی نے نہین کی
اور بلا شبہ اسوقت ہمپر خرق اجماع اور تخلف اجماع امت کا الزام لگایا جاتا ہی اقول جناب آپکو نہایت
کسر نفسی اور تنزل اس مقولہ مین کام مین لائے کچھ اور تعلی کیجیے ۵ ترنغ بالا کن کہ ارزانی ہنوز ہے ساڑھے
بارہ سو نہین بلکہ عہد ابراہیم علیہ السلام سے فرمائیے کہ جسکو کئی ہزار برس گذرے اور شاید کا کیا موقع ہی

یقیناً فرمائیے کہ شک کسی نے نہیں کی اور الزام مخالفت اجماع پر ہی اکتفا نہ کیجیے بلکہ مخالفت نصوص
بھی اوسکے ساتھ شامل کر لیجیے اور ہمکو جہاں تک کتب سماویہ اور تواریخ سے معلوم ہوا ہے اوس بنا پر ہم بھی
کہہ سکتے ہیں کہ واقع میں ایسی بحث خلاف نص و اجماع ابتداے پیدایش آدم علیہ السلام سے یا آپ ہی کی ہے یا ایک اور شخص نے
خلاف اجماع ملائکہ اور نص کے ابتداے پیدایش آدم علیہ السلام کے وقت کی تھی سوا اوسکے اور کوئی بحث کرنیوالا
سوا آپ کے سیاحت کا ہم جنس آپ کا نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا **قال** مگر جو کہ مسلمانوں کا مقرر کیا ہوا یہ ایک مسئلہ
ہے کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کر دیتا ہے **اقول** یہ مسئلہ مسلمہ جمہور فقہا نہیں ہے بلکہ صرف فخر الاسلام
اسکے قائل ہیں مگر ہمنے اسکو تسلیم کیا **قال** اور اجماع ثانی شروع ہونے کے لیے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص
اجماع اول سے اختلاف کرے **اقول** یہ آپکا جہل ہے کیفیت و ماہیت اجماع مصطلح سے اجماع اسکا نام ہے
کہ ایک عصر میں جملہ مجتہدین امت محمدیہ ایک مسئلہ پر متفق ہوں پس اگر ایک عصر کے مجتہدین کا اتفاق ہوا
تو اجماع منعقد ہوا اور اگر عوام الناس جیسے کہ آپ ہیں کسی مسئلہ پر متفق ہوئے اوس سے بھی اجماع منعقد
نہیں ہو سکتا اور اگر ماسوا علماے امت محمدیہ کے کچھ لوگ جو خارج از امت ہوں متفق کسی مسئلہ پر ہو گئے
تب بھی اجماع منعقد نہیں ہو سکتا پس ایک شخص نے اگر اجماع سابقہ سے اختلاف کیا اور اجماع جملہ مجتہدان عصر کا
اوسپر ہو گیا تو اوسکا قول اوسیوقت مردود ہو گیا اور وہ قول نہ اوسوقت نہ آیندہ کبھی مقبول ہو سکتا ہے
اور وہ صلاحیت قابلیت احتجاج اور استناد کیواسطے انعقاد اجماع آیندہ کے نہیں رکھتا ہاں اگر اوسی زمانہ میں
مجتہدین امت ایسا اتفاق کر لیں تو اجماع ثانی منعقد ہو سکتا ہے اور یہ صورت اجماع کی نہیں کہ آج
ایک مجتہد نے خلاف اجماع اول کے کچھ کہا اور مجتہد بعد دوسرے نے یہ اجماع نہیں ہے بلکہ اقوال فردی فردی خلاف اجماع
اول جب کبھی پائے جاوینگے اوسیوقت بسبب مخالفت اجماع اول کے مردود ہو جاوینگے اور اجماع ثانی ایک
صورت فرضیہ محض بالذات ہے اب اس عصر میں کہ علماے اسلام شرق سے غرب تک طول و عرض میں منتشر ہیں اجماع
ثانی برخلاف اجماع اول کے عادةً متعسر الحصول بلکہ محال معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اسوقت آپکا قول مخالف اجماع
پایا گیا بالفرض اگر آپ مجتہدان امت محمدیہ سے بھی ہوں تب بھی یہ قول آپکا بسبب انفراد کے ایسا مردود ہے کہ نہ
اسوقت اور نہ کبھی آیندہ درباب انعقاد اجماع آیندہ کے مؤثر ہے **قال** پس جس شخص میں ہوں **اقول** اجی حضرت

آپ تو لاکھوں ہونگے
لیس فیہ فسق و ادب
الناس ایھا و لیس
اور تمہید عت کہ فسق پیدا
اور نہیں ہے وہ مت محمد
اطلاق مجتہد کا ہرگز نہ
اور دخل علوم عربیہ شرط
خوب ظاہر ہے قال
زمانہ میں ہیں مگر میں
آخروی ہے اور جسکی صف
آئے ہیں وہ اوسکی نسبت
مدینۃ العلم و عل
ویعلمھم الکتاب
ایا وہ علم حکمت علم نجوم
اور ہے خبر ہی اور وہ
تاکہ معلوم ہو وے کہ
اونکے بتسام جان
اوس علم کا نہیں
حق میں خدا فرماتا ہے
ترقی تھا یا اس زمانہ

آپ سے تو لاکھون ہونگے اونکا کیا اعتبار ہی اجماع کے انعقاد کی اہلیت کسی عامی کو حاصل نہین ہی وجہی یہ کل مجتہد لیس فیہ فسق ولا بدعۃ فان الفسق یورث التہمۃ ویسقط العدالۃ وصاحب البدعۃ یدعی الناس الیہا ولیس ہو من الامۃ علی الاطلاق اہلیت اجماع حاصل ہوتی ہی ہر مجتہد کو کہ ہووے اوسمین فسق اور بدعت کہ فسق پیدا کرتا ہی تہمت کو اور ساقط کر دیتا ہی عدالت کو اور صاحب بدعت بلاتا ہی آدمیونکو بدعت کیطرف اور نہین ہی وہ امت محمدیہ سے علی الاطلاق پس آپ بطریق اہلیت اجتہاد انعقاد اجماع کی نہین رکھتے علاوہ بران آپ پر اطلاق مجتہد کا ہرگز ہی نہین ہو سکتا کیونکہ اجتہاد کے لیے ضبط آیات و احادیث ضروریہ اور علم بلغات قرآن و احادیث اور دخل علوم عربیہ شرط ہی اور یہ امور جیسا کچھہ کہ آپ مین موجود ہین کچھہ حاجت بیان کی نہین ہماری تحریر سابقہ سے خوب ظاہر ہی **قال** ای میرے بھائی مسلمانون آلخ **اقول** بیان مجتہد صاحب مدعی ترقی علم کے اس زمانہ مین ہین مگر مین نہین سمجھتا کہ اونکے نزدیک وہ علم و حکمت جو باعث نجات دائمی اور موجب نعمت و درجات اخروی ہی اور جسکی صفت و ثنا قرآن و حدیث مین ہی اور جملہ علما و حکما ابتدا سے اوسکو شرف و اعلی کہتے آئے ہین اور اوسکی نسبت خدا فرماتا ہی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ اور پیغمبر صلعم فرماتے ہین انا مدینۃ العلم و علی بابہا اور خدا فرماتا ہی کہ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْہُمْ یَتْلُوْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ اور جسکے سبب نوع انسان کو شرافت سائر انواع حیوانی پر دی ہی کسکا نام ہی آیا وہ علم و حکمت علم نجوم ہی یا طب ہی یا جغرافیہ ہی یا جبر و مقابلہ ہی یا ہیئت ہی یا ہندسہ ہی یا علم جر ثقیل ہی یا ان سب کے سوا اور کچھہ اور ہی چیز ہی اور وہ خیر القرون یعنی قرن ثانی و ثالث مین بر سر ترقی تھا یا اب ہی اسکی شرح مہربانی فرما کر لکھین تا کہ معلوم ہووے کہ مجتہد صاحب اس علم و حکمت کے نام سے بھی آگاہ ہین یا نہین اور کچھہ بھی بو اوس کی اونکے مشام جان تک پہونچی ہی یا نہین جنہنے اونکے تہذیب الاخلاق مین اب تک ایک حرف بھی اوس علم کا نہین دیکھا اور جو بات دیکھی وہ برخلاف ہی اخلاق اوس صاحب خلق عظیم صلعم کے بھی جسکے حق مین خدا فرماتا ہی اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور جس قرن کی نسبت خیر القرون کی وارد ہی وہ علم بر سر ترقی تھا یا اس زمانہ مین اور اوس قرن کو خیر القرون کس علم کے اعتبار سے فرمایا ہی ذری اسکی شرح فرماؤ فقط

تمت

خاتمۃ الطبع

بعنایتِ بے غایتِ ایزدِ متعال و اعانتِ لانہایتِ قادرِ ذو الجلال کتاب ہدایت نصاب

ردّ الشقاق فی جواز الاسترقاق تصنیفِ تحریرِ علّام حبرِ فہّام امام المتکلمین عصر

مقدام مناظرین دہر ذو الرای الصائب جناب کمالات انتساب مولانا مولوی محمد علی صاحب

تحصیلدار پرگنہ بلاری ضلع مرادآباد بجواب ہفوات و دفع شبہات رسالہ

تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام کہ مصنف ممدوح الصدر نے نصوص

قطعیۂ قرآنیہ اور احادیث صحیحۂ نبویہ سے قلع و قمع بنیاد الحاد کا کیا ہے

ایک ایک شبہ و وہم کا چند طرق جواب دیا ہے اغلاط فاحش

مصنف تبریۃ الاسلام ثابت کیے ہیں آخر میں تمثیل دی نظیر

جواب طلب ہیں واسطے دفع شبہات منکرین جواز استرقاق

کے کتاب بیان قاطع اور رفع خدشات

متوہمین کے حجت ساطع ہے مطبع نظامی

واقع کانپور میں باہتمام

امیدوار رحمت رب غفور عاجز محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مبرور عشرۂ اولیٰ شعبان المعظم سنہ ۱۲۹۱ھ

میں بعد تصحیح و نظر ثانی مصنف علام طبع ہوئی مومنین مخلصین کو پسند و مرغوب ہو الحمد للہ رب العالمین فقط

وجہ ختم بر خاتمہ

واسطے سند اس بات کے کہ یہ کتاب لاجواب مطبوع طبائع خاص و عام چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہے مہر و دستخط مہتمم کے لکھے گئے فقط

محمد روشن خان حنفی سنہ ۱۲۵۳

محمد عبد الرحمن بن حاجی

العبد

عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مرحوم حنفی تعلم خود



صحتنامہ رد الشقاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱	نہووے	نہوی
۵۳	۶	غیبر	عیبر
"	۹	تلوّن	تلوّن
۶۳	۲۲	لاً	لاً
۷۲	۹و۱۰	تمتتع	تمتع
۹۵	۲۱	قطعہ	ابیات
۱۰۲	۹	بالتغو	بِاللغو
۱۰۵	۲۱	مسّل	سبق
۱۱۰	۱۶	اماء	اِماء
۱۱۷	۱۱	نعبو	نسبو
۱۲۱	۱۲	فی	افی
"	۱۹	نفین	تعین
۱۲۳	۱۲	اکثر	اگر
۱۲۹	۷	تجدید	تحدید
۱۳۲	۱۴	قائل	قابل
۱۳۶	۱۴	اوسکا	اسکا
۱۴۳	۴	ایسی	ایسا
۱۴۹	۹	ثلت	ثلث
۱۵۰	۶	نہو	نہو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۵	۲	لائق	لاحق
۱۶۱	۲۰	رکّل	رکّل
۱۸۱	۱۳	بین	من
۱۹۳	۱۹	الرسول	رسول
۱۹۷	۱	تمام	کہ تمام
۲۰۰	۱۲	قائل	قائل
۲۲۴	۱۳	قتلاً	قتلاً
"	۱۴	ترجح	ترجیح
۲۴۰	۱۰	آیت	قُریتہ
۲۴۲	۱۹	ہی	رہی
۲۸۰	۱۱	اعہات	امہات
۲۸۷	۱۲	اصابۃ	اصابہ
۲۹۲	۳	لایستمع	ان اللہ لایسمع
۲۹۹	۱۶	مذکور	بدر
۳۰۰	۵	تجدید	تحدید
"	۹	اصول میزان	اصول و میزان



صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۹	حدیث	حرمت	۳۱۰	۱۴	کیواسطے	کی واسطے

تتمہ

انتباہ

صفحہ ۲۱۲ سطر ۱ لغایت ۵ اپر جو حدیث مع شرح نقل ہوئی ہے اوسکی شرح و متن کے تمیز کے نشان اسی صفحے کی سطر ۴ مین ہوئے تھے مگر چونکہ چھاپے کے وقت وہ علامت نہ بن سکی لہذا زیر خط جو عبارت ہے اور نیز سطر ۱۳ کی اسقدر عبارت فان لہ فی الخمس الثلث من ذلک عبارت متن سمجھنی چاہیے اور باقی عبارت شرح فقط

قطعہ تاریخ طبع

ردالشقاق بھر زیارات منکرین — از طبع گشت قابل تحسین و آفرین

ہاتف ز غیب داد ندا بہر سال طبع — ردالشقاق دافع برہان ملحدین

سنہ ۱۳۹۱ھ

سلط	صحیح
سطے	کی واسطے

ہی اوسکی
سر ہم مین
دہ علامت
ہی

بل تحسین وآفرین
دافع برہان ملحدین
۱۲۹۱ھ

NOT TO BE ISSUED

CHECKED 1995

Checked
1987